الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر دوم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ حلیۂ طبع پوشید

باہتمام بی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

فہرست مضامین پیراہن یوسفی جلد دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر دوم پیراہن یوسفی ترجمہ مثنوی مولوی معنوی

مثنوی معنوی		پیراہن یوسفی	
مدتے این مثنوی تاخیر شد	مہلتے بایست تا خون شیر شد	مثنوی کو دیر اک مدت ہوئی	تاکہ خون ہو شیر بس مہلت ہوئی
تا نہ زاید بخت تو فرزند نو	خون نگردد شیر شیرین خوش شنو	تا نہ تیری بخت سے فرزند ہو	خون نہ ہوئے شیر شیرین جان لو
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان	باز گردانید ز اوج آسمان	جو ضیاء الحق حسام الدین نے	باگ پھر پھیری فلک کے اوج سے
چون بمعراج حقائق رفتہ بود	بے بہارش غنچہا ناشگفتہ بود	جو تھا معراج حقائق کو گیا	بے بہار اسکے نہیں غنچہ کھلا
چون ز دریا سوئے ساحل باز گشت	چنگ شعر مثنوی باساز گشت	جبکہ دریا سے کنارے پر پھرا	چنگ شعر مثنوی بجنے لگا
مثنوی کہ صیقل ارواح بود	باز گشتنش روز استفتاح بود	مثنوی کہ صیقل روح تھی دلا	اس کا پھر آنا وہ استفتاح تھا
مطلع تاریخ این سودا و سود	سال ہجرت ششصد و شصت و دو بود	مطلع تاریخ اس کا جان لے	چھ سو باسٹھ سال و سن ہجری کے تھے

لہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مثنوی کو دیر ایک مدت ہوئی الخ یہ شعر واضح ہو کہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کو مقام عشق میں بسبب استیلائے جذب مشاہدہ تجلیات تکوین کے استغراق ہوا تھا کہ لازمہ عشق ہے راز گوئی مثنوی معطل رہی کیونکہ جذب عشق سے جان سالک کی انتہا کو سیر باللہ سے کہ مقام تلوین ہے عروج کر کے سیر فی اللہ میں مستغرق ہوتی ہے اور جس مدت تک کہ خدا چاہتا ہے وہ جان سالک کی اس سیر میں محو رہتی ہے چنانچہ شیخ محی الدین کی علیہ الرحمۃ کو دو برس تک یہ مقام محویت کا رہا تھا کہ اوصاف بشریت اس نے بدل کر استعداد انکشاف غوامض عرفان پیدا ہوا جبکہ جان محویت سیر فی اللہ سے نکل کر سیر فی اللہ میں کہ بقا باللہ اس کو کہتے ہیں آتی ہے تمکین حاصل ہوتی ہے اور عوارف کہتے ہیں جو کہ مولانا کو محویت عشق سے مقام معرفت کا آیا تو دفتر دوم میں عوارف بیان فرمائے۔ اور اہل شرح لکھتے ہیں بحوالہ نفحات الانس کہ مولانا مثنوی بپاس خاطر مولانا حسام الدین چلپی علیہ الرحمۃ کے لکھتے تھے جو کہا ہلیہ حسام الدین صاحب کا انتقال ہوا اس واسطے مثنوی میں مقام معرفت کا آنا سیر و سلوک مولانا میں پایا جاتا ہے آیندہ واللہ اعلم بالصواب۔ آمدم برسر مطلب مثنوی کے بیان میں ایک مدت دیر ہوئی تاکہ اس مہلت میں خون شیر ہو لیکن جبتک تیرے بخت سے فرزند پیدا ہو خون شیر شیرین نہ ہوئے یعنی مثنوی کے بیان میں اس واسطے مہلت ایک مدت کی ہوئی کہ غذائے نفسانی بدل کر غذائے روحی ہو مگر جبکہ فرزند جان نفس سے اس عالم میں پیدا ہو یعنے بچہ رحم مادر میں خون کھاتا ہے جبکہ پیدا ہوتا ہے تو وہ خون پستان مادر میں شیر ہو جاتا ہے اسی طرح جان جان سالک کو مقام عشق میں بسبب شرکت نفس کے غذائے باطنی برائے تشبیہ لذائذ نفسانیہ میں پہونچتی ہے مثل سماع و حسن پرستی وغیرہ کے جب کہ جان اس نفس سے نکل کر عالم امر میں مشاہدہ جمال الٰہی کرتی ہے تو وہ غذا براہ تنزیہ انکشاف عوارف میں جان کو ملتی ہے پس اس غذا کے حاصل کرنے کو جان عالم امر کو گئی اس واسطے بیان مثنوی میں تاخیر ہوئی چنانچہ اگلے شعر میں جان کے آنے و جانے کا حال بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سے ضیاء الحق الخ یہ شعر جو ضیاء الحق حسام الدین نے اوج فلک سے اس طرف باگ پھر پھیری جو کہ معراج حقائق کو گیا تھا بغیر بہار اسکے غنچہ دل نہیں کھلا واضح ہو کہ مولانا نے ضیاء الحق حسام الدین نام حضرت رسول مقبول کا مثنوی میں رکھا ہے چونکہ مراد رسول اللہ ہیں پس بیان ضیاء الحق سے مراد رسول اللہ ہیں یعنی میرا محبوب کہ معراج حقائق کو گیا تھا اوج فلک سے واپس آیا جبکہ دریا کنارے پر پھرا چنگ شعر مثنوی بجنے لگا مثنوی کہ صیقل روح تھی واپس آنا جان کا روز استفتاح تھا یعنے روز کشادگی و بسط قلب کا تھا جو کہ جان دریائے حقائق میں غرق ہو گئی تھی اسکے واپس آنے سے پھر مثنوی کہنا جاری ہوا کیونکہ مثنوی سے جان کو صفائی حاصل ہوتی ہے مطلع تاریخ اس دفتر کا چھ سو باسٹھ ہجری تھا بلبل اس جا سے گیا تھا پھر باز ہو کر شکار معنی کیلیے یعنی جان میری کہ سبب عشق کے بلبل ہو چکی تھی ادھر سے باز ہو کر واسطے شکار کرنے معرفت کے لوٹی ہے یعنی ادھر سے عارف ہو گئی تھی ادھر سے عارف ہو کر لوٹی ہے آگے مناجات بیان کرتے ہیں فافہم ۱۲

بلبلی زینجا برفت و بازگشت	بہر صید این معانی بازگشت	بلبل اس جا سے گیا تھا پھر پھرا	صید معنی کے لیے باز اک ہوا
ساعد شہ مسکن این باز باد	تا ابد بر خلق این در باز باد	دست شہ اس باز کی جا ہو جیو	خلق پر دائم یہ در وا ہو جیو
آفت این در ہوا و شہوت است	ورنہ اینجا شربت اندر شربت است	آفت اس در کی ہے شہوت در ہوا	ورنہ شربت مین ہی شربت ہی بھرا
این دہان بربند تا بینی عیان	چشم بند آنجہان حلق و دہان	یہ دہان کر بند تا دیکھے عیان	ہی نظربند اُس جہان کا یہ دہان
اے دہان تو خود دہانۂ دوزخی	وے جہان تو برمثال برزخی	اے دہان تو خود دہان دوزخ کا ہی	اے جہان ہمرنگ تو برزخ کا ہی
نور باقی پہلوے دنیاے دون	شیر صافی پہلوے جوہاے خون	نور باقی متصل دنیا کے ہے	شیر صافی متصل ہے خون کے
چون درو گامے زنی بے احتیاط	شیر تو خون میشود از اختلاط	جو قدم اسمین رکھے بے احتیاط	شیر تیرا خون ہوا از رہ اختلاط
یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس	شد فراق صدر جنت طوق نفس	رکھا آدمؑ نے قدم با ذوق نفس	ہوگئی جنت کی فرقت طوق نفس
ہمچو دیو از وے فرشتہ میگریخت	بہر نانے چند آب از چشم ریخت	بھاگتے تھے دیو سان اُس سے ملک	رُوئے روٹی کے سبب تھے تا تلک
گرچہ یک مو بد گنہ کو جستہ بود	لیک آن مو در دو دیدہ رستہ بود	بال سا اُس سے گنہ گرچہ ہوا	پردہ پر بال اُسکی آنکھوں کا بنا
بود آدم دیدۂ نور قدیم	موے در دیدہ بود کوہ عظیم	تھا جو آدم دیدۂ نور قدیم	بال آنکھوں مین ہوا کوہ عظیم
گر دران حالت بکردی مشورت	در پشیمانی نکردی معذرت	گر وہ اس حالت مین کرتا مشورت	نے پشیمانی سے کرتا معذرت
زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد	مانع بدفعلی و بدگفت شد	عقل سے جو عقل اک باہم ملے	دور بدفعلی و بدگوئی کرے
نفس چون با نفس دیگر یار شد	عقل جزوی عاطل و بیکار شد	نفس سے جو نفس باہم یار ہو	عقل جزوی عاجز و بیکار ہو
گر ز تنہائی تو ناہید شوی	زیر ظل یار خورشیدے شوی	گر تو تنہائی سے جیون ناہید ہو	زیر سایہ یار کے خورشید ہو

لہ دست شہ الخ یہ شعر اسی آرزو کی جا دست شاہ ہو جیو اور خلق پر یہ در کشادہ ہو جیو یعنی جان کو قرب الٰہی ہمیشہ حاصل ہو جیو اور مخلوق پر در معرفت مفتوح ہو جیو اس معرفت کی آفت ہوا و شہوت ہے ورنہ یہاں شربت اندر شربت کے ہے یعنی معرفت کو شہوت اور ہوا آفت ہے ورنہ یہاں دنیا مین معرفت اندر معرفت کے ہے اس دہن کو بند کر تا ظاہر دیکھے کہ اس جہان کی نظربندی تماہن ہے یعنی دہن کو لقمہ لذیذ نفسانی یا بیان محال سے بند کر کس واسطے کہ دہن اس جہان کی نظربندی ہے کہ حقائق اس جہان کے بسبب خط نفسانی کے ظاہر نہیں ہوتا ہے آگے مخاطب دہن سے ہیں اے دہن تو خود دہن دوزخ کا ہے اور اے جہان تو ہمرنگ برزخ کا ہے یعنی یہ جہان و رہان جنت و دوزخ کے ہے اگر دہن بند لذائذ سے کیا جنت کو گیا اور اگر کھولا دوزخ مین پڑا نور باقی متصل اس دنیا کے ہے جیسے شیر صافی متصل خون کے ہے یعنی اگر ریاضت ہو شل شیر صاف ہو ورنہ گندگی سے خون ناپاک اسی واسطے رستی سے نور دنیا مین حاصل ہو ورنہ گندگی سے حسرت دنیا ہو اگر قدم دنیا مین بغیر تعقیل رکھے شیر تیرا خون ہو بسبب اختلاط لذت دنیا کے یعنی بسبب اختلاط امور دنیا کے حسنات تیرے سیئات ہو جائینگے اسکی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؂ رکھا آدم نے الخ شعر یعنی آدم ؑ نے ساتھ ذوق نفس کے قدم رکھا فرقت جنت سے ہوئی اور فرقت جنت کی طوق نفس کی ہوگئی یعنی بسبب خواہش نفسانی کے خارج جنت سے ہوے اور فراق جنت نفس کا بال ہوا فرشتے مثل دیو کے انسے بھاگتے تھے اور مدت تک روٹی کے واسطے وہ روے اگرچہ بال کے برابر انسے گناہ صرزد ہوا لیکن انکی آنکھ مین وہ پر بال بنا کیونکہ آدم دیدہ نور قدیم تھے بال انکی آنکھ مین کوہ عظیم ہوا اگر اس حالت مین کچھ مشورہ کرتے پشیمانی سے معذرت نہ کرتے آگے تعلیم فرماتے ہین کہ عقل سے جو ایک عقل باہم ہے بدفعلی و بدگوئی دور کرے نفس سے جو ایک نفس یار ہو دے یہ عقل جزوی عاجز و بیکار رہو دے یعنی اگر اہل عقل سے کہ مرشد ہے اگر عقل مشورہ کرے برائی دور ہو اور اگر نفس سے کہ غافل ہین ملے ظاہر و بیکار رد عاجز ہو اسی طرح آدم علیہ السلام نے مشورہ حق سے نہ کیا اور اہل نفس یعنے حوا کا کہنا کیا پشیمانی سے معذرت خواہ ہوے چنانچہ اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؂ گر تو تنہائی الخ اشعر اگرچہ تو تنہائی سے مانند زہرہ کے ہو ولیکن یار کے زیر سایہ خورشید ہو یعنی اپنی راے سے اگر تو خلوت گیری کرے گے زہرہ کے مانند نوردار و بلند مرتبہ ہو ولیکن مرشد کی حضوری سے مثل خورشید کے روشن ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

رو بجو یار خدایی را تو زود
چون چنان کردی خدا یار تو بود

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت است
آخر آن را ہم ز یار آموخت است

خلوت از اغیار باید نے ز یار
پوستین بہر دے آمد نے بہار

عقل با عقل دگر دو تا شود
نور افزون گشت و رہ پیدا شود

نفس با نفس دگر خندان شود
ظلمت افزون گشت و رہ پنہان شود

یار چشم تست اے مرد شکار
از خس و خاشاک او را پاک دار

ہین بجاروب زبان گردی مکن
چشم را از خس رہ آوردی مکن

چونکہ مومن آئنہ مومن بود
روے او ز آلودگی ایمن بود

یار آئنہ ست جان را در حزن
بر رخ آئینہ اے جان دم مزن

تا نپوشد روے خود را از دمت
دم فرو بردن بباید از دمت

کم ز خاکی چونکہ خاکی یار یافت
از بہارے صد ہزار انوار یافت

آن درختے کو شود با یار جفت
از ہوائے خوش ز سر تا پا شگفت

در خزان چون دید او یار خلاف
در کشید او رو و سر زیر لحاف

گفت یار بد بلا آشفتن است
چونکہ او آمد طریقم خفتن است

پس بخسپم باشم از اصحاب کہف
بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف

جلد[1] جا کر ڈھونڈھ حق کے دوست کو
جو کرے ایسا تو حق کا دوست ہو

جس نے خلوت میں نظر کو بند کی
یار سے سیکھا ہے آخر اس کو بھی

خلوت اغیار ون سے ہے نے یار سے
پوستین سردی میں نے گرمی میں ہے

عقل اک اور عقل سے جا کر ملے
ہو زیادہ نور اور رستہ کھلے

نفس اک اور نفس سے فرحت لے کھلے
ہو زیادہ ظلمت اور رستہ چھپے

اے[2] شکاری آنکھ تیری یار ہے
پاک رکھ اسکو خس و خاشاک سے

گرد جاروب زبان سے مت اڑا
اور خس رہ سے تو آنکھوں کو بچا

کیونکہ مومن آئنہ مومن کا ہے
اسکا رو آلودگی کو کب رکھے

یار آئینہ ہے غم میں جان کا
آئینہ پر دم نہ مار اے جان فزا

تا چھپائے رو نہ دم سے وہ ترے
روکنا بس چاہیے دم کو تجھے

خاک سے کیا کم ہے تو کہ پائے یار
خاک دے غنچے کھلائے سو بہار

جو شجر کہ یار سے اپنے ملے
بس ہوائے خوش سے سر تا پا کھلے

جو[3] خزان میں پائے وہ یار خلاف
تو چھپائے منہ کو وہ زیر لحاف

بولا یار بد سے ملنا رنج ہے
جو وہ آئے سونا مجکو گنج ہے

سو رہوں تو ہوں میں ہم صحاب کہف
اچھا دقیانوس سے ہے خواب کہف

[1] جلد جا کر الخ یعنی بس جلد جا کر تو دوست حق کو تلاش کر کہ اس کام کے کرنے سے تو دوست حق کا ہو جس نے خلوت میں نظر بند کی آخر اسکو بھی یار ہی سے سیکھا ہے خلوت اغیار سے ہے نہ یار سے پوستین سردی میں ہوتا ہے نہ گرمی میں یعنی اگرچہ خلوت میں نظر بند کر تلاش نے یار سے سیکھا ہے کہ خلوت اغیار سے کرتے ہیں از راہ دید کے یار سے نہیں کرتے ہیں اگر ایک عقل دوسری عقل سے ملے تو زیادہ ہو اور راستہ کھلے اور اگر ایک نفس دوسرے نفس سے راحت پذیر ہو ظلمت زیادہ ہو اور راستہ پوشیدہ ہو یعنی دین حق یار ہے تامل کر کہ روشنی حاصل ہو اور راہ سلوک پائے اور پوست نفس سے مت مل کہ ظلمت دل میں بڑھے چنانچہ اس بد کا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [2] اے شکاری الخ شعر اے شکاری تیری آنکھ یار ہے اسکو خس و خاشاک سے پاک کر یعنی اے عارف تیری چشم از دیدہ کہ تیری یار ہے کہ اسی سے تو شکار معرفت کو پکڑ سکتا ہے خس و خاشاک غیر سے کو مت لگنے دے کہ دید میں نقصان نہ ہو جاروب زبان سے گرد مت اڑا تو خس راہ سے آنکھ کو بچا یعنی قال بیہودہ نہ کر کہ چشم دید خیال بد سے لے پھر ہو جاوے کیونکہ مومن آئینہ مومن کا ہے اسکا رو آلودگی نہیں رکھتا ہے جان کے غم میں یار آئینہ ہے تو اے جان آئینہ پر دم نہ مار یار رو چھپائے دم سے تیرے پس دم کو تجھے روکنا چاہیے یعنی مومن آئینہ مومن کا ہے بموجب حدیث المومن مرآۃ المومن یعنی ذات حق کہ معشوق ہے آئینہ عارف کی تمام عالم کو دیکھتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس مشاہدہ سے مشہود ہوتا ہے کہ تمام عالم حق ہے اور وہ آئینہ روئے معشوق ہے اور آلودگی نہیں رکھتا ہے تو اس آئینہ پر اے جان دم نہ مار کہ مکدر ہونے سے یار منہ نہ چھپائے یعنی براہ شہوت غیر حق اس روے معشوق کو مت دیکھ کہ ذات حق منہ نہ چھپائے بحر العلوم آگے مثال ہے تو کیا خاک سے کم ہے یار کو خاک پائے اور سو غنچے بہار کھلائے جو شجر اپنے یار سے ملے ہوائے خوش سے سر تا پا کھلے یعنی تیرا مرتبہ خاک سے تو کم نہیں ہے دیکھ خاک اپنے یار بہار سے جو ملتی ہے تو کیا کیا گل و بوٹا کھلاتی ہے اگر تو اپنے یار ذات حق سے ملے گا تو کیا کچھ مرتبہ پائے گا اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو خزان میں الخ شعر جو شجر خزان میں یار خلاف پائے تو منہ کو چھپائے زیر لحاف شجر نے کہا کہ یار بد سے ملنا باعث رنج ہے اگر وہ آئے تو مجھ کو سو رہنا گنج ہے یعنی خزان یار بد ہے اس سے شجر بے ثمر ہو کر پوشیدہ ہو جاتا ہے ایسے ہی نفس یار بد ہے اس سے دور ہونا چاہیے سو رہوں تو اصحاب کہف ہو جاؤں کہ دقیانوس سے خواب کہف بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

یقظشان مصروف قیانوس بود	خواب شان سرمایۂ ناموس بود	① انکا جگنا صرف قیانوس تھا	سونا انکا مایۂ ناموس تھا
خواب بیداریست چون با دانش ست	وای بیداری کہ با نادان نشست	سونا جگنا ہی جسے ہے دانش کے ساتھ	حیف وہ جگنا کہ نادان کے ہی ساتھ
چونکہ زاغان خیمہ بر گلشن زدند	بلبلان پنہان شدند و تن زدند	خیمہ گلشن مین جو زاغون نے کیا	بلبلین سب جا بسین اک اک جدا
زانکہ بی گلزار بلبل خامش ست	غیبت خورشید بیداری کش ست	بلبلین خاموش ہین بے گلزار کے	غیبت خور کھوتی بیداری کو ہے
آفتابا ترک این گلشن کنی	تاکہ تحت الارض را روشن کنی	② آفتابا ترک یہ گلشن کرے	تو زمین کا تحت تو روشن کرے
آفتاب معرفت را نقل نیست	مشرق او غیر جان و عقل نیست	آفتاب معرفت کو نقل نے	مشرق اسکا غیر جان و عقل نے
خاصہ خورشید کمالی کان سریست	روز و شب کردار او روشن گریست	خاص اس سے جو ہے شمس کمال	رات دن روشن کرے ہے اسکا حال
مطلع شمس آی اگر اسکندری	بعد ازان ہر جا روی نیلوفری	آ تو مطلع خور مین گر طالب ہے تو	بعدہ جائے جہان صاحب ہے تو
بعد ازان ہر جا روی مشرق بود	شرقہا بر مغربت عاشق شود	بعدہ جاے جہان مشرق بنے	مشرقین عاشق ہون مغرب پر ترے
حس خفاشت سوی مغرب دوان	حس درپاشت سوی مشرق روان	حس خفاشی تری مغرب کو آئے	حس انواری تری مشرق کو جائے
راہ حس راہ خران است ای سوار	ای خران را تو مزاحم شرم دار	③ راہ حس رہ ہے گدھونکی اے شتر	تو گدھون کا ہووے راغب شرم کر
پنج حسی ہست جز این پنج حس	آن چو زر سرخ و این حسہا چو مس	پانچ حس کے اور سوا ہین پانچ حس	وہ مثال زر ہین اور یہ مثل مس
اندران بازار کایشان ماہرند	حس مس را چون حس زر کی خرند	جو کہ ہین آگاہ اس بازار مین	حس مس کو مثل حس زر نہ لین
حس ابدان قوت ظلمت میخورد	حس جان از آفتابی می چرد	حس تن ظلمت کی کھاتا ہے غذا	حس جان خورشید سے ہے ضیا
ای ببردہ رخت حسہا سوی غیب	دست چون موسی برون آور ز جیب	اے حسون کو غیب مین تو لے گیا	دست موسی سا دکھا دے معجزا
ای صفاتت آفتاب معرفت	و آفتاب چرخ بند یک صفت	اے تری صفتین ہین شمس معرفت	آفتاب چرخ رکھے اک صفت

① انکا جگنا الخ یہ شعر کیونکہ انکا بیدار رہنا مصروف قیانوس اور سونا باعث ننگ و ناموس تھا وہ سونا جاگنا ہے کہ جو عقل کے ساتھ ہو افسوس اس جاگنے سے کہ نادانی کے ساتھ ہو یعنے اگر بیخبری کے ساتھ سونا ہے وہ بیداری ہے اس سونے سے کہ بیخبری سے سوئے جیسے اصحاب کہف کہ اُنکا سونا اور دن کی بیداری سے بہتر ہے زاغون نے خیمہ گلشن مین کیا اور بلبلین گلشن سے چلی گئین بلبلین خاموش ہین بغیر گلزار کے غیبت خورشید کی بیداری کو کھوتی ہے یعنی ظل پیر کہ خورشید ہے اگر عارف کے دل سے اٹھ گیا زاغ نفس کو غلبہ ہوا اور بلبل جان خاموش ہو کیونکہ بیداری اُن ظل پیر سے ہے چنانچہ اس آفتاب کے حقائق آگے ہین وافہم ② آفتابا الخ یہ شعر اے آفتاب تو اس گلشن کو ترک کرتا تحت زمین کا تو روشن کرے آفتاب معرفت کو نقل نہین ہے اسکا مشرق سوا جان و عقل کے نہین خاص کر اس سے کہ آفتاب کمال ہے رات دن روشن کرے اسکا حال ہے یعنی آفتاب معرفت کہ حق کی طرف سے ہو وہ کب مثل اس آفتاب کے غروب ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ روشن رہتا ہے نہیں تو اس مطلع خورشید مین پھر تو جہان چاہے جا صاحب ہے تو یعنی مطلع خورشید معرفت کہ دل مرشد ہے اسکے زیر سایہ آ کر پھر تجکو کچھ نقصان نہ ہوگا بعدہ تو جہان جائے مشرق ہے اور تیرے مغرب پر مشرقین عاشق ہو وین یعنی پھر تو مرشد ہو جائے گا اور دیکھ دل پر تیرے وجود پر عاشق ہو وین گے حس خفاشی تیرے مغرب کی طرف آئے حس انواری تیری مشرق کی طرف آئے یعنی تیرا جسم مغرب جان مشرق شمس معرفت ہو تو حس تیرا دلونکی تیرے جان کی جانب اور حس بیداریون کی تیری جان کی جانب رجوع کرین گے باقی حال حس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ③ راہ حس الخ یہ شعر راہ حس راہ گدھون کی ہے تو گدھون کا راغب ہووے شرم کر اس پانچ حس کے سوا اور پانچ حس ہین کہ وہ مثال حس کے ہین یعنی حس جان ان حسون تن سے علیحدہ ہے جو لوگ کہ آگاہ ہین اسی بازار مین حس مس کو مانند حس زر کے نہین لیتے ہین حس تن ظلمت کی غذا کھاتا ہے اور حس جان خورشید سے ضیا لیتے ہین کہ اس سے ظلمت آتی ہے اے تو حسون کو غیب مین لے گیا دست موسی کا معجزہ دکھا دے یعنے اے مرشد تیری حس تن کی بسبب جاننے غیب کے ہم صفت جان کے ہوئی ہین تو مثل دست موسی کے صفت جان کو ہاتھ سے ظاہر کر کیونکہ دست موسی سے اثر جان کا ظاہر ہو تا تھا نہ اثر دست کا اے مرشد تیری صفتین شمس معرفت ہین اور آفتاب چرخ ایک صفت رکھتا ہے یعنی اے مرشد تو جامع جمیع صفات ہے اور آفتاب فلک مین ایک صفت روشنی کی ہے چنانچہ اُن صفتون کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

گاه خورشید و گہے دریا شوی	گاه کوه قاف و گه عنقا شوی	گاہ[1] خورشید اور گہ دریا ہو تو	گاہ کوہ قاف و گہ عنقا ہو تو
تو نہ این باشی نہ آن در ذات خویش	اے فزون از وہمہا و ز بیش بیش	تو نہ یہ نے وہ ہی اپنی ذات میں	تجھکو افزون وہم سے جانوں ہوں میں
روح با علم است و با عقل است یار	روح را با تازی و ترکی چہ کار	روح علم و عقل سے یاری رکھے	تازی و ترکی سے بے غرضی رکھے
از تو اے بے نقش با چندین صور	ہم مشبہ ہم موحد خیرہ سر	تجھ سے اے بے نقش با چندین صور	ہیں مشبہ اور موحد خیرہ سر
گہ مشبہ را موحد می کند	گہ موحد را صور رہ می زند	گہ مشبہ کو موحد تو کرے	گہ موحد کو دوئی میں تو رکھے
گہ ترا گوید ز مستی بو الحسن	یا صغیر السن یا رطب البدن	گہ تجھے مستی سے کہے بو الحسن	یا تجھے امرد کہے یا گلبدن
گاه نقش خویش ویران می کند	آن پے تنزیہ جانان می کند	گاہ نقش اپنے کو وہ ویران کرے	ظاہرا تنزیہ جانان کے لیے
چشم حس را ہست مذہب اعتزال	دیدہ عقل ست سنی در وصال	چشم[2] حس رکھتی ہے مذہب اعتزال	سنی چشم عقل ہے اندر وصال
سخرۂ حس اند اہل اعتزال	خویش را سنی نماید از ضلال	حس کے ہیں پابند اہل اعتزال	سنی خود کہلاتے ہیں از رہ ضلال
ہر کہ در حس ماند او معتزلی است	گرچہ گوید سنیم از جاہلی است	جو رہا حس میں وہ ہے معتزلی	خود کو سنی جانتے از رہ جاہلی
ہر کہ بیرون شد ز حس سنی وے است	اہل بینش چشم حس خویش بست	جو کہ چھوٹا حس سے بس سنی ہے وہ	اہل بینش باندھے حس کی چشم کو
ہر کہ از حس خدا دید آیتے	در بر حق ہست ہر طاعتے	جس نے حس حق سے پایا ہی پتا	اُسکی طاعت بس ہے مقبول خدا
گر بدیدی حس حیوان شاہ را	پس بدیدی گاؤ خر اللہ را	دیکھتی گر حس حیوان شاہ کو	دیکھتے بس گاؤ خر اللہ کو
گر نبودی حس دیگر مر ترا	جز حس حیوان ز بیرون ہوا	دوسری حسین نہ ہوتیں گر تجھے	حس حیوان سے سوا اور حرص سے
پس بنی آدم کرم کے بدے	کے بحس مشترک محرم شدے	پس بنی آدم مکرم ہوتے کب	حق کو حس مشترک سے پاتے کب

سلہ ۵ گاہ خورشید الخ شعر کبھی خورشید اور کبھی دریا ہو کبھی کوہ قاف کبھی عنقا ہو تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے اپنی ذات میں قائم ہے تجکو وہم سے افزون جانتا ہوں میں علم و عقل سے روح یاری رکھتی ہے ترکی و تازی سے کچھ غرض نہیں رکھتی ہے تجھ سے اے بے نقش کہ تو اتنی صورتیں رکھتا ہے مشبہ اور موحد حیران ہیں یعنے اے ذات مرشد یہ سب صفات تیری ہیں مگر تو اپنی ذات میں مستقل ہے اور باوجود بے صورتی کے سب صورتیں تیری ہیں اہل تشبیہ اور اہل تنزیہ تجھ سے حیران ہیں کیونکہ مشبہ کو تو موحد کرے اور کبھی موحد کو تو دوئی میں رکھے تجھے مستی کے سبب کامل کہیں اور کبھی تجھے امرد یا گلبدن کہیں کبھی نفس اپنے کو وہ ویران کردے تنزیہ جانان کے لیے یعنے ذات مرشد بسبب فنائیت ذات حق کے یہ سب صفتیں رکھتی ہے اور حس تن کی پابند نہیں رہتی ہے چنانچہ اس کا حال فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ چشم حس الخ شعر چشم حس مذہب اعتزال رکھتی ہے اور چشم عقل اندر وصال کے سنی ہے واضح ہو کہ مذہب معتزلہ رویت حق کو محال جانتے ہیں دنیا و ہم آخرت میں اور سنی رویت حق کے قائل ہیں دنیا و ہم آخرت میں جو کہ رویت حق چشم حس سے نہیں ہوتی ہے اس واسطے مولانا چشم حس کو معتزلہ چشم عقل کو سنی کہتے ہیں از بحر العلوم اسی واسطے حس کے پابند ہیں اہل اعتزال اور خود کو سنی کہلاتے ہیں از راہ گمراہی کے پس جو شخص حس میں رہا وہ معتزلی ہے اور خود کو سنی جانتا ہے از راہ جاہلی کے جو حس سے چھوٹا وہ سنی ہے اور اہل بینش چشم حس کو بند کرتے ہیں جس نے حق کی حس کا پتا پایا اُس کی اطاعت مقبول خدا ہے یعنے جس نے از راہ دید کے حس حق کو دیکھا ہے اس کی اطاعت مقبول ہے اگر حس حیوان شاہ کو دیکھتی تو گاؤ خر خدا کو دیکھے اگر تجھ کو حس حیوان و حرص کے سوا دوسری حس نہ ہوتی پس بنی آدم مکرم کب ہوتے اور حق کو حس مشترک سے کب پاتے یعنے وہ حس کہ خدا و بندہ میں مشترک ہے وہ نظر دید ہے کہ بندہ اسی سے خدا کو دیکھتا ہے نہ یہ حس مشترک کہ جو حواس خمسۂ باطنی میں ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

نامصور یا مصور گفتنت	باطل آمد نے ز صورت رفتنت	نامصور یا مصور تو کہے	ہو نہ باطل تو نہ صورت سے چھٹے
نامصور یا مصور پیش اوست	کہ ہمہ مغز است بیرون شد ز پوست	نامصور یا مصور اسکو ہے	جو ہے مغز اور پوست سے بالکل چھٹے
گر تو کوری نیست بر اعمے حرج	ورنہ رو الصبر مفتاح الفرج	گر تو اندھا ہے تو تجھکو کیا حرج	ورنہ جا الصبر مفتاح الفرج
پردہ ہاے دیدہ را داروے صبر	ہم بسوزد ہم بسازد شرح صدر	آنکھ کے پردونکی ہے داروے صبر	بھی جلائے بھی بنائے شرح صدر
آئینہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک	آئینہ دل کا جو ہووے صاف و پاک	نقش دیکھے تو سوائے آب و خاک
ہم ببینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فراش را	نقش کو دیکھے تو اور نقاش کو	فرش کو دیکھے تو اور فراش کو
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بت معنی او بت شکن	جون خلیل آیا خیال اب یار کا	بت شکن معنی و صورت بت ہوا
شکر یزدان را کہ چون او شد پدید	در خیالش جان خیال خود ندید	شکر حق کو جبکہ وہ آئے خیال	بس خیال اسکے مین جان ہو بیخیال
خاک درگاہت دلم را می فریفت	خاک بر وے کو ز خاکت می شکیفت	خاک در تیری لبھائے دل مرا	خاک اسپر خاک سے تیری پھرا
گفتم ار خوبم پذیرم این ازو	ورنہ خود خندید بر من زشت او	سوچا گر ہون خوب یہ کرلے قبول	ورنہ مجھپر خود ہنسے زشت و فضول
چارہ آن باشد کہ خود را بنگریم	در خور انیم یا نا در خوریم	ہے علاج اب یہ ہو ہمین خویش بین	لائق اسکے ہون ویا لائق نہین
او جمیل است و یحب الجمال	کے جوان نو گزیند پیر زال	ہے جمیل اور وہ یحب الجمال	کب پسند آئے جوان کو پیر زال
طیبات از بہر کہ للطیبین	خوب خوبی را کند جذب ای یقین	طیبات اب کسلیے للطیبین	خوب خوبی کو ہے لیتا بالیقین
خوب خوبی را کند جذب این بدان	طیبات و طیبین بر وے بخوان	خوب خوبی کو ہے لیتا جان تو	طیبات و طیبین اس پر پڑھو

له نامصور الخ ۵ شعر نامصور یا مصور تو کہوے یہ باطل نہ ہووے اگر تو صورت سے نہین چھٹتا ہے اور نامصور یا مصور اس کو کہنا لائق ہے جو کہ مغز ہے اور بالکل پوست سے چھوٹا ہے یعنی نامصور تنزیہ و مصور تشبیہ کو کہتے ہین پس جو شخص پابند صورت کا ہے اور تشبیہ و تنزیہ کو بیان کرتا ہے اس کا کہنا باطل ہے کہ وہ سیر دید کو تشبیہ تنزیہ مین کیا جانتا ہے اگر تو اندھا ہے تو تجھ کو کیا حرج ہے اور اگر اندھا نہین ہے تو جا صبر کر صبر کنجی کشادگی کی ہے یعنی صبر کرنے سے کشود کار ہوتا ہے کیونکہ آنکھ کے پردون کی دارو صبر ہے کہ جلاتی و بناتی شرح صدر کو ہے یعنی جیسے طب مین معالجہ چشم مین صبر آتا ہے اسی طرح کشود چشم صدر مین صبر آتا ہے کہ کثافت کو جلا کر صدر کو صدر کرتا ہے آئینہ دل جو صاف پاک ہووے سوائے آب و خاک کے تو نقش دیکھے یعنے نقوش باطن آئینہ دل مین دکھائی دیوین چنانچہ اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ له نقش کو الخ ۹ شعر تو نقش کو دیکھے اور نقاش کو اللہ تو فرش کو دیکھے اور فراش کو خیال یار کا اب مانند خلیل اللہ کے آیا صورت مین بت شکن و الحنی ہیبت مرشد مانند خلیل کے آئینہ دل صافی مین آئی کہ بظاہر بت ہے و معنی بت شکن کیونکہ بظاہر وہ ہیبت اپنے ساتھ مشغول کرتی ہے مانند بت کے و باطن مین بت نقش کو کہ حجاب حق ہے توڑتی ہے مثل خلیل اللہ کے شکر اللہ کا کہ جب خیال مرشد آئے تو جان خودبینی کا بھول جائے اے مرشد تیری خاک درگاہ میرے دل کو لبھاتی ہے اور اس شخص پر خاک ہو جیو کہ تیری خاک سے برگشتہ ہو سوچا مین کہ اگر مین خوب ہون یہ قبول کرے ورنہ خود زشت مجھپر ہنسے اب یہ صلاح ہے کہ مین خود کو دیکھون کیونکہ لائق اسکے ہون نہین ترجمہ وہ خوبصورت ہے اور دوست رکھتا ہے خوبصورت کو کب پیرزال پسند آئے جوان کو ترجمہ پاک عورتین اب کس لیے واسطے پاک مردون کے خوبصورت خوبی کو لیتا ہے یقین کر خوبصورت خوبی کو لیتا ہے جان لے آیۂ طیبات و طیبین کو اس پر پڑھو یعنے پاک دل واسطے پاک مردون کے ہین اسی طرح پاک دل واسطے ہیبت پاک مرشد کے ہین کہ جنسیت اس مین اثر کرتی ہے و منزل مقصود کو پہونچاتی ہے چنانچہ اس جنسیت کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

درهر آن چیزے کہ تو ناظر شوی | میکند با جنس سیر اے معنوی
در جہان ہر چیز چیزے جذب کرد | گرم گرمی را کشیدہ سرد سرد
قسم باطل باطلان را می کشند | باقیان از باقیان ہم سرخوشند
ناریان مر ناریان را جاذبند | نوریان مر نوریان را طالبند
صافیان ہم صافیان را غب شوند | درد را ہم تیرگان جاذب بوند
زنگ را ہم زنگیان باشند یار | روم را با رومیان افتاد کار
چشم چون بستی ترا جانکندنی است | چشم را از نور روزن صبر نیست
چشم چون بستی ترا تاسہ گرفت | نور چشم از نور روزن می شگفت
تاسۂ تو جذب نورِ چشم بود | تا بپیوندد بنور روز زود
چشم باز ار تاسہ گیرد مر ترا | وانکہ چشم دل ببستی برگشا
این تقاضاے دو چشم دل شناس | کو ہمی جوید ضیاے بیقیاس
چون فراق آن دو نور بے ثبات | تاسہ آوردت کشادی چشمہات
پس فراقِ آن دو نور پایدار | تاسہ چون آرد مر آنرا پاسدار
او چو میخواند مرا من بنگرم | لائق جذبم و یا بد پیکرم
گر لطیفے زشت را در پے کند | تسخری باشد کہ او بر وے کند

جب[1] نظر جس چیز پر تیری پڑی | جنس کی کرتا ہے سیر اے معنوی
کھینچے شے ہر شے کو عالم میں ہر جو | گرم گرمی کو و سردی سرد کو
قسم باطل کھینچے باطل کو ہیں | اور عاقل کھینچے عاقل کو ہیں
ناریونکو ہے کشش ناری کیساتھ | نوریونکو ہے کشش نوری کیساتھ
صاف کی خواہش رکھے ہیں صافیا | اور کدورت چہتے ہیں تیرہ دلان
زنگ کے بس زنگیان ہوتے ہیں یار | روم سے ہے رومیون کو لیکہ کار
جانکنی ہو[2] آنکھ جو باندھے تو اب | آنکھ کو بے نور روزن صبر کب
چشم جو باندھے تو ہوئے بیقرار | نور روزن سے ہیں آنکھیں نوردار
جذب نور چشم سے بیکل تھا تو | تاکہ ملجائے وہ نور روز کو
گر کھلی آنکھون سے تو بیتاب ہے | جان چشم دل بندھی ہیں کھول لے
یہ تقاضے دونون آنکھیں دلکو جان | کہ ضیا کو ڈھونڈھتی ہیں وہ عیان
جو فراق اُن دونون نور نیست کا | کردے بیتابی سے تیری چشم وا
پس فراق اُن دونون نور ہست کا | کرتا ہے بیتاب جان اُسکو دلا
وہ[3] بلائے مجکو دیکھون آپ کو | جذب کے لائق ہون یا ہون زشت رو
گر شکیل اک زشت کو پیچھے رکھے | سب ہنسین کہ یاری اس سے یہ کھی

[1] جب نظر الخ شعر جبکہ نظر تیری جس چیز پر پڑی سیر جنس کی کرتا ہے اے معنوی یعنی جب ہیبت مرشد کی دل میں قائم ہوئی تو اُس وقت نظر ارزانی دیدہ کی جس شے پر پڑیگی سیر جنس کی اُس شے میں کریگی کیونکہ ہیبت مرشد معنی ہے پس سیر معنی کی معنی کرتا ہے از راہ جنسیت کے بموجب قول معروف الجنس مع الجنس انس یعنی جنس محبت رکھتی ہے جنس سے کیونکہ شے ہر شے کو عالم میں کھینچتی ہے گرم گرمی و سرد سردی تو قسم باطل کھینچتی ہیں باطل کو اور عاقل کھینچے ہیں عاقل کو ناریونکو کشش ناری کے ساتھ ہے نوریونکو کشش نوری کے ساتھ ہے یعنی ناری صورت پرست و نوری اہل معنی صاف کی خواہش رکھتے ہیں صافی اور کدورت چاہیے تیرہ حال زنگ کے زنگی یار ہوتے ہیں روم سے رومی کام رکھتے ہیں یعنی اسی طرح چشم باطن ہر شے میں اپنی جنس کو مشاہدہ کرتی ہے چنانچہ اس چشم باطنی کا حال آگے فرماتے ہیں بمثال چشم ظاہر فافہم ۱۲ [2] جانکنی ہو الخ شعر جو تو آنکھ بند کیے جانکندنی ہو کیونکہ آنکھ کو بے نور روزن صبر کب ہے جو تو چشم کو بند کرے تو بیقرار ہووے کہ نور روزن سے چشم نور رکھتی ہے تو بیقرار تھا کشش نور سے کہ تا نور روزن سے نکل جاوے اگر کھلی آنکھون سے تو بیقرار ہے تو جان لے کہ چشم دل کی بند ہے اس کو کھول دے پس جان لے کہ یہ دونون تقاضے دل کی آنکھون کی ہیں کہ روشنی کو وہ ظاہر ڈھونڈھتی ہیں یعنے بند چشم کو کھلی چشم سے جو بیقراری ہے جان لے کہ یہ دونون چشم دل کے تقاضے ہیں جو فراق اُن دونون نور نیست تیرے کا چشم ظاہر کو بیقراری سے کھول دے یعنے نور روز ان چشم ظاہر و نور روزن باطن کے فراق سے تو آنکھیں کھولتا ہے کہ تسکین ہو ایسے ہی فراق اُن دونون نور کا بہت تجکو بیقرار کرتا ہے یعنی نور چشم دل نور باطن کے فراق سے تیرا دل گھبراتا ہے پس تو ہیبت مرشد کو حاصل کر کے چشم دل کو کھول کہ تا تسکین تجھ کو ہووے چنانچہ آگے اس دید کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] وہ بلائے الخ شعر وہ یار مجکو بلاوے دل میں دیکھوں آپ کو کہ اُس کی کشش کے میں لائق ہوں یا زشت رو ہوں مثال فرماتے ہیں کہ اگر ایک شکیل بدصورت کو اپنے پیچھے پھراوے سب لوگ ہنسیں کہ ایسے سے دوستی رکھتا ہے پس میں دیکھوں اپنی شکل کو کہ کس رنگ کا ہوں میرا گورا رنگ ہے یا سیاہ رنگ ہے باقی جان کا نقشہ ڈھونڈھتا ہوں لیکن کسی میں وہ نقشہ نہیں ملا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

که به بینم نقش خود را ای عجب | تا چه رنگم همچو روزم یا چو شب
دیکھوں اپنی شکل میں کس رنگ کا | رنگ گورا ہے دیا کالا مرا

نقش جان خویش می جستم بسے | هیچ می ننمود نقشم از کسے
ڈھونڈھتا ہوں نقش اپنی جان کا | پر کسی میں وہ نہیں نقشہ ملا

گفتم آخر آئینه از بہر چیست | تا ببیند هر کسے کو چیست کیست
سوچا میں کہ آئینہ ہے کس لیے[۱] | تاکہ دیکھے ہر کوئی وہ کون ہے

آئینه آہن برائے لونہاست | آئینه سیمائے جان سنگین بہاست
آئینہ آہن ہے رنگوں کیلیے | آئینہ سیمائے جان قیمت رکھے

آئینه جان نیست الا روئے یار | روئے آن یاری که باشد زان دیار
آئینہ جان سے ہے الا روئے یار | یا رو وہ کہ ہووے جسکا وہ دیار

گفتم اے دل آئینه کل را بجو | رو بدریا کار بر ناید زجو
سوچا کل کا آئینہ ڈھونڈھ اے دلا | بحر میں جا نہر سے ہو کام کیا

زین طلب بنده بکوے تو رسید | درد مریم را بخرما بن کشید
اس طلب سے بندہ پہونچا تیرے پاس | درد سے مریم گئی خرما کے پاس

دیده تو چون دلم را دیده شد | صد دل نادیده غرق دیده شد
میرے دل کو دیکھا تیری چشم نے | سو دل نادیدہ غرق چشم ہے

آئینه کلی ترا دیدم ابد | دیدم اندر چشم تو من نقش خود
آئینہ کل کا جو اک دیکھا تجھے | اپنا نقشہ آنکھ میں دیکھا ترے

گفتم آخر خویش را من یافتم | در دو چشمش راه روشن یافتم
پایا آخر آپ کو سوچا یہ میں | راہ روشن پائی دونوں آنکھ میں

گفت وہمم کان خیال تست هان | ذات خود را از خیال خود بدان
وہم بولا ہے وہ سب تیرا گمان[۲] | ذات اپنی کو خیال اپنے سے جان

نقش من از چشم تو آواز داد | که منم تو تو منے در اتحاد
بولا نقشہ میرا تیری آنکھ سے | کہ میں تو اور تو ہی میں سب ایک ہے

اندرین چشم منیر بے زوال | از حقائق راه کے یابد خیال
چشم روشن میں کہ جو ہے بے زوال | راہ کب پائے حقائق سے خیال

در دو چشم غیر من تو نقش خود | گر به بینی آن خیالی دان و رد
میری آنکھوں کے سوا گر نقش خود | دیکھے تو وہ خیال اے جان بد

آنکه سرمه نیستی در می کشد | باده از تصویر شیطان می چشد
نیستی کا سرمہ جو کوئی رکھے | بادہ وہ تصویر شیطان سے چکھے

چشم او خانه خیال ست و عدم | نیستہا را ہست بیند لاجرم
بس خیالوں کا گھر اسکی آنکھ ہے | نیستوں کو ہست دیکھے اس لیے

[۱] سوچا میں الخ ۸ شعر دل میں سوچا کہ آئینہ کس لیے ہے تاکہ ہر کوئی دیکھے وہ کون ہے آئینہ آہن واسطے رنگ دیکھنے کے ہے سیمائے جان بیش قیمت ہے یعنی چہرہ آئینہ ہے جان کا کہ اہل بدجان پوشیدہ تن کو اسمیں مشاہدہ کرتے ہیں اسواسطے وہ آئینہ بیش قیمت ہے چنانچہ آگے اسی آئینہ رو کا بیان ہے وہ آئینہ جان نہیں ہے روے یار ہے اور یا رو وہ ہے کہ اس دریا سے ہو یعنی وہ آئینہ مرشد کا روے پاک ہے کہ یار اسمیں دکھائی دیتا ہے پھر میں سوچا کہ اے دل آئینہ کل کا ڈھونڈھ دریا میں جا نہر سے کیا کام ہوتا ہے اے مرشد اس طلب سے میں پہونچا تیرے پاس جیسے درد سے مریم خرما کے پاس گئیں تیری چشم نے جب دل کو دیکھا کہ سو دل نادیدہ غرق چشم ہیں یعنی سیکڑوں دل تیری چشم پر مرتے ہیں پس تجھکو ایک آئینہ کل کا پایا اور اپنا نقشہ تیری آنکھوں میں دیکھا آخر کو آپ پایا اور میں یہ سوچا کہ دونوں آنکھوں میں راہ روشن آگئی یعنی مقام دیدار اسے چشم مرشد میں کھلا چنانچہ دھوکے نفس کا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [۲] وہم بولا الخ ۶ شعر وہم نے کہا کہ تیرا یہ خیال گمان ہے اپنی ذات کو اپنے خیال سے دیکھا ہے پس میرا نقشہ تیری آنکھ سے میں نے کہا کہ میں تو اور تو میں سب ایک ہیں چشم روشن میں جو بے زوال ہے از راہ خیال کے حقائق میں کب راہ پائے یعنی خیال حقائق کو چشم زدن میں کب پاسکتا ہے کیونکہ محل خیال قوت دماغی ہے نہ بصیرت قلبی اگر نقشہ اپنا میری آنکھوں کے سوا تو دیکھے اسکو خیال بد جان یعنی چشم مرشد کے سوا اور چشموں میں اگر راز کھلے وہ خیال بد ہے کیونکہ خیال سے دقایق نہیں معلوم ہوتے ہاں مرشد میں جو راز کھلتا ہے وہ عین حقایق ہے خیال نہیں ہے یہ دھوکا وہم نفس کا ہے عارف کو اس جا پر ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ نیستی کا سرمہ جو کوئی رکھتا ہے وہ صورت شیطان سے شراب پیتا ہے اس کی آنکھ خیالوں کا گھر ہے اسواسطے کہ نیستوں کو ہست دیکھتا ہے یعنے اس کی آنکھ صورت پرست ہے اس میں حقائق کب دکھائی دیتے ہیں اور جو کچھ اس میں دیکھا ہے خیال ہے چنانچہ آگے قول مرشد ہے فافہم ۱۲

چشم من چون سرمہ دید ذو الجلال	خانہ ہستی ست نے خانہ خیال	آنکھ میری رکھے سرمہ ذو الجلال	خانہ ہستی ہے نے خانہ خیال
تا یکے مو باشد از تو پیش چشم	در خیالت گوہری باشد چو شیم	تا ترے اک بال ہووے پیش چشم	ہو خیال اندر گہر مانند شیم
شیم را انگہ شناسی از گہر	کز خیال خود کنی کلے گذر	سنگ گوہر کو تو اُس دم جانے	کہ خیال اپنے سے تو بالکل چھٹے
یک حکایت بشنو اے گوہر شناس	تا بدانی تو عیان را از قیاس	اک حکایت سن تو اے گوہر شناس	تا کہ جانے تو عیان از رہ قیاس

ہلال پنداشتن آن شخص خیال را در عہد عمر رضی اللہ عنہ و تنبیہ نمودن او را

ہلال جاننا ایک شخص کا خیال کو عہد میں عمر رضی اللہ عنہ کے اور تنبیہ کرنا اُس پر

ماہ روزہ گشت در عہد عمرؓ	بر سر کوہے دویدند آن نفر	ماہ رمضان آیا در عہد عمرؓ	اک پہاڑی پر گئے وہ سب نفر
تا ہلال روزہ را گیرند فال	آن یکی گفت اے عمر اینک ہلال	تا ہلال روزہ سے ہووین نہال	ایک بولا اے عمرؓ یہ ہے ہلال
چون عمرؓ بر آسمان مہ را ندید	گفت کین مہ از خیال تو دمید	آسمان پر نے عمرؓ کو مہ ملا	بولے مہ تیرے خیال اندر اُگا
ورنہ من بیناترم افلاک را	چون نمی بینم ہلال پاک را	ورنہ میں دیکھوں فزون افلاک کے	کیوں نہ دیکھوں میں ہلال پاک کو
گفت تر کن دست و بر ابرو بمال	آنگہان تو بر نگر سوے ہلال	بولے پانی ہاتھ سے ابرو پہ ڈال	بعدہ تو کر نظر سوے ہلال
چونکہ او تر کرد ابرو مہ ندید	گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید	تر جو ابرو اُسنے کی پھر مہ نہ تھا	بولے اے سلطان دین اب مہ چھپا
گفت آرے موے ابرو شد کمان	سوے تو افگند تیرے از گمان	بولے ابرو کا تری ٹیڑھا تھا بال	پس تجھے دکھتا تھا وہ شکل ہلال
چون یکے مو کژ شد از ابروی او	شکل ماہِ نو نمود آن موے او	جو کہ بال ابرو کا اُسکے خم ہوا	شکل ماہِ نو وہ بال اُسکو ہوا
موے کژ چون پردۂ گردون شود	چون ہمہ اجزات کژ شد چون بود	بال اک خم پردہ جو گردون کا ہو	جو کہ سب اجزا ہوں ٹیڑھے کیا کہو

۵۱ آنکھ میری الخ ۱۲ شعر اور میری آنکھ رکھتی ہے سرمہ ذو الجلال کا خانہ ہستی ہے خانہ خیال نہیں ہے یعنی مرشد کی آنکھ میں بسبب نور حق کے حقایق دکھتا ہے اور غیر کی آنکھوں میں خیال رکھتا ہے چنانچہ اسکی مثال آگے فرماتے ہیں کہ تا تیرے پیش چشم ایک بال ہووے خیال میں گوہر مانند سنگ شیم کے ہو سنگ و گوہر کو تو اُس دم جانے کہ اپنے خیال سے تو بالکل چھپے یعنی نظر عنایت مرشد کی اسکے چشم باطن کو از راہ بیعت قائم کرنے کے بینا کرے تا خیال دوئی اسکی چشم سے دور ہو جاوے اُس دم معلوم ہو کہ یہ سنگ ہے یہ گوہر یعنی حق و باطل ہے چنانچہ اس خیال دوئی کے دور ہونے میں ایک حکایت آگے بیان فرماتے ہیں ایک حکایت تو سن اے گوہر شناس تا کہ وہ جانے عیان کو قیاس سے فافہم ۱۲ ۵۲ حکایت دوم فرق عیان و قیاس میں تا کہ تجھکو فرق دوئی معلوم ہو کہ یہ شے عیان ہے و یہ قیاس ہے ۱۲ ۵۳ ماہ رمضان الخ ۱۲ شعر عہد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماہ رمضان آیا سب لوگ دیکھنے پہاڑ پر گئے تا کہ ہلال رمضان سے شب فال لیں ایک نے کہا اے عمرؓ ہلال ہے اور عمر کو آسمان پر ماہ نہ دکھائی دیا فرمایا کہ یہ تیرا خیال ہے ورنہ میں آسمان کو سب سے سوا دیکھتا ہوں پھر کیوں نہ میں ہلال کو دیکھوں تب فرمایا کہ ابرو پانی سے دھو پھر ہلال کو دیکھ ابرو تر کرنے سے ماہ نہ دیکھا عرض کی کہ اے سلطان ماہ چھپ گیا فرمایا کہ ایک بال تیرے ابرو کا ٹیڑھا تھا وہ تجکو شکل ہلال نظر آتا تھا جو ایک بال اسکے ابرو کا ٹیڑھا ہوا بصورت ہلال وہ بال اُسکو معلوم ہوا آگے حقایق اسکے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۴ بال اک خم الخ ۱۲ شعر جبکہ ایک بال ٹیڑھا حجاب آسمان کا ہووے جو سب اجزا ٹیڑھے ہوں تو اُسکا کیا کہنا ایک بال ٹیڑھا پردہ راہ کا ہوا اور ماہ دیکھنے کا دعوی جھوٹا کیا پس تو اجزا کو سیدھا کر ان سیدھوں سے اور رو گردان ہو ان سچوں سے یعنی حضوری مرشد سے کہ یہ سیدھے ہیں در نہ ہوا اور اپنی کجی اجزا کو انکے پر تو سے سیدھا کر آگے مثال بیان فرماتے ہیں ترازو کو ترازو سچا بھی کرتی ہے اور ترازو کو ترازو ہی جھوٹا کرتی ہے یعنی صحبت نیکوں سے عقل سیدھی ہوتی ہے و صحبت بدوں سے عقل ٹیڑھی ہوتی ہے آگے صحبت میزان ریاکار کا بیان ہے فافہم ۱۲

چون یکے مو کژ شد او را راہ زد　　تا بدعوی لاف دید ماہ زد

راست کن اجزات را از راستان　　سر مکش ای راست رو زان آستان

ہم ترازو را ترازو راست کرد　　ہم ترازو را ترازو کاست کرد

ہر کہ با ناراستان ہم سنگ شد　　در کمی افتادہ عقلش دنگ شد

رو اشداء علی الکفار باش　　خاک بر دلداری اغیار پاش

بر سر اغیار چون شمشیر باش　　ہین مکن روباہ بازی شیر باش

تا ز غیرت از تو یاران نگسلند　　زانکہ آن خاران عدوے آن گلند

آتش اندر زن بگرگان چون سپند　　زانکہ این گرگان عدوے گوسفند

جان بابا گویدت ابلیس ہین　　تا بدم بفریبدت دیو لعین

اینچنین تلبیس با بابات کرد　　آدمی را آن سیہ دل مات کرد

بر سر شطرنج چست است این غراب　　تو مبین بازی بچشم نیم خواب

زانکہ فرزین بندہا داند بسے　　کو بگیرد در گلویت چون خسے

در گلو ماند خسے او سالہا　　چیست آن خس مہر جاہ و مالہا

مال خس باشد چو ہست اے بے ثبات　　در گلویت مانع آب حیات

گر برد مالت عدوئے پر فنے　　رہزنے را بردہ باشد رہزنے

بال اک خم راہ کا پردہ ہوا　　دعویٰ جھوٹا دیکھنے مہ کا کیا

گر جزون کو سیدھا ان سیدھون سے تو　　پھیر مت سر اپنا ان سچون سے تو

بھی ترازو کو ترازو سیدھا کرے　　بھی ترازو کو ترازو کج رکھے

جو کوئی نالائقون کے ساتھ ہو　　آبرو کھوئے گمائے عقل کو

جا اشداء[عہ] علے الکفار ہو　　ڈال یاری پر عدو کی خاک کو

سر پہ غیرون کے تو جون شمشیر رہ　　روبہ بازی مت کرے تو شیر رہ

تا نہوین یار غیرت سے جدا　　کہ عدو ہین خار اس گل کے سدا

آگ ان گرگون کی جانمین تو لگا　　ہین عدو یہ گرگ یوسف کے سدا

جان بابا یون تجھے شیطان کہے　　تا فریب اپنے مین وہ دم دے تجھے

مکر ایسا تیرے بابا سے کیا　　مات آدم کو سیہ دل نے دیا

چست بیٹھا زاغ یہ شطرنج پہ　　دیکھ مت بازی تو ہو چشم سست سے

کیونکہ فرزین بند آتا ہے اُسے　　وہ گلو مین مثل تنکے کے پھنسے

اُسکا تنکا حلق مین برسون رہے　　کیا ہے تنکا حب جاہ و مال ہے

مال تنکا ہے جو ہے وہ بے ثبات　　حلق مین روکے ترے آب حیات

گر چرالے مال کو دشمن ترا　　راہزن اک راہزن کو لے گیا

دزدیدن شخصے مارے را از مارگیرے وگزیدن مار دزد را و کشتن او

چرالیجانا ایک شخص کا سانپ کو سانپ والیکے پاس سے اور مرجانا چور کا سانپ کے کاٹنے سے

سلہ جو کوئی الخ شعر جو کوئی نالائقون کی صحبت مین ہو آبرو کھوئے اور عقل گنوائے ترجمہ جا تون پر کافرون کے شدت کرنے والا ہو اور دشمن کی دوستی پر خاک ڈال غیرون کے سر پر مانند شمشیر کے رہ مکر مت کر اور شیر رہ تاکہ یار بسبب غیرت کے تجھ سے جدا نہ ہوویں کہ ہمیشہ دشمن ہین خار گل کے یعنے ریاکار دشمن اولیا ہین گرگون کی جان مین آگ لگا کیونکہ یہ گرگ دشمن یوسف کے ہین جو تجھے شیطان باباجان کہے تا از راہ فریب تجھ کو دم دے جب کہ ایسا مکر تیرے باپ سے کیا اور آدم کو اس سیہ دل نے مات دیا یہ زاغ چست بیٹھا ہے شطرنج پر تو بازی کو سست ہو کر نہ دیکھ یعنے بازی شطرنج دنیا پر شیطان چالاک بیٹھا ہے تو غافل نہ ہو کہ مات اس کو نکھا جائے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ مہ شعر کیونکہ اس کو فرزین بند آتا ہے وہ مثل تنکے کے گلے مین نہ پھنسے اس کا تنکا برسون حلق مین ہے اور وہ تنکا کیا ہے حب جاہ و مال ہے وہ مال تنکا ہے کہ جو بے ثبات ہے اور تیرے حلق مین وہ آب حیات کو روکے یعنے جب مال و جاہ دنیا معرفت کو دل مین نہین آنے دیتا ہے اگر کوئی دشمن تیرے مال کو چرائے تو گویا ایک راہزن راہزن کو لے گیا یعنے یہ مال دنیا تیرا دشمن ہے اگر کوئی اس کو چرا دے تو گویا ایک دشمن دشمن کو لے گیا چنانچہ اس کی شان مین قصہ سانپ والے کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

عہ شدید اوپر کافرون کے ۱۲

دزدکے از مارگیرے مار برد　　ز ابلہی آن را غنیمت می شمرد
وارہید آن مارگیر از زخم مار　　مار کشت آن دزد را بس زار زار
مارگیرش دید پس بشناختش　　گفت از جان مار من پرداختش
در دعا می خواستی جانم ازو　　کش بیابم مار بستانم ازو
شکر حق را کان دعا مردود شد　　من زیان پنداشتم آن سود شد
بس دعاہا کان زیانست و ہلاک　　وز کرم می نشنود یزدان پاک
مصلح است و مصلحت را داند او　　کان دعا را باز میگرداند او
وان دعا گوینده شاکی میشود　　می برد ظن بد و آن بد بود
می نداند کو بلائے خویش خواست　　وز کرم حق آن بدو ناورد راست

سانپ والے سے چرایا سانپ کو　　اور غنیمت جانے ابلہ پن سے وہ
سانپ والا بچگیا اس سانپ سے　　چور کو کشتہ کیا اس سانپ نے
سانپ والے نے اسے پہچان کے　　سوچا میرے سانپ نے مارا اسے
مانگتا تھا میں دعا تو اس لیے　　کہ میں چھینوں سانپ کو اس شخص سے
شکر حق میری دعا ردّ ہوئی　　جانا تھا نقصان وہ بہبود تھی
وہ دعا جسمیں زیان ہی خلق کا　　نے کرم سے اسکو سنتا ہی خدا
ہی وہ مصلح مصلحت جانے ہے وہ　　ان دعا کو مسترد کرتے ہے وہ
وہ دعا گو اسلیے شکوہ کرے　　اور گمان بد اسکی نسبت وہ کرے
یہ نہ جانا چاہتا تھا وہ بلا　　اور کرم سے نے رکھا حق نے روا

التماس کردن ہمراہی عیسیٰؑ زندہ کردن استخوان را

عرض کرنا ہمراہی کا عیسیٰ علیہ السلام سے واسطے زندہ کرنے ہڈیوں کے

گشت با عیسیٰ یکے ابلہ رفیق　　استخوانہا دید در گودے عمیق
گفت ای روح اللہ آن نام سنی　　کہ بدان تو مردہ زندہ میکنی
مر مرا آموز تا احسان کنم　　استخوانہا را بدان با جان کنم
گفت خامش کن کہ آن کار تو نیست　　لائق انفاس و گفتار تو نیست

ساتھ عیسیٰؑ کے جو اک نادان ہوا　　اک گڑھے میں دیکھی ہڈی تو کہا
بولا اے روح اللہ نام اس پاک کا　　جس سے تو زندہ کرے مردہ سدا
وہ بتا دے مجھکو تا احسان ہو　　ہڈیوں میں ڈالوں اس سے جان کو
بولے چپ رہ وہ نہ تیرا کام ہے　　وہ نہ دم کہنے کے لائق ہے ترے

لہ سانپ والا الخ شعر کسی چور نے سانپ والے کے پاس سے سانپ کو چرایا اور احمق پن سے غنیمت جانا چرانے والیکو اس سانپ نے کشتہ کیا اس کو سانپ والے نے پہچان کر دل میں سوچا کہ میرے سانپ نے اس کو مارا ہے میں تو دعا اس لیے مانگتا تھا کہ میں سانپ کو چھینوں اس شخص سے خدا کا شکر ہے کہ وہ میری دعا رد ہوئی میں نقصان جانتا تھا اور اس میں میرا نفع تھا آگے حقائق کا بیان ہے وہ دعا کہ جسمیں مخلوق کا زیان ہو اس کو کرم سے خدا نہیں سنتا ہے وہ صلاحیت دیتا ہے اور مصلحت جانتا ہے اور اس دعا کو مسترد کر دیتا ہے اسلیے وہ دعا گو شکوہ کرتا ہے اور گمان بد اسکی نسبت کرتا ہے نہیں جانتا کہ وہ خود بلا چاہتا تھا اور کرم سے حق نے اسے روا نہ رکھا یعنے انسان اپنے نفع و نقصان کو نہیں جانتا ہے ایک شے ہے کہ وہ اس کے واسطے نقصان ہے مگر وہ اس کو نفع جان کر چاہتا ہے اور دعا مانگتا ہے مگر خداوند عالم اس دعا کو قبول نہیں کرتا ہے اور اگر اس کے درپے ہونے سے قبول کرتا ہے تو انجام کار اس سے نقصان پہونچتا ہے چنانچہ اس کی مثال میں قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولانا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ساتھ عیسےٰ کے الخ ۱ شعر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک آدمی تھا اس نے ایک گڑھے میں ہڈی کو دیکھا تو کہا اے میرے ہمراہی اس اسم اعظم کو کہ جس سے تو مردہ ہمیشہ زندہ کرتا ہے وہ مجھ کو بتا دے تا احسان ہو اور ہڈیوں میں ڈالوں اس سے جان کو فرمایا چپ رہ وہ تیرا کام نہیں ہے اور وہ تیرے کہنے کے لائق نہیں ہے وہ دم زبان پاک کو چاہتا ہے کہ فرشتے سے چالاک تر چلے ایک عمر چاہیے کہ تا دم پاک ہو تا خزانۂ افلاک پاسے مثال آگے بیان فرماتے ہیں ہاتھ میں اپنے بیان عصا پکڑا پھر ہاتھ کو ہاتھ موسیٰ علیہ السلام کا کہا ہے عرض کی اگر میں لائق اس بھید کے نہیں ہوں تو ہڈیوں پر اس نام کو پھر پڑھ دے حضرت عیسیٰ نے درگاہ حق میں عرض کی کہ یارب یہ میں کیا بھید ہے اور اس نادان کی خواہش اس کہنے سے کیا ہے اس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے اور اس مردار کو اپنی جان کا غم کیوں نہیں ہے باقی حال آگے سے فافہم ۱۲..

کان نفس خواہد زبان پاک تر	وز فرشتہ در روش چالاک تر	دم وہ چہتا ہے زبان کو پاک تر	اور فرشتہ سے چلے چالاک تر
عمرہا بایست تا دم پاک شد	تا امین مخزن افلاک شد	چاہیے اک عمر تا دم پاک ہو	تاکہ پائے مخزن افلاک کو
خود گرفتی این عصا در دست راست	دست را دستان موسیٰ از کجاست	ہاتھ مین اپنے عصا پکڑا ایمان	ہاتھ کو پھر ہاتھ موسیٰ کا کہان
گفت اگر من نیستم اسرار خوان	ہم تو بر خوان نام را بر استخوان	بولا اگر لائق نہین اس بھید کے	ہڈیون پر پڑھدے تو اس نام سے
گفت عیسیٰ یا رب این اسرار چیست	میل این ابلہ درین گفتار چیست	بولے عیسیٰ یارب اسمین سر ہے کیا	خواہش اس نادان کی اس کہنے سے کیا
چون غم خود نیست این بیمار را	چون غم جان نیست این مردار را	کیون نہ غم اپنا ہے اس بیمار کو	کیون نہ غم جانکاہ ہے اس مردار کو
مردۂ خود را رہا کرد است او	مردۂ بیگانہ را جوید رفو	اپنے مردے کی نہ رکھی جستجو	دوسرے مردہ کا ڈھونڈھے ہے رفو
گفت حق ادبار گر ادبار جوست	خار روئیدن جزای کشت اوست	بولا حق بدبخت گر ڈھونڈھے برا	خار اگنا اُسکی کھیتی کی جزا
آنکہ تخم خار کارد در جہان	ہان و ہان او را مجو در گلستان	جو کوئی بوے جہان مین تخم خار	ڈھونڈھ گلشن مین نہ اُسکو زینہار
گر گلے گیرد بکف خارے شود	ور سوے یاری رود ماری شود	ہاتھ مین گر گل کو لیوے خار ہو	یار سے جا کے ملے تو مار ہو
کیمیاے زہر مارست آن شقی	بر خلاف کیمیاے متقی	وہ شقی ہے کیمیاے زہر مار	عکس ہے وہ کیمیاے نیک کا
ہین مکن بر قول و فعلش اعتمید	کو ندارد میوہ مانند بید	قول و فعل اُسکے سے تو مت کر سند	کہ تجھے میوہ نہ دے مانند بید

اندرز کردن صوفی خادم را در تیمار بہیمۂ او

نصیحت کرنا صوفی کا خادم کو واسطے نگہبانی جانور اپنے کے

صوفئی می گشت در دور افق	تا شبے در خانقاہی شد قنق	ایک صوفی تھا جو سیاح زمان	تھا وہ اک شب خانقہ مین میہمان
یک بہیمہ داشت در آخر ببست	او بصدر صفہ با یاران نشست	جانور اپنا طویلہ مین رکھا	اور صفہ پر وہ خود جا کر رہا
پس مراقب گشت با یاران خویش	دفترے باشد حضور یار بیش	ساتھ یارون کے مراقب وہ ہوا	بس حضور یار کا دفتر کھلا
زاد دانشمند آثار قلم	زاد صوفی چیست انوار قدم	توشہ دانشمند کا نقش قلم	توشہ صوفی کا ہے کیا نور قدم

سلہ اپنے مردہ کی الخ شعر اپنے مردہ حق کی جستجو نہین کرتا ہے دوسرے مردہ کا رفو ڈھونڈھتا ہے حق نے کہا اگر بدبخت برائی ڈھونڈھتا ہے خار اگنا اُس کی کھیتی کی جزا ہے کوئی جہان مین تخم خار بوے اُس کو گلشن مین ہرگز نہ ڈھونڈھ اگر وہ گل کو ہاتھ مین لے تو خار ہو وے یار سے جا کر ملے تو مار ہو وے وہ شقی کیمیاے زہر مار ہے اور برعکس ہے متقی کا اُس کے قول و فعل پر اعتماد مت کر کہ وہ میوہ مانند بید کے نہین رکھتا ہے یعنے جو شخص از راہ ریاکاری کے قول و فعل کرتا ہے تو اس کے قول پر اعتماد مت کر کہ اس سے نفع حاصل نہ ہوگا چنانچہ اس اعتماد کی مثال مین قصہ صوفی کا مولانا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ صوفی ایک تھا الخ شعر ایک صوفی سیاح زمانہ کا تھا ایک شب خانقاہ مین آکر مہمان ہوا اپنا جانور اصطبل مین باندھا اور خود جو تر وہ پر رہا یارون کے ساتھ وہ مراقب ہوا اور حضوری یار کا دفتر کھلا یعنی دل مین ہنگام مراقبہ کے مکاشفہ ہوا آگے اس مکاشفہ کا بیان ہے دفتر صوفی مین سیاہی و حرف نہین سفیدی اُن کے دل مین ہے مثل برف کے یعنی نور سفید دل مین معرفت کا ہوا کرتا ہے توشہ راہ عالم کا نقش قلم ہے اور توشہ راہ صوفی کا نور قدم ہے یعنی علما ظاہر قیل و قال سے راہ حق کی ڈھونڈھتے ہین اور صوفی عارف نور دل سے راہ حق کی چلتے ہین چنانچہ اس راہ چلنے کی بیان مین مثال آگے فرماتے ہین جیسے شکاری پیچھے شکار کے بسبب نقش قدم آہو کا کھوج لیکر تھوڑی دور نقش قدم آہو پر چلے پھر بعد نافہ آہو سے ہری کرے یعنی عارف ہنگام مراقبہ کے تلاش آثار یار کی اول نقش قدم یعنی قیل و قال سے کرتا ہے بعدہ بوئے نافہ یعنی ۱۲

همچو صیادی سوے اشکار شد گام آہو دید و بر آثار شد
چند گاہش گام آہو درخورست بعد ازان خود ناف آہو رہبرست
دفتر صوفی سواد و حرف نیست جز دل اسپید ہمچون برف نیست
چونکہ شکر گام کرد و رہ برید لاجرم زان گام در کامے رسید
رفتن یک منزلے بر بوے ناف بہتر از صد منزل گام و طواف
سیر زاہد ہر مہے تا پیشگاہ سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ
آن دلے کو مطلع مہتابہاست بہر عارف فتحت ابوابہاست
با تو دیوارست و با ایشان درست با تو سنگ و با عزیزان گوہرست
آنچہ تو در آئینہ بینی عیان پیر اندر خشت بیند بیش ازان
پیر ایشانند کین عالم نبود جان ایشان بود در دریاے جود
پیش ازین تن عمرہا بگذاشتند پیشتر از کشت بر برداشتند
پیشتر از نقش جان پذرفتہ اند پیشتر از بحر درہا سفتہ اند

جون شکاری صید کے پیچھے چلے نقش پا آہو کا پس کھوج سے
تھوڑی دور اُس نقش آہو پہ چلے رہبری پھر ناف آہو کی کرے
دفتر صوفی مین نے ظلمات حرف ہے سفیدی دل کی اُنکے مثل برف
کھوج[1] کا مشکور ہو رستہ چلا کھوج سے آخر کو بس مقصد ملا
ایک منزل جانا بوے ناف پے کھوج کی سو منزلون سے بیش ہے
سیر زاہد ہر مہینے تا نگاہ سیر عارف ہر گھڑی تا تخت شاہ
مطلع مہتاب ہے جو کہ دل ہوا بہر عارف فتحت ابوابہا
تجکو ہے دیوار اور انکو ہے در تجکو سنگ اور ہے عزیزونکو گہر
آئینہ مین جو عیان تجکو ہوا پیر دیکھے خشت مین اس سے سوا
پیر وہ ہین جبکہ یہ عالم نہ تھا اُنکی جان اُس بحر مین تھی آشنا
عمر کی تھی پہلے اس تن سے بسر اور لیا کھیتی سے پہلے ثمر
پہلے اس صورت سے جان کو پالیا پہلے دریا سے گہر کو چن لیا

مشورہ کردن خداوند تعالیٰ با فرشتگان در ایجاد خلق

مشورہ کرنا خداوند عالم کا فرشتوں سے پیدائش خلق مین

مشورہ میرفت در ایجاد خلق جان شان در بحر قدرت تا بحلق
چون ملائک مانع آن می شدند بر ملائک خفیہ خنبک می زدند
مطلع بر نقش ہر کہ ہست شد پیش از آن کین نقش گل پابست شد

مشورہ[2] کرتا تھا با ایجاد خلق تھے وہ غرق بحر قدرت تا بحلق
جو ملائک اُنکے مانع ہوتے تھے بس ملائک پر وہ خفیہ ہنستے تھے
مطلع[3] صورت پہ ہستی کے تھے اُس سے پہلے کہ وہ نقش گل بنے

[1] کھوج کا الخ شعر کھوج کا شکر کرے کہ رستہ چلا آخر کو کھوج سے رستہ ملا ایک منزل بوے نافہ پر جانا کھوج کی سو منزلون سے زیادہ ہے یعنی ایک منزل راہ سلوک کی نور عرفان سے جانا خیالی سو منزل سے بہتر ہے سیر زاہد کی ایک مہینے مین تا مد نظر ہے اور سیر عارف کی ہر دم تخت شاہ تک ہے کیونکہ زاہد از راہ خیال کے جاتا ہے اور عارف از راہ شرق کے جاتا ہے جو دل کہ جائے طلوع مہتاب قان کا ہوتا ہے واسطے عارف کے فتحت ابوابہا یعنی دروازے کھلین گے تجھکو دیوار اور انکو در ہے تجھکو سنگ اور عزیزونکو گوہر ہے جو تجھکو آئینہ مین عیان ہوا پیر خشت مین اُس سے سوا دیکھتا ہے یعنی مشاہدہ بار کا پیر عارف کو ہر شے مین مثل آئینہ کے ہوتا ہے پیر وہ ہین کہ جب عالم نہ تھا انکی جان بحر مین آشنا تھی اس تن سے پہلے عمر بسر کی تھی اور کھیتی سے پہلے ثمر لیا تھا اس صورت سے پہلے جان کو پا لیا تھا یعنی پیدائش سے پہلے امر معنی انکی جانکو حاصل تھا جیسے جان آدم کو سب اسما کا علم تھا بوقت مباحثہ فرشتوں کے پیش حق تعالیٰ چنانچہ مشورہ حق کا فرشتوں سے مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] مشورہ الخ شعر حق تعالیٰ فرشتوں سے مشورہ کرتا تھا ایجاد خلق مین اور جانین اولیاء اللہ کی غرق تھین بحر قدرت مین حلق تک جو ملائک اُنکے مانع ہوتے تھے وہ پوشیدہ ملائک پر ہنستے تھے باقی حال آگے ہے ۱۲ [3] مطلع الخ شعر مطلع اس صورت پر تھے کہ جو پیدا ہوئی اُس سے پہلے گویا وہ نقش گل بنے جو شے کہ سے پہلے دیکھا کیونکہ ان کو اور اجناس سے پہلے دیکھا انکو بغیر دماغ و دل کے وہ فکر رکھتے تھے اور بغیر سپاہ و فوج کے نصرت رکھتے تھے وہ ان کو عیان اور تجکو فکر ہے ورنہ رویت ہے بہ نسبت و رکے یعنی جان اولیا کو وہ مقام عیان تھا اور تجکو فکر ہے ورنہ رویت بہ نسبت و رکے ہے یعنی رویت از راہ فکر کے اس مقام مین تجھکو لے زاہد ہوتی ہے اور ان جانونکو وہ مقام عیان تھا کیونکہ فکر ماضی و مستقبل مین ہوتی ہے جو اس سے دور ہے مشکل حل کرتا ہے یعنی رویت حق پایا ہر بیچگون کو مثل بیچگون دیکھا اور پہلے کان سے دیکھا زر نیک و بد کو یعنی ذات حق بیچگون مخلق یا چگون مین جان اولیا نے خلق کو مثل ذات حق کے دیکھا جیسے زر کو پہلے کان سے دیکھا پیدائش سے انگور کی شراب پی و مستی دیگری شدت گرمی مین سردی دیکھتے تھے دھوپ مین سایہ کو دیکھتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیشتر ز افلاک کیوان دیدہ اند — پیشتر از دانہا نان دیدہ اند
بے دماغ و دل پر از فکرت بدند — بے سپاہ و جنگ بر نصرت زدند
آن عیان نسبت بدیشان فکرتست — ورنہ خود نسبت بدوران رویتست
فکرت از ماضی و مستقبل بود — چون ازین دو رست مشکل حل شود
دیدہ چون بے کیف ہر باکیف را — دیدہ پیش از کان صحیح و زیف را
پیشتر از خلقت انگورہا — خوردہ میہا و نمودہ شورہا
در تموز گرم می بینند دے — در شعاع شمس می بینند فے
در دل انگور مے را دیدہ اند — در فنائے محض شے را دیدہ اند
آسمان در دور ایشان جرعہ نوش — آفتاب از جودشان زربفت پوش
چون ازیشان مجتمع بینی دو یار — ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار
بر مثال موجہا اعدادشان — در عدد آوردہ باشد بادشان
مفترق شد آفتاب جانہا — در درون روزن ابدانہا
چون نظر بر قرص داری خود یکیست — آنکہ شد محجوب ابدان در شکیست
تفرقہ در روح حیوانی بود — نفس واحد روح انسانی بود
گفت حق رش علیہم نورہ — مفترق ہرگز نگردد نور او
روح انسانی کنفس واحدست — روح حیوانی سفال جامدست
عقل جز از رمز این آگاہ نیست — واقف این سر بجز اللہ نیست

پہلے دیکھا چرخ سے کیوان کو — پہلے دیکھا ناج سے ہر نان کو
بے دماغ و دل وہ با افکار تھے — بے سپاہ و فوج نصرت یاب تھے
جو عیان انکو وہ تجکو فکر ہے — ورنہ رویت ہی ہے نسبت دور کے
ماضی مستقبل مین ہوتی فکر ہے — جو ہو اس سے دور مشکل حل رکھے
باچگون کو دیکھا مثل بے چگون — دیکھا پہلے کان سے نیک و بد
پہلے پیدائش سے کل انگور کے — پیتے تھے مے اور مستی کرتے تھے
شدت گرمی مین سردی دیکھتے — دھوپ مین وہ سایہ کو بھی دیکھتے
دل مین انگوروں کی وہ مے دیکھتے — اور فنائے محض مین شے دیکھتے
دور مین انکے فلک زلہ ربا — شمس انکے جود سے زرین قبا
جو بہم دیکھے تو انمین سے دو یار — بھی وہ اک ہین بھی وہ ہین چھ سو ہزار
مثل موجون کے عدد انکے ہوئے — بس عدد انکے ہین باد سے
متفرق جو کہ ہوا ہی شمس جان — روزنون کے جسم سے یان ہے عیان
قرص کو جو دیکھے تو خود اک ہے — جو ہی محجوب تن وہ شک رکھے
تفرقہ یہ روح حیوانی مین ہے — نفس واحد روح انسانی مین ہے
حق کے رش علیہم روح کو — نور متفرق نہو وے بعدہ
روح انسانی کنفس واحدہ — روح حیوانی ہے خشت جامدہ
عقل جز اس رمز سے آگہ نہین — واقف اس سر کا بجز اللہ نہین

سلہ دل مین انگور الخ شعر وہ دل مین انگوروں کے شراب دیکھتے تھے اور فنائے محض مین شے کو دیکھتے تھے فلک انکی دور مین زلہ ربا تھا اور شمس ان کی بخشش سے زرین قبا جو ان مین سے دو یار کو باہم دیکھے بھی وہ ایک ہین بھی وہ چھ سو ہزار ہین یعنی ان جان اولیا مین تو دو کو باہم دیکھے وہ بھی ایک ہون وہ لاکھ ہون چنانچہ اس کی مثال آگے فرماتے ہین مثل موجون کے وہ متعدد ہوئے اور بادنے ان کے عدد کیے جو کہ شمس جان متفرق ہوا تنے روزنون مین جسم کے یہان پر عیان جو ہو تو قرص کو دیکھے تو ایک ہے جو محجوب تن مین ہین وہ شک کرتے ہین یعنی وہ جانین اولیا کے آپس مین ایک ہی ہین وہ متعدد بھی ہین جیسے موجین دریا کی صورت مین ہو اسے متعدد ہین مگر باعتبار آب دریا کے ایک ہین یا پر تو آفتاب کہ اصل مین ایک نور بسیط ہے مگر بسبب روزنون کے مکان کے متعدد دکھائی دیتا ہے اسی کو توحید کہتے ہین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تفرقہ الخ شعر یہ تفرقہ روح حیوانی مین ہے اور روح انسانی نفس واحد ہے حق تعالے فرماتا ہے ترجمہ برسایا اوپر ان کے نور اپنا بعدہ اسکا متفرق نہ ہوئے روح انسانی کنفس واحدہ کے ہے یعنی مثل نفس واحدہ کے ہے اور روح حیوانی متعدد ہے اور روح انسانی کل ایک اور روح اولیا کی کل طرف ہے روح انسانی کی اور اشارہ ہے طرف اس آیہ کے الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا یعنی اللہ وہ ہے کہ پیدا کیا تم کو نفس واحد سے زوجہ اسکی اور پیدا کیا ان دونون کو بہت مرد و عورت گو کہ یہان آدم و حوا سے مراد لیتے ہین او صوفیہ کرام نفس واحد سے عقل کل روح سے نفس کل مراد لیتے ہین کہ عقل کل و نفس کل کے جوڑ سے تمام عالم پیدا ہوا عقل کل و نفس کل کا جوڑے کیے گئے ہین روح انسانی مین بقول بحر العلوم پس روح انسانی کا کہ فقد شاق پیدا امر اللہ ہو مولانا نے اسکو بہم جان اس مثنوی مین تعبیر کیا ہے عقل جزوی اس رمز سے آگاہ نہین ہے اور واقف اس اسرار کے بجز اللہ کے کوئی نہین عقل کو کیا کام اس راز سے ہر جیسے بہرے کو کام کیا آواز سے آگے رجوع طرف قصہ کے ہے فافہم ۱۲ عہ برسایا اوپر انکے نور اپنا ۱۲ عہ مثل نفس واحد کے ہے ۱۲

عقل را اندر حسین سودا چه کار — کر مادرزاد را سرنا چه کار
یک زمان بگزار ای همره ملال — تا بگویم وصف خال زان جمال

عقل کو کیا کام ہے اس راز سے — بہرے مادرزاد کو آواز سے
چھوڑ اے ہمراہ دم بھر تو ملال — تا کہوں اوصاف میں خال جمال

در بیان ناید جمال خال او — ہر دو عالم چیست عکس خال او
کب بیاں ہووے جمال اس خال کا — ہیں دو عالم عکس خال با صفا

چونکه من از خال خوبش دم زنم — نطق میخواهد که بشکافد تنم
همچو مورے اندرین خرمن خوشم — تا فزون از خویش باری می کشم
کے گذارد آنکه رشک روشنی است — تا بگویم آنچه فرض و گفتنی است
بحر کف پیش آید و سدی کند — جر کند وز بعد جر مدے کند

گر میں یاد اس خال کا ظاہر کروں — نطق کہتا ہے بدن کو پھاڑ دوں
مثل چیونٹی خوش میں اس خرمن میں ہوں — بار میں خود سے زیادہ تا رکھوں
چھوڑتا کب ہے وہ رشک روشنی — تا کہوں میں جو ہے فرض و گفتنی
بحر کف لائے درہ کا سد کرے — جر کرے اور بعد جر کے مد کرے

بسته شدن تقریر معنی حکایت بسبب میل مستمعان باستماع صورت ظاهر حکایت وغیر آن
موقوف ہونا بیان معانی حکایت بسبب راغب ہونے سننے والوں کی طرف صورت ظاہری حکایت وغیرہ کے

این زمان بشنو چه مانع شد مگر — مستمع را رفت دل جائے دگر
خاطرش شد سوے صوفی قنق — اندران سودا فرو شد تا عنق
لازم آید باز رفتن زین مقال — سوے آن افسانه بهر وصف حال
صوفی صورت مپندار اے عزیز — همچو طفلان تا کے از جوز و مویز
جسم ما جوز و مویز است اے پسر — گر تو مردی زین دو چیز اندر گزر

تم سنو اس دم کہ کیا مانع ہوا — سننے والوں کا گیا دل اور جا
دل گیا صوفی کی جانب اُن کا اب — تا گردن ڈوبے اس خواہش میں سب
لازم آیا پھر پھرنا اس قول سے — جانب اُس قصے کے کہنے کیلیے
صوفی صورت کو نہ جان اے نیک پے — مثل طفلاں کب تلک بازی کرے
جسم خاکی اپنا ہے جوز و مویز — مرد گر ہے چھوڑ دے یہ دونوں چیز

لہ چھوڑ الخ ۲ شعر یعنی فرماتے ہیں کہ اے ہمراہی ایک دم تو ملال کو چھوڑ دے تاکہ میں کہوں اوصاف خال جمال کا کب بیان اسکے جمال و خال کا ہو سکے کہ دونوں عالم عکس ہیں اس با صفا خال کا بیان کروں تو نطق چاہتا ہے کہ بدن کو پھاڑ دوں یعنی جمال سے مراد جمال الٰہی و خال سے مراد اسماء الٰہی ہے کہ اسکے بیان راز سے جان قالب میں نہ ٹھہرے میں مثل چیونٹی کے اس خرمن دنیا میں خوش ہوں اور خود سے بوجھ زیادہ اٹھاتا ہوں وہ رشک روشنی کب چھوڑتا ہے تا کہوں میں جو کہ فرض ہے و لائق کہنے کے ہے یعنی مراد روشنی ظہور سے اسرار و رشک روشنی سے غیرت الٰہی ہے کہ وہ اسرار کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی ہے دریا کف لائے و سد راہ کرے جاری کرے و بعد جاری کے بند کرے یعنی وہ دریائے ذات نطق راز گوئی کا پاس دیتا ہے بسبب رشک کے چنانچہ اس کا حال شاذا آگے اس حکایت میں بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ تم سنو الخ ۲ شعر اس دم تم سنو کہ کیا مانع ہوا سننے والے کا دل اور جگہ گیا اُن کا دل صوفی کی جانب گیا اور وہ گردن تک اس خواہش میں ڈوبے تو پھر پھرنا لازم آیا اس قول سے اس قصے کی طرف کہنے کے لیے یعنے میں تو چاہتا تھا اس قصے کا معنے بیان کرنا مگر سننے والے کا ذہن صورت قصہ کی طرف گیا اس واسطے صورت قصہ بیان کرتا ہوں پس اے شخص صورت کو نہ جان مثل لڑکوں کے کب تک تو جوز و مویز سے کھیلے گا جسم خاکی جوز و مویز کی مانند ہے اگر تو مرد ہے دونوں چیزوں کو چھوڑ دے اگر تو اندر نہ جا سکے فضل حق تجھ کو نہ طبق آسمان میں پہونچا دے واضح ہو کہ اس حکایت میں صوفی سے مراد روح انسانی و خر سے مراد جسم عنصری و خانقاہ سے مراد دنیا و خادم سے مراد نفس امارہ و خواب شب سے مراد مرگ و بیداری سے مراد بعث و نشر ہے پس صورت قصہ کو اُن مرادوں سے جان کر راز معلوم کرنا چاہیے کہ فضل حق تعالے تجھے معنے میں رسائی دے گا چنانچہ اس قصے کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲

در تو اندر نگذری اکرام حق	اگر وراند مر ترا از نہ طبق	گر نہ اندر جا سکے تو فضل حق	بس تجھے پہونچائے اندر نہ طبق

التزام کردن خادم تیمار بہیمہ را و تخلف نمودن

اختیار کرنا خادم کا خدمتگزاری جانور کو اور خلاف کرنا اسکا

بشنو اکنون صورت افسانہ را	لیک ہین از کہ جدا کن دانہ را	صورت[1] قصہ سنو تم اب ذرا	لیک دانہ سے جدا کر تو گیا
حلقۂ آن صوفیان مستفید	چونکہ در وجد و طرب آخر رسید	حلقہ جو اُن صوفیون فیض کا	وجد اور حالت سے آخر ہو چکا
خوان بیاوردند بہر میہمان	از بہیمہ یاد آورد آن زمان	کھانا لائے واسطے مہمان کے	جانور کی یاد جب آئی اُسے
گفت خادم را کہ در آخر برو	راست کن بہر بہیمہ کاہ و جو	بولا خادم سے طویلہ مین تو جا	گھانس دانہ جانور کو میرے لا
گفت لاحول این چہ افزون گفتن است	از قدیم این کارہا کار من است	بولا لاحول آپ کیا فرماتے ہین	مین ہمیشہ رہتا ہون اس کام مین
گفت تر کن آب جو را از نخست	کان خرک پیر است و دندانہاش سست	بولا[2] دانہ اُسکا کر پہلے سے تر	دانت ہین کمزور کہ بوڑھا ہے خر
گفت لاحول این چہ می گوئی مہا	از من آموزند این ترتیبہا	بولا لاحول اب یہ کیا کہنے کی بات	مجھسے کوئی سیکھلے یہ سب صفات
گفت پالانش فرو نہ پیش پیش	داروی منبل بنہ بر پشت ریش	بولا تو خوگیر علیحدہ اس سے کر	زیب رکھدے اُسکے زخم پشت پر
گفت لاحول آخر این حکمت گذار	جنس تو مہمانم آید صد ہزار	بولا لاحول بس چھوڑو فکر کار	مجھسے مہمان یہان پہ آئے ہین ہزار
جملہ راضی رفتہ اند از پیش ما	ہست مہمان جان ما و خویش ما	سب گئے راضی ہین مجھسے ایہان	ہین مرے مہمان جان و مہربان
گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم	گفت لاحول از توام بگرفت شرم	بولا پانی اُسکو دے پر شیر گرم	بولا لاحول اب مجھے آتی ہے شرم

[1] صورت قصہ الخ ۲ شعر اب ذرا تم صورت قصہ کو سنو لیکن دانہ کو گھانس سے جدا تم کردو واضح ہو کہ یہان مولانا قصہ موسیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہین کہ جب موسیٰ نے بدرگاہ حق تعالے عرض کی کہ اے رب تو انسانون کو پیدا کرکے کیون مارتا ہے حکم ہوا کہ تم کھیتی کرو اسکا حال معلوم ہو جاویگا چنانچہ موسیٰ نے گندم بوئے بعد تیار ہونے کے کاٹ کر خرمن مین جمع کیے حکم ہوا اے موسیٰ تم نے اس کھیتی کو کیون کاٹ کر خراب کیا عرض کی کہ رب دانہ اس مین تیار ہوا ہے اب مین دانہ کو گھانس سے پاک کرتا ہون حق تعالے نے فرمایا کہ اے موسیٰ اسی طرح انسانون کی جان کو پوست تن سے ہم پاک کرتے ہین کہ تا سعت نہ ہو پس مولانا سننے والون سے کہتے ہین کہ معنی قصہ کو صورت قصہ سے ایسے ہی حاصل کرو جب کہ ان صوفیون کا حلقہ حال وقال سے آخر کو پہونچا کھانا واسطے مہمان کے لائے جب اُس کو جانور کی اپنے یاد آئی خادم سے کہا کہ طویلہ مین جا اور گھانس و دانہ میرے جانور کو دے خادم نے کہا لاحول آپ کیا فرماتے ہین مین ہمیشہ اسی حال مین اسی کام مین رہتا ہون باقی حال اس بیان کا آگے اس کے لکھا گیا ہے دیکھنے مین آوے گا ۱۲ [2] بولا دانہ الخ ۷ شعر صوفی نے کہا کہ پہلے سے اسکا دانہ تر کردے کہ خر بوڑھا ہے و دانت اس کے کمزور ہین بولا لاحول یہ کیا کہنے کی بات ہے مجھ سے کوئی سیکھلے یہ سب صفتین کہا تو خوگیر اس سے علیحدہ کر اور زیب کو کوٹ کر اُسکے زخم پشت پر رکھدے بولا لاحول یہ فکر کام کی تو چھوڑدے کہ تجھ سے یہان مہمان ہزارون آتے ہین سب مجھ سے راضی ہین میرے مہمان جان و مہربان ہین کہا پانی اُسکو شیر گرم دے بولا لاحول اب مجھے شرم آتی ہے کہا جو مین بس کم تر ملا بولا لاحول یہ بات چھوڑ کہا اب اس کا تھان صاف کر اگر جا بے تر ہو اس پر خاک ڈال کر خشک کردے بولا لاحول اے پدر تو لاحول کر و بندہ اہل پر تاکید نہ کر کہا غرور تو جا کر کمر پہ کر بولا لاحول اے پدر تو حیا کر کہا اس کی پچھاڑی کو تنگ کر کہ لوٹنے کے وقت وہ نہ گرے بولا لاحول اتنا اگر یہ نہ کرا اور خر کے واسطے گون مین تب جنس کہا اس پر جھول کو اڑھا دے کیونکہ شب کو سردی ہوا ہوتی ہے بولا لاحول اس قدر تم مت کہو جانو کہ بڑی دو دھ مین کب ہوتی ہے مثل تجھ سے اس کام مین استاد ہون اچھے بُرے یہان سب مہمان آتے ہین صاحب کے لائق مین خدمت کرتا ہون لو رشل گل و سوسن کے ہوا ہون یعنی نفس امارہ ایسے حیلے کرکے روح انسانی کو غافل کرتا ہے اور جسم کو راہ سفر آخرت مین بسبب دینے غذا ریاضت وغیرہ کے عاجز رکھتا ہے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کن	گفت لاحول این سخن کوتاہ کن	بولا اندر جو کے کمتر کاہ کر	بولا لاحول اب سخن کو تاہ کر
گفت جایش را بروب از سنگ و پشک	در بود تر ریز بروی خاک خشک	بولا اب تو تھان اسکا صاف کر	خاک ڈال اور خشک گر جا ہو تر
گفت لاحول ای پدر لاحول کن	با رسول اہل کمتر گو سخن	بولا لاحول اے پدر لاحول کر	مت کرو تاکید بندہ اہل پر
گفت بستان شانہ پشت خر بخار	گفت لاحول ای پدر شرمی بدار	بولا خر کو تو کھریرہ جا کے کر	بولا لاحول اب حیا کر اے پدر
گفت دم افسار را کوتہ ببند	تا ز غلطیدن نیفتد او بہ بند	بولا تو اسکی پچھاڑی تنگ کر	تا نہ اچھلے جو کہ وہ لوٹے مگر
گفت لاحول ای پدر چندین مقال	بہر خر چندین مرو اندر جوال	بولا لاحول اسقدر گریہ نہ کر	گون کے اندر نہ پھنس تو بہر خر
گفت بر پشتش فگن جل تو و تر	زانکہ شب سرماست ای کان ہنر	بولا اس پر جھول کو دے تو اڑھا	کیونکہ شب کو سرد تی ہے ہوا
گفت لاحول ای پدر چندین مگو	استخوان زشیر نبود تو مجو	بولا لاحول اس قدر تم مت کہو	استخوان کب شیر میں ہے جان تو
من تو استاترم در فن خود	میہمان آید مرا از نیک و بد	تجھ سے میں استاد ہوں ان کام میں	نیک و بد آتے یہاں مہمان ہیں
لائق ہر میہمان خدمت کنم	من ز خدمت چون گل و چون سوسنم	سب مہمان کی کروں میں خدمتیں	جوں گل سوسن ہوا خدمت سے میں
خادم این گفت میان بربست چست	گفت رفتم کاہ و جو آرم نخست	یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر	بولا گھانس اور جو کو لاؤں پیشتر
رفت و آنرا خود نکرد او ہیچ یاد	خواب خرگوشی بدان صوفی نہاد	وہ گیا اصطبل سے غافل ہوا	خواب خرگوشی میں وہ صوفی پڑا
رفت خادم جانب اوباش چند	کرد بر اندرز صوفی ریشخند	چند اوباشوں میں جا خادم ملا	اور صوفی کی نصیحت پر ہنسا
صوفی از رہ ماندہ بود و شب دراز	خوابہا میدید با چشم فراز	جو تھکا صوفی تھا اور شب تھی بڑی	دیکھتا یہ خواب تھا وہ اے اخی
کان خرش در چنگ گرگی ماندہ بود	پارہا از پشت و رانش میربود	کہ وہ خر کو پھاڑتے ہیں بھیڑیے	اور لیے جاتے ہیں ٹکڑے گوشت کے
گفت لاحول این چہ مالیخولیاست	ای عجب آن خادم مشفق کجاست	بولا لاحول اب یہ کیسا ہی جنون	کہ وہ خادم ہے کہاں اس سے کہوں
باز میدید آن خرش در راہ رو	گہ بچاہی میفتاد و گہ بگو	دیکھا پھر خر کو چلا جاتا ہے راہ	گہ گڑھے میں گرتا ہے اور گہ بچاہ
گونا گون میدید ناخوش واقعہ	فاتحہ می خواند با القارعہ	ہر طرح کا دیکھتا تھا واقعہ	فاتحہ پڑھتا تھا اور القارعہ

سلہ یہ کہا الخ شعر یہ کہا خادم نے اور کمر باندھی اور کہا کہ گھانس و دانہ پہلے لاؤں وہ خادم اصطبل سے گیا اور غافل ہوا اور صوفی خواب خرگوشی میں پڑا چند اوباشوں میں وہ خادم جا کر ملا اور صوفی کے نصیحت کرنے پر ہنسا جو کہ صوفی تھک گیا تھا اور شب بڑی تھی تو یہ خواب میں دیکھتا تھا یعنے خواب مرگ میں اپنے جسم کا یہ حال دیکھتا تھا کہ میرے خر کو بھیڑیے پھاڑتے ہیں اور اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے لیے جاتے ہیں صوفی نے کہا لاحول یہ کیسا جنون ہے وہ خادم کہاں ہے کہ اس سے کہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھا پھر الخ شعر پھر خر کو دیکھا کہ راہ چلا جاتا ہے کبھی گڑھے میں اور کبھی چاہ میں گرتا تھا ہر طرح کا وہ واقعہ دیکھتا تھا سورۂ فاتحہ وہ پڑھتا تھا اور القارعہ یعنے یہ سورتیں واسطے دفع خواب بد کے ہیں دل میں کہا کہ اس کا کیا علاج کروں یار اب تھک گئے اور سب سو گئے اور بند دروازے کیے اور یعنی حال و قال کے سبب سب تھک کر یاران دنیا سو گئے گویا خواب عدم کو چلے گئے پھر وہ صوفی کہتا تھا وہ خادم ہے کہ نہیں اسنے زلہ ربائی کی ہے میں نے اس پر لطف و کرم کیا ہے کس لیے وہ الٹا مجھ کو رنج دیوے ہر عداوت کے واسطے ایک سبب چاہیئے ورنہ جنسیت تو وفا پیدا کرتی ہے یعنے عداوت ایک سبب سے ہوتی ہے بس کوئی سبب ایسا نہیں پیدا ہوا کہ جس سے وہ خادم عداوت کرتا بلکہ میری اس سے جنسیت ہے چاہیے وفاداری کرنا نہ کہ عداوت اس نے کی پس ثابت ہوا کہ روح کو نفس کے ساتھ ایک جنسیت ہے اس واسطے حق تعالے نے روح کو نفس کے ساتھ شریک دنیا میں کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت چارہ چیست یاران خستہ اند | رفتہ اند و جملہ در ہا بستہ اند
باز میگفت ای عجب آن خادمک | نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک
من نکردم با وے الا لطف و لین | او چرا با من کند بر عکس کین
ہر عداوت را سبب باید سند | ورنہ جنسیت وفا تلقین کند
باز میگفت آدم با لطف وجود | کے بران ابلیس جورے کردہ بود
آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد | کو ہمی خواہند او را مرگ و درد
گرگ را خود خاصیت بدریدن است | کین حسد در خلق آخر روشن است
باز میگفت این گمان بد خطاست | بر برادر این چنین ظنم چراست
صوفی اندر وسوسہ و آن خر چنان | کہ چنین بادا جزای دشمنان
آن خر مسکین میان خاک و سنگ | کژ شدہ پالان دریدہ پالہنگ
کشتہ از رہ جملہ شب بے علف | گاہ در جان کندن و گہ در تلف
خر ہمہ شب ذکر کردہ ای الٰہ | جو رہا کردم کم از یک مشت کاہ
با زبان حال میگفت ای شیوخ | رحمتے کہ سوختم زین خام شوخ
آنچہ آن خر دید از رنج و عذاب | مرغ خاکی بیند اندر سیل آب
پس بپہلو گشت آن شب تا سحر | آن خر بیچارہ از جوع البقر
نالہ میکرد از فراق کاہ و جو | مستمند از اشتیاق کاہ و جو
ہمچنین در محنت و در درد و سوز | نالہا میکرد از شب تا بروز

بولا کیا چارہ کہ یار اب تھک گئے | سب گئے اور بند دروازے کیے
پھر وہ کہتا تھا عجب خادم بنا | نے کہ وہ میرا ہوا زلہ ربا
مین نے اُسپر تو کیا لطف و کرم | کسلیے اُلٹا وہ دے مجکو الم
ہر عداوت کو سبب اک چاہیئے | ورنہ جنسیت وفا پیدا کرے
پھر[1] وہ کہتا آدم با جود نے | کب کیا تھا ظلم اس ابلیس پے
کیا کیا انسان نے بچھو سانپ پے | مرگ و درد انکے لیے ہین چاہیے
پھاڑنے کی گرگ کی عادت سے کچھ | خلق پر ظاہر حسد یہ اُن کا ہے
پھر وہ کہتا یہ گمان میرا خطا | بھائی پر ایسا گمان کب ہو روا
وسوسہ مین صوفی اور خر کا یہ حال | جیسے دشمن کی جزا ہوئے مآل
خاک[2] و پتھر مین خر مسکین کا | پس اگاڑی ٹوٹی کج خوگیر تھا
رہ کا مارا رات بھر بے کاہ تھا | جانکنی مین گاہ و گہ اندر بلا
رات بھر یہ ذکر خر تھا اے الٰہ | جو کو چھوڑا پر نہ پائی مشت کاہ
با زبان حال کہتا اے شیوخ | ہو وے رحمت مجکو مارے خام شوخ
خر نے وہ تکلیف و رنج اب پائے ہین | مرغ خاکی دیکھے جو سیلاب مین
پس زمین[3] پر پڑ رہا خر رات بھر | بھوک کے مارے جو تھی جوع البقر
نالہ کرتا کاہ و جو کے واسطے | شوق رکھتا کاہ و جو کے واسطے
بس وہ محنت اور درد و سوز سے | نالہ کرتا رات بھر تھا اس لیئے

سلہ پھر وہ الخ شعر پھر وہ صوفی کہتا کہ آدم علیہ السلام نے کب ظلم کیا تھا ابلیس پے انسان نے کیا کیا بچھو و سانپ کے ساتھ کہ وہ اُن کے لیے مرگ و درد چاہتے ہین گرگ پھاڑنے کی عادت رکھتا ہے اور یہ حسد اُسکا خلق پر ظاہر ہے یعنی بے سبب عداوت ہوا کرتی ہے کچھ سبب پر منحصر نہین ہے پھر صوفی کہتا یہ گمان میرا غلط ہے بھائی پر ایسا گمان کب روا ہے پھر صوفی کہتا ہوشیاری بدگمانی ہے تیری جو بدظن نہ ہو بلا سے کب بچے صوفی وسوسہ مین اور خر کا یہ حال جیسے دشمن کی جزا آخر مین ہووے یعنی صوفی خواب مین یہ خیالات دیکھتا تھا اور خر اسکا شدت گرسنگی مین بیقرار تھا اسی طرح بعد مرگ روح عالم برزخ مین عذاب قبر سے بیقرار ہوتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ خاک و پتھر مین الخ شعر خر مسکین خاک و پتھر مین خوگیر کج اور گاڑی شکستہ رکھتا تھا راہ کا مارا ہوا رات بھر بے گھانس تھا کبھی جانکنی مین اور کبھی بلا مین تھا اور رات بھر خر کا یہ ذکر تھا کہ اے اللہ جو کو چھوڑا گھانس بھی نہ پائی اور زبان حال سے کہتا تھا کہ اے شیخ رحمت ہووے مجکو مارا خام شوخ نے خر نے وہ تکلیف و رنج پائے ہین کہ جیسے مرغ خاکی رنج دیکھے سیلاب مین یعنی نفس خاک سے پیدا ہے اور اُس عالم مین کہ وہ بحر ہے کیون نہ تکلیف پائے ہان جب تک کہ صحبت روح سے پاک مثل روح کے نہ ہو جائے جب اُس بحر مین اسکو رنج و تکلیف نہ ہوگی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ پس زمین الخ شعر پس زمین پر وہ خر رات بھر لوٹتا بھوک کے مارے کہ جو اسکو جوع البقر تھی نالہ کرتا تھا کاہ و جو کیواسطے پس وہ محنت و درد و سوز سے نالے کرتا تھا رات بھر جب دن ہوا تو خادم نے آکر جلد خوگیر اُسپر کسا اور زخم فروشوں کی طرح آرین چبھا کر جو سلوک کرتے ہین وہ خر سے کیا یعنی چست و چالاک کر دیا خر ہوا چالاک چیر اُس آرون سے زبان نہ تھی کہ اپنا حال کہتا یعنی بروز محشر جسم اسیطرح پیدا کر کے روح کو دیا جائیگا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

روز شد خادم بیامد بامداد	زود پالان جست بر پشتش نهاد	دن ہوا تو صبح سے خادم نے آ	جلد خوگیر اسکے اوپر بس کسا
خر فروشانه دو سه زخمش بزد	کرد با خر آنچه با سگ می سزد	خر فروشوں کی طرح آرین چبھا	سگ سے جو کرتے ہین وہ خر سے کیا
خر جهنده گشت از تیزی نیش	کو زبان تا خر بگوید حال خویش	خر ہوا اچھلا لاگ و تیز اس نیش سے	نے زبان تھی حال کہتا خویش سے

گمان بردن کاروانیان کہ بہیمۂ صوفی رنجور است — گمان ہونا اہل قافلہ کو کہ شاید جانور صوفی کا بیمار ہے

چونکہ صوفی بر نشست و شد روان	رو در افتادن گرفت او هر زمان	جب[ف] سوار اُسپر ہوا وہ صوفی چلا	ٹھوکرین ہر دم وہ کھا گرنے لگا
هر زمانش خلق سر بر داشتند	جمله رنجورش همی پنداشتند	ہر گھڑی اُسکو اُٹھاتے لوگ تھے	اور اُسے بیمار سب تھے جانتے
آن یکی گوشش همی پیچید سخت	وان دگر در زیر گامش جست لخت	ایک کان اُسکے مروڑے تھا کھڑا	دوسرا سم ٹوٹا اُس کا دیکھتا
وان دگر در نعل او می جست سنگ	وان دگر در چشم او میدید رنگ	تیسرا نعلون مین اُسکے دیکھے سنگ	چوتھا اُسکی آنکھ کا دیکھے تھا رنگ
باز گفتی حزم سوء الظن تست	هر کہ بد ظن نیست کے ماند درست	پھر وہ کہتا حزم سوء الظن ترا	جو نہ ہو بد ظن بلا سے کب بچا
باز میگفتند ای شیخ این ز چیست	دی همی گفتی کہ شکر این خر قویست	کہتے وہ اے شیخ یہ ہے کسلیے	وہ یہ کہتا ہے قوی خر شکر ہے
گفت آن خر کو بشب لاحول خورد	جز بدین شیوه نتاند راه برد	بولا لاحول اُسنے کھائی رات کو	اسلیے بس چل نہین سکتا ہے وہ
چونکہ قوت خر بشب لاحول بود	شب مسبح بود و روز اندر سجود	شب کو جو خر کی خورش لاحول تھی	شبکو تسبیح دن کو ہے سجدہ گری
چون ندارد کس غم تو ممتحن	خویش کار خویش باید ساختن	جو[ف] نہین ہے کوئی تیرا غمگسار	خود ہی کرنا چاہیے کام اپنا یار
آدمی خوارند اغلب مردمان	از سلام علیک شان کم جو امان	ہین جو مردم خوار اغلب مردمان	کب سلام انکے سے پاؤ تم امان
خانۂ دیو است دلهای همه	کم پذیر از دیو مردم دمدمه	ان کا دل تو خانۂ شیطان ہے	دھوکا مت کھا مردم ابلیس سے
از دم دیو آنکه او لاحول خورد	همچو آن خر در سر آید در نبرد	گر شیطان سے جو ہین لاحول خوار	بس گرین گے مثل خر روز شمار
هر کہ در دنیا خورد تلبیس دیو	وز عدوی دوست رو تعظیم ریو	جسنے دھوکا یان یہ کھایا دیو سے	اور دشمن دوست رو کے ریو سے
در ره اسلام و بر پول صراط	در سر آید همچو آن خر از خباط	پل صراط اور بس رہ اسلام پے	لغزش پا سے وہ مثل خر گرے

ف جب سوار اُس پر ہوا الخ ۸ شعر جب وہ صوفی اُس پر سوار ہو کر چلا ٹھوکرین کھا کر ہر دم گرنے لگا ہر دم اُس کو لوگ اُٹھاتے تھے اور سب اُس کو بیمار جانتے تھے ایک کان اُس کا مروڑتا تھا دوسرا اُس کا سم ٹوٹا دیکھتا تھا تیسرا نعل مین اُس کے سنگ دیکھتا تھا چوتھا اُس کی آنکھ کا رنگ دیکھتا وہ کہتے اے شیخ یہ کس لیئے ہے وہ یہ کہتا قوی ہے خر شکر ہے صوفی نے کہا لاحول اس نے رات کو کھائی ہے اسلیے چل نہین سکتا ہے شب کو جو خورش خر کی لاحول تھی گویا شب کو تسبیح و دن کو سجدہ گری رکھتا ہے یعنی خادم نے بجائے کاہ و دانہ کے اُسکو شب بھر لاحول کھلائی ہے اسواسطے یہ سجدہ کو سر کے بل گرتا ہے چنانچہ حال بیوفائی مردم کا آگے فرماتے ہین ۱۲ ف جو نہین الخ ۶ شعر جو تیرا کوئی غمگسار نہین ہے تو خود ہی اپنا کام کرنا چاہیے یہ مردم اکثر مردم خوار ہین انکے سلام سے کب تم امن پاؤ انکا دل خانۂ شیطان ہے تو دھوکا مت کھا مردم شیطان سے مگر شیطان سے جو لاحول کھاتے ہین بروز محشر مثل خر کے منھ کے بل گرین گے جس نے دھوکا یہان پر دیو سے کھایا اور دشمن دوست صورت کے مکر سے وہ راہ اسلام پل صراط پر لغزش پا سے مثل خر کے گرے یعنی دنیا مین جو شیطان کا بندہ رہا بروز حشر وہ مثل اُس خر کے پل صراط پر لغزش کھا کر گریگا پل صراط کی ایک راہ باریک مثل بال کے دوزخ پر ہے کہ جنتی اُسپر سے جنت کو جا دینگے جو راہ طریقت مین یہان ثابت قدم نہین رہا اور شیطان کی راہ پر چلا ہے وہ پل صراط سے گرے گا عیاذاً باللہ ۱۲۔

عشوه‌های یار بد منیوش هین — دام بین ایمن مرو تو بر زمین
صد هزار ابلیس لاحول آر بین — آدما ابلیس را در مار بین
دم دهد گوید ترا ای جان و دوست — تا چو قصابی کشد از دوست پوست
دم دهد تا پوستت بیرون کشد — وای آن کز دشمنان افیون چشد
سر نهد بر پای تو قصاب وار — دم دهد تا خونت ریزد زار زار
همچو شیری صید خود را خویش کن — ترک عشوه اجنبی و خویش کن
همچو خادم دان مراعات خسان — بیکسی بهتر ز عشوه ناکسان
در زمین مردمان خانه مکن — کار خود کن کار بیگانه مکن
کیست بیگانه تن خاکی تو — کز برای اوست غمناکی تو
تا تو تن را چرب و شیرین میدهی — جوهر جان را نبینی فربهی
گر میان مشک تن را جا شود — روز مردن گند او پیدا شود
مشک را بر تن مزن بر دل بمال — مشک چه بود نام پاک ذوالجلال
آن منافق مشک بر تن می نهد — روح را در قعر گلخن می نهد
بر زبان نام حق و بر جان او — گندها از فکر بی ایمان او

یار بد[۵۱] کے مکر کی تو چال دیکھ — مت چلے بے غم زمین پر چال دیکھ
دیکھ لاکھ ابلیس ہین لاحول خوان — دیکھ آدم مار ہین شیطان یہان
تجکو دم دیتا ہی اور کہتا ہی دوست — مثل قصابون کے کھینچے تیرا پوست
تجکو دم دیکے ہی کھینچے پوست وہ — حیف ہے دشمن سے لے افیون تو
رکھے سر پاؤن پر تیرے قصاب وار — اور دم دیکر کرے تجکو شکار
خود کو کر مانند شیر اپنا شکار — چھوڑ عشوہ غیر اور اپنے کا یار
جان[۵۲] جون خادم برون کی آشتی — عشوۂ ناکس سے بہتر بیکسی
مت بنا تو دوسرون کی جا مین گھر — کام اپنا کر تو غیرون کا نہ کر
غیر کیا ہی تیرا خاکی جسم ہے — واسطے اسکے جو تو غمناک ہے
چرب و شیرین تن کو جبتک دے اخی — جوہر جان کی نہ دیکھے فربہی
مشک مین گر تن کو اپنے تو رکھے — بعد مرنے کے وہ بیشک بس سڑے
مشک تو تن پر نہ ڈال اور دل پہ ڈال — مشک کیا ہی نام پاک ذوالجلال
وہ[۵۳] منافق مشک جو تن پہ ملے — روح کو گلخن کے اندر ہی رکھے
ہی زبان پر نام حق اور جان پہ — انکی بدبو کفر بے ایمان سے

۵۱ یار بد کے الخ یہ شعر تو یار بد کے مکر کی چال دیکھ اور بے غم زمین پر مت چل اور دام دیکھ تو دیکھ لاکھ ابلیس ہین لاحول پڑھنے والے اور دیکھ لے آدم یہان شیطان کو مار مین یعنی دنیا مین ہزارون شیطان ہین مردم صورت لاحول پڑھنے والے اے شخص مثل آدم کے مار مین شیطان کو دیکھ جیسے شیطان جنت مین سانپ مین مار کے پیٹ مین گھس گیا تھا یہ جسم انسان مین شیطان ہے تجکو وہ دم دیتا ہے اور دوست کہتا ہے تاکہ مثل قصابون کے تیرا پوست کھینچے تیرا دم دیکر پوست کھینچے افسوس ہے کہ تو دشمن سے افیون لیوے کہ تا وہ تجکو ضرر پہونچادے یعنی نفع دنیا شیطان کا دنیا مین ایسا ہے جیسے افیون دشمن سے لیتا ہے کہ بظاہر افیون بسبب نشہ کے بہتر ہوتی ہے مگر آخر کو ہلاک کرتی ہے تیرے پاؤن پر مثل قصاب کے سر رکھے اور دم دے کر تجھے شکار کرے تو چھوڑ عشوہ اپنے و بیگانہ کا یعنی تو خود کو راہ مولا مین فنا کر اور اپنے اور بیگانہ کا فریب کھا کہ کوئی تیرا دوست نہین ہے یہی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۲ جان جون الخ یہ شعر مثل خادم کے تو برون کی دوستی کو جان عشوۂ نااہل سے بیکسی بہتر ہے تو دوسرون کی جگہ مین گھر مت بنا اور کام اپنا کر غیرون کا نہ کر اور وہ غیر کیا ہے تیرا جسم خاکی ہے تو اس کے واسطے غمگساری کرتا ہے چرب و شیرین جبتک تو تن کو غذا دے گا جوہر جان کی فربہی نہین دیکھے گا تو اپنے جسم کو اگر مشک مین رکھے بعد مرنے کے وہ بیشک سڑے گا تو مشک تن پر مت ڈال دل پر ڈال اور وہ مشک کیا ہے نام پاک ذوالجلال کا ہے یعنی ذکر زبانی نہ کر ذکر قلبی کر کہ باقی رہے کیونکہ زبان فنا ہونے والی ہے وہ ذکر زبانی بھی فنا ہو گا تیرے ساتھ باقی نہ رہے گا باقی حال آگے ہے ۱۲ ۵۳ وہ منافق الخ یہ شعر آہ منافق جو مشک تن پر ملتا ہے روح کو گلخن مین رکھتا ہے ان کی زبان پر نام حق ہے اور جان پر بدبو کفر اور بے ایمانی سے ہے ذکر ان کا جیسے سبزہ گلخن پر ہے اور گھورے پر گل سوسن لگا ہے وہ سبزہ اس جا پر یقینی درجہ عاریت رکھتا ہے لیکن اس گل کی اصل گلخن مین ہے یعنی پیران ریاکار ظاہر ذکر خدا کا بیان کر کے مخلوق کو فریب دیتے ہین اور دل مین صاحب دنیا کفر و بے ایمانی طریقت سے رکھتے ہین پس وہ ذکر انکا گویا سبزہ گھورے پر عارضی ہے کہ بعد مردن کچھ باقی نہ رہے گا پس طیبات ہے طیبین کے واسطے اور خبیثات ہے خبیثین کیلیے یعنی کلمہ طیب واسطے پاکون کے ہے اور کلمہ خبیث واسطے خبیثون کے ہے بحر العلوم یعنی توحید و عوارف بیان کرنا واسطے پاکون کے ہے کہ اثر کرے نہ واسطے ریاکارون کے پس کینہ نکہ اس سے جو کینہ رکھتا ہے کیونکہ نگی گراہ کینہ کے پاس سے اصل کینہ کی دوزخ ہے اور کینہ خود اس کل کا جزو ہے کہ کینہ کو جزو دوزخ کا ہے ہوشیار رہ کیونکہ جزو کو اپنے کل مین قرار ہوتا ہے یعنی اگر کینہ رکھ ورنہ یہ جزو دوزخ کا ہے

[illegible]

ذکر با او و چو سبزہ گلخن است / بر سر سبزہ گل ست و سوسن است
آن نبات آنجا یقین عاریت است / جای آن گل مجلس ست و عشرت است
طیبات آید بسوی طیبین / مر خبیثین را خبیثات است ہین
کین مدار آنہا کہ از کین گمرہند / گورشان پہلوی کین داران نہند
اصل کینہ دوزخ ست و کین تو / جزو آن کل ست و خصم دین تو
چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار / جزو سوی کل خود گیرد قرار
ور تو جزو جنتی ای نامدار / عیش تو باشد چو جنت پایدار
تلخ با تلخان یقین ملحق شود / کی دم باطل قرین حق شود
ای برادر تو ہمین اندیشۂ / مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنی / ور بود خاری تو ہیمۂ گلخنی
گر گلابی بر سر جیبت زنند / ور تو چون بولی برونت افگنند
طبلہا در پیش عطاران ببین / جنس را با جنس خود کردہ قرین
تو رہائی جو ز ناجنسان بجد / صحبت ناجنس گورست و لحد
جنسہا با جنسہا آمیختہ / زین تجانس زینتی انگیختہ
گر در آمیزند عود و شکرش / برگزینند یک یک از ہمدیگرش
طبلہا بشکست و جانہا ریختند / نیک و بد از ہمدیگر آمیختند
حق فرستاد انبیا را بہر این / تا جدا گردد ز ایشان کفر و دین
حق فرستاد انبیا را با ورق / تا گزید این دانہا را بر طبق
مومن و کافر و مسلمان و جہود / پیش از ایشان جملہ یکسان می‌نمود

ذکر ان کا سبزہ چون گلخن پہ ہے / اور گھورے پہ گل سوسن اُگے
عاریت وہ سبزہ اُس جا پر رکھے / لیکن اُس گل کی جگہ مجلس میں ہے
طیبات اب طیبین کے واسطے / اور خبیثات اب خبیثین کیلیے
کینہ مت رکھ اُس سے جو کینہ رکھے / گور انکی پاس اہل کین کے ہے
اصل کینہ کی ہے دوزخ کین ترا / جزو اس کل کا ہے دشمن دین کا
جزو دوزخ کا ہے تو ہو ہوشیار / جزو کو اپنے کل میں ہوتا ہے قرار
گر تو جنت کا ہے جزو اے نامدار / عیش تیرا جون جنان ہو پایدار
تلخ بس تلخون کے شامل ہے تہ / کب دم باطل قرین حق ہوے
اے برادر یونہی اندیشہ ہے تو / اور باقی استخوان ریشہ ہے تو
گل ہے اندیشہ تو گلشن ہے تو / خار ہے گر ہیزم گلخن ہے تو
گر گلاب اب ہے سر و یار ملین / گر تو ہے پیشاب باہر پھینکدین
دیکھ تو صندوق عطار کے پاس / جنس کو جنس اپنی کے رکھتا ہے
بس ہائی ڈھونڈھ ناجنسون سے تو / صحبت ناجنس آفت جان ہے
جنس کو ہوتی ہے رغبت جنس سے / جنسیت سے کیونکہ زینت بڑھتی ہے
گر کریں عود و شکر باہم حلول / ایک کو بس دوسرا کرلے قبول
ٹوٹی سب صندوقیان پیدا ہوئیں / نیک و بد آپس میں سب باہم ملین
حق نے بھیجا انبیا کو اس لیے / تا جدا ہوں اہل دین کفار سے
حق نے بھیجا انبیا کو باورق / تاکہ دانہ چن لیں یہ اندر طبق
مومن و گبر و مسلمان کا فراق / اس سے پہلا دیکھتے سب ایکسان

۱ گر تو از شعر اگر تو جزو جنت ہے عیش تیرا مانند جنت کے پایدار رہیگا مثال آگے ہے جیسے تلخ پاس تلخون کے رہتا ہے کب دم باطل نزدیک حق کے ہوتا ہے اے برادر تو یہی اندیشہ ہے اور باقی استخوان و ریشہ ہے یعنی انسان نام اسی اندیشہ کا ہے اور باقی جسم و پوست ہے اگر تیرا اندیشہ گل ہے تو گلشن ہے اور اگر خار ہے تو ہیزم گلخن یعنی قابل جلنے کے ہے اگر تو گلاب ہے تو سر پر ملیں اگر تو پیشاب ہے باہر پھینکدیں آگے مثال فرماتے ہیں تو صندوق عطار کے پاس دیکھ کہ ہر جنس کا عطر جنس کے پاس رکھتے ہیں تو رہائی ناجنس سے ڈھونڈھ کہ صحبت ناجنس جان کو آفت ہے کیونکہ جنس کو رغبت ہوتی ہے جنس سے کیونکہ جنسیت سے زینت بڑھتی ہے اگر عود کو شکر کے ساتھ شامل کریں ایک کو دوسرا قبول کرلے باقی حال آگے ہے فافہم ۲ ٹوٹی سب صندوق الخ یہ شعر صندوق ٹوٹے دجان پیدا ہوئیں نیک و بد آپس میں سب باہم ملیں یعنی صندوق عدم کی بار ہم مادر کی ٹوٹے وہ جانیں اس جہان میں پیدا ہوئیں حق نے انبیا کو اسلیے بھیجا کہ اہل دین کفار سے جدا ہوں حق نے انبیا کو بھیجا مع کتاب کے تاکہ دانہ کے مانند چن لیں طبق زمین پر نیک سے بد باقی حال آگے ہے فافہم ۳ مومن الخ یہ شعر مومن و گبر و مسلمان کا فراق اس سے پہلے سب ایکسان معلوم ہوتے تھے اس سے پہلے یکسان ہم سب تھے اور خود کو نیک و بد کوئی نہیں جانتا تھا سب کھرے کھوٹے عالم میں جاری تھے مثل شب کے عالم تھا اور ہم نہ شہزادن کے تھے جبکہ آفتاب انبیا کا نکلا کہ اے کھوٹے جا اور کھرے تو آ تجھکو جانتی ہے رنگ کے فرق کر کے اور آنکھ جانتی ہے لعل کو اور سنگ کو آنکھ گوہر و خاشاک سے واقف ہے اسواسطے خاشاک آنکھ میں کھٹکتا ہے تو سے یہ کھوٹے دشمن پرکھنے والے کے ہیں ویسے دوستی رکھتے ہیں کیونکہ ان کا رنگ جان کا آئینہ ہے تاکہ کھوٹا کھرے کو چھوڑ کر یعنی روشنی میں اچھا برا معلوم ہوتا ہے اسطرح نور دل جب آتا ہے تو پیدا ہوتا ہے جب اپنے عیب میں دیکھو عیب کو دیکھتا ہے

پیش ازیشان ما ہمہ یکسان بدیم — کس ندانستی کہ ما نیک و بدیم
بود نقد و قلب در عالم روان — چون ہمہ شب بود و ما چون شبروان
تا بر آمد آفتاب انبیا — گفت اے غش دور شو صافی بیا
چشم داند فرق کردن رنگ را — چشم داند لعل را و سنگ را
چشم داند گوہر و خاشاک را — چشم را زان می خلد خاشاکہا
دشمن روزند این قلابگان — عاشق روزند این زرہائے کان
زانکہ روز ست آئینہ تعریف او — تا ببیند اشرفی تشریف او
حق قیامت را لقب زان روز کرد — روز بنماید جمال سرخ و زرد
پس حقیقت روز سر اولیاست — روز پیش ماہ شان چون سایہ ہاست
عکس راز مرد حق دانید روز — عکس ستاریش شام چشم دوز
زان سبب فرمود حق والضحیٰ — والضحیٰ نور ضمیر مصطفیٰ
قول دیگر کین ضحی را خواست دوست — از برائے آنکہ این ہم عکس اوست
ورنہ بر فانی قسم خوردن خطاست — خود فنا چہ لائق گفت خداست
از خلیلے لا احب الآفلین — پس فنا چون خواست رب العالمین
لا احب الآفلین گفت آن خلیل — کے فنا خواہد ازین رب جلیل
باز واللیل ست ستاری او — وین تن خاکی و زنگاری او
آفتابش چون بر آمد زان فلک — با شب تن گفت ہین ما ودعک

اس سے پہلے یکسان تھے ہم سبھی — نیک و بد خود کو نجانے تھا کوئی
سب کھرے کھوٹے تھے عالم میں رواں — مثل شب عالم تھا ہم چون شبروان
جب کہ نکلا آفتاب انبیا — بولے کھوٹے جا کھرے تو یان پہ آ
آنکھ جانے فرق کرنا رنگ کو — آنکھ جانے لعل کو اور سنگ کو
آنکھ واقف گوہر و خاشاک سے — آنکھ میں خاشاک کھٹکے اس لئے
دن سے یہ کھوٹے رکھے ہیں دشمنی — اور کھرے دن سے رکھے ہیں دوستی
کیونکہ دن آئینہ انکے حال کا — تاکہ پرکھے کوئی وہ کھوٹا کھرا
حق نے محشر کو لقب دن کا دیا — دن دکھائی رنگ سرخ و زرد کا
درحقیقت دن سے مراد لیا — انکے مہ کے آگے یہ دن سایہ سا
عکس مراد لیا دن جان لے — رات ان کی عکس ستاری کی ہے
اسلیئے فرمایا حق نے والضحیٰ — والضحیٰ نور ضمیر مصطفیٰ
پھر کہا اس ضحیٰ کو یار نے — اسلیئے کہ یہ بھی اسکا عکس ہے
ورنہ فانی کی قسم کھانا خطا — کب ہے فانی لائق قول خدا
لا احب الآفلین کہا نے خلیل — چاہے کیون فانی کو پھر رب جلیل
لا احب الآفلین کہوے خلیل — اس فنا کو چاہے کب رب جلیل
اس کی ستاری کی پھر واللیل ہے — یہ تن خاکی ہے انکا جان سے
شمس ان کا نکلا از راہ فلک — اور شب تن سے کہا ما ودعک

۱ـ حق سنے الخ ۵ شعر حق نے محشر کا نام دن رکھا ہے کیونکہ دن سرخ و زرد کا رنگ دکھاتا ہے پس حقیقت میں دن مراد لیا ہی اوران کے لیئے ماہ کے روبرو یہ دن سایہ کے مانند ہے عکس مراد لیا کو دن جان لے اور رات ان ستاری کی عکس ہے یعنے وہ دن نور دل و رات وجود عنصری طارت کا ہے اس لیئے حق تعالے نے فرمایا والضحیٰ نور دل مصطفیٰ ہے پھر اسے والضحیٰ کس واسطے فرمایا کہ یہ بھی اس کا عکس ہے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ـ ورنہ فانی کی الخ ۵ شعر ورنہ فانی کی قسم کھانا خطا ہے کب فانی لائق قول خدا ہے یعنے خدا کب فانی کی قسم کھاتا ہے لا احب الآفلین خلیل اللہ جانتے ہیں پھر فانی کو کیون چاہے خدا اے عزوجل ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہوں چھپنے والے کو خلیل اللہ فرمائیں پس اس فنا کو کب چاہے خدا یعنے ماہ و مہر کو خلیل اللہ فانی جانتے ہیں پس خدا فانی کی قسم کیون کھائے ثابت ہوا کہ دھیمی روشنی باطن حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہے نہ روشنی اور دنیا اس کے ستارے کی پھر واللیل یعنے قسم ہے رات کی انکے تن خاکی کو تو رات جان لے یعنے لیل سے مراد وجود عنصری جناب رسول مقبول صلعم سے ہے ان کا شمس نکلا فلک سے اور شب تن سے کہا ودعک یعنی نہیں رخصت کیا تجھکو واضح ہو کہ نور دل حضرت رسول مقبول کو ضحیٰ و وجود اطہر کو لیل حق نے فرمایا یعنے دن و رات قلب و قالب حضور کو کہا چونکہ آفتاب نکلتا ہے شب نہیں رہتی ہے مگر حق بہ نسبت حضور کے فرماتا ہے کہ شمس نور محمدی تمہارا افلاک سے زمین پر چمکا مگر تمہاری شب وجود اطہر کو نہیں رخصت کیا یعنے قائم رکھا چنانچہ حقائق اس کے آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

وصل پیدا گشت از عین بلا ۔ زان حلاوت شد عبارت ماتلا
هر عبارت خود نشان حالتیست ۔ حال چون دست و عبارت آلتیست
آلت زرگر بدست کفش گر ۔ همچو دانه کشت کرده ریگ در
آلت اسکاف پیش برزگر ۔ پیش سگ که استخوان در پیش خر
بود انا الحق در لب منصور نور ۔ بود انا اللہ در لب فرعون زور
شد عصا اندر کف موسیٰ گوا ۔ شد عصا اندر کف ساحر ہبا
زین سبب عیسیٰ بدان ہمراہ خود ۔ در نیاموزید آن اسم احد
کو نداند نقص بر آلت نهد ۔ سنگ بر گل زن تو آتش کی جهد
دست و آلت همچو سنگ و آهن است ۔ جفت باید جفت شرط زادن است
آنکه بی جفت است و بی آلت یکیست ۔ در عدد شک است و آن یک بی شکیست
آنکه دو گفت و سه گفت و بیش ازین ۔ متفق باشند در واحد یقین
احولی چون دفع شد یکسان شوند ۔ دو سه گویان ہم یکی گویان شوند
گر یکی گوئی تو در میدان او ۔ گرد بر میگرد از چوگان او
گوی آنگه راست بی نقصان شود ۔ کو ز زخم دست شه رقصان شود
گوش دار ای احول اینها را بهوش ۔ داروی دیده بکش از راه گوش
پس کلام پاک در دلهای کور ۔ می نپاید می رود تا اصل نور

وصل کے باعث ہوئی عین بلا ۔ اس مزے سے ہی عبارت ماقلا
ہر عبارت ہے نشان اک حال کا ۔ حال ہے دست اور عبارت آلہ سا
آلہ زرگر کا بدست کفش گر ۔ جیسے کی اک تخم ریزی ریگ پر
کفشگر کا آلہ پیش قلبہ ران ۔ کاہ سگ کے پیش و خر کے استخوان
تھا انا الحق بالب منصور نور ۔ تھا انا اللہ بالب فرعون زور
دست موسیٰ میں عصا تھا بس گوا ۔ دست ساحر میں عصا ناچیز تھا
اس سبب عیسیٰ نے اس ہمراہ کو ۔ نے سکھایا پاک اسم اللہ کو
کہ نجانے نقص آلہ پر رکھے ۔ سنگ گل پر مارے کب آتش جھڑے
دست و آلہ مثل سنگ آہن کے ہیں ۔ زوجہ شوہر سے ملے بچہ جنے
جو کہ بے جفت و آلہ وہ ہے ایک ۔ شک عدد میں ہے نہ شک کو لکھے ایک
جو کوئی دو تین یا زیادہ کہیں ۔ کر یقین وہ متفق واحد میں ہیں
احولی ہو دور تو ہوں یکساں ۔ کہتے جو دو تین ہیں ہوں یک بیان
گر موحد ہے تو اسکی گیند ہو ۔ اسکی چوگان سے تو پھر ہر سمت کو
گیند اسدم سیدھی بے نقصان ہو ۔ ضرب دست شہ سے وہ رقصان ہو
کان رکھ لے احول اسپر ہوش سے ۔ آنکھ کی ہے دوا گوش سے
تیرہ دل میں یہ کلام پاک ہو ۔ بے سمائے جائیں اصل نور کو

۱؎ وصل کی الخ شعر یعنی عین بلا باعث وصل کی ہوئی اس مزے سے عبارت ہی ماتلا یعنی دشمن بہتر نہیں ہے یعنی جسم کہ باعث فراق روح کا ہے اصل اسکی ہر گز جسم عارف کا باعث وصال حق ہوا ہر عبارت ایک نشان حال کا ہے مثل دست اور عبارت آلہ ہے زرگر کا آلہ کفشگر کے ہاتھ میں اس طرح ہے جیسے ریگ پر تخم ریزی کی کفشگر کا آلہ آگے کاشتکار کے اسطرح ہے جیسے سگ کے آگے کاہ و خر کے آگے استخوان ہے انا الحق لب منصور پر نور تھا اور انا اللہ لب فرعون پر مکر تھا دست موسیٰ میں عصا گواہ تھا اور دست ساحر میں عصا ذلیل و ناچیز تھا اس لیے عیسیٰؑ نے اپنے ہمراہی کو وہ اسم خدا کا نہیں سکھایا کہ وہ اس بات کو نجانے اور نقصان آلہ پر رکھے کیونکہ سنگ گل پر مارنے سے آتش نہیں جھڑتی ہے یعنی راز الٰہی پر ہر ایک کو آگاہی نہیں ہوتی ہے اور وہ اپنی برائی کو نہیں دیکھتا ہے اور مرشد کے بے معنی ہونے پر نظر ڈالتا ہے پس مرشد کو چاہیے کہ جبتک مرید قابل نہیں خود اور دور اندیشی سے اس کو خبردار نہ کرے ورنہ وہ تخم زمین شور میں ضائع ہو جاوے گا چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ دست الخ شعر دست و آلہ مثل سنگ و آہن کے ہے زوجہ شوہر سے ملتی ہے بچہ پیدا ہوتا ہے جو کوئی بے جفت والا ہے وہ ایک ہے شک تو عدد میں ہے ایک میں نہیں ہے جو کوئی دو یا تین یا زیادہ کہے تو یقین کر کہ وہ ایک میں متفق ہے اگر احولی دور ہو تو وہ یکساں ہو جو کہ دو تین کہتے ہیں وہ ایک بیان ہوں یعنی یہودی دو خدا ایزدان و اہرمن کو کہتے ہیں اور نصرانی تین خدا حضرت عیسیٰؑ و بی بی مریمؑ و حق کو مانتے ہیں پس واحد میں دونوں متفق ہیں پس اے سالک دوئی کو چھوڑ دے کہ وحدت حاصل ہو اور اگر تو موحد ہے اسکی گیند ہو اور اسکی چوگان سے تو ہر طرف پھر یعنی ذات حق میں تو خود کو فنا کر اور مردہ بدست زندہ ہو گیند اسدم سیدھی اور بے نقصان ہو کہ ضرب دست شہ سے رقصان ہو کان رکھ ای احول اسپر اور ہوشیار ہو دوا آنکھ کی دوا توڑے کان سے یعنی اس میرے قول کو گوش شنوا سے تو سن اور اسپر عمل کر کہ مشاہدہ وحدت تجھکو حاصل ہو جاتی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ تیرہ دل الخ شعر تیرہ دل میں یہ کلام پاک نہیں سمائیں در اصل نور کو جائیں کیونکہ دل کج میں افسون شیطان کے ہیں جیسے کفش کج پائے کج میں تا کج ہے اگرچہ تکرار دوں سے تو حکمت کو لائے جو کہ تو نااہل ہے وہ تجھ سے جاتی رہے اگرچہ تو اسے لکھے اور نشان اسپر کرے اور اگرچہ شیخی سے اسپر بیان کرے وہ تجھ سے تو چھپا

تو بیخود مثل تیرے مانند بے بلا و مرغ کے ہیں چنانچہ اسکا حال باز شاہی کی مثال میں ۶ فرماتے ہیں فافہم ۱۲

[illegible]

ور ازان فسون و بود در لبهای کژ	میرود چون کفش کژ در پای کژ	بس لگی کج مین فسون شیطان کے	شل پاے کج کفش کج مین بس اڑے
گرچه حکمت را بتکرار آوری	چون تو نا اهلی شود از تو بری	گرچہ تکرارون سے تو حکمت کو لائے	جو کہ تو نا اہل ہو وہ تجھ سے جائے
گرچه بنویسی نشانش می کنی	ورچه می لافی بیانش می کنی	گرچہ تو لکھے نشان اُس پر کرے	گرچہ شیخی سے بیان اُسپر کرے
او ز تو رو درکشد ای پرستیز	بندها را بگسلد وز تو گریز	منھ چھپائین تجھ سے وہ ای پرزیان	اور تڑائین بھاگنے کو رسیان
ورنه خوانی او ببیند سوز تو	علم باشد مرغ دست آموز تو	گر نہ چاہے تو وہ دیکھے سوز کو	مرغ دست آموز تیرا علم ہو
او نه پاید پیش هر نا اوستا	همچو باز شه بخانه روستا	کب رہے نا اہل کے پاس اک زبان	جیسے شہ کا باز دہقانی کے یان

یافتن شاه باز خویش را در خانهٔ کمپیر و مبتلا شدن

پانا بادشاہ کا اپنے باز کو پیر زال کے یہان اور مبتلا ہونا اسکا

علم[1] آن بازست کو از شه گریخت	سوی آن کمپیر کو می آرد بیخت	علم ہے وہ باز بھاگا شاہ سے	پیر زن کی سو کہ آٹا چھانے ہے
تا که تتماجی پزد اولاد را	دید آن باز خوش خوش زاد را	تا پکائے آش بچون کے لیے	دیکھا وہ خوش باز کہ خوش رنگ ہے
پایکش بست و پرش کوتاه کرد	ناخنش ببرید و قوتش کاه کرد	پاؤن اُسکے باندھے اسنے کترے پر	کاٹے ناخن گھانس دے کھانے کو پر
گفت نااهلان نکردند بساز	پر فزود از حد ناخن شد دراز	بولی تیری کچھ نہ کی بس غور ہی	پر و ناخن تیرے جو حد سے بڑھے
دست هر نااهل بیمارت کند	سوی مادر آ که تیمارت کند	دست ناکس کردے بیمار اب تجھے	مان کے پاس آ غور تا تیری کرے
مهر جاهل را چنین دان ای رفیق	کژ رود جاهل همیشه در طریق	مہر[2] جاہل کی تو ایسی جان لے	راہ پر جاہل سدا ٹیڑھا چلے
جاهل ار با تو نماید همدلی	عاقبت زخمت زند از جاهلی	گر ترا جاہل سدا ہمدم رہے	جاہلی سے تجھکو آخر رنج دے
روز شه در جستجو بیگاه شد	سوی آن کمپیر و آن خرگاه شد	جستجو مین شہ کو دن آخر ہوا	پیر زن کے گھر کی جانب وہ گیا
دید ناگه باز را در دود و گرد	شه برو بگریست زار و نوحه کرد	دیکھا گرد آلود ناگہ باز کو	شاہ رویا اُسپہ بس پُر درد ہو
گفت هر چند این جزای کار تست	که نباشی در وفای ما درست	بولا یہ تیری جزا اے کار ہے	جو وفا سے میری تو بیزار ہے
چون کنی از خلد در دوزخ قرار	غافل از لا یستوی اصحاب نار	تو کرے جنت سے دوزخ مین قرار	نے پڑھا لا یستوی اصحاب نار

[1] علم ہے الخ دو شعر یعنی معلوم ہے وہ باز شاہ سے بھاگا پیر زن کی طرف کہ وہ آٹا چھانتی تھی تاکہ بچون کے واسطے آش پکاسکے دیکھا اُس باز کو کہ خوش رنگ ہے اُس کے پاؤن باندھے اور پر کترے اور ناخن کاٹے و گھانس دی کھانے کو اور بولی کہ تیری کچھ غور نہ کی پر اور ناخن جو حد سے بڑھ گئے دست ناکس تجھ کو بیمار کردے ان کے پاس آکہ تا تیری غور کرے آگے وقائق فرماتے ہین فقرہ [2] مہر جاہل کی تو جان لے کہ راہ پر ہمیشہ جاہل ٹیڑھا چلتا ہے اگر تیرا جاہل ہمیشہ ہمدم رہے آخر جاہلی تجھ کو رنج دے شاہ کو جستجو مین دن آخر ہوا وہ پیرزن کے گھر کی جانب گیا تاکہ دیکھا باز کو گرد آلودہ پس شاہ رویا اُس پہ پُر درد ہوکر اور کہا یہ تیری جزا اے کار ہے جو میری وفا سے تو بیزار ہے جو کوئی جنت سے دوزخ مین قرار پکڑے کیا نہین پڑھا لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنۃ یعنے ایکسان نہین ہین اصحاب دوزخ و بہشت کے یعنے اس معارف کی سزا ہے جو یاد سے غافل ہوکر طرف مشاغل دنیوی کے راجع ہوا علم معرفت اس سے مثل باز کے بھاگا اور جب توفیق ازلی دپھیر راہ پر آئے اور عذر معذرت سے سوز و گداز اسکے دل مین پیدا ہو تو وہ علوم معرفت بے طلب اُسکو نصیب ہون چنانچہ اسکا حال آگے ہی فاقہم ۱۲

این سزاے آنکہ از شاہ خبیر / خیرہ بگریزد بجانب گندہ پیر
گندہ پیر جاہل این دنیاے دنیست / ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبیست
ہست دنیا جاہل و جاہل پرست / عاقل آن باشد کزین جاہل برست
ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز / آن رسد با او کہ با آن شاہباز
باز می مالید پر بر دست شاہ / بے زبان میگفت من کردم گناہ
پس کجا زارد کجا نالد لئیم / گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
لطف شہ جان را جنایت جو کند / زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند
رو مکن زشتی کہ نیکیہاے ما / زشت آید پیش آن زیباے ما
سر کجا بنہد ظلوم شرمسار / جز بدرگاہ تو اے آمرزگار
خدمت خود را سزا پنداشتی / تو لواے جرم زان افراشتی
چون ترا ذکر و دعا دستور شد / زان دعا کردن دلت مغرور شد
ہم سخن دیدی تو خود را با خدا / اے بسا کس زین گمان گردد جدا
گرچہ با تو شہ نشیند بر زمین / خویشتن بشناس نیکوتر نشین
باز گفت اے شہ پشیمان میشوم / توبہ کردم نو مسلمان میشوم
آنکہ تو مستش کنی و شیرگیر / گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
گرچہ ناخن رفت چون باشی مرا / برکنم من پرچم خورشید را
ور چہ پرم رفت چون بنوازیم / چرخ بازی کم کند در بازیم

یہ سزا اسکی ہی جو کہ شاہ سے / پیرزن کے یان پہ جاے بھاگ کے
ہی وہ جاہل پیرزن دنیاے دون / اسکا راغب جو ہو وہ بس ہی زبون
بس ہی دنیا جاہل اور جاہل پرست / وہ ہی عاقل جو نہ ہو جاہل سے پست
جو کہ اس جاہل سے اب ہمراز ہو / پہنچے اسکو وہ جو پہونچا باز کو
باز پر ملتا تھا دست شاہ پے / بے زبان کہتا گنہ مجھسے ہوے
بد کہان جا نالہ و زاری کرے / گر نہین بخشے سوا تو نیک کے
جان گنہ شہ کی عنایت پر کرے / کیونکہ بد کو شاہ کرتا نیک ہے
گر نہ بد ہرگز کر اپنی نیکیان / ہین بدی آگے خدا کے اے میان
سر کہان رکھے یہ شرمندہ بھلا / تیرے در کے ماسوا اے خدا
اپنی خدمت کو کچھ اچھا جان کے / جرم کا اس سے علم برپا کرے
جو تری ذکر و دعا عادت ہوئی / اس دعا سے تجکو بس نخوت ہوئی
ہمکلام اپنے کو جانے با خدا / اس گمان سے ہو گئے اکثر جدا
شہ زمین پر بیٹھے تیرے پاس گر / قدر اپنی جان و بیٹھ اس سے بتر
باز بولا مین پشیمان ہوتا ہون / توبہ کی اور نو مسلمان ہوتا ہون
شیرگیر اور مست تو جسکو کرے / گر کجی مستی مین ہو معذور ہے
گر کٹے ناخن مگر تو پاس ہو / نوچ ڈالون پرچم خورشید کو
پر مین کٹے گر کرے مجھ پہ کرم / بازی چرخ ہو مری بازی سے کم

۱ یہ سزا الخ شعر یہ سزا اسکی ہے کہ جو شاہ سے پیرزن کے یہان بھاگ کے جاوے یعنی وہ جاہل پیرزن دنیاے دون ہے جو اس کا راغب ہو وہ خراب ہے بس دنیا جاہل ہے اور جاہل سے مغلوب نہ ہو جو کوئی اس جاہل کے ہمراز ہووے اسکو وہ پہونچے جو پہونچا باز کو یعنی پیرزال سے جو اسکے موافق ہوا وہ بادشاہ حقیقی سے بھاگا اس کا بھی وہی حال ہو جو کہ اس باز کا ہوا باز اپنے پر ملتا تھا دست شاہ پر اور کہتا تھا کہ مجھ سے گناہ ہوا بدکہاں جاکر نالہ و زاری کرے اگر تو سواے نیک کے نہین بخشے یہ شرمندہ سر کہان جاکر رکھے بس سوا درگاہ تیری کے اے خدا بادشاہ کی عنایت پر جان گناہ کرے کیونکہ بادشاہ بد کو نیک کرتا ہے یعنی اے رب اگرچہ مین برا ہون مگر تیرے سوا کس سے نالہ و فریاد کرون کیونکہ بد کو تو نیک کرتا ہے اس واسطے مجھ سے یہ گناہ ہوا تو عفو کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ گر نہ بد الخ یہ شعر جا تو برائی کر کہ ہماری نیکیان حق کے روبرو برائی ہین یعنی تو نیت کر کہ ہماری نیکیان بسبب غرور کرنے طاعت کے پیش حق برائی ہے پس تو اپنی خدمت کے لائق جان کر اس سے جرم کا علم برپا کرتا ہے جو کہ تیرے ذکر و دعا کی عادت ہوتی ہے ہمکلام خود کو جانتا ہے ساتھ خدا کے اکثر اس گمان سے مردود ہو گئے ہین اگر بادشاہ زمین پر تیرے پاس بیٹھے تو اپنی قدر و منزلت جان اور اس سے نیچے بیٹھ یعنی تو عنایت بادشاہ پر مغرور نہ ہو اور خود کو ذلیل اسکے روبرو جان آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۳ باز بولا الخ و شعر باز نے کہا مین پشیمان ہوتا ہون مین نے توبہ کی اور مسلمان ہوتا ہون تو جسکو شیرگیر اور مست کرے اگر مستی سے کجی ہو تو معذور رکھے اگرچہ میرے ناخن کٹے ولیکن تو پاس ہو کر نوچ ڈالون پرچم خورشید کو برکتیں ہین اگر تو مجھ پر کرم کرے بازی چرخ کی میری بازی سے کمتر ہو مین تیری مدد سے کوہ کو گم کر دون اور اپنی آنکھ سے علم کو توڑ دون مجھ سے کم نہین ہون ملک نمرود اسکے قابو مین رکھو ضعیفی مین فیل کر دو اسکے صاحب فیل کو بقدر بیسہ اگر مین کنکریاں دون کہ بین کے مثل ابابیل کے اگرچہ قدر بخدمہ کے ہین لیکن بقابل مین منجنیق ٹوٹے نہ ہو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

گر بگمر بخشیم که را ابر کنم	ور دهی کلکی علمها بشکنم	میں مدد سے تیری کردوں کوہ خم	اور ادنی کلک سے توڑوں علم
آخر از پشه نه کم باشد تنم	ملک نمرودی به پر برهم زنم	کم نہ پشہ سے ہے آخر تن مرا	ملک نمرودی کروں پر سے فنا
در ضعیفی تو مرا بابیل گیر	هر یکی خصم مرا چون پیل گیر	تو ضعیفی میں مجھے بابیل کر	میرے دشمن کو تو صاحب فیل کر
قدر فندق افکنم بندق حریق	بندقم در فعل صد چون منجنیق	قدر پستہ ار دن میں کنکر اگر	مثل سو گوپھن کے وہ رکھے اثر
گرچه سنگم هست مقدار نخود	لیک در هیجا نه سر ماند نه خود	گرچہ کنکر ہے بمقدار نخود	پر لڑائی میں وہ چھوڑے سر نہ خود
موسی آمد در وغا با یک عصاش	زد بر آن فرعون و بر شمشیرهاش	موسیٰ آئے جنگ میں لیکر عصا[1]	توڑی تیغ اور پھوڑا سر فرعون کا
هر رسولی یک تنه کان در زده است	بر همه آفاق تنها بر زده است	ہر نبی پیدا ہوا ہے ایک تن	سارے عالم میں ہے تنہا صف شکن
نوح چون شمشیر در خواهید ازو	موج طوفان گرد حق شمشیر او	نوح نے جو تیغ حق سے کی طلب	موج طوفان نے دی اسکو تیغ تب
احمدا خود کیست اسپاه زمین	ماه بین بر چرخ و بشگافش جبین	اے محمد کیا زمین پر ہے سپاه	چرخ پر تو نے کیا ہے شق ماہ
تا بداند سعد و نحس بی خبر	دور تست این دور نی دور قمر	تا کہ جانے[2] سعد و نحس بے خبر	دور یہ تیرا ہے نے دور قمر
دور تست این دور که موسیٰ کلیم	آرزو می برد زین دورت مقیم	تیرا وہ ہے دور کہ موسیٰ کلیم	آرزو رکھتے ہیں میں ہوؤں مقیم
چونکه موسی رونق دور تو دید	کاندر و صبح تجلی میدمید	دیکھی موسیٰ نے جو رونق دور کی	کہ تجلی کی سحر اس میں کھلی
گفت یا رب این چه دور رحمت است	آن گذشت از رحمت اینجا رویت است	بولا یارب دور یہ رحمت لکھے	اُسنے رحمت دیکھی رویت ہکو ہے
غوطه ده موسی خود را در بحار	از میان دورهٔ احمد برآر	بحر میں موسیٰ کو اپنے توڈو با	دور احمد میں نکال اسکو خدا
گفت یا موسیٰ بدان بنمودمت	راه آن خلوت بدان نگشودمت	بولا[3] اے موسیٰ دکھایا اس لیے	اس در خلوت کو کھولا اس لیے

[1] موسیٰ آئے الخ یہ شعر موسیٰ جنگ میں عصا لیکر آئے تیغ توڑی اور سر فرعون کا پھوڑا ہر ایک نبی ایک تن پیدا ہوا مگر تمام عالم کی صف کو توڑا نوح نے جو حق سے تیغ طلب کی موج طوفان کی اسکو تیغ دی اے محمد زمین پر سپاہ کیا چیز ہے چرخ پر تو نے قمر کو شق کیا ہے یعنی تو جسکو اے خدا مقبول کرے تمام عالم کو دم بھر میں زیر و زبر کرے پس کرم کرا و رقصور گمراہی میری کا عفو کر پس جو سالک کہ تعلقات دنیا سے رجعت میں پڑے چاہیے اسطرح معذرت کرکے عفو تقصیرات اپنے کرے تا راہ سلوک پھر جاری ہو چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اس پیرایہ میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [2] تا کہ جانے الخ یہ شعر تا کہ سعد و نحس سمجھ جاوے کہ یہ دور تیرا ہے دور قمر کا نہیں ہے تیرا دور وہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ آرزو رکھتے تھے ہمیں رہنے کی جو کہ موسیٰ نے رونق اس دور کی دیکھی کہ صبح تجلی کی اسمیں کھلی یعنی تجلیات اس عہد رسول مقبول میں یہانتک کہ طالبان حق دیکھتے ہیں اور انبیا کے زمانے میں بجز نبی کے ہر ایک کو کشف تجلیات نہ تھا تو موسیٰ نے آرزو اس عہد کی کی تھی موسیٰ نے کہا کہ اے خدا یہ دور رحمت کا ہے اُسنے رحمت دیکھی اور رویت ہکو ہی یعنی موسیٰ ع نے رحمت حق رسول مقبول کی دیکھی تھی اور ہم اہلبیت کو رویت حق کی حاصل ہے موسیٰ ع بدرگاہ حق تعالیٰ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا تو اپنے دریا میں مجھ موسیٰ کو ڈبا دے اور دور احمد میں نکال یعنی عہد احمد میں مجھکو پیدا کر اگرچہ قول حق کا یہ تھا فہم ۱۲ [3] بولا اے موسیٰ الخ یہ شعر حق نے فرمایا اے موسیٰ دور احمد کو اسلیے دکھایا اور اس خلوت کو اسلیے کھولا کہ اے کلیم تیرا دور جبھی دور احمدی ہی پاؤں مت کھینچ یہ کلیم تیری کہ آجتک دور موسیٰ دور احمدی میں ہے کیونکہ دور محمدی ابتدا سے دور انبیاء کے شامل ہیں کیونکہ اسوقت میں نبی تھے کہ آدم پیدا نہیں ہوئے تھے اور مخلوق قبل آنے اس عالم دنیا کے امت محمدیہ میں داخل ہے کہ بروز حشر موسیٰ نے کا حشر بھی بسبب خواہش پیدا ہونے امت احمدی کے ہمراہ امت محمدی کے ہوگا اور ہمراہ انبیا کے بھی ہوگا اس سبب سے موسیٰ کی فضیلت اور انبیا پر ہوگی از شرح بحر العلوم میں مسیح ہوں اور زبان دکھاتا ہوں کہ طمع سے بندہ زیادہ روئے آگے اسکی مثال یہ ہے جیسے ماں بچہ کی تاک اسلیے ملتی ہے تاکہ وہ بیدار ہو اور دودھ اسکا پیے کیونکہ وہ بچہ کا سویا ہے وہ بیہوش ہے اور پستان اُسکی دودھ سے پھٹی جاتی ہیں ترجمہ تھا میں ایک خزانہ رحمت کا پوشیدہ پس اٹھایا میں نے مخلوق کو ہدایت کی گئی جس کرامت کو تو جان ڈھونڈھتا ہے حق نے دکھلائی ہے جب تو طمع کرتا ہے یعنی حق مخلوق کیلیے ایسا ہے جیسے مادر مشفقہ بچے کو دودھ پلانے کیلیے بیدار کرتی ہے بسبب محبت کے پس امت احمد سے بیان توڑ سے تب امت نے کہا یا رب آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

گر تو زان دوری یقین ور ای کلیم	پا مکش زیرا دراز است این گلیم	دور تیرا در وہ ہی ہے کلیم	پا نہ کھینچ آ تو بڑی ہے یہ گلیم
من کریمم نان نمایم بنده را	تا بگریاند طمع آن زنده را	ہون کریم اور مین دکھاتا نان ہون	تا طمع سے روئے بندہ بس فزون
بینی طفلے بزاید مادرے	تا شود بیدار واجوید خورے	تاکہ بچے کی ملے مان اس لیے	تا جگے اور دودھ وہ اُسکا پیے
کو گرسنه خفته باشد بے خبر	وان دو پستان میخلد از مهر در	کہ وہ بھوکا سویا اور بیہوش ہے	چھاتیان اسکی ہٹی ہین دودھ سے
کنت کنزا رحمة مخفیة	فانبعثت امة مهدیة	کنت کنزا رحمة مخفیة تھا مین اک رحمت کا خزانہ پوشیدہ ۱۲	فانبعثت امة مهدیة پس اٹھایا مین نے مخلوق کو ہدایت کی گئی ۱۲
هر کرامت که می جوئی بجان	او نمودت تا طمع کردی در آن	جس کرامت کو کہ ڈھونڈھے تو بجان	اُسنے دکھلائی طمع تو جب کرے
چند بت بشکست احمد در جهان	تا که یارب گوی گشتند امتان	بت بہت سے توڑے احمد نے یہان	تب کہا امت نے یارب بس عیان
گر نبودی کوشش احمد تو هم	میپرستیدی چو اجدادت صنم	گر نہوتی کوشش احمد اتم	پوجتے جون باپ دادا تم صنم
این سرت وا رست از سجده صنم	تا بدانی حق او را بر امم	بُت کے سجدہ سے تمہارا سر چھٹا	جانو تا امت پہ حق اسکا ہی کیا
گر بگوئی شکر این رستن بگو	کز بت باطن همت برهاند او	گر کرے شکر اس رہائی کا تو کر	کہ بت باطن سے بھی چھٹا اے بشر
مر سرت را چون رهانید از بتان	هم بدان قوت تو دل را وا رهان	سر کو تونے جو چھڑایا بت سے ہے	دلکو بھی اپنے چھڑا اس طور سے
سر ز شکر دین از آن برتافتی	کز پدر میراث مفتش یافتی	شکر دین سے سر کو تُو نے پھیرا اسلیے	باپ سے میراث پائی مفت ہے
مرد میراثی چه داند قدر مال	رستمے جان کند مجان یافت زال	مرد میراثی کو ہو کب قدر مال	جان رستم کھوئے پائے مفت زال
چون بگریانم بجوشد رحمتم	آن خروشنده بنوشد نعمتم	مین رُلاتا ہون کہ رحمت کا ہو جوش	پائین نعمت کو مری اہل خروش
گر نخواهم داد خود بنمایمش	چونش کردم بسته دل بگشایمش	چاہون گر دینا دکھا دون آپ کو	کھولدون اُسکا اگر دل بند ہو
رحمتم موقوف آن خوش گریه هاست	چون گرست از بحر رحمت موج خاست	میری رحمت گریہ پر موقوف ہے	موج زن رحمت ہو گر گریہ کرے
تا نگرید ابر کے خندد چمن	تا نگرید طفل کے جوشد لبن	تا نہ روئے ابر کب گلشن کھلے	تا نہ روئے طفل کب شیر اُسکو دے

حلوا خریدن شیخ احمد خضرویه جهت غریمان بالهام حق تعالی

حلوا خریدنا شیخ احمد خضرویہ کا واسطے قرضخواہون کے بموجب الہام حق

بود شیخے دائما او وام دار	از جوانمردی که بود او نامدار	دائما اک شیخ رہتا قرضدار	پر سخاوت سے تھا بس وہ نامدار
ده هزاران وام کردی از مهان	خرج کردی بر فقیران جهان	قرض کو سو دون سے لیتا دس ہزار	اور فقیرون پر وہ کرتا تھا نثار

۱۵ گر نہوتی الخ۔ شعر اگر احمد صلعم کی کوشش نہوتی تم مثل باپ دادا کے بت پوجتے ہوتے بتونکے سجدہ سے تمہارا سر چھوٹا اسلیے امت پر ان کا حق جانو کہ کس قدر ہے اگر تو اس رہائی کا شکر کرے تو اے بشر بت باطنی سے تو چھوٹا ہے جیسے تونے سر کو چھڑایا ہے بت سے ویسے ہی دل کو اپنے بھی چھڑا تو اسلیے دین کے شکر سے سر کو پھیرتا ہے کہ باپ سے میراث مفت پائی ہے مرد میراثی کو کب قدر مال کی ہوتی ہے کہ جان رستم نے کھوئی اور میراث مفت پائی زال نے مین اسواسطے رُلاتا ہون کہ تا رحمت جوش مین آئے اور اہل خروش میری رحمت پائین اور اگر مین چاہون دینا تو آپ کو دکھا دون اور کھول دون اگر اس کا دل بند ہو میری رحمت رونے پر موقوف ہے دریائے رحمت موجزن ہو اگر گریہ کرے جبتک نہ ابر روئے گلشن کم کھلے اور جبتک طفل روئے لبان دودھ اسکو پلائے یعنی رحمت حق کی گریہ پر موقوف ہے اگر کوئی رحمت چاہے تو بہت روئے حق اُسپر رحمت نازل کریگا جیسے طفل حلوائی دیا اور رحمت جوش میں آئی چنانچہ اسکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۱۶ دائما الخ ۱۲ شعر ایک شیخ ہمیشہ قرضدار رہتا تھا لیکن سخاوت سے وہ نامدار تھا سو دون سے دس ہزار قرض لیتا اور فقرا کو بخشش کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ہم بوام او خانقاہے ساختہ	خان و مان و خانقہ در باختہ	بھی بناتا قرض لے کر خانقہ[1]	خان و مان و خانقہ کرتا تباہ
احمد خضرویہ بودے نام او	خدمت عشاق بودے کام او	احمد خضرویہ اسکا نام تھا	خدمت عشاق اسکا کام تھا
دام او را حق زہر جائے گزارد	کرد بہر حق خلیل از ریگ آرد	ہر طرح قرض اُسکا حق کرتا ادا	ریگ ابراہیم کو آٹا کیا
گفت پیغمبر کہ در بازارہا	دو فرشتہ میکنند دائم ندا	حکم پیغمبر ہے بس بازار مین	دو فرشتے یہ ندا دائم کرین
کاے خدا تو منفقان را دہ خلف	اے خدا تو ممسکان را دہ تلف	کہ خدا تو منفقون کو دے بسر	اے خدا تو ممسکون کو دے ضرر
خاصہ آن منفق کہ جان انفاق کرد	حلق خود قربانی خلاق کرد	خاص وہ منفق کہ جان قربان کرے	راہ حق مین وہ گلا اپنا رکھے
حلق پیش آورد اسمٰعیل وار	کارد بر حلقش نیارد کردگار	حلق رکھے آگے اسمٰعیل وار	پر بچاتا ہے چھری سے کردگار
پس شہیدان زندہ زان رویند خوش	تو بدان قالب منگر گبر وش	پس شہید اسواسطے زندہ ہوا	تو نہ اس قالب پے جا اسکو مرا
چون خلف دادست شان جان بقا	جان ایمن از غم و رنج و شقا	ہو بسر اُن کو دیا جانِ سعید	رنج سے ایمن ہوئی جان شہید
شیخ وامے سالہا این کار کرد	می ستد مے داد ہمچو پائے مرد	شیخ[2] کیس برسون سے لیتا قرض تھا	اور لیکر دیتا جون اہل سخا
تخمہا مے کاشت تا روز اجل	تا بود روز اجل میر اجل	بیج بوتا تھا اجل تک کا جو وہ	تا اجل کے روز وہ سردار ہو
چونکہ عمر شیخ در آخر رسید	در وجود خود نشان مرگ دید	شیخ کی جو عمر بس آخر ہوئی	اور علامت مرگ کی ظاہر ہوئی
دام داران گرد او بنشستہ جمع	شیخ در خود خوش گدازان مثل شمع	قرضخواہ آکر ہوئے گرد اُسکے جمع	شیخ خوش گھلتا تھا خود مین مثل شمع
دام خواہان گشتہ نومید و ترش	درد دلہا یار شد با درد شش	قرضخواہ[3] نومید اُسکے ہو گئے	درد دل و درد جگر اُسکے ہوئے
شیخ گفت این بدگمانان را نگر	نیست حق را چار صد دینار زر	شیخ بولا بدگمان کو دیکھ تو	حق نہین دینار رکھتا چار سو
کودکے حلوا ز بیرون بانگ زد	لاف حلوا بر امید دانگ زد	طفل حلوائی نے ایک آواز دی	مول لے حلوا کوئی ہے مشتری
شیخ اشارت کرد خادم را بسر	کہ برو آن جملہ حلوہ را بخر	شیخ نے اپنے یہ خادم سے کہا	جا کے سب حلوے کو تو اب مول لا

[1] بھی بناتا الخ ۹ شعر بھی قرض لیکر خانقاہ بناتا تھا اور گھر و خانقاہ کو برباد کرتا احمد خضرویہ اُسکا نام تھا عاشقون کی خدمت کرنا اُسکا کام تھا ہر طرح قرض اُسکا حق ادا کرتا تھا جیسے ریگ ابراہیم علیہ السلام کو آٹا کیا حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ بازار مین دو فرشتے یہ ندا کرتے ہین کہ اے خدا نفقہ دینے والے کو بسر دے واے خدا بخیلون کو ضرر دے خاصکر وہ نفقہ دینے والا کہ جان قربان کرے وہ راہ حق مین اپنا گلا رکھے اسمٰعیل کے مانند لیکن حق چھری سے بچاتا ہے اسواسطے شہید زندہ ہووے تو اس قالب مین انکو مردہ مت جانے پس انکو بسر دیا جان کا رنج سے ایمن ہوئی جان شہید کی یعنی شہید کہ راہ خدا مین جان دیتے ہین مثل اسمٰعیل کے حق اُس عالم مین اُن کو جان دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ اُس سے رہتے ہین گویا یہ جان اُن کو بسر دیتا ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ [2] شیخ الخ ۴ شعر شیخ برسون سے قرض لیتا تھا اور مثل اہل سخا کے دیتا تھا جو کہ وہ تخم اجل تک بوتا تھا تاکہ بروز اجل سردار ہو جبکہ شیخ کی عمر آخر ہوئی اور علامتین مرگ کی ظاہر ہوئین قرضخواہ اُس کے گرد آکر جمع ہوئے اور شیخ مثل شمع کے خوش مرض سے گھٹتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] قرضخواہ الخ ۹ شعر اُس کے قرضخواہ ناامید ہو گئے درد دل اُن کے درد جگر ہو گئے شیخ نے بدگمان اُن کو دیکھ کر کہا کہ کیا چارسو دینار حق نہین رکھتا ہے ایک طفل حلوائی نے آواز دی کہ کوئی خریدار ہے حلوا مول لے شیخ نے اپنے خادم سے کہا کہ جا سب حلوے کو مول لا اور قرضخواہون کو یہ حلوا کھلا تاکہ مجھ پر اب کڑوے نہو دین اسی گھڑی خادم گھر سے باہر گیا تا حلوا خریدے اس طفل سے جا کر پوچھا کیا قیمت ہے حلوے کی اے پسر بولا نصف دینار سے زیادہ ہے خادم نے کہا زیادہ مت بولو سے نہ لے نصف دینار مین تجھکو دیتا ہون شیخ کے آگے اُس نے طباق رکھا شیخ کی اب کرامات دیکھو کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تا غریمان چونکہ حلوا را خورند — یک زمانے تلخ در من ننگرند
در زمان خادم برون آمد ز در — تا خرد آن جملہ حلوا زان پسر
گفت اورا کین ہمہ حلوا بچند — گفت کودک نیم دینارست و اند
گفت نے از صوفیان افزون مجو — نیم دینارت دہم دیگر مگو
او طبق بنہاد اندر پیش شیخ — تو ببین اسرار سراندیش شیخ
کرد اشارت با غریمان کین نوال — نک تبرک خوش خورید این حلال
بہر فرمان جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی خوردند حلوا ہمچو قند
چون طبق خالی شد آن کودک ستد — گفت دینارم بدہ اے با خرد
شیخ گفتا از کجا آرم درم — دام دارم میروم سوے عدم
کودک از غم زد طبق را بر زمین — نالہ و گریہ برآورد و حنین
نالہ میکرد و فغان کاے ہاے ہاے — کاے مرا بشکستہ بودے ہر دو پاے
کاشکے من گرد گلخن گشتمے — بر در این خانقہ نگذشتمے
صوفیان طبل خوار لقمہ جو — سگ دلان ہمچو گربہ روے شو
از غو کودک آنجا خیر و شر — گرد آمد گشت بر کودک حشر
پیش شیخ آمد کہ اے شیخ درشت — تو یقین دان کہ مرا استاد کشت
گر روم من پیش او دست تہی — او مرا بکشد اجازت میدہی
وان غریمان ہم بانکار و جحود — رو بشیخ آورد کاین بازی چہ بود
مال ما خوردی مظالم می بری — از چہ بود این ظلم دیگر بر سری
تا نماز دیگر آن کودک گریست — شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست

قرضخواہون کو تو یہ حلوا کھلا — تاکہ اب کرتے نہون مجھپر دراز
گھر سے باہر اُس گھڑی خادم گیا — تا خریدے حلوا اُس لڑکے سے جا
پوچھا کیا قیمت ہے حلوے کی پسر — بولا زیادہ نصف سے دینار زر
بولا زیادہ صوفیون سے تو نہ لے — نصف دینار اب مین دیتا ہون تجھے
شیخ کے آگے طباق اُسنے رکھا — شیخ کی دیکھو کرامت سب ہے کیا
۱؎ قرضخواہون سے کہا بے قیل و قال — یہ تبرک کھاؤ تم اب ہے حلال
گرد ہو سب نے بموجب حکم کے — کھایا حلوے کو جو مثل قند ہے
جو طبق خالی ہوا لڑکے نے لے — بولا دینار اُسکی قیمت مجھکو دے
شیخ بولا مین کہان سے دون درم — قرضدار اب جاتا ہون سوے عدم
طفل ۲؎ نے پھینکا طبق کو بر زمین — شور و غل کرنے لگا از بس حزین
نالہ و فریاد کرتا ہاے ہاے — کیون نہ ٹوٹے ہوتے دونون پاؤن ہاے
کاش جاکر بھاڑ مین گرجاتا مین — اور نہ در پر خانقہ کے آتا مین
صوفیان سیر خور دنیا طلب — سگ دل اور جون گربہ دھوتے منھ کو سب
شور سے لڑکے کے وان اچھے برے — جمع گرد اُسکے ہوے جون حشر کے
آگے آ کہنے لگا وہ شیخ سے — کہ یقین اُستاد مارے گا مجھے
ہاتھ خالی دیکھ مارے گا مجھے — تو اجازت دیتا ہے اس بات کے
قرضخواہون ۳؎ نے کہا بھی شیخ سے — کہیے تو یہ آپ کا کیا کھیل ہے
مال کھا کر تو ستم ہم پر کرے — کسلیے یہ ظلم اور اس پہ یہ
تا نماز ظہر وہ روتا گیا — شیخ آنکھیں بند کر سویا کیا

۱؎ قرضخواہون سے الخ یہ شعر قرضخواہون سے کہا بے قیل و قال کھاؤ تم یہ تبرک حلال ہے سب نے بموجب حکم کے گرد ہو کر کھایا حلوے کو جو مثل قند کے تھا جب طباق خالی ہوا تو طفل نے لیکر کہا کہ دینار اسکی قیمت کے مجھکو دو شیخ نے کہا کہ مین درم کہان سے دون مین قرضدار جاتا ہون طرف عدم کے میرے پاس بالکل اسوقت دام کہان ہین جو تجھکو دون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ طفل نے الخ یہ شعر طفل نے طباق کو زمین پر پھینکا اور از بس شور و غل کرنے لگا نالہ و فریاد کرتا اور ہاے ہاے کہ یہ دونون پاؤن ٹوٹے ہوتے افسوس ہے کہ کاشکے مین گلخن مین پڑ جاتا اور خانقاہ کے دروازے پر نہ آتا صوفی پیٹ بھرے اور روٹی چاہنے والے سگدل اور مثل گربہ کے منھ کو دھوئے طفل کے غل کرنے سے سب برے بھلے گرد اُسکے جمع ہوے مانند حشر کے آگے آکر وہ کہنے لگا شیخ سے کہ یقین کر استاد مجھے مارے گا مجھے خالی ہاتھ دیکھ کر مارے گا تو اجازت دیتا ہے اس بات سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ قرضخواہون نے الخ یہ شعر قرضخواہون نے کہا شیخ سے از راہ انکار کے یہ کیا کھیل ہے تو مال کھا کر ہم پر ستم کرتا ہے کس لیے یہ ظلم تو دوسرے پر رکھتا ہے تا ظہر تک وہ لڑکا روتا رہا اور شیخ آنکھ بند کر کے سوتا رہا شیخ بے غم تھا جیسا کہ درویش اور منھ چھپائے چادر مین تھا مانند ماہ کے ازل سے خوش تھا اور دل سے شادکام تھا اور طعنۂ مردم سے بے خوف تھا بالکل جس کی جان بامزہ ہو مانند قند کے کب ترش روئی عالم سے وہ ڈرے یعنے جو کہ معرفت الٰہی سے باذوق ہے اُسکو برا بھلا کہنے مردم سے کیا غم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

شیخ فارغ از جفا و از خلاف ۔ در کشیده روی چون مہ در لحاف
شیخ فارغ تھا جفاؤ درد سے ۔ منہ چھپا چادر مین تھا جون ماہ کے

با اجل خوش با دل خوش شادکام ۔ فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام
تھا اجل سے خوش و دل سے شادکام ۔ طعنۂ مردم سے فارغ تھا تمام

آنکہ جان در روی او خندد چو قند ۔ از ترش روئے خلقش چہ گزند
با مزہ جان جسکی ہو جون قند کے ۔ کب ترش روئی سے عالم کی ڈرے

آنکہ جان بوسہ دہد بر چشم او ۔ کے خورد غم از فلک وز خشم او
جسکی[1] جان بوسہ دے اسکی آنکھ پے ۔ غصۂ افلاک سے کیا ڈر اسے

در شب مہتاب مہ را بر سماک ۔ از سگان و عوعو ایشان چہ باک
آسمان پر چاندنی مین ماہ کو ۔ شور و غوغا سے سگونکے ڈر ہو

سگ وظیفہ خود بجا می آورد ۔ مہ وظیفہ خود برخ می گسترد
سگ وظیفہ اپنا کرتا ہے ادا ۔ مہ وظیفہ اپنا رکھتا ہے روا

کارک خود میگزارد ہر کسے ۔ آب نگزارد صفا بہر خسے
چھوڑتا ہے کون اپنے کام کو ۔ کب صفائی آب خس سے دے ڈبو

خس خسانہ میرود بر روی آب ۔ آب صافی میرود بے اضطراب
خس حقیرانہ روان پانی پہ ہو ۔ اضطرابی ہو نہ آب صاف کو

مصطفی مہ می شکافد نیم شب ۔ ژاژ می خاید ز کینہ بولہب
مصطفےٰ تو کرتے ہین شق القمر ۔ بولہب کینہ سے بکتا بیشتر

آن مسیحا مردہ زندہ میکند ۔ وان جہود از خشم سبلت میکند
وہ مسیحا زندہ مردون کو کرے ۔ وہ جہودی داڑھی نوچے رنج سے

بانگ سگ ہرگز رسد در گوش ماہ ۔ خاصہ ماہے کو بود خاص آلہ
بھونکنا[2] کتے کا کب سنتا ہے ماہ ۔ خاص وہ مہ جو کہ ہے خاص الٰہ

می خورد شہ بر لب جو تا سحر ۔ در سماع از بانگ چغزان بیخبر
نہر پہ پیتا ہے مے شہ رات بھر ۔ راگ مین مینڈک کے غل سے بیخبر

ہم شدے توزیع کودک دانگ چند ۔ ہمت شیخ آن سخا را کرد بند
دام حلوا دیتے وہ تقسیم کر ۔ ہمت شیخ انکی مانع جود پر

تا کسے ندہد بہ کودک ہیچ چیز ۔ قوت پیران از آن بیش ست نیز
تا نہ دیوے کوئی کچھ اس طفل کو ۔ قوت پیران کی زیادہ اس سے تو

شد نماز دیگر آمد خادمے ۔ یک طبق بر سر ز پیش حاتمے
ظہر کے بعد ایک حاتم کا غلام ۔ ایک طبق سر پر رکھے لایا تمام

صاحب مالی و حالی پیش پیر ۔ ہدیہ بفرستاد کز وے بد خبیر
اہل مال و حال تھا وہ با خبر ۔ تحفہ بھیجا پیر کو اس نے مگر

چار صد دینار بر گوشہ طبق ۔ نیم دینار دگر اندر ورق
اس طبق مین چار سو دینار تھا ۔ نصف دینار ایک کاغذ مین جدا

خادم آمد شیخ را اکرام کرد ۔ آن طبق بنہاد پیش شیخ فرد
پیشکش[3] خادم نے وہ لاکر کیا ۔ شیخ کے آگے طبق لاکر رکھا

[1] جسکی جان الخ، شعر جسکی جان چشم یار پر بوسہ دے غصۂ افلاک سے کیا خوف ہے آگے مثال بیان فرماتے ہین کہ آسمان پر ماہ کو شور و غوغائے سگون سے کیا خوف ہو سگ اپنا وظیفہ ادا کرتا ہے اور ماہ اپنا وظیفہ دار رکھتا ہے اپنے کام کو کون چھوڑتا ہے کب صفائی آب کی خس سے دور ہو خس حقیرانہ پانی پر روان ہے آب صاف کو اضطرابی نہ ہو مصطفےٰ تو شق القمر کرتے ہین بولہب کینہ سے بیہودہ بکتا ہے وہ مسیحا مُردون کو زندہ کرتا ہے اور جہودی داڑھی نوچتا ہے رنج سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بھونکنا ہے الخ، شعر ماہ کتون کا بھونکنا کب سنتا ہے خاص کر وہ ماہ جو خاصان خدا سے ہے شاہ رات بھر نہر پر مے نوشی کرتا اور راگ سنتا ہے مگر مینڈکون کے غل سے بیخبر ہے یعنی عاشقین مشاہدۂ تجلیات مین مدہوش اور شور مردمان دنیا سے بیخبر ہین آگے رجوع القصہ ہے لوگ حلوے کے دام خود تقسیم کرکے دیتے مگر ہمت شیخ انکی بخشش کی مانع تھی تاکہ کوئی شخص اس طفل کو خود نہ دیوے کیونکہ قوت پیرون کی اس سے زیادہ ہے بعد ظہر کے ایک حاتم کا غلام ایک طباق سر پر رکھکر لایا وہ اہل مال و حال باخبر تھا اسواسطے اس پیر کو کچھ تحفہ بھیجا تھا اسکے طباق مین چار سو دینار تھے اور نصف دینار کاغذ مین جدا الغرض مطابق حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] پیشکش الخ، شعر خادم نے لاکر وہ پیشکش کیا اور شیخ کے آگے وہ طباق لاکر رکھا جبکہ خوان سے سرپوش اٹھایا خلق نے وہ کرامات شیخ کی دیکھی سب لوگ آہ و زاری کرنے لگے کہ یہ کیا ہے اے بادشاہ شیخون زمانے کے یہ کیا بھید ہے اور کیا سلطانی ہے اے مالک دین اہل جفا کے ہم تم کو نہ سمجھے تھے معاف کرا دو ہم نے بالکل بیہودہ بکا تھا لاٹھی اندھونکی طرح بے اٹکل ہم مارتے ہین اس لیے قندیلین توڑتے ہین مثل بہرون کے ہم نے ایک خطاب نہین سنا اور بیہودہ ہم نے جواب دیا یعنی ہم نے تمھارا متبسنہ جانا اور تمھاری نسبت برا بھلا کہا گویا ماہرین اسطرح خود کو مثل خلق طعون کرکے چھپے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

چون طبق پوش از طبق برداشت او
خلق دیدند آن کرامت ۱۱ ز او
آہ و افغان از ہمہ برخاست زود
کای سر شیخان و شاہان این چہ بود
این چہ سر ست این چہ سلطانی ست باز
اے خداوند خداوندان راز
ما ندانستیم ما را عفو کن
بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
ما کہ کورانہ عصاہا می زنیم
لاجرم قندیلہا را بشکنیم
ما چو کران ناشنیدہ یک خطاب
ہرزہ گویان از قیاس خود جواب
ما ز موسیٰ پند نگرفتیم کو
گشت از انکار خضر او زرد رو
با چنان چشمے کہ بالا می شتافت
نور چشمش آسمان را مے شگافت
کرد با چشمت تعصب موسیا
از حماقت چشم موش آسیا
شیخ فرمود آن ہمہ انکار و قال
من بحل کردم شما را آن جدال
سر آن این بود کز حق خواستم
لاجرم بنمود راہ راستم
گفت این دینار اگرچہ اندک ست
لیک موقوف غریو کودک ست
تا نہ گرید کودک حلوا فروش
بحر بخشایش نمی آید بجوش
اے برادر طفل طفل چشم تست
کام خود موقوف زاری دان نخست
کام خود موقوف زاری دل ست
بے تضرع کامیابی مشکل ست
گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود
خار محرومی بگل مبدل شود
گر ہمی خواہی کہ آن خلعت رسد
پس بگریان طفل دیدہ بر جسد

ترسانیدن شخصے زاہدے را کہ کم گرے کہ کور نہ شوے

زاہدے را گفت یاری در عمل
کم گری تا چشم را ناید خلل

جب اٹھایا خوان سے سرپوش کو
خلق نے دیکھی کرامت اسکی وہ
آہ و زاری سب لگے کرنے وہان
کیا ہے یہ اے شاہ شیخان زمان
کیا ہی یہ بھید اور سلطانی ہے کیا
اے خداوند دل اہل حیا
یہ نہ سمجھے ہم تھے ہم کو عفو کر
بس بکا بیہودہ ہم نے سربسر
لاٹھی اندھوں کی طرح مارین ہین ہم
اسلئے قندیلین توڑی ہین ہم
مثل بہرون کے سنا نا اک خطاب
اور بیہودہ دیئے ہم نے جواب
ہمنے موسیٰ سے نصیحت نے سنی
اسکو ہوئی جو خضر سے شرمندگی
چشم ایسی ہے کہ اعلیٰ پر چڑھے
آسمان کو نور اس کا پھاڑ دے
چشم تیری سے تعصب جو کیا
ہے حماقت چشم موش آسیا
شیخ بولا مین نے وہ سب قیل و قال
تم کو بخشا اور وہ جنگ و جدال
بھید اسکا یہ تھا چاہی حق سے تھی
راہ سیدھی سے وے مجکو آگہی
بولا یہ دینار گرچہ کچھ نہ تھے
پر یہ تھے موقوف گریہ طفل پے
تا نہ روتا طفل یہ حلوا فروش
بحر بخشش کا نہین ہوتا بجوش
اے برادر طفل تیری آنکھ ہے
منحصر ہین کام گریہ پر ترے
زاری دل پر ہین جو موقوف کام
ہو بجز زاری کے کب مشکل تمام
گر تو یہ چاہے کہ مشکل ہووے حل
اور گل ہو خار حرمان کا بدل
گر تو یہ چاہے کہ وہ خلعت ملے
طفل چشم اپنا رولائے جسم پے

ڈرانا ایک شخص کا زاہد کو کہ تو کم رو تا تیری آنکھیں نہ جاتی رہین

ایک نے زاہد کو کہا ایک یار نے
تو نہ رو تا آنکھ نہ جاتی رہے

لہ ہم نے موسیٰ سے الخ ۵ شعر یعنی موسیٰ سے نصیحت نہین سنی کہ اسکو حضرت خضر سے شرمندگی ہوئی ایسی چشم کہ اعلیٰ پر چڑھے اور آسمان کو اسکا نور پھاڑ دے تیری چشم سے جو تعصب کیا حماقت ہے چشم موش آسیا کی یعنی ہم نے اس شیخ سے کہ موسیٰ سے نصیحت نہین سنی اور اس موسیٰ کو خضر سے شرمندگی ہے اس بڑی چشم سے کہ آسمان کو نور اسکا پھاڑ دے چشم موش آسیا کہ غافلین کی ہے تعصب کرے جائے تعجب ہے شیخ نے کہا وہ سب قیل و قال مین نے تم کو بخشا جنگ و جدال اور اس فعل مین بھید یہ تھا کہ حق سے مینے راہ سیدھی چاہی کہ تا مجھکو آگہی دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ لہ بولا یہ الخ ۲ شعر شیخ نے کہا کہ اگرچہ یہ دینار کچھ نہ تھے لیکن یہ موقوف تھے گریہ طفل پر جبتک یہ طفل حلوا فروش نہ روتا بحر بخشش حق کا کب جوش مین آتا آگے حقائق اسکے بیان فرماتے ہین اے برادر تیری آنکھ طفل ہے اور تیرے کام منحصر ہین گریہ پر دل کی زاری پر جو کام موقوف ہین وہ بجز زاری کے کب مشکل حل ہووے اور خار محرومی کا بدل گل ہووے اور اگر تو چاہتا ہے کہ وہ خلعت ملے تو طفل چشم اپنے کو جسم پر رولا یعنی رونے سے مشکل حل ہوتی ہے کہ دریائے بخشش الٰہی رونے سے جوش مین آتا ہے کہ مشکل بندہ کی حل کرتا ہی چنانچہ قصہ زاہد کا اسکی مثال مین مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ لہ ایک نے زاہد الخ ۲ شعر ایک زاہد کو ایک یار نے کہا مت رو کہ تا آنکھ نہ جاتی رہے زاہد نے کہا کہ دو طرح پر اسکا حال ہو کہ یا وہ جمال حق چشم دیکھے یا نہ دیکھے اگر دیکھے نور حق تو پھر کیا غم ہے اور مقابل وصل حق کے جتنا دیدہ کم ہے اور اگر نہ دیکھے حق کو تو کم ہو وہ جائے ایسی چشم شقی اندھی ہو آنکھ سے مت ڈر کہ وہ عیسیٰ تیرا موجود ہے تو ساعت جل کہ تا تجکو آنکھ سیدھی دیوے وہ عیسیٰ ہے کہ تجھ مین حاضر ہے اس سے فتح حاصل کر کہ وہ فتحمندی کہتی ہے یعنی آنکھ دیگی

گفت زاہد را دو دیدن نیست حال — چشم بیند یا نہ بیند آن جمال
گر ببیند نور حق خود چہ غم ست — در وصال حق دو دیدہ کہ کم ست
ور نخواہد دید حق را گو برو — اینچنین چشم شقی گو کور شو
غم مخور از دیدہ کان عیسی ترا ست — چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست
عیسی روح تو با تو حاضر ست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصر ست
لیک بیگار تن پر استخوان — بر دل عیسیؑ منہ تو ہر زمان
ہمچو آن ابلہ کہ اندر داستان — ذکر او کردیم بہر راستان
زندگی تن مجو از عیسیت — کار فرعونی مخواہ از موسیت
بر دل خود کم نہ اندیشہ معاش — عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
این بدن خرگاہ آمد روح را — یا مثال کشتی مر نوح را
ترک چون باشد بیابد خرگہے — خاصہ چون باشد عزیز درگہے

بولا زاہد دو طرح ہے اسکا حال — چشم دیکھے یا نہ دیکھے وہ جمال
گر یہ دیکھے نور حق پھر کیا ہے غم — وصل حق میں آنکھ ہے ادنی و کم
گر نہ دیکھے حق کو کہدو جائے دو — ایسی یہ چشم شقی پس کور ہو
آنکھ سے مت ڈر کہ عیسیؑ تیرا ہے — ٹیڑھا مت چل سیدھی تجکو آنکھ دے
روح عیسیٰ ہے کہ حاضر تجھ میں ہے — فتح اُس سے لے کہ فتحمندی رکھے
پر یہ بیگار اس تن پر خاک کی — مت دل عیسیٰ پہ رکھ تو ہر گھڑی
مثل اُس ابلہ کے جو پہلے کیا — داستان میں ذکر اُس کا برملا
زندگی تن کی نہ لے عیسیٰؑ سے تو — کام فرعونی نہ لے موسیٰؑ سے تو
فکر روزی دل میں اپنے تو مت کرے — عیش دائم ہو جو در پر رہے
یہ بدن خرگہ ہوا ہے روح کو — مثل کشتی کے ہے یا یہ نوح کو
ترک جو ہو سردار ہے خرگاہ کو — خاص جو درگاہ کا مقبول ہو

تمامی قصہ زندہ شدن استخوان بدعائے عیسیٰؑ

آخر قصہ زندہ ہونا ہڈیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے

چونکہ عیسیٰ دید کان ابلہ رفیق — جز کہ استیزہ نمیداند طریق
می نگیرد پند را از ابلہی — بخل می پندارد او از گمرہی
خواند عیسیٰؑ نام حق بر استخوان — از برائے التماس آن جوان
حکم یزدان از پے آن خام مرد — صورت آن استخوان را زندہ کرد
از میان برجست یک شیر سیاہ — پنجہ بر زد کرد نقشش را تباہ
کلہ اش برکند مغزش ریخت زود — ہمچو جوزی کاندرو مغزی نبود

دیکھا عیسیٰؑ نے کہ ابلہ ہے وہ یار — اور سوا لڑنے کے اسکا ہے نہ کار
ابلہی سے کچھ نصیحت نہ سنی — گمرہی سے بخل سمجھا وہ شقی
نام حق عیسیٰؑ نے ہڈی پر پڑھا — بس موافق کہنے اُسکے برملا
حکم حق نے واسطے اُسکے اخی — صورت اُن ہڈیوں سے زندہ کی
جلد اک پیدا ہوا شیر سیاہ — مار کر پنجہ کیا اُس کو تباہ
سر کو پھوڑا اُسکے پھینکا مغز کو — جسطرح اخروٹ کہ بے مغز ہو

لہ پر یہ بیگار الخ ۶ شعر لیکن یہ بیگار اس تن خاکی کی مت دل عیسیٰؑ پر رکھ تو ہر گھڑی مثل اُس ہمراہی احمق کے کہ جو پہلے کیا داستان میں ذکر اس کا زندگی تن کی تو عیسیٰؑ سے مت چاہ کام فرعون کا تو موسیٰؑ سے مت چاہ فکر روزی کی تو دل میں مت کر ہمیشہ عیش ہو کہ جو درگاہ حق میں گور ہے یہ بدن روح کا خرگاہ ہوا ہے یا مثل کشتی کے نوح کو ہے اگر تو سردار ہو خرگاہ کا جو کہ خاص درگاہ کا مقبول ہو یعنے یہ جسم روح کا خیمہ ہے اگر تو عارف ہے اُس کو قبول کر ورنہ وہ جسم غافل کو ہلاک کریگا جیسے ہڈیوں نے شیر کی دم عیسیٰؑ سے شیر بن کر اُسی ہمراہی کو ہلاک کیا چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ لہ دیکھا عیسیٰؑ نے الخ ۶ شعر عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ یار احمق ہے اور سوائے لڑنے کے اُس کا کام نہیں ہے اُس نے بسبب احمقی کے کچھ نصیحت نہیں سنی اور بسبب گمراہی کے بخل سمجھا آخر عیسیٰ علیہ السلام نے نام حق ہڈیوں پر پڑھا اُس کے کہنے کے موافق حکم خدا سے اُس کے لیے ایک صورت ان ہڈیوں سے زندہ کی جلدی ایک شیر سیاہ پیدا ہوا اور پنجہ مار کر اس کو تباہ کیا اُس کے سر کو پھوڑا اور بھینکا مغز کو جیسے اخروٹ بے مغز ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

گر ورا مغزے بدے ز اشکستنش	خود نبودے نقص الا بر تنش	ہوتا[۱] گر با مغز وہ اُس ضرب سے	جز بدن نقصان نہوتا کچھ اُسے
گفت عیسیٰ چون شتابش کوفتی	گفت زانرو کہ تو زو واشوفتی	بولا عیسیٰ جلد کیون مارا اُسے	شیر بولا رنج تھا اُس سے تجھے
گفت عیسیٰ چون نخوردی خون مرد	گفت در قسمت نبودم رزق خورد	بولے اُسکا خون کیون کھایا نہین	بولا اس قسمت مین رزق اپنا نہین
اے بسا کس ہمچو آن شیر ژیان	صید خود ناخورده رفتہ از جہان	اے بہت سے مرد مثل اُس شیر کے	صید بے کھائے یہان سے وہ گئے
قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ	ناموجہ کرد تحصیل وجوہ	مثل کُہ حرص اور کہ قسمت مین کے	بے وجہ تحصیل کے اسباب سے
جمع کرده مال و رفتہ سوے گور	دشمنان در ماتم او کرده سور	جمع کرکے مال اپنی جان دی	دشمنون نے اُنکے غم مین کی خوشی
اے میسر کرده بر ما در جہان	سخره و بیگار از ما وارہان	اے[۲] خدا یہ ہم نے جو بوجھا رکھا	اب تو اس بیگار سے ہم کو چھڑا
طعمہ بنموده بما وان بوده شست	آنچنان بنما بما آنرا کہ ہست	طعمہ ہم نے جانا اور وہ شست تھی	جیسا وہ ہی ہم کو وہ دکھلا سبھی
گفت آن شیر اے مسیحا این شکار	بود خالص از براے اعتبار	بولا وہ شیر اے مسیحا یہ شکار	واسطے عبرت کے تھا بس یہان
گر مرا روزی بدی اندر جہان	خود چہ کارستے مرا با مردمان	ہوتی گر روزی مری اندر جہان	بس مجھے کیا کام تھا مُردون سے یان
این سزاے آنکہ یابد آب صاف	ہمچو خر در جو بشاشد از گزاف	یہ سزا اُنکی کہ آب صاف مین	لات سے جو خر کرین پیشاب مین
گر بداند قیمت آن جوے خر	او بجاے پا نہد در جوے سر	جانتا گر قدر آب جو کی خر	پاؤن کی جا رکھتا اُس ندی مین سر
او بیابد آنچنان پیغمبرے	میر آبے زندگانی پرورے	ویسے پیغمبر کو پاوے جو کوئی	کہ امیر آب ہووے زندگی
چون نہ میرد پیش او کز امر کن	اے امیر آب ما را زنده کن	کیون[۳] نہ آگے اُسکے اپنی جان دے	امر کن سے میر زندہ کر مجھے
ہین سگ این نفس را زنده مخواه	کو عدوے جان تست از دیرگاه	زندگی اس نفس کتے کی نہ چاہ	دشمن جان ہی ترا مدت سے آہ
خاک بر سر استخوانے را کہ آن	مانع این سگ بود از صید جان	خاک اُس ہڈی کی سر پہ ہو کہ وہ	مانع اُس سگ کی شکار جان ہو

۱ ہوتا الخ یہ شعر اگر ہوتا با مغز وہ اُس ضرب سے سوائے تن کے کچھ نقصان اُسے نہوتا عیسیٰؑ نے شیر سے کہا کہ اُسے کیون مارا شیر نے کہا کہ اُس سے رنج تھا تجھکو کہا اسکا خون تو نے کیون نہین کھایا شیر بولا میری قسمت مین رزق نہین تھا آگے حقائق بیان فرماتے ہین اے شخص بہت سے آدمی ہین مثل اس شیر کے بغیر کھائے شکار کے یہان سے گذر گئے انکی حرص مانند کوہ کے اور کہ قسمت مین نہین ہر کہو کر بے وجہ تحصیل کے اسباب سے مال جمع کرکے اپنی جان دی اور دشمن نے اُنکے غم مین خوشی کی یعنی اہل دنیا بسبب حرص و ہوا کے مال جمع کرتے ہین اور بغیر نفع حاصل کیے مرجاتے ہین اور بعد اُنکے دشمن اس مال سے عیش و عشرت پاتے ہین پس ایسے مال جمع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے آگے اُسکے مناجات کرتے ہین فافہم ۱۲ ۲ اے خدا الخ یہ شعر اے خدا یہ بوجھا جو ہم پر رکھا اب اس بیگار سے ہم کو چھڑا ہم نے طعمہ جانا اور وہ شست تھی وہ جیسا ہے ہمکو دکھلاوے یعنی حقیقت اشیاے دنیا کی ہم پر کھول دے بموجب حدیث شریف کے اللہم ارنا الاشیاء کما ہی یعنی اے خدا حقائق اشیا کے مجھکو بتادے جیسے کہ ہین آگے رجوع بقصہ ہے شیر نے کہا اے مسیحا یہ شکار واسطے عبرت کے تھا مردار کا اگر روزی میری ہوتی جہان مین مجھے کیا کام تھا مردون سے یہان اُنکی سزا ہے کہ آب صاف مین مثل خر کے پیشاب کرین لات سے یہان آب صاف سے مراد انبیا و اولیا مین یعنے جو کہ انبیا سے سرکش ہوا خرابی مین پڑا اگر قدر آب جو خر جانتا قدم کی جا اُس آب پر سر رکھتا جو کوئی ایسے پیغمبر کو پائے آب جو زندگی بخش ہو یعنے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کہ امیر انبیا و اولیا کے ہین اور حیات ابدی فردوست ہین جو کوئی ایسے امیر کو پائے اور تعمیل حکم نہ کرے بدبخت ہے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ کیون نہ آگے الخ یہ شعر کیونکہ اُس کے آگے جان دے امر کن سے اے میر مجھکو زندہ کر آگے تعلیم ریاکارون کو ہے اے شخص زندگی اُس نفس کی کتے کی مت چاہ کیونکہ دشمن جان کا مدت سے ہے اُس ہڈی کے سر پر خاک ہو جو کہ وہ مانع اُس کتے کی شکار جان کی ہوئی تو کتا نہین ہے کیونکہ ہڈی پر مرتا ہے اور جونک کے مانند عشق خون کا رکھتا ہے یہان ہڈی سے مراد وجود اور سنگ سے مراد نفس امارہ شکار سے مراد جان ہے پس اس وجود پر خاک ہو جو کہ نفس کو حصول جان سے باز رکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سگ بر استخوان چون عاشقی
آن چہ چشم است آنکہ بیناییش نیست

سہو باشد ظنہا را گاہ گاہ
کردہ بر دیگران نوحہ گری

ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود
ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشین

زانکہ ایشان در فراق فانی اند
زانکہ بر دل نقش تقلید است بند

زانکہ تقلید آفت ہر نیکوی است
گر ضریری لمتر است و تیز خشم

گر سخن گوید ز مو باریک تر
مستی دارد ز گفت خود ولیک

ہمچو جوی است او نہ آبی میخورد
آب رو زان نگیرد قرار

ہمچو نائی نالہ زاری کند
نوحہ گر باشد مقلد در حدیث

نوحہ گر گوید حدیث سوزناک

دیوچہ وار آنچہ بر خون عاشقی
ز امتحانہا جز کہ رسوائیش نیست

این چہ ظن است اینکہ کور آمد ز راہ
مدتی بنشین و بر خود میگری

زانکہ شمع از گریہ روشن میشود
زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنین

غافل از لعل بقای کانی اند
رو بآب چشم بندش را بر ند

کہ بود تقلید اگر کوہ قوی است
گوشت پارش دان چو او را نیست چشم

آن سرش از آن سخن نبود خبر
از بر وی تا بمی راہ است نیک

آب از وی بر آبخواران بگزرد
زانکہ آن جو نیست تشنہ آبخوار

لیک بیگاری خریداری کند
جز طمع نبود مراد آن خبیث

لیک کو سوز دل و دامان چاک

سگ نہیں ہڈی کی کیون تو مرے
آنکھ وہ کیا ہے کہ جو بینا نہیں

گہ بگہ آتا گمان کو سہو ہے
دوسرون کے واسطے روتا ہی تو

شاخ گریہ ابر سے ہو سبز تر
جس جگہ روتے ہیں اُس جا بیٹھ تو

کیونکہ فانی کا وہ رکھتے ہیں فراق
کیونکہ دل پر نقش ہے تقلید کا

ہے بلا تقلید نیکی کے لیے
گر ہے اندھا کوئی ہو تا تیز خشم

گرچہ کرتا ہے نکات از بس بیان
گفتگو سے اپنی گر مستی رکھے

نہر کے مانند نے پانی پیے
نہر میں پانی نہ ٹھہرے اسلیے

مثل نے کے نالہ و زاری کرے
نوحہ گر ہے بس مقلد قال کا

نوحہ گر کرتا ہے باتیں سوزناک

جونک کے مانند عشق خون رکھے
امتحان کے وقت وہ رسوا نہیں

یہ گمان کیسا کہ اندھا راہ سے
اپنے اوپر بیٹھکر تو رو کبھو

شمع ہو گریہ سے روشن بیشتر
کیونکہ تو رونے میں ہی سب سے نکو

اور نہیں لعل بقا کا اشتیاق
کر تو آب چشم سے اُسکو صفا

کاہ ہو تقلید گرچہ کوہ ہے
گوشت کا ٹکڑا ہے نے رکھتا ہے چشم

بھید نکتون کا ہی پر اس سے نہان
مستی بادہ سے لیکن دور ہے

تشنگان آب کو وہ آب دے
کیونکہ پانی کی نہ تشنہ نہر ہے

پر خریدارون کی بیگاری کرے
جز طمع اسکو نہیں ہی فائدا

پر نہیں ہی سوز سے دل اُسکا چاک

سلہ یعنی وہ خون شعر وہ آنکھ کیا ہے کہ جو بینا نہیں ہے اور امتحان کے وقت وہ رسوا نہیں ہے کبھی کبھی گمان کو سہو آتا ہے یہ کیا گمان کہ اندھا راہ سے آوے تو وہ دوسرون کے واسطے روتا ہے اپنے اوپر تو بیٹھ کر کبھی رو شاخ ابر کے گریہ سے سبز تر ہو شمع گریہ سے روشن بیشتر ہو جس جا روتے ہیں تو اُس جا بیٹھ کیونکہ تو رونے میں سب سے سوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیونکہ الخ یہ شعر کیونکہ وہ دنیائے فانی کا فراق رکھتے ہیں اور لعل بقا و روح کا اشتیاق نہیں رکھتے کیونکہ اُن کے دل پر نقش ہے تقلید کا تو آب چشم سے اُسکو صاف کر داسو اسطے نیکی کے تقلید بلا ہے کاہ ہووے تقلید اگرچہ کوہ ہے اندھا اگرچہ تیز خشم گوشت کا ٹکڑا ہے وہ چشم نہیں رکھتا ہے یعنی اگر کچھ کو خواہشات دنیا ہے تو غافلانہ دنیا میں جاکر شریک ہو کہ تو دل پر تقلید کا نقش رکھتا ہے اور طالبان دنیا کا پیرو ہے چنانچہ پیرون کا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ اگرچہ کرتا ہے الخ یہ شعر اگرچہ نکات از بسکہ بیان بیان کرتا ہے ولیکن راز نکتون کا اس سے پوشیدہ ہے اگرچہ وہ گفتگو سے مستی رکھے ولیکن مستی بادۂ عرفان سے دور ہے آگے مثال ہے نہر کے مانند پانی نہیں پیتا ہے اور تشنگان آب کو وہ پانی دیتا ہے نہر میں پانی اسلیے نہیں ٹھہرتا ہے وہ نہر پانی کی تشنہ نہیں ہے یعنی پیران ریاکار نکات عرفان کے بیان کر کے تشنگان معرفت کو نفع پہنچاتے ہیں اور خود مثل نہر کے آب معرفت سے بے بہرہ ہیں آگے مثال دوسری فرماتے ہیں مثل نے کے خود نالہ و زاری کرے لیکن خریدارون کے لیے بیگاری ہے نوحہ مقلد کا قال ہے بجز طمع کے اُس کو فائدہ نہیں ہے نوحہ گر باتیں سوزنی کرتا ہے لیکن سوز سے دل اُس کا چاک نہیں ہے یعنی پیران ریا کا مثل نوحہ گرون کے عوارف بیان کر کے اورون کو رُلاتے ہیں اور خود دل میں اثر معرفت کا مطلق نہیں رکھتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

از مقلد تا محقق فرقہاست — کین چو داؤد است و آن دیگر صداست
منبع گفتار این سوزے بود — وان مقلد کہنہ آموزے بود
ہین مشو غرہ بدان گفت حزین — بار بر گاو است و بر گردون حنین
ہم مقلد نیست محروم از ثواب — نوحہ گر را مزد باشد در حساب
کافر و مومن خدا گویند لیک — در میان ہر دو فرقے ہست نیک
آن گدا گوید خدا از بہر نان — متقی گوید خدا از عین جان
اللہ اللہ میزنی از بہر نان — بے طمع پیش آ و اللہ را بخوان
گر بدانستی گدا از گفت خویش — پیش چشم او نہ کم ماندی نہ بیش
سالہا گوید خدا آن نان خواہ — ہمچو خر مصحف کشد از بہر کاہ
گر بدل در تافتی گفت لبش — ذرہ ذرہ گشتہ بودی قالبش
نام دیوے رہ برد در ساحری — تو بنام حق پشیزے می بری

پس مقلد سے محقق ہے جدا — لحن داؤدی ہے یہ وہ ہے صدا
چشمۂ گفتار اسکا سوز ہے — اور مقلد پچھلی باتوں کو کہے
مت کرے غرہ تو غم کی بات پے — بیل بوجھا کھینچے گاڑی چیخے ہے
پر مقلد کو بھی ملتا اجر ہے — نوحہ گر کو مزد ہو جس طور سے
کافر و مومن خدا کہتے ہین پر — فرق ہے دونوں کے اندر بیشتر
وہ گدا کہوے خدا نان کے لیے — متقی کہوے خدا جان کیلیے
اللّٰہ اللّٰہ کہتا ہے نان کیلیے — بے طمع اللّٰہ کہہ اپنے لیے
گفتگو گر جانتا اپنی گدا — بیش و کم اس کو نہ رہتا پھر سدا
وہ گدا برسوں تلک کہوے اللہ — مثل خر قرآن لادے بہر کاہ
دل مین ہوتا قال کا گر کچھ اثر — ریزہ ریزہ ہوتا اسکا جسم پر
نام اثر دیو ونکا جادو مین کرے — تو خدا کے نام سے کوڑی کہسے

خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بظن آنکہ گاو است
ماش کرنا دہقانی کا اندھیرے مین شیر کو بگمان گاؤ

روستائی گاو در آخر ببست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
روستائی شد در آخر سوے گاو — گاو را میجست شب آن کنج کاو

گاؤ دہقان تھا طویلہ مین بندھا — شیر کھا کر اسکو بیٹھا اسکی جا
رات کو دہقان گیا اس جگہہ — اور ڈھونڈھا گاؤ کو نادان نے

لہ پس مقلد الخ شعر مقلد محقق سے جدا ہے یہ لحن داؤدی ہے اور وہ صدا ہے اسکا چشمۂ گفتگو باسوز ہے اور مقلد حال گزشتہ کو بیان کرتا ہے یعنی محقق درد و سوز کی باتین بیان کرتا ہے اور مقلد حال گزشتہ کو کہتا ہے تو تو سوچ کے تو غم کی باتون پر غرور نہ کر بیل بوجھا کھینچے اور گاڑی روتی ہے ولیکن مقلد کو بھی اجر ملتا ہے جیسے نوحہ گر کو مزدوری ملتی ہے حقائق اُسکے آگے ہین کافر و مومن خدا کہتے ہین ولیکن فرق دونون مین بڑا ہے گدا خدا کہتا ہے نان کے لیے اور متقی خدا کہتا ہے جان کے لیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٥ اللہ اللہ الخ ۵ شعر گدا اللہ اللہ نان کے واسطے کہتا ہے بغیر طمع کے اللہ کہہ اپنے لیے اگر گفتگو اپنی گدا جانتا اور فنے داعلی کا خیال اسکو ہمیشہ نہ رہتا وہ گدا برسون تک اللہ کہوے اور مثل خر کے قرآن لادے گھانس کے لیے یعنی دنیا کے لیے جس نے علم پڑھا ہے گویا قرآن لادا ہے گدھے پر گھانس کے لیے بموجب آیہ کریمہ کے مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی مثل ان لوگون کا کہ دیے گئے توریت پھر نہین اٹھایا انھون نے توریت کو یعنی عمل اسپر نہین کرتے مین مثال خر کے ہین کہ بوجھا اٹھاتے ہین کتابون کا دل مین اثر اُسکا قال کا ہوتا تو اسکا جسم ریزہ ریزہ ہوتا جادو مین دیو کا نام اثر کرتا ہے تو خدا کے نام سے کوڑی بیپا لیتا ہے یعنی وہ ریاکار قال معرفت کا بیان کرتا ہے اگر اسکے دل مین اس کا قال ہوتا جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا دیکھو جادو مین دیوون کا نام اثر کرتا ہے اور وہ گدا خدا کے نام پر بھیک مانگتا ہے اس واسطے نام حق اثر نہین کرتا ہے کیونکہ گمان اُسکا اور ہے اگر گمان اُسکا سیدھا ہوتا ضرور نام حق کا اثر کرتا چنانچہ اس گمان کی مثال مین قصہ دہقان کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ٥ گاؤ دہقان الخ ۵ شعر گاؤ دہقان طویلہ مین بندھا تھا شیر نے اُسکو کھا کر اسکی جا بیٹھا شب کو دہقان اُس جگہ گیا اور گاؤ کو ڈھونڈھا پس وہ اندھیرے ہاتھ پھیرنے لگا شیر کے پہلو و پشت پر شیر نے دل مین کہا کہ اگر روشنی ہوتی اُسکا زہرہ پھٹتا اور جگر خون ہوتا بس یہ گستاخ مجھ کو ملتا ہے تیرہ شب مین مجھ کو گاؤ سمجھتا ہے آگے حقائق مین حق اسلیے کہتا ہے کہ اے مغرور اندھے میرے نام سے کوہ طور ٹکڑے ہوا ہے اشارہ آیہ کریمہ لو انزلنا ہذا القرآن کو اوپر پہاڑون کے ضرور کر نہ ٹھہرتا و ٹکڑے ہوتا و خون ہوتا اُسکا دل واضح ہو کہ بخبر شے کا گمان پر مو کرتا ہے جیسے دہقان کو اثر شیر کا بسبب گمان گاؤ کے نہ ہوا اسی طرح اثر کلام الٰہی کا بسبب بدگمانی کے نہیں ہوتا ہے چاہیئے کہ اپنا گمان حق کے ساتھ سیدھا کرے کہ اثر مرتب ہو آگے جو قصہ ہے فافہم ۱۲

دست میمالید بر اعضائے شیر	پشت و پہلوگاہ بالاگاہ زیر	بس لگا وہ ہاتھ اُسدم پھیرنے	شیر کے پہلو پہ گاہے پشت پے
گفت شیر ار روشنی افزون بدی	زہرہ اش بدریدی دل خون شدی	شیر بولا روشنی ہوتی اگر	زہرہ اُسکا پھٹتا خون ہوتا جگر
اینچنین گستاخ زان میخاردم	کو درین شب گاؤ می پنداردم	اسلیے گستاخ ملتا مجکو ہے	تیرہ شب مین گاؤ سمجھا ہے مجھے
حق ہمی گوید کہ اے مغرور کور	نے ز نامم پارہ پارہ گشت طور	اسلیے حق کہوے اے مغرور کور	نام سے ٹکڑے ہوا ہی میرے طور
کہ لو انزلنا کتابا للجبل	لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل	کہ لو انزلنا کتابا للجبل	لانصدع ثم انقطع ثم ارتحل
از من ار کوہ احد واقف بدے	پارہ گشتی و دلش پر خون شدے	مجسے واقف ہوتا گر کوہ احد	ٹکڑے اور خون ہوتا دل اسکا اشد
از پدر و ز مادر این بشنیدۂ	لاجرم غافل درین پیچیدۂ	ماںَ[1] و باپ اپنے سے یہ تو نے سُنا	اسلیے غافل تو اس سے ہوگیا
گر تو بے تقلید از و واقف شوی	بے نشان بجائے چون ہاتف شوی	گر تو واقف ہوتا بے تقلید کے	مثل ہاتف کے تو ہوتا بے پتے
بشنو این قصہ پئے تہدید را	تا بدانی آفت تقلید را	سن یہ قصہ واسطے تہدید کے	تاکہ نقصان جانے تو تقلید سے

Under the Urdu of the verse "کہ لو انزلنا…", in small script: اگر ہم نازل کرتے قرآن کو اوپر پہاڑ کے … / متزلزل ہوتا ٹکڑے ہوتا و فنا ہو جاتا ۱۲

فروختن صوفیان بہیمہ صوفی مسافر را جہت سفرہ و سماع
بیچنا صوفیوں کا خر صوفی کو واسطے کھانے اور گانیکے

صوفی در خانقہ از رہ رسید	مرکب خود برد و در آخر کشید	صوفیؔ[2] آیا خانقہ مین دور سے	خر کو اپنے اُسنے باندھا اُس جگہ
آبکش داد و علف از دست خویش	نے چنان صوفی کہ ما گفتیم پیش	گھانس دی پانی پلایا آپ جا	وہ نہ تھا صوفی کہ جو پہلے کہا
احتیاطش کرد از سہو و خباط	چون قضا آید چہ سود است احتیاط	سہو سے اُسنے کری جو احتیاط	جب قضا آئے تو کب ہو احتیاط
صوفیان درویش بودند و فقیر	کاد فقر ان یکن کفرا کبیر	صوفی تھے درویش و بس کہ فقیر	کاد فقر ان یکن کفرا کبیر
اے تونگر تو کہ سیری ہین مخند	بر کژی آن فقیر دردمند	اے تونگر سیر تو ہے مت ہنسے	درد مند فقر کے بس حال پے
از رہ تقصیر آن صوفی رمہ	خر فروشی در گرفتند آن ہمہ	اس گروہ صوفیون نے اُسکا خر	از رہ تقصیر بیچا بے خطر
گر ضرورت ہست مُردارے مباح	بس فسادے کز ضرورت شد صلاح	گر ضرورت ہی تو مردار اب مباح	بس فساد آیا ضرورت سے صلاح
ہم در آندم آن خرک بفروختند	لوت آوردند و شمع افروختند	بیچا اُس خر کو انھون نے اس گھڑی	اور پکا کر کھانا بس محفل بھی کی

[1] ماں و باپ الخ یہ شعر یعنی تو نے اپنے ماں باپ سے سنا ہے اسلیے تو حقیقت سے غافل ہوگیا ہے اگر تو واقف ہوتا بغیر تقلید کے مثل ہاتف کے تو بے پتہ ہوتا تو سن یہ قصہ واسطے ہدایت کے ہے تاکہ تو تقلید سے نقصان جانے یعنی تقلید آبا و اجداد کی دین میں کرنا وحدت سے باز رہنا چاہیے کہ عارفوں سے حقیقت علم کی دریافت کرے اور اپنے آبا و اجداد کی خالق و مخلوق کے دور ہونے مین پیروی نہ کرے کہ گمراہی مین پڑے چنانچہ تقلید کا حال آگے قصہ صوفی مین خدا فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] صوفی آیا الخ یہ شعر ایک صوفی خانقہ مین دور سے آیا اُس نے اپنے خر کو اُس جگہ باندھا آپ جاکر اُسے گھانس دی پانی پلایا نہ خل اُس صوفی کے کہ جو پہلے قصہ اسکا کہا اُس نے سہو سے جو احتیاط کی جب قضا آئی احتیاط کیا ہو وہ سب صوفی از بسکہ فقیر اور محتاج تھے ترجمہ حدیث اکثر فقر ناقہ کھینچتا ہے طرف کفر کے اے تونگر پیٹ بھرے تو مت ہنسے فقیر دردمند کے حال پر پس گروہ صوفیون نے اُسکا خر از راہ قصور کے بے خوف فروخت کیا آگے حقائق ہین کہ اگر ضرورت ہو تو مردار مباح ہے اکثر فساد حالت ضرورت مین صلاحیت اختیار کر لیتے ہین اُنھون نے اس خر کو بیچا اور کھانا پکا کر محفل کری باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ولوله افتاد اندر خانقه / کامشبان لوت و سماع است و وله
چند ازین صبر و ازین سه روزه چند / چند ازین زنبیل و این دریوزه چند
باهم از خلقیم و جان داریم ما / دولت امشب میهمان داریم ما
تخم باطل را ازان میکاشتند / کانکه آن جان نیست جان پنداشتند
وان مسافر نیز از راه دراز / خسته بود و دید آن اقبال و ناز
صوفیانش یک بیک بنواختند / نرد خدمتهاش خوش میباختند
آن یکے پایش همی مالید دست / وان یکے پرسید حال از جائے نشست
وان یکے افشاند گرد از رخت او / وان یکے بوسید دستش ادرو
گفت چون میدید میلان شان بوی / گر طرب امشب نخواهم کرد کے
لوت خوردند و سماع آغاز کرد / خانقه تا سقف شد پر دود و گرد
دود مطبخ گرد آن پاکوفتن / ز اشتیاق و وجد جان آشوفتن
گاه دست افشان قدم میکوفتند / گه بسجده صفه را می روفتند
دیر یابد صوفی آز از روزگار / زان سبب صوفی بود بسیار خوار
جز مگر آن صوفیی کز نور حق / سیر خورد او فارغ است از ننگ دق
از هزاران اندکے زین صوفیند / باقیان در دولت او میزیند
چون سماع آمد ز اول تا کران / مطرب آغازید یک ضرب گران
خر برفت و خر برفت آغاز کرد / زین حرارت جمله را انباز کرد
زین حرارت پاے کوبان تا سحر / کف زنان خر رفت و خر رفت اے پسر
از ره تقلید آن صوفی همین / خر برفت آغاز کرد اندر حنین

خانقہ مین ذوق و شوق[1] اُنکو ہوا / آج شب کو کھانا گانا جو ہوا
کب تلک یہ صبر سہ روزہ رکھین / کب تلک زنبیل و دریوزہ رکھین
ہم ہین مخلوق اور جان رکھتے ہین ہم / آج دولت میہمان رکھتے ہین ہم
تخم باطل اسلیے بوتے تھے وہ / جان نہین جو جان اُسے سمجھے تھے وہ
وہ مسافر دور سے آیا تھا جو / تھک گیا تھا دیکھا ناز و حال کو
کہ وہ صوفی اُسپہ کرتے تھے کرم / اور خدمت اُسکی کرتے تھے بہم
ایک اُسکے پاؤن کو تھا دابتا / ایک جا رہنے کی اُس سے پوچھتا
ایک اُسکی گرد سامان جھاڑتا / ایک اُسکے ہاتھ منہ کو چومتا
رغبت[2] اُنکی دیکھ کر اُس نے کہا / کیون نہو وُن مین شریک اس حال کا
کھانا کھایا اور شروع گانا کیا / بھر گئی دھول اور دھوئین سے خانقہ
کودنے کی دھول کھانے کا دھوان / اشتیاق و جد سے تھا اُس آن
ہاتھ پھیلا کر کبھی تھے کودتے / اور کبھی تھے فرش پر وہ لوٹتے
آز رہ صوفی کی مدت مین سٹے / پیٹ بھر کے کھاتے صوفی اسلیے
اس سوا[3] صوفی کے نور حق سے جو / سیر ہووے چھوڑے وہ ناموس کو
سیکڑون مین ایسے صوفی کم ہین اب / باقی اُنکے نام سے جیتے ہین سب
جبکہ گانا پہونچا آخر کو بکرب / مطربون نے کی شروع ایک ایسی ضرب
خر گیا اور خر گیا جاری کیا / سب کو اس گرمی سے [illegible]
رقص اس گرمی سے کرتے تا سحر / خر گیا کہتے تھے وہ سب سر بسر
از رہ تقلید وہ صوفی یہی / خر گیا کہتا تھا با درد خفی

[1] خانقہ مین الخ شعر خانقہ مین اُنکو ذوق و شوق ہوا کہ کب تک یہ صبر تین دن کا ہم رکھین کب تلک زنبیل و گدا گری کرین ہم مخلوق ہین و جان رکھتے ہین آج دولت کو ہم مہمان رکھتے ہین تخم باطل اسلیے وہ بوتے تھے جان نہین تھی جو اُسے وہ جانتے یعنی معنی نہین رکھتے تھے اس واسطے اس بات کو جائز جانتے تھے جو کہ وہ مسافر دور سے آیا تھا وہ تھک گیا تھا اُس نے دیکھا وہ حال کہ صوفی اُس پر کرم کرتے تھے اور خدمت اُسکی کرتے تھے باہم ایک اُس کے پاؤن کو دابتا تھا ایک جگہ رہنے کی اُس سے پوچھتا تھا ایک اُسکے سامان کی گرد جھاڑتا تھا ایک اُسکے ہاتھ منہ کو چومتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] رغبت اُنکی الخ ۵ شعر اُنکی رغبت اُس نے دیکھ کر کہا کہ کیون نہون مین شریک اُن کے حال کا کھانا کھایا اور شروع گانا کیا خانقہ دھول دھوئین سے بھر گیا کودنے کی دھول اور کھانے کا دھوان اشتیاق و وجد سے اُسوقت زیادہ تھا ہاتھ پھیلا کر کبھی کودتے تھے اور کبھی فرش پر لوٹتے تھے آز بھوک کی جو کہ مدت میں ملتی ہے اسلیے صوفی پیٹ بھر کے کھاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] اس سوا الخ شعر سوا اس صوفی کے جو نور حق سے سیر ہووے چھوڑے ننگ و ناموس کو باقی سب اُن کے نام سے جیتے ہین یعنی صوفی بامعنی کم ہین اور یہ صوفی بے معنی اُن کے نام سے دنیا حاصل کرتے ہین جبکہ گانا آخر کو سب تو بیقراری کے پہونچا مطربون نے ایک ضرب شروع کی خر گیا و خر گیا جاری کیا سب کو اس گرمی نے شریک کیا صبح تک اس گرمی سے رقص کرتے خر گیا و خر گیا سب کہتے از رہ تقلید کے وہ صوفی بھی یہی خر گیا کہتا تھا با درد باطنی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون گذشت آن نوش و جوش آن سماع ۔ روز گشت و جمله گفتند الوداع
خانقه خالی شد و صوفی بماند ۔ گرد از رخت مسافر می فشاند
رخت از حجره برون آورد او ۔ تا بخر بندد آن همراه جو
تا رسد در همرهان او می شتافت ۔ رفت در آخر خر خود را نیافت
گفت آن خادم بآبش برده است ۔ زانکه خر دوش آب کمتر خورده است
خادم آمد گفت صوفی خر کجاست ۔ گفت خادم ریش بین جنگی بخاست
گفت خر را من بتو بسپرده ام ۔ من ترا بر خر موکل کرده ام
بحث با توجیه کن حجت میار ۔ آنچه من بسپرده ام واپس سپار
از تو خواهم آنچه من دادم بتو ۔ باز ده آنچه که بسپردم بتو
گفت پیغمبر که دستت آنچه برد ۔ بایدش در عاقبت واپس سپرد
ور نه از سرکشی راضی باین ۔ تک من و تو خانهٔ قاضی دین
گفت من مغلوب بودم صوفیان ۔ حمله آوردند بودم بیم جان
تو جگر بندی میان گربگان ۔ اندر اندازی و جوئی زان نشان
در میان صد گرسنه یک گرده ۔ پیش صد سگ گربهٔ پژمرده
گفت گیرم کز تو ظلما بستدند ۔ قاصد جان من مسکین شدند
تو نیائی و نگوئی مر مرا ۔ کان خرت را می برند ای بینوا
تا خر از هر که برد من وا خرم ۔ ور نه توزیعی کنند ایشان زرم
صد تدارک بُد چو حاضر بودند ۔ این زمان هر یک باقلیمی شدند
من کرا گیرم کرا قاضی برم ۔ این قضا خود از تو آمد بر سرم

جبکہ گزرا جوش و نوش اور وہ سماع ۔ دن ہوا اور سب ہوئے باہم وداع
خانقہ خالی ہوئی صوفی رہا ۔ گرد ساماں کی مسافر جھاڑتا
لایا اُس حجرے سے وہ سامان کو ۔ خر پہ تا لادے وہ اور ہمراہ ہو
جلد ہمراہوں کے پیچھے ساتھ دو ۔ خرطویلہ مین نہ پایا اُس نے جو
بولا خادم لے گیا پانی کو ہو ۔ کہ پیا کل اُس نے کمتر آب کو
خادم آیا بولا صوفی خر ہے کہا ۔ بولا داڑھی دیکھو اور لڑنے لگا
بولا مین نے خر کو سونپا تجھ کو تھا ۔ اور نگہبان اُسکا بس تجھکو کیا
بحث کر توجیہ سے حجت نہ کر ۔ جو دیا تجھکو تھا واپس کر بشر
تجھسے مین لونگا جو سونپا تجھکو ہی ۔ پھیر دے جو کچھ دیا مین نے تجھے
بولے پیغمبر کو جو تو نے لیا ۔ چاہیئے واپس اُسے کرنا بھلا
سرکشی سے گر نہ راضی اس سے ہے ۔ مین و تو قاضی کے گھر چل تا سنے
بولا مین مغلوب تھا اور صوفیان ۔ لائے حملہ اور مین تھا بیم جان
بلیون مین تو کلیجا ڈال کر ۔ ڈھونڈھتا ہے پھر تو اُسکو اے پسر
ایک روٹی آگے سو بھوکون کے ہو ۔ گربہ عاجز آگے سو کتون کے ہو
بولا مانا ظلم کر تجھ سے لیا ۔ قصد میری جان مسکین کا کیا
کیون نہ مجھ سے آکے یہ تو نے کہا ۔ خر کو لیجاتے ہین وہ اے بینوا
مول لیتا جس نے خر کو لیلیا ۔ ورنہ قیمت سب سے لیتا مین بھلا
کرتا سو تدبیر جو حاضر تھے وہ ۔ ہو سکے کیا اب گئے ہر ملک وہ
کسکو قاضی پاس مین لیجاؤن اب ۔ مجھ پہ آئی یہ بلا تیرے سبب

سلہ جبکہ گزرا الخ یعنی جبکہ ختم ہوا جوش و نوش و سماع ہو چکا روز روشن ہوا اور باہم رخصت ہوئے وہ خانقہ خالی ہوئی اور فقط صوفی رہا گرد سامان کی وہ مسافر جھاڑتا تھا اور لایا حجرے سے اُس سامان کو تا خر پر لادے و ہمراہ ہو تا کہ ہمراہیون کے ساتھ جلد پہونچے خر طویلہ مین اُسنے جو نہ پایا یہی سوچا کہ خادم پانی پلانے کو لیگیا ہوگا کہ کل اُسنے کم پیا تھا جبکہ خادم آیا صوفی نے کہا کہ خر کہان ہے خادم نے کہا کہ تو داڑھی دیکھ اور لڑنے لگا صوفی نے کہا کہ مین نے تجھکو سونپا تھا اور نگہبان تجھکو کیا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بحث الخ یعنی شعر تو بحث توجیہ سے کر اور حجت مت کر جو تجھکو دیا تھا واپس کر یعنی اے خادم تو جو گفتگو کرتا ہے دلیل کے ساتھ و جھگڑا مت کر مین تجھ سے وہ لونگا جو تجھکو دیا ہے تو پھیر دے جو مین نے تجھکو دیا ہے پیغمبر نے فرمایا جو تو نے لیا ہے چاہیئے اُسے واپس کرنا یعنی جیسے کہ لیا ہے امانت کو بعینہ واپس کرنا چاہیئے مین کو اگر تو سرکشی کرتا ہے اور اسبات پر راضی نہین ہے مین اور تو قاضی کے یہان چلون خادم نے کہا مین اُسوقت مغلوب تھا صوفیون نے مجھپر حملہ کیا اور مین اپنی جان سے ڈرا آگے مثال فرماتے ہین تو بلیون مین جگر کو رکھکر پھر اُسکو ڈھونڈھتا ہے جیسے ایک روٹی سو بھوکون کے آگے ہو یا گربہ عاجز آگے سو کتون کے ہو یعنی وہ خر اُن صوفیون کے روبرو اسکے مثال تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مانا الخ شعر صوفی نے کہا یہ مین نے مانا کہ اُنھون نے ظلم کر کے تجھ سے لیا اور قصد میری جان مسکین کا کیا مگر تو نے کیون نہین مجھ سے آکر کہا کہ خر کو لیئے جاتے ہین وہ اے بینوا مین اُس سے خر کو مول لیتا جسنے لیا ہے ورنہ قیمت مین اُن سب سے لیتا مین سو تدبیر کرتا جو وہ حاضر تھے اب کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہر ایک ملک کو گئے کسکو قاضی کے پاس مین لیجاؤن یہ بلا تیرے سبب مجھپر آئی تو نے مجھ سے یہ جا کر نہ کہا اسلیئے ظلم مجھپر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون نیائی ورنہ گوئی اے غریب | پیش آمد این چنین ظلم مہیب
گفت واللہ آمدم من بارہا | تا ترا واقف کنم زین کارہا
تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر | از ہمہ گویندگان با ذوق تر
باز می گشتم کہ او خود واقف است | زین قضا راضی ست مرد عارف است
گفت آن را جملہ می گفتند خوش | مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
مر مرا تقلیدشان بر باد داد | کہ دو صد لعنت برین تقلید باد
خاصہ تقلید چنین بے حاصلان | کابرو را ریختند از بہر نان
عکس ذوق آن جماعت میزدی | وین دلم زان عکس ذوقے میشدی
عکس چندان باید از یاران خوش | کہ شوی از بحر بے عکس آبکش
عکس کاول زد تو آن تقلید دان | چون پیاپے شد شود تحقیق آن
تا نشد تحقیق از یاران مبر | از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
صاف خواہی چشم عقل و سمع را | بر دران تو پردہائے طمع را
زانکہ آن تقلید صوفی از طمع | عقل او بربست از نور و لمع
زانکہ صوفی را طمع بردش ز راہ | ماند در خسران شد کارش تباہ
طمع لوت و طمع آن ذوق سماع | مانع آمد عقل او را ز اطلاع

تو نے جو آکر نہ یہ مجھ سے کہا | اس لیے یہ ظلم مجھ پہ ہو گیا
بولا[1] میں واللہ آیا چند بار | تا کروں یہ راز تجھ پہ آشکار
خر گیا کہتا تھا تو بھی بار بار | کہنے والوں سے تو زیادہ ذوق دار
پھر گیا میں شاید اب واقف ہے تو | ہے قضا سے راضی عارف ہے تو
بولا سب کہتے تھے اسکو شوق سے | میں بھی کہتا تھا یہ سنکر ذوق سے
مجھکو بدتر کر دیا تقلید نے | لعنت اللہ ہو اُس تقلید پے
خاص سب بے معنوں کے اس تقلید پے | آبرو کھوتے ہیں جو نان کے لیے
عکس[2] اُن کے ذوق کا مجھ پر پڑا | اُس سے دل پر ذوق اک پیدا ہوا
عکس یاروں کا بس اتنا چاہیے | بحر بے عکسی سے تا پانی سلے
عکس اول کو تو بس تقلید جان | جب پیاپے ہو اُسے تحقیق مان
مت جدا یاروں سے تا تحقیق ہو | تا نہ قطرہ دُر ہو مت دے سیپ کو
صاف چاہے گوش چشم اور عقل ہو | پھاڑ دے تو پردہائے طمع کو
کہ وہ تھی تقلید صوفی طمع سے | بند کی عقل اُسکی نور و لمع سے
طمع نے صوفی کو بس گمرہ کیا | وہ رہا بدبخت و کام ابتر ہوا
طمع[3] کھانے اور ذوق اُس راگ کا | اطلاع عقل سے مانع ہوا

[1] بولا واللہ الخ یہ شعر خادم نے کہا واللہ میں چند بار آیا تا کہ یہ راز تجھ پر ظاہر کروں ولیکن تو خر گیا کہتا تھا بار بار اور کہنے والوں سے زیادہ ذوق کرتا تھا میں واپس پھرا کہ شاید تو واقف ہے اور قضا سے راضی ہے کیونکہ تو عارف ہے صوفی نے کہا کہ سب کہتے تھے شوق سے اسواسطے میں بھی کہتا تھا سنکر ذوق سے مجھکو بدتر کر دیا تقلید نے لعنت اللہ کی ہو اس تقلید پر آگے حقائق فرماتے ہیں خاص کر لعنت ہو حیوان بے معنوں کی تقلید پر کہ آبرو کھوتے ہیں روٹی کے لیے آگے قول صوفی کا ہے خاتمہ [2] عکس تھے الخ یہ شعر اُنکے ذوق کا عکس مجھ پر پڑا اس سے ایک ذوق دل پر پیدا ہوا آگے حقائق ہیں بس عکس یاروں کا اسقدر چاہیے کہ دریائے بے عکسی سے پانی بھرے یعنی فیضان اُنکے عکس سے دل میں پیدا ہو یہ ریاضی کی بنا ہے عکس اول کو تو تقلید جان جو کہ پے در پے ہو اسکو تحقیق جان یعنی فیضان صحیح و غلط کی شناخت بتلاتے ہیں کہ اگر عکس اول سے ایک حال عقل میں پیدا ہو ہنگام سماع کے اور پھر نہ آئے وہ فیضان الٰہی نہیں ہے وہم بشری انسانی ہے اہل سماع کو یہ دھوکا ہوتا ہے اور اگر دم بدم پیدا ہو وہ فیضان ہے کیونکہ فیض حق واسطے تسکین عارف کے ایک دوسرے کی نسبت سے آہستہ آہستہ آتا ہے پس تو یاران طریقت سے تا تحقیق جدا نہ ہو تا قطرہ گوہر نہ ہو تو صدف کو مت چھوڑ یعنی جبتک تجھکو نسبت متعدی نہ ہو خدمت مرشد سے علیحدہ مت ہو تو چاہیے کہ صاف گوش و چشم عقل ہو تو پھاڑ دے پردہ طمع کو کیونکہ وہ تقلید صوفی کی طمع سے تھی اور بند کی اسکی عقل کو نور و شمع صوفی کو طمع نے گمراہ کیا اور وہ بدبخت رہا اور کام اسکا ابتر ہوا باقی حال آگے ہے خاتمہ [3] طمع کھانے الخ یہ شعر کھانے کا ذوق راگ کا طمع مانع ہوگی عقل کو اطلاع ہونے خر سے یعنی وہ صوفی بسبب طمع کھانے راگ کے اپنے خر سے غافل ہوا اگر آئینہ میں طمع نمودار ہو تو نفاق آئینہ سے دور ہو جاتا ہے آئینہ بسبب نفاق جیسی صورت ہوتی ہے وہی بتاتا ہے اگر اس میں طمع ہوتی یہ صفت نفاق کی آئینہ میں نہ رہتی کہ طمع امر واقع نہ بتاتا اگر ترازو طمع مال کی رکھتی تو کبھی راستی ہرگز نہ کہتی آگے حقائق ہیں ہر ایک نبی اپنی قوم سے کہتا تھا کہ میں مزدوری رسالت کی تم سے نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میں ہادی ہوں اور تمہارا مشتری ہے حق تعالیٰ میں مجھکو دونوں جہان دیے ہیں مزدوری لینا کا [illegible] یعنی حق نے مجھکو سو واسطے مزدوری کے دونوں جہان دیے ہیں تا رسالت میں کوشش کروں اب میری مزدوری کیا ہے دیدار یار ہے اگرچہ ابوبکر نے دیے چالیس ہزار مزدوری نہیں ہے کہ گوہر کی پوت برابری کر سکتی ہو واضح ہو حضرت ابوبکر صدیق نے حسب الحکم جناب رسول مقبول کے چالیس ہزار درہم کل سامان گھر کا فروخت کرکے نذر حضور کیے اور حضرت عمر نے نصف مال حضرت نے فرمایا کہ مرتبہ میں اتنا فرق ہے پس یہاں مزدوری رسالت نہیں ہے کیونکہ مزدوری کو میں کہ آگے یہ چالیس ہزار ایسے ہیں کہ جیسے گوہر کے آگے پوت ہے غرض کہ نبی اللہ کو مخلوق سے طمع نہ تھی ورنہ وہ رسالت واسطے طمع دنیا کے کرتے تھے بحر العلوم اسی طرح ہے

گر طمع در آئینہ برخاستے — در نفاق آن آئینہ چون ماستے
گر ترازو را طمع بودی بمال — راست کے گفتی ترازو وصف حال
ہر نبی میگفت با قوم از صفا — من نخواہم مزد پیغام از شما
من دلیلم حق شما را مشتری — داد حق دلالیم ہر دو سری
ہست مزد کار مر دلال را — مزد باید داد تا گوید سزا
چیست مزد کار من دیدار یار — گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار
چل ہزار او نباشد مزد من — کے بود شبہ شبہ در عدن
یک حکایت گویمت بشنو بہوش — تا بدانی کہ طمع شد بند گوش
ہر کرا باشد طمع الکن شود — با طمع کے چشم دل روشن شود
پیش چشم او خیال جاہ و زر — ہمچنان باشد کہ مو اندر بصر
جز مگر مستی کہ از حق پر بود — گرچہ بدہی گنجہا او حر بود
ہر کرا دیدار برخوردار شد — این جہان در چشم او مردار شد
لیک آن صوفی ز مستی دور بود — لاجرم از حرص او بے نور بود
صد حکایت بشنود مدہوش حرص — در نیاید نکتہ در گوش حرص

آئینہ مین گر طمع کرتی ظہور — بس نفاق آئینہ سے ہو جاتا دور
گر طمع رکھتی ترازو مال کی — راستی ہر گز نہ رکھتی وہ کبھی
ہر نبی کہتا تھا اپنی قوم سے — مزد پیغام اب نہ مجکو چاہیئے
مین ہون ہادی حق تمہارا مشتری — حق نے دلالی مین دی ہر دو سری
مزد لینا کام ہے دلال کا — مزد دے تا وہ کہے اچھا بھلا
مزد میری کیا ہے اب دیدار یار — گرچہ خود بوبکر بخشے چل ہزار
چل ہزار اسکی نہ میری مزد ہے — ہمسری دُر کی ہو کیونکر سیپ سے
اک حکایت کہتا ہون سے تم سنو — قید سمجھو گوش کی تا طمع کو
جسکو ہووے طمع وہ گونگا ہوا — طمع نے بس دل کو کب روشن کیا
پیش چشم اسکے خیال جاہ و زر — جیسے پیدا بال ہو اندر بصر
پر سوا اس مست کے کہ حق سے پر — گنج گر دیوے اسے ہووے وہ حر
جو کہ برخوردار ہے دیدار سے — اسکی نظرون مین جہان مردار ہے
لیک وہ صوفی تھا بس مستی سے دور — حرص کی باعث نہیں رکھتا تھا نور
سو حکایت گر سنے مدہوش حرص — ایک نکتہ بھی نہ جانے گوش حرص

قصۂ آن مفلس کہ در زندان بود و زندانیان از وے در فغان

قصہ اس مفلس کا کہ قید خانہ مین تھا اور قیدی اس سے فغان مین

بود شخصے مفلسے بے خانمان — ماند در زندان و بند بے امان

مرد مفلس ایک تھا بے خانمان — قید خانہ مین تھا با قید گران

۱ ایک حکایت الخ یہ شعر یک حکایت مین کہتا ہون تم سنو تا کان کو طمع سے بند جانو جسکو طمع ہے وہ گونگا ہوا بس طمع نے کیسا دل کو روشن کیا اسکی آنکھ کے آگے خیال مال و جاہ کا ہو جیسے آنکھ مین بال پیدا ہو لیکن ہو اس مست کے کہ جو حق سے پر ہے اگر گنج اسکو دیوے: وہ مزد دے یعنی کچھ طمع عارف کو نہ ہو قصہ کیونکہ جو دیدار یار سے سرفراز ہے وہ دنیا کی طمع ہرگز نہیں رکھتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ لیک وہ صوفی الخ یہ شعر لیکن وہ صوفی مستی حق سے دور تھا اور بسبب حرص کے نور باطن نہیں رکھتا تھا اگرچہ سو حکایت حرص کی مدہوش سنے ایک نکتہ بھی گوش حرص تک نجائے یعنی وہ صوفی بسبب طمع دنیا کے حرص مین مبتلا تھا اسیطرح جو شخص طمع دنیا سے حرص مین گرفتار ہو اُسے معرفت الٰہی و نور باطن حاصل نہیں ہے اور نہ بادۂ عرفان سے اُسکو خبر ہے بس حرص و طمع دنیا واسطے عارف کے رہزن ہے چنانچہ اسکا قصہ مولانا آگے ذکر لکھتے ہین فافہم ۱۲ ۳ قصہ سوم خرابی طمع و حرص دنیا مین ۱۲ ۴ مرد مفلس الخ یہ اشعار ایک مرد مفلس تھا بے خانمان اور قید خانہ مین قید تھا با قید گران قیدیون سے کھانا چھین کر کھا تا یہ خلق کے دل پر تھا طمع سے مانند کوہ قاف کے اسکو طاقت تھی کہ سوا اُسکے کھانا کھا نا کیونکہ وہ جلدی لقمہ چھینتا تھا جو کہ سو تین سے حد لکھ دہ جو بہ گداہی اگرچہ بادشاہ ہو یعنی تو قناعت نہیں کرتا ہے اگر بادشاہ ہو گدا آکر اسنے مروت کو پامال کیا اور قید خانہ کے قیدی سنے رنج ہوا آگے حقائق مین اگر راحت کی امید پر کوئی بھاگے اس طرف سے آفت زیادہ ملے بغیر درندون کے کوئی جگہ نہیں ہے مگر حق کی خلوتگاہ مین آرام جہان کے قید خانہ مین ہر جگہ سوائے مشقت اور محنت کے نہیں ہے اگر تو موش کے سوراخ مین چھپے گربہ کی پنجہ سے کب بچے لینے دیتا ہے قید خانہ کوئی جگہ اسمین سوائے مشقت و محنت کی نہیں ہے اگر آرام ہے تو خلوتگاہ حق مین ہے بس دنیا ترک کرکے خلوتگاہ مین جا اگر تو آرام چاہتا ہے آدمی فربہ خیالون سے ہوتا ہے اگر خیال جمیل کا اسکو ہو اور اگر ناخوشی خیالون سے اسکو ہو دے آگ سے مثل موم کے گھلنے لگے یعنے انسان کا دبلا موٹا ان خیالون سے ہے اکثر خیال خوش سے دنیا ہوتا ہے و خیال ناخوش سے دبلا ہو اسواسطے دنیا کو خواب و خیال کہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

لقمۂ زندانیان خوردی گزاف — بر دل خلق از طمع چون کوہ قاف
زہرہ نے کس را کہ لقمۂ نان خورد — زانکہ آن لقمہ ربا چابک برد
ہر کہ دور از دعوت رحمان بود — او گدا چشم ست گر سلطان بود
مر مروت را نہادہ زیر پا — گشتہ زندانی دوزخی آن نان ربا
گر گریزی بر امید راحتے — زان طرف ہم پیشت آید آفتے
ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست — جز بخلوت گاہ حق آرام نیست
کنج زندان جہان ناگزیر — نیست بے پا مزد و بے دق الحصیر
واللہ ار سوراخ موشے در روی — مبتلاے گربہ چنگالے شوی
آدمی را فربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بود صاحب جمال
ور خیالاتش نماید ناخوشی — میگدازد ہمچو موم از آتشی
مار و کژدم مر ترا مونس بود — کان خیالت کیمیاے مس بود
در میان مار و کژدم گر ترا — با خیالات خوشان دارد خدا
صبر شیرین از خیال خوش شدست — کان فرج وان تازگی پیش آمدست
آن فرج آید ز ایمان در ضمیر — ضعف ایمان ناامیدی و زحیر
صبر از ایمان بیابد سر کلہ — حیث لا صبر فلا ایمان لہ
گفت پیغمبر خداش ایمان نداد — ہر کرا نبود صبوری در نہاد
آن یکے در چشم تو باشد چو مار — ہم وے اندر چشم آن دیگر نگار
زانکہ در چشمت خیال کفر اوست — وان خیال مومنے در چشم دوست
کاندرین یک شخص ہر دو فعل ہست — گاہ ماہی باشد او گاہ شست
نیم او مومن بود نیمیش گبر — نیم او حرص آوری نیمیش صبر

قیدیوں سے کھانا کھاتا چھین کے — خلق کے دل پھاڑیں کہ طمع سے
کسکو طاقت کھانا کھائے اُس سے ا — کسلیے وہ جلد لقمہ چھینتا
جو کہ دعوت سے خدا کے دور ہو — بس گدا ہے گرچہ وہ فغفور ہو
پائمال اُس نے مروت کو کیا — دوزخی اس قیدی سے وہ زندان ہوا
بھاگے راحت کی امیدوں پر اگر — اُس طرف سے آفت آئے بیشتر
بے درندوں کے نہیں ہر کوئی کنج — خلوت حق میں نہیں البتہ رنج
قیدخانہ میں جہان کے ہر کہیں — جز مشقت اور محنت کے نہیں
موش کے سوراخ میں گر تو چھپے — پنجۂ گربہ سے تو کیونکر بچے
آدمی فربہ خیالوں سے بنے — گر خیالات جمیل اب ہوا سے
ناخوشی گر ہو خیالوں سے اُسے — آگ سے جوں موم وہ گلنے لگے
سانپ بچھو انسیت تجھسے کرے — وہ خیال اک کیمیا تیری بنے
سانپ بچھو کے تجھے گر درمیان — با خیال خوش خدا رکھے یہاں
صبر شیرین خیال خوش سے ہو ترا — کہ خوشی وہ آنیوالی ہے سوا
دل میں آئے وہ خوشی ایمان سے — ضعف ایمان ناامیدی سے سبے
صبر ہو ایمان سے با تاج و کلہ — حیث لا صبر فلا ایمان لہ (جس کسیکو صبر نہیں ہے پس اُسکا ایمان نہیں ہے)
وہ نہیں مومن یہ حضرت نے کہا — نے صبوری جسکے نفس میں ہو ذرا
ایک تیری آنکھ میں ہو مثل مار — دوسرے کی آنکھ میں ہو وہ نگار
کیوں خیال کفر تیری آنکھ میں — اور خیال مومن اسکی آنکھ میں
شخص ایک رکھے یہ دونوں فعل کو — گاہ مچھلی اور گہ وہ شست ہو
آدھا مومن آدھا کافر ہووے وہ — آدھا حارص آدھا صابر ہووے وہ

ل سانپ بچھو الخ ۲ شعر اگر درمیان سانپ بچھو کے تجھے خدا رکھے ساتھ خیال خوش کے تو سانپ بچھو انسیت تجھسے کریگا وہ خیال ایک کیمیا تیرے سے بنے خیال خوش سے صبر شیرین تیرا ہو کر وہ خوشی سوا آنے والی ہے وہ خوشی دل میں آئے ایمان سے اور ایمان ضعیف ناامیدی سے ہے صبر ہو ایمان سے بارونق ترجمۂ حدیث جس کسیکا صبر نہیں ہے اُسکا ایمان نہیں ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایمان نہیں حق نے دیا کہ جس کے جو دین میں صبر نہووے ذرا باقی حال آگے ہے فافہم ۲ ت ۵ ایک تیری ۲ شعر ایک شخص تیری آنکھ میں مانند مار کے ہو دوسرے کی آنکھ میں وہ معشوق ہو کیونکہ خیال کفر تیری آنکھ میں ہے اور خیال مومن کا اسکی آنکھ میں ہے اور ایک شخص دونوں عمل رکھے گاہ مچھلی اور گاہ وہ شست ہے آدھا مومن اور آدھا کافر وہ ہووے آدھا حارص اور آدھا صابر وہ ہووے حق نے فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن یعنے تمکو کر بعضے اجزا ہر واحد کے کافر و بعضے اجزا ہر واحد کے مومن ہیں اگلے مثال فرماتے ہیں جیسے آدھا بیل کا ہو آدھا سفید رنگ تندہ کے ہو جو کوئی اس آدمے کو دیکھے کرے جو کوئی اس آدمے کو دیکھے کوشش کرے یعنی کفر و ایمان ہر ایک شخص میں ہے جو اُسکے کفر کو دیکھتا ہے برا جانتا ہے جو اسکے ایمان کو دیکھتا ہے بھلا جانتا ہے پس یہی باعث ہے کہ عارفوں کو آدھے لوگ برا کہتے ہیں آدھے بہتر کہتے ہیں جنمیں غلبہ نفس کا ہے وہ برائی کیساتھ دیکھتے ہیں اور جنمیں غلبہ روح کا ہے وہ بھلائی کے ساتھ دیکھتے ہیں ۱۲

گفت یزدانت فمنکم مؤمن ‖ باز منکم کافر گبر کہن
ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ ‖ نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ
ہر کہ این نیمہ بہ بیند رد کند ‖ ہر کہ آن نیمہ بہ بیند کد کند
از جمال یوسف[۱] اخوان بس نفور ‖ لیک اندر دیدۂ یعقوب نور
از خیال بد نظرشان زشت دید ‖ چشم فرع و چشم اصلی ناپدید
چشم ظاہر سایۂ آن چشم دان ‖ ہر چہ آن بیند بگردد این بدان
سایۂ اصل ست فرع اما کجا ‖ سایہ با خورشید پا دارد بجا
تو مکانے اصل تو در لامکان ‖ این دکان بربند و بکشا آن دکان
شش جہت مگریز زیرا در جہات ‖ ششدرہ است و ششدرہ قست مات
این سخن پایان ندارد زندانیان ‖ مضطر اند از دست آن تر قلتبان

حق نے فرمایا فمنکم مومن ‖ آہ منکم کافرون کا پھر سخن
جیسے آدھا گاؤ ہو رنگ سیاہ ‖ اور سفید آدھا ہو وہ مانند ماہ
جو کہ اُس آدھے کو دیکھے رد کرے ‖ جو کہ اُس آدھے کو دیکھے کد کرے
حُسن سے یوسف کے بھائی تھے نفور ‖ دیدۂ یعقوب مین لیکن وہ نور
زشت وہ دیکھا خیال بد سے یان ‖ آنکھ فرع نے وا آنکھ اصلی کہان
چشم ظاہر سایۂ اُن چشمون کا جان ‖ جو وہ دیکھین یہ پھرے اُس سے نہان
سایۂ فرع اصل ہی پر کب ملک ‖ سایہ ہی پابند خورشید فلک
تو مکان ہی اصل تیری لامکان ‖ یہ دکان کر بند کھول اُس دوسری دکان
شش جہت مین مت جا از بہر نجات ‖ جان ششدر ششدرہ ہی بات مات
بات یہ بیحد ہے بس انجام کار ‖ ہاتھ سے مفلس کے قیدی بیقرار

شکایت کردن اہل زندان نزد وکیل قاضی از دست آن مفلس

شکایت کرنا قیدیون کا آگے وکیل قاضی کے اُس مفلس کے ہاتھ سے

با وکیل قاضی ادراک مند ‖ اہل زندان در شکایت آمدند
کہ سلام ما بقاضی بر کنون ‖ باز گو آزار ما زین مرد دون
کاندرین زندان بماند او مستمر ‖ یاوہ تاز و طبل خوار است و مضر
چون مگس حاضر شود بر ہر طعام ‖ از وقاحت بے صلا و بے سلام
پیش او ہیچ است صد کس را طعام ‖ کور باشد گوید او بردار گام
مرد زندان را نیاید لقمۂ ‖ در بصد حیلت کشاید طعمۂ
در زمان پیش آید آن دوزخ گلو ‖ حجتش این کہ خدا گفتہ کلو

جب وکیل قاضی آیا اُس جگہ ‖ سب لگے قیدی یہ کہنے بس کہ
کہنا قاضی سے ہمارا تو سلام ‖ رنج مرد کس سے ہمین ہے بے پیام
گر رہے یہ قید خانہ مین سدا ‖ رنج وہ بیہودہ گرد اور ڈھنگ برا
نے کسی قیدی کو کھانا مل سکے ‖ لاکھ حیلے سے اگر کھانا رکھے
بس اُسی دم آئے وہ دوزخ گلو ‖ لائے حجت یہ کہا حق نے کلوا
مثل مکھی کے وہ کھائے ہر طعام ‖ بیحیا ہے بے بلائے بے سلام

[۱] حسن سے اُن کے شعر حسن یوسف سے بھائی نفرت کرتے تھے لیکن دیدۂ یعقوب مین وہ نور تھے زشت رد آنکھ دیکھا خیال بد سے چشم فرع نے اور چشم اصلی کہان ہے چشم ظاہر کو سایہ اُن چشم باطن کا جان جو چشم باطن دیکھے یہ چشم ظاہر اُدھر پھرے سایہ فرع اصل کی ہے لیکن کہان تک سایہ پابند خورشید فلک ہو یعنی سایہ کی رسائی اپنی اصل تک ہے جیسے سایہ خورشید کا خورشید تک جاتا ہے پس تو صاحب مکان ہے اور اصل تیری لامکان ہے تو اس دکان کو بند کر اور اس دکان کو کھول یعنی چشم ظاہر کو بند کر اور چشم باطن کو کھول کہ مشاہدۂ حق ہو شش جہت مین مت جا اور زیر جہات ششدر کو جان کہ ششدر ہی بات کا یعنی سیر تشبیہ کی شش جہت مین مت کرنا بغیر جہات کے تنزیہ ہی اور سیر تنزیہ کی کر کہ یہ ششدر دنیا کا ششدر رباتی نرد ہر کہ ہات ہوتا ہی بموجب قول حضرت مولوی کہ ع عاشقان گشتند مست از لطف تو عارفان ننگر در رفتہ تو بو سے صفات کو سیر تشبیہ ہی اور رد سے مراد ذات کہ سیر تنزیہ ہی پس سیر تشبیہ عشق مین ہوتی ہی اور سیر تنزیہ معرفت مین ہوتی ہی بات یہ بیحد ہی انجام کو مفلس کے ہاتھ سے ہر قیدی بیقرار ہی آگے اُس قید کا قصہ بیان ہی فافہم [۲] جب وکیل کے شعر جو وکیل قاضی کا اُس جگہ آیا سب قیدی اس سے گلہ کرنے لگے کہ قاضی سے ہمارا سلام کہنا اور ہم کو اُس مفلس سے ہم کو ہے اگر یہ قید خانہ مین ہمیشہ رہنے والا ہے بیہودہ پھرنے والا ہے جب منگتا ہے تو کسی قیدی کو کھانا نہ مل سکے لاکھ حیلے سے اگر کھانا رکھیں بس اسی دم وہ دوزخ گلو آئے اور یہ حجت لائے کہ حق نے کہا ہے کلوا واشربوا یعنی کھاؤ پیو باقی حال آگے ہے فافہم [۳] مثل مکھی کے اُس شعر مانند مکھی کے طعام کھائے بے بلائے و بے سلام وہ بیحیا سا آدمی کا کھانا کھا سکے آگے کیا چیز ہے اگر منع کرین برابر اُس مین برس کے حضرت ہم کو بچاؤ سارا مولانا کا ہے یہ جیسے کہ دوزخ سے اس مفلس کو نکال یا وقت سے وظیفہ کھانے کو دلاتی کہ تجھ سے سب مرد زندان خوش ہو جائین لے فریاد رس باقی حال آگے ہے فافہم ہو

پیش او بیست و شصت کس کر کند خود را اگر گوئیش بس
زانچنین قحط سه ساله داد داد ظل مولانا ابد پاینده باد
گو رود نان ار رود این گاو میش یا وظیفه کن ز وقفے لقمه ایش
اے ز تو خوش هم ذکور و هم اناث داد کن المستغاث المستغاث
سوے قاضی شد وکیل با نمک گفت با قاضی شکایت یک بیک
خواند او را قاضی از زندان به پیش پس تفحص کرد از اعیان خویش
گشت ثابت پیش قاضی آن همه که نمودند از شکایت آن رمه
گفت قاضی خیز زین زندان برو سوے خانه مرده ریگ خویش شو
گفت خان و مان من احسان تست همچو کافر جنتم زندان تست
گر ز زندانم برانی تو برد خود بمیرم من ز درویشی و کد
همچو ابلیسے که میگفت اے سلام رب انظرنی الی یوم القیام
کاندرین زندان دنیا من خوشم تا که دشمن زادگان را می کشم
هر کرا او با قوت ایمانی بود وز برائے زاد ره نانی بود
می ستانم گه بمکر و گه به ریو تا برآرند از پشیمانی غریو
گه بدرویشی کنم تهدید شان گه بزلف و خال بندم دیدشان
قوت ایمانی درین زندان کم است وانکه هست از قصد این سگ درهم است

ساتھ کس کا کھانا جانے ہیچ ہے منع گر اُس کو کرے پھر اپنے
قحط سہ سالہ سے ہم کو داد دو سایہ مولانا کا دایم ہو جیو
کہدو تو زندان سے نکالو جنس کو یا وظیفہ وقف سے کھانیکو دو
اے کہ تجھسے خوش ہین سب مرد و اناث داد دے المستغاث المستغاث
پاس قاضی کے وکیل اسدم گیا ماجرا ان کی شکایت کا کہا
اُسکو قاضی نے بلاکر روبرو پوچھا ان لوگون سے اسکے حال کو
ہوگیا ثابت یہ قاضی کو کہ اب ہے شکایت واجبی یہ اُنکی سب
بولا قاضی قید خانہ سے نکل اپنے گھر کی سمت جا مرد دغل
بولا گھر میرا ترا احسان ہے مجکو جون کافر جنان زندان ہے
مجھکو زندان سے اگر تو رد کرے خود مرون مین بھیک در در مانگ کے
جیسے شیطان نے کہا تھا اے سلام رب انظرنی الی یوم القیام
کہ مین قید زندگی مین شاد ہون تا کہ دشمن زاد کو کشتہ کرون
جس کسیکی بس غذا ایمان ہو اور زاد راہ کو وہ نان ہو
مکر و حیلہ کرکے مین وہ چھین لون تا پشیمانی سے چلائین فزون
گہ گدائی سے مین تہدید اک کرون گاہ زلف و خال پر مائل کرون
کم ہے اس زندان مین قوت ایمان کا اور جو ہوا تر وہ اس سگ سے سوا

سلہ پاس قاضی کے الخ، شعر اُسدم وکیل پاس قاضی کے گیا اور انکی شکایت کا ماجرا کہا اُسکو قاضی نے روبرو بلاکر داروغون سے اس کا حال پوچھا قاضی کو ثابت ہوا کہ اب شکایت انکی واجبی سب ہے قاضی نے کہا کہ تو قید خانہ سے نکل اپنے گھر کی سمت جا اے مرد دغل قیدی نے کہا کہ میرا گھر تیرا احسان ہے مجھکو مثل کافر کے زندان جنت ہے اگر مجھکو زندان سے تو نکالے مین بھیک در در مانگ کرون جیسے شیطان نے کہا تھا رب انظرنی الی یوم القیام اے رب میرے مہلت دے مجھکو قیامت تک کی واضح ہو کہ قاضی نے قیدی سے کہا کہ تو اپنے گھر جا قیدی نے کہا کہ تیرا احسان میرا گھر ہے اور زندان مجھکو جنت ہے مثل کافر کے یعنے زندان دنیا شیطان کے لیے احسان حق سے جنت ہے کہ آرام سے رہتا ہے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ کہ مین الخ یہ شعر کہ مین خوش ہون اس زندان دنیا مین تاکہ دشمن زاد کو کشتہ کرون جس کسی شخص کی ایمان غذا ہو اور زاد راہ کو وہ نان ہو وہ مین مکر و حیلہ سے چھین لون تاکہ پشیمانی سے بہت چلائین کبھی گدائی سے مین ڈراؤن وکبھی زلف و خال پر مائل رکھون یعنی شیطان اسی زندان دنیا مین اسواسطے خوش ہے کہ آدم اور اولاد آدم کو مکر و حیلہ مین اکثر گمراہ کرتا ہے چنانچہ حقائق اسکے آگے مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ۳ کم ہے الخ یہ شعر اس زندان دنیا مین کم ہے قوت ایمان کا اور اگر ہے تو اس کتے سے ابتر ہوا ہے جو نماز و روزہ و عجز سے قوت ذوق کا آئے تو شیطان چرا لیتا ہے پناہ اللہ کی اس کے شیطان نے تحقیق ہلاک کیا ہم کو افسوس غلبہ اُسکے نے جو کوئی سرد کرے اس مین ہے دیو پوشیدہ اندر پوست کے کتا ہے ہزارون مین گھسا ہوا جو کوئی اس مین گیا تو وہ اُس کا ہوا جو صورت نہ پائے تو آئے خیال مین تجھکو وہ خیال سے ڈالے وبال مین تجھ پر خیالون سے بلا آئی ہے جو خیال فاسد آتے ہین جا بجا کے یعنے خیال فاسد وہ شیطان جا بجا کے تیرے دل پر پیدا کرتا ہے کہ تاکہ بلا مین مبتلا ہو آگے ان خیالون کی تفصیل ہے کہ کبھی خیال سیر و کبھی دکان کبھی خیال علم و کبھی خان و مان کا کبھی خیال کسب و سوداگری کا کبھی تجارت و کبھی سرداری کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

از نماز و صوم و صد بیچارگی … قوت ذوق آید برد یک بارگی
استعیذ اللہ من شیطانہ … قد ہلکنا آہ من طغیانہ
یک سگ است و در ہزاران میرود … ہر کہ در وے رفت او آن میشود
چون نیابد صورتے آید خیال … تا کشاید آن خیالت در وبال
از خیالات تو سے آید بلا … چون خیالات فاسد آید جابجا
گہ خیال فرجہ و گاہے دکان … گہ خیال علم گاہے خانمان
گہ خیال کسب و سوداگری … گہ خیال تاجری و داوری
گہ خیال نقرہ و فرزند و زن … گہ خیال بو الفضول و بو الحزن
گہ خیال کالا و گاہے قماش … گہ خیال مفرش و گاہے فراش
گہ خیال آسیا و باغ و راغ … گہ خیال میخ و باغ و لسیغ و لاغ
گہ خیال آشتی و جنگہا … گہ خیال نامہا و ننگہا
ہین بدون کن از سر این تخیلہا … ہین بروب از دل چنین بد ملیہا
ہان بگو لاحول ہا اندر زمان … از زبان تنہا نہ بل از عین جان

جو نماز و روزہ و صد عجز سے … قوت ذوق آئے تو وہ چوری کرے
استعیذ اللہ من شیطانہ … قد ہلکنا آہ من طغیانہ
پناہ اللہ کی شیطان کر آتے سے … تحقیق ہلاک کیا ہم کو افسوس علیہ اس کی سرکشی
سو مجھکو جو کرے دور اسمین ہے … دیو پوشیدہ ہے اندر پوست کے
ایک کتا ہے ہزارون میں گھسا … جو گیا اسمین تو وہ اسکا ہوا
جو نہ صورت پائے آئے باخیال … تجھکو ڈالے وہ خیال اندر وبال
تجھپہ آسکے ہے خیالون سے بلا … جو خیال فاسد آئے جابجا
گہ خیال سیر اور گاہے دکان … گہ خیال علم و گاہے خانمان
گہ خیال کسب اور سوداگری … گہ تجارت اور گاہے سروری
گہ خیال نقرہ و اولاد کا … گہ خیال صرف زر اور داد کا
گہ خیال پارچہ اور تاش کا … گہ خیال فرش و گہ فراش کا
گہ خیال باغ و گاہے آسیا … گہ خیال بد دلی گہ ہزل کا
گہ خیال صلح اور گہ جنگ کا … گہ خیال نام اور گہ ننگ کا
ان خیالون کو نکال اب سر سے تو … اور کدورت جھاڑ دے پیر سے تو
ہان پڑھو لاحول کو ہر آن سے … نے زبان سے بلکہ دل اور جان سے

تتمۂ قصۂ مفلس زندانی با قاضی

باقی قصہ مفلس قیدی کا ساتھ قاضی کے

گفت قاضی مفلسی را وانما … گفت اینک اہل زندانت گوا
گفت ایشان متہم باشند چون … میگریزند از تو مے گریند خون
در تو میخواہند تا ہم وارہند … زین غرض باطل گواہی میدہند
جملہ اہل محکمہ گفتند ما … ہم بر ادبار و بر افلاسش گوا
ہر کرا پرسید قاضی حال او … گفت مولا دست زین مفلس بشو

بولا قاضی مفلسی اپنی بتا … بولا سب قیدی ہین یہ تیرے گوا
بولا یہ تو متہم ہین اس لیے … تجھ سے بھاگے کہتے ہین بلا لیے
چاہتے ہین تجھ سے تاکہ ہم چھٹین … اسلیے دیتے گواہی جھوٹ ہین
جملہ اہل محکمہ نے بس کہا … اسکے ہین افلاس کے ہم بھی گوا
پوچھا قاضی نے یہ جس سے حال کو … بولا اس مفلس کو مولا چھوڑ دو

ل گہ خیال الخ ۸ شعر کبھی خیال روپیہ و اولاد کا کبھی خیال صرف زر اور داد کا کبھی خیال پارچہ اور تاش کا کبھی خیال فرش کا اور کبھی فراش کا کبھی خیال باغ کبھی آسیا کبھی خیال آبرو کبھی ہوا کا کبھی خیال جنگ و کبھی صلح کا کبھی خیال نام و کبھی ننگ کا بس ان خیالون کو اب نکال تو اپنے سر سے اور کدورت جھاڑ دے دل کے اوپر سے ہان پڑھو لاحول کو ہر وقت زبان سے نہیں بلکہ دل و جان سے یعنی اے عارف ان خیالات شیطانی کو دل سے دور کر اور جاروب لاحول سے جھاڑ کر دل کو صاف کر کہ صورت نزول فیضان الٰہی کی ہو چنانچہ حال اس قیدی کا مولانا آگے فرماتے ہین ۱۲

ل بولا قاضی الخ ۶ شعر قاضی نے کہا اے قیدی مفلسی کا ثبوت دے بولا کہ یہ سب قیدی میرے گواہ ہین قاضی نے کہا یہ تو متہم ہین اسلیے تجھ سے بھاگتے ہین اور بلا چاہتے ہین اور چاہتے ہین تجھے کہ تا ہم چھوٹین اسلیے گواہی جھوٹ دیتے ہین یعنی قیدی خود مدعی ہین اور اہل غرض ہین پس گواہی مدعی و اہل غرض کی غیر مقبول ہے بس سب اہل محکمہ نے کہا کہ ہم اسکے افلاس کے گواہ ہین جس سے یہ حال قاضی نے پوچھا کہا کہ اے مولانا اسکو چھوڑ دو قاضی نے کہا اسکو ظاہر طور پر شہر مین ... [illegible]

گفت قاضی کش بگردانید فاش / گرد شہر این مفلس ست و بدمعاش
کو بکو او را منادیہا کنید / طبل افلاسش عیان ہر جا زنید
ہیچکس نسیہ بنفروشد بدو / قرض ندہد ہیچکس او را تسو
ہر کہ دعوی آردش اینجا بفن / بیش زندانش نخواہم کرد من
پیش من افلاس او ثابت شدست / نقد و کالاش نیستش چیزے بدست
آدمی در حبس دنیا زان بود / تا بود کافلاس او ثابت شود
مفلسی دیو را یزدان ما / ہم منادی کرد در قرآن ما
کو دغا و مفلس ست و بدسخن / ہیچ با او شرکت و سودا مکن
ور کنی او را بہانہ آوری / مفلس است او صرفہ از وی کی بری
حاضر آوردند چون فتنہ فروخت / اشتر کردی کہ ہیزم میفروخت
کرد بیچارہ بسے فریاد کرد / ہم موکل را بدانگے شاد کرد
اشترش بردند از ہنگام چاشت / تا شب و افغان او سودے نداشت
بر شتر بنشست آن قحط گران / صاحب اشتر پئے اشتر دوان
سو بسو و کو بکو می تاختند / تا ہمہ شہرش عیان بشناختند
پیش ہر حمام و ہر بازارگہ / کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
دہ منادی گر بلند آوازیان / ترک و کرد و رومیان و تازیان
جلگان آوازہا بر داشتہ / کین ہمہ تخم جفاہا کاشتہ

بولا قاضی تم پھراؤ اسکو فاش / شہر میں مفلس ہے یہ اور بدمعاش
شہر گلی میں تم منادی جا کرو / ڈھونڈی اس افلاس کی تم پھیر دو
کوئی بیچے اب نہیں اُسکو اُدھار / اور نہ دیوے قرض پیسہ نہار
اُسپہ جو دعوی کہ کوئی آکر کرے / قید ہرگز نہ کروں گا میں اسے
مجکو افلاس اسکا ثابت ہو چکا / ہاتھ میں نہ نقد و جنس اسکے ذرا
اسلیے ہے قید دنیا میں بشر / تا کہ افلاس اُسکا ہو اثبات تر
مفلسی کو دیو کی اللہ نے / کردی قرآن نے منادی کھلے
کہ وہ بدگو مفلس و بدکار ہے / لین دین اُس سے نہیں کوئی کرے
گر کرے اُس سے تو وہ حیلہ کرے / وہ ہے مفلس اُس سے کب ہوں فائدے
جب کھلا یہ بھید تو حاضر کیا / اونٹ کردی کا جو لکڑی بیچتا
بس بہت فریاد کردی نے کری / اور کچھ رشوت بھی اُن لوگوں کو دی
صبح سے تا شام اونٹ اُسکا لیا / سود فریادوں سے نے اُسکے ہوا
اونٹ پر بیٹھا تھا وہ قحط گران / اونٹ والا اُسکے پیچھے تھا دواں
شہر میں اُسکو پھرایا کو بکو / آگہی تا اُس سے ہو ہر ایک کو
آگے ہر حمام و ہر بازار کے / دیکھتا اُسکو ہر اک اُس شکل سے
پہنچے تھے دس منادی کو وہاں / ترک و کرد اور رومیاں و تازیاں
سب نے ملکر کے کہا ہیں زور سے / ظلم کا اک اُس نے بویا بیج ہے

ف ہر گلی میں اور شہر ہر گلی کوچہ میں منادی کرو اور ڈھونڈی اسکے افلاس کی تم پھیر دو کوئی اُسکو اُدھار نہ بیچے اور نہ پیسہ قرض دیوے اگر کوئی آکر اُس پہ دعوی کریگا میں ہرگز قید نہ کروں گا مجکو اسکا افلاس ظاہر ہو چکا ہے نقد و جنس اُسکے ہاتھ میں ذرا نہیں ہے آگے حقائق اسکے ہیں اسلیے انسان دنیا میں قید ہے کہ تا افلاس اسکا ثابت ہو یعنی انسان بسبب قیدی دنیا کے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا ہے بحض مفلس ہے بروز قیامت ثبوت افلاس سے نجات ہو آگے افلاس دیو کا حال ہے فافہم ۱۲ ف۲ مفلسی کو اُس شعر شیطان کی مفلسی کی حق تعالی نے قرآن میں منادی کردی ہے کہ وہ بدگو اور مفلس و مکار ہے کوئی لین دین اُس سے نہ کرے اگر کرے تو وہ اُس سے حیلہ کرے کیونکہ وہ مفلس ہے اُس سے کب فائدے ہوں جبکہ بھید قیدی کا کھلا تو لوگوں نے حاضر کیا اونٹ کردی کا وہ لکڑی بیچتا تھا بس کردی بہت رو یا اور واویلا کیا اور اُن لوگوں کو رشوت بھی دی صبح سے شام تک اُسکا اونٹ لیا اور اُسکی فریاد نے کچھ فائدہ نہ کیا اونٹ پر وہ قحط گران بیٹھا تھا اور اونٹ والا اسکے پیچھے پھرتا تھا تمام شہر میں کوچہ بکوچہ اسکو پھرایا تاکہ آگہی ہر ایک کو اس سے ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ آگے اُنہ شعر آگے ہر ایک حمام و ہر بازار کے پھرایا کہ ہر ایک اُسکو اُس شکل سے دیکھتا تھا اور دس منادی گر وہاں پہنچتے تھے ترک اور کرد اور رومی اور تازی سب نے مل کر زور سے کہا کہ اس نے ظلم کا ایک بیج بویا ہے نیو اور دغا اور بیوفا اور بھک ملا اور بدرگ اور بیجیا ہے یہ مفلس کوئی چیز نہیں رکھتا ہے تاکوئی قرض اسکو کوڑی نہ دے نہ ظاہر و باطن کوڑی نہیں رکھتا ہے یہ مفلس بدی اور دغا بازی کرتا ہے اس سے آپ دوستی ہرگز مت کرو اور گرہ محکم ہو قینچی نہ اٹھے اگر کوئی اُس کو محکمہ میں لائے میں بھی اُس کو قید نہ کروں گا خوش زبان ہے اور بڑا گلو رکھتا ہے اگر کھاتا بت اور رگر دیٹا از راہ مکر کے جامہ زیب ہوا ہے ولیکن برہنہ ہے کہ تا فریب دے ظاہر اُس کا اچھا معلوم ہوتا ہے ولیکن باطن میں فریب دکر کے بدرہے گا یا یہ منادی ابلیس لعین کی ہے آگے حقائق ریا کاروں کے ہیں فافہم ۱۲

بینوای بادهٔ بی وفا	تان ربای برگدای بیحیا
مفلس ست و این ندارد هیچ چیز	قرض تاند هر کسی او را بچیز
ظاهر و باطن ندارد حبه	مفلسی قلبی دغایی دبه
هان دهان باد چر پیشی کم کنید	چونکه گاز آرد گره محکم زنید
در بحکم آرید این چو مرده را	من نخواهم کرد زندان مرده را
خوش دمست و نگلویش بس فراخ	باشعار نو دثار شلخ شاخ
گر بپوشد بهر مکر آن جامه را	عاریه است او تا فریبد عامه را
حرف حکمت بر زبان نا حکیم	حلّهای عاریت دان ای سلیم
گرچه دزدی جامهٔ پوشیده است	دست تو چون گیرد آن بیهوده است
چون شبانگه از شتر آمد بزیر	کرد گفتش منزلم دورست دیر
بر نشستی اشترم را از پگاه	جو رها کردم کم از اخراج کاه
گفت تا اکنون چه میکردیم پس	هوش تو کو نیست اندر خانه کس
بر چرخ افلاسم شنید ای پر طمع	تو نشنیدی بگوش بی طمع
گوش تو پر بوده است از طمع خام	پس طمع کر میکند کور ای غلام
تا کلوخ و سنگ بشنید این بیان	مفلس ست و مفلس ست این قلتبان
تا بشب گفتند و در صاحب شتر	بر نزد کو از طمع پر بود و پر
هست بر سمع و بصر مهر خدا	در حجب بس صورتست و بس صدا
آنچه او خواهد رساند آن بچشم	از جمال و از کمال و از کرشم

بے نوا اور بیداد اور بے وفا	ٹھگرا بدتر گدا اور بیحیا
یہ نہین رکھتا ہے مفلس کوئی چیز	قرض تم کوئی نہ دے اسکو پشیز
ظاہر و باطن نہین کوڑی رکھے	یہ ہے مفلس بد دغا بازی کرے
ہرگز اس سے دوستی اب مت کرو	قینچی لاؤ جو گرہ محکم رکھے
اسکو لائے محکمہ مین گر کوئی	مین کرونگا قید نے اسکو کبھی
خوش زبان ہے اور فراخ اسکا گلا	انگرکھا اتابت ہے اور کرتا چٹا
مکر کی خاطر ہوا ہے جامہ زیب	ہے برہنہ تا وہ دے سب کو فریب
نے حکیم اور حرف حکمت کے کہے	عاریت پہنا لباس اک اُسنے ہی
چور گرچہ جامہ پہنے ہے نیا	ہاتھ تیرا کیسے پکڑے ہے کٹا
اونٹ سے اترا وہ جبکہ رات کو	کرد بولا گھر ہے دور لے دو کچھ
اونٹ پر بیٹھا ہے تو اب صبح سے	مین نے چھوڑے جو لیکن گھانس دے
بولا کیا کرتے تھے ہم ابتک بھلا	ہوش اندر گھر کے نے کس ہے ترا
مفلسی کا آسمان تک غل گیا	پر نہین یہ واقعہ تو نے سنا
کان تیرے پر ہین طمع خام سے	اندھا اور بہرا طمع تجھکو کرے
سنگ و مٹی تک نے یہ حال اب سنا	کہ یہ مفلس ہے یہ مفلس ہے سدا
اونٹ والے سے کہا یہ رات بھر	کب سُنے وہ طمع سے پر تھا شتر
بس ہے کان اور آنکھ پر مہر خدا	کیونکہ پردہ مین ہے صورت و صدا
جو کہ وہ چاہے دکھلا دیوے بچشم	ہم جمال اور ہم کمال اور ہم کرشم

سلہ نے حکیم الخ یہ شعر حکیم نہین ہے اور باتین حکمت کی کرتا ہے گویا لباس عاریت اُس نے پہنا ہے اگرچہ چور جامہ پہنے ہوے ہے تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ ہاتھ کٹا ہوا ہے یعنے پیران ریاکار توحید کی باتین کرتے ہین اور خود بے معنی ہین اور دست باطن نہین رکھتے ہین کہ دستگیری کریں جبکہ وہ قیدی اونٹ سے رات کو اُترا کرد نے کہا کہ دیر ہو گئی ہے اور میرا گھر دور ہے تو اونٹ پر بیٹھا ہے صبح سے مین نے جو چھوڑے ولیکن تو گھانس تو دے آگے جواب اس قیدی کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا ابتک الخ یہ شعر قیدی نے کہا کہ ابتک ہم کیا کرتے تھے ہوش تیرا خانہ وجود مین نہین ہے آسمان تک مفلسی کا غل گیا پر تو نے یہ واقعہ نہین سنا طمع خام سے کان تیرے پُر ہین اور طمع تجھ کو اندھا و بہرا کرتی ہے یہ حال سنگ و مٹی تک نے سنا کہ مفلس ہے یہ مفلس ہے ہمیشہ اونٹ والے سے یہ بات بھر کہا کب وہ سنتا ہے کہ طمع سے پُر تھا یعنے قیدی نے کہا اونٹ والے سے کہ مین مفلس ہون اور تمام روز تو نے میری مفلسی کا شور و غل سنا مگر طمع خام سے تیرے کان بند ہین کہ تو مجھ سے گھانس کی طمع رکھتا ہے چنانچہ حقائق اسکے آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ بس ہے الخ یہ شعر بس مہر خدا کان و آنکھ پر ہے کیونکہ پردہ مین ہے صورت و صدا یعنے آنکھ صورت تجلیات و کان صدا اے حق کو بسبب مہر خدا کے دیکھ سکتے ہین نہ سن سکتے ہین جب کہ خدا چاہے دکھا دے چشم کو ہم جمال و ہم کمال و ہم کرشمہ جب کہ خدا چاہے سنا دے گوش کو ہم سماع و ہم بشارت و ہم خروش اگرچہ تو اس سے غافل رہے وقت حاجت کے حق اُسے ظاہر کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وانچه او خواهد رساند او بگوش	از سماع و از بشارت در خروش	جو کہ وہ چاہے سنادیوے بگوش	ہم سماع و ہم بشارت ہم خروش
گرچه تو هستی کنون غافل ازان	وقت حاجت او کند او را عیان	تو اگرچہ اُس سے بس غافل رہے	وقت حاجت حق اُسے ظاہر کرے
گفت پیغمبر که یزدان مجید	از پیے ہر درد درمان آفرید	بولے پیغمبر کہ حق نے اے اخی	پیدا ہر اک درد کی دارو کری
گرچه درمان گوئی و جوئی بجان	کاے خدا درمان کار من رسان	گرچہ درمان ڈھونڈھے اور جان سے کہے	اے خدا تو بھیجدے درمان مجھے
لیک زان درمان نه بینی رنگ و بو	بہر درد خویش بے فرمان او	لیکن اُس درمان سے نے نفع ملے	درد اپنے کو بے اُسکے حکم کے
کون پر چاره است و هیچ چاره نے	تا که نگشاید خدایت روزنے	چار عالم مین ہے نے چارہ تجھے	تا خدا روزن نہین کھولے تجے
چشم را اے چاره جو در لامکان	ہین بنہ چون چشم کشته سوے جان	آنکھ سوے لامکان رکھ چارہ جو	چشم کشتہ دیکھے جیسے جان کو
این جہان زانجہت پیدا شده است	کز بجائی جہان را جا شده است	بے جہت سے یہ جہان پیدا ہوا	کہ جہان بیجاے سے ہر جا ہوا
باز گرد از ہست سوے نیستی	گر تو جان از طالب مولاستی	نیستی کی سمت تو پھر ہست سے	گر تو جان سے طالب مولا کا ہے
جاے دخل است این عدم از وے مرم	جاے خرج است این وجود بیش و کم	بھاگ مت تو ہے عدم آنے کی جا	اور تیرا جسم ہے جانے کی جا
کارگاہ صنع حق چون نیستی است	جز معطل در جہان ہست کیست	صنع حق کی کارگہ ہے نیستی	ہست عالم مین ہین بیکار سبھی

در مناجات	مناجات مین

اے خدائے پاک بے انباز و یار	دستگیر و جرم ما را در گزار	اے خدا تو بے شریک و یار ہے	ہو کرم اور جرم میرا بخشدے
یاد ده ما را سخنہاے رقیق	که ترحم آورد آن اے رفیق	باتین رقت کی سکھادے تو مجھے	تاکہ رحم آوے تجھے اس بات سے
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن	مصلحے تو اے تو سلطان سخن	گر خطا ہو مجھ سے اصلاح اسمین دے	تو ہے مصلح اور سخن کا شاہ ہے

سلہ بولے پیغمبر الخ شعر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے ہر درد کی دارو پیدا کی ہے اگرچہ درمان ڈھونڈھے اور از راہ جان کے کہے کہ اے خدا تو درمان مجھکو بھیجدے ولیکن اس درمان سے اپنے درد کو نفع نہ پہونچے بغیر حکم اسکے تمام عالم سے تجھکو چارہ نہین جب تک خدا روزن تیرے نہ کھولے یعنے جبتک خدا تیری آنکھ مین روزن نہ کھولے اور فراق کی تجھ کو نہ لے چنانچہ آگے ملاحظہ سیر تنزیہ کا کسب فرماتے ہین اپنے چارہ جو آنکھ طرف لامکان کے رکھ جیسے جان کو چشم کشتہ کی دیکھتی ہے یعنی تو اپنی چشم کو کھلا رکھ اور نظر ڈال تنزیہ مین جیسے ہنگام مرگ کے آنکھ مردے کی کھلی رہتی ہے بسبب تکنے کے سوے جان کہ جب تن سے نکلتی ہے بموجب حدیث شریف کے اذا خرج الروح تبعہ البصر یعنے جس وقت کہ روح نکلتی ہے بصر تو جہ کرتی ہے طرف روح کے بحر العلوم بے جہت سے یہ جہان پیدا ہوا کہ جہان بیجائی سے برجا ہوا ہے باقی حال آگے ہے فافہم سلہ نیستی کی الخ تمام شعر تو نیستی کی سمت پھر ہست سے اگر تو جان سے طالب مولا کا ہے تو مت بھاگ کہ عدم آنے کی جا ہے اور تیرا جسم جانے کی جا ہے کیونکہ صنعت حق کی کارگاہ نیستی ہے عالم ہست مین بیکار سب ہین یعنی خدا کی [illegible] کے کام کی جگہ عدم ہے اور اس عالم دنیا مین سب بیکار ہین پس تو اس عالم سے عدم کی جانب پھر اگر کام کرنا چاہتا ہے یعنی ملاحظہ تنزیہ مین آنکھین کھول کے کہ تیری نظر کو اُس عالم مین رسائی ہو واضح ہو کہ اہل دید مقام عشق مین سیر تشبیہ کی کرتے ہین کہ تماشاے تجلیات ہو اور مقام معرفت مین سیر تنزیہ کی آنکھین بند کرتے ہین [illegible] اسکو ملاحظہ کہتے ہین کہ مشاہدہ ذات سے محویت پیدا ہو اور امورات کھلین پس مولانا اس منزل کی بیان تعلیم فرماتے ہین چنانچہ اسی حال کی مناجات آگے فرماتے ہین فافہم سلہ اے خدا الخ شعر اے خدا تو بے شریک ہے اور تو ہی مددگار ہے تو میری مدد کر گناہ میرے بخشدے باتین رقت کی مجھے سکھادے تاکہ رحم تجھکو آئے اس سبب سے بھی دعا اور تجھی سے اجابت ہے تجھ ہی [illegible] بیت بھی [illegible] ہو تو اسمین اصلاح دے تو مصلح ہے اور سخن کا بادشاہ ہے [illegible] اگر پہ جب خون ہے تو نے آب و گل کرے میرے گناہ [illegible] اور [illegible] سیر [illegible] اور اُس جسم آدم کو پیدا کیا اسکو نسبت چار ارواح کی [illegible] غم و شادی کی [illegible] اور اُس غم [illegible] باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی	گرچہ جوے خون بود نیلش کنی	کیمیا گر ہے بدل دے اس کو تو	نیل کر دے گرچہ ہو وے خون کی جو
اینچنین میناگریہا کار تست	اینچنین اکسیرہا ز اسرار تست	ایسی میناکاری تیرا کار ہے	ایسی اکسیرین ترا اسرار ہے
آب را و خاک را برہم زدی	ز آب و گل نقش تن آدم زدی	تو نے پانی اور مٹی کو ملا	پیدا اُس سے جسم آدم کو کیا
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو	ایمنی از تو مہابت ہم ز تو	ہم دعا و ہم اجابت تجھسے ہے	ایمنی تجھ سے و ہیبت تجھسے ہے
نسبتش دادی و جفت و خال و عم	با ہزار اندیشہ و شادی و غم	اسکو نسبت بس چچا ماموں کی دی	اور غم و شادی کی فکر اور جفت کی
باز بعضے را رہائی دادۂ	زین غم و شادی جدائی دادۂ	بعض کو آزاد بس اس سے کیا	اور کیا شادی و غم سے بھی جدا
بردۂ از خویش و پیوند و سرشت	کردۂ در چشم او ہر خوب زشت	خویش و بیگانہ سے دور اسکو کیا	آنکھ مین نیک اُس کو بدتر کر دیا
ہرچہ محسوس است او رد میکند	وانچہ ناپیداست مسند میکند	جو کہ ہے محسوس اُسے کرتا ہے دور	جو ہے ناپیدا اُسے رکھے حضور
عشق او پیدا و معشوقش نہان	یار بیرون فتنۂ او در جہان	عشق ظاہر ہے نہان معشوق ہے	یار باہر اور جہان پر فتنے ہے
این رہا کن عشقہاے صورتے	عشق ہر صورت نہ بر روے ستے	عشق صورت کو تو اے دل چھوڑ دے	عشق صورت پہ نہ ہو و عورت پہ ہم
انچہ معشوق است صورت نیست آن	خواہ عشق اینجہان خواہ آنجہان	جو ہے معشوق اسکی صورت نے عیان	خواہ یان کا عشق ہو یا ہو وہان
انچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ	چون برون شد جان چرایش ہشتۂ	جو کہ صورت پر تو اب عاشق ہوا	جان نکلی اُسکو کیون ہی پھینکتا
صورتش برجاست این سیری ز چیست	عاشقا وا جو کہ معشوق تو کیست	شکل تو قائم ہے نے خواہش تجھے	عاشقا کہ کون اب معشوق ہے
انچہ محسوس است اگر معشوقہ است	عاشقستی ہر کہ او را حس ہست	گر ہے اب محسوس معشوقہ ترا	کیون نہ ہر اک اہل حس عاشق ہوا
چون وفا آن عشق افزون میکند	کے وفا صورت دگرگون میکند	جو وفا کو کرتا افزون عشق ہے	کب وفا صورت کو دیگرگون کرے
پرتو خورشید بر دیوار تافت	تابش عاریتے دیوار یافت	چمکے پر تو شمس کا دیوار پے	عاریت پائی چمک دیوار نے
بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم	واطلب اصلی کہ تابد او مقیم	کسلیے ڈھیلے پہ باندھے دل کو تو	اس چمک کی کر طلب تو اصل کو
اے کہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش	خویش را ز صورت پرستان مپندیش	اے کہ تو عاشق ہے اپنی اصل پہ	جانتا صورت پرست اپنے کو ہے

سلہ خویش الخ یعنے شعر خویش و بیگانہ سے اُسکو دور کیا اور اُسکی آنکھ مین نیک کو بدتر کر دیا جو کہ محسوس ہے اُسکو دور کرتا ہے جو کہ ناپیدا ہے اُسکو حضور کرتا ہے یعنی حق چشم عارف مین صورت تعینات کو محو کرتا ہے اور اشکال تجلیات کو مشاہدہ کرتا ہے عشق اسکا ظاہر اور معشوق پوشیدہ ہے یار باہر ہے اور فتنہ اسکا یہان ہے یعنے عشق اُس ذات کا ظاہر ہے اور معشوق ذات و تعینات مین پوشیدہ ہے یار اس جہان سے باہر ہے اور اسکا فتنہ جہان مین موجود ہے اے عاشق عشق صورت کو تو چھوڑ دے کیونکہ عشق صورت پر نہین ہے خواہ یہان کا ہو یا وہان کا عشق یعنی یہ عشق تیرا اے عاشق صورت پر نہین ہے اور جس معشوق پر کہ یہ عشق ہے وہ پوشیدہ ہے خواہ عشق مجازی ہو یا حقیقی اس مین صورت کو معشوق نہ جان آگے اسکی دلیل ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ صورت پر الخ یہ شعر جو کہ اب تو صورت پر عاشق ہوا ہے جان نکلی ہے کیون اس صورت کو پھینکتا ہے وہ صورت تو قائم ہے تجھ کو خواہش نہین ہے اے عاشق تو بتا کہ کون تیرا معشوق ہے یعنے اصل مین روح معشوق ہے اور عاشق مجازی اس صورت کو معشوق جانتا ہے اگر اب محسوس تیرا معشوق ہے تو ہر ایک اہل حس کیون نہین عاشق ہوتا ہے جو کہ عشق وفا کو زیادہ عشق کرتا ہے تو کب صورت دیگرگون کرے یعنے قائم رہنے دے آگے اس کی مثال فرماتے ہین جیسے پرتو خورشید کا دیوار پر چمکے دیوار نے وہ چمک عاریت پائی ہے تو کسلیے ڈھیلے پر دل کو باندھتا ہے اس چمک کی اصل تو طلب کر یعنے اس جسم کی چمک کی اصل کو ذات حق سے طلب کر اور اس ذرہ چمک پر قانع نہ ہو اے شخص کہ تو عاشق ہے اپنی اصل پر اور خود کو صورت پرست جانتا ہے عقل پر تو وہ تیرے حس پر ہے عاریت جانو کہ یہ طمع حس پر ہے یعنے تیرے حس پر عقل کا جو عکس پڑتا ہے اس سبب تو اس صورت پر مبتلا ہوا ہے پس اسکو تو عاریتی سمجھ جیسے دیوار پر تو خورشید سے چمکتی دکھائی دیتی ہے اور ٹھنڈی پر جدید معلوم ہوتی ہے پائی ہے اسکا آگے ہی فافہم ۱۲

پرتو عقل ست آن بر حس تو — عاریت میدان ذہب بر مس تو
عقل کا پرتو وہ تیری حس پہ ہے — عاریت جانو ملمع مس پہ ہے

چون زراندود ست خوبی در بشر — ورنہ چون شد شاہد تو پیر خر
جون[1] ملمع ہے یہ خوبی بشر — ورنہ وہ معشوق ہو اک پیر خر

چون فرشتہ بود ہمچون دیو شد — کان ملاحت اندرو عاریہ بد
تھا فرشتہ دیو کی صورت ہوا — وہ ملاحت عاریت تھی اک ذرا

اندک اندک می ستانند آن جمال — اندک اندک خشک میگردد نہال
تھوڑا تھوڑا اس سے لیتا ہے جمال — تھوڑا تھوڑا خشک ہوتا ہے نہال

رو نعمرہ ننکسہ بخوان — دل طلب کن دل منہ بر استخوان
جا نعمرہ ننکسہ پڑھو — دل طلب کر دل نہ ہڈی پہ رکھو

کان جمال دل جمال باقی است — دو لبش از آب حیوان ساقی است
ہے جمال دل جمال باقی اب (زیادہ عمر مین کبڑا ہوتا ہے) — آب حیوان کا ہے ساقی اسکا لب

خود ہم او آب است و ہم ساقی و مست — ہر سہ یک شد چون طلسم تو شکست
خود ہے ساقی خود ہے مست اور خود ہے آب — تینوں اک ہون جون طلسم ہو خراب

آن یکے را تو ندانی از قیاس — بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس
عقل سے کب جانے تو اس ایک کو — بندگی کر اور نہ ہو بیہودہ گو

معنی تو صورت است و عاریت — بر مناسب شادی و بر قافیت
تیرا[2] معنی صورت اک ہی عاریت — نسبت اک شادی کی ہے اور قافیت

معنی آن بود کہ بستاند ترا — بے نیاز از نقش گرداند ترا
وہ ہے معنی خودی سے تجھکو لے — بے نیاز اس شکل سے تجھکو کرے

معنی آن نبود کہ کور و کر کند — مر ترا بر نقش عاشق تر کند
نے وہ معنی بہرا اور اندھا کرے — خاص تم کو شکل پر عاشق رکھے

کور را قسمت خیال غم فزاست — بہرہ چشم این خیالات فناست
حصہ اندھون کا خیال غم فزا — حصہ آنکھون کا خیالات فنا

حرف قرآن را ضریران معدن اند — خر نہ بینند و بپالان بر زنند
حرف قرآن کے خزانے کور ہین — خر نہ دیکھین اور پالان پر ہین

چون تو بینائی پئے خر رو کہ جست — چند پالان دوزی اے پالان پرست
گر ہے بینا ڈھونڈھ خر کو یار ست — کب تلک پالان سیے پالان پرست

۱؎ جون ملمع الخ یعنی شعر یہ حسن و خوبی بشر کے مانند ملمع کے ہے ورنہ وہ معشوق ایک بوڑھا گدھا ہے فرشتہ تھا دیو کی صورت ہوا وہ ملاحت عاریت تھی تھوڑا تھوڑا حق وہ جمال اس سے لیتا ہے جیسے تھوڑا تھوڑا درخت خشک ہوتا ہے جا تو پڑھ نعمرہ ننکسہ کو یعنی زیادہ عمر مین کبڑا ہوتا ہے اور دل طلب کر ہڈی پر دل نہ رکھو یعنی جب کہ حق نے فرمایا کہ جسم آخر عمر مین بدصورت ہو جاتا ہے پس تو دل کو طلب کر کہ یہ سب خوبی حسن و جمال اس کا ہے اور صورت جسم کو چھوڑ دے کیونکہ جمال دل کا جمال باقی ہے اور لب اس کا آب حیوان کا ساقی ہے وہ خود ہی ساقی و خود ہی مست و خود ہی آب ہے تینوں پر ایک ہو جائین جو طلسم تن کا ابتر ہو جائے اس ایک کو تو عقل سے کب جانے بندگی کر و بیہودہ گو نہ ہو یعنی طاعت کر کے حال پیدا کرو از راہ معرفت کے چشم باطن سے دیکھ کہ یہ حقیقت تجھ پر منکشف ہو اور بیہودہ گوئی قال مین نہ کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲؎ تیرا معنی الخ یعنی شعر تیرا معنے ایک صورت عاریت ہے بہ نسبت شادی و تعلقات کے معنے وہ ہے کہ خودی سے تجھ کو لے لے اور اس صورت سے تجھکو بے نیاز کر دے نہ ایسا معنے کہ اندھا و بہرا کر دے اور خاص کر صورت کا عشق تیرا در حقیقت معنے پر ہے اور تو جس کو معنے جانتا ہے وہ معنے نہین ہے بلکہ وہ عین صورت ہے بہ نسبت تعلقات کے کیونکہ تو حسن صورت کو مشاہدہ حق جانتا ہے اور وہ حسن موردتی اعضا کا ہے کہ چشم سر سے تجھ کو دکھائی دیتا ہے مشاہدہ حق نہین ہے اور اگر حقیقت مین مشاہدہ حق ہے تو صورت جمیلہ و زشت دونون مین برابر ہونا چاہیے پس معنی وہ ہے کہ تیری خودی کو دور کر کے تجھ کو صورت سے بے نیاز کر دے اور وہ معنی نہین ہے کہ تجھ کو صورت پر عاشق کر دے اور اندھا کیونکہ اندھون کا حصہ خیال غم فزا ہے اور حصہ بینا کا خیال فنا ہے یعنی جس خیال سے کہ حزن و ملال پیدا ہو وہ حصہ ان اندھون کا ہے کہ جو [illegible] کو دیکھتے ہین اور صنع صانع سے بے خبر ہین اور جن خیالات سے کہ قیامت پیدا ہو وہ حصہ اہل دید کا ہے کہ یار مین ہر دم فنا ہوتے ہین صنعت صانع [illegible] مثال اسکی یہ اندھے حرف قرآن کے خزانہ ہین جیسے خر کو نہ دیکھین اور پالان پر ہین اگر تو بینا ہے خر کو ڈھونڈھ کہ کب تک اے پالان پرست [illegible] ہے یعنی عاشق صورت کا مثل اندھے کے حافظ قرآن ہو رہے گا مگر معنے سے کچھ خبر نہین یا خر کو نہین دیکھتے اور پالان کی آراستگی کرتے ہین یعنی جسم در چشم مانند پالان کے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

خر چو ہست آید یقین پالان ترا	کم نباشد نان چو باشد جان ترا	خر اگر ہے کر یقین پالان ملے[1]	کم نہ ہو روٹی جو تیری جان رہے
خر چو باشد کم نیاید اے عمو	خود بہ پیشش رو نہد پالان او	خر جو ہووے پاوے تو سب مدعا	پالان اسکی پشت پر خود آئیگا
پشت خر دکان و مال و مکسب است	جان تو سرمایہ ہمہ قالب است	پشت خر دکان و کسب و مال ہے	جان تیری سو تن کی سرمایہ کہے
خر برہنہ بر نشین اے بو الفضول	خر برہنہ نہ کہ راکب شد رسول	خر برہنہ پر تو بیٹھ اے بو الفضول	اور برہنہ خر پہ بیٹھے ہیں رسول
النبی قد رکب معروریا	والنبی قیل سافر ماشیا	النبی قد رکب معروریا (ضرور کر نبی سوار ہوئے ننگی پیٹھ پر ۱۲)	والنبی قیل سافر ماشیا (کہا گیا کہ تحقیق نبی نے سفر کیا پیادہ پا ۱۲)
بلکہ آن شہ ہم پیادہ رفتہ است	بار این و آن بسے بذرفتہ است	بلکہ اکثر پیادہ پا وہ شہ چلے	بوجھ اوروں کا اٹھایا آپ نے
شد خر نفس تو بر میخیش ببند	چند بگریزد ز کار و بار چند	نفس خر ہے باندھ اسکو میخ سے[2]	کب تلک یہ کام سے بھاگا پھرے
بار صبر و شکر او بردنی است	خواہ در صد سال خواہی سی و شست	بار صبر و شکر لے جانا پڑے	سو برس یا تیس میں یا ساٹھ میں
ہیچ وازر وزر غیرے بر نداشت	ہیچکس ندرود تا چیزے نہ کاشت	کوئی وازر وزر غیر نہ لے	جب تلک بوئے نہ کاٹے کھیت
طمع خام است ہان مخور خام اے پسر	خام خوردن علت آرد اے بشر	طمع ہے خام اور نہ کھا تو خام کو	خام کھانے سے بشر بیمار ہو
کان فلانے یافت گنجے ناگہان	من ہمان خواہم چرا جویم دکان	کہ فلاں نے گنج پایا ناگہاں	میں بھی ڈھونڈوں چھوڑ کر تحصیل کا
کار بخت است آن و آن ہم نادر است	کسب باید کرد تا تن قادر است	کام قسمت کا ہے اور نادر ہے	کسب کر جبتک کہ قدرت ہے تجھے
کسب کردن گنج را مانع کے است	پا مکش از کار آن خود در پے است	کسب کرنا گنج کا مانع ہے کب	پاؤں مت کھینچ اس سے وہ در پے ہے اب
تا نگردی تو گرفتار اگر	کہ اگر این کردمے یا آن دگر	تو گرفتار اگر ہرگز نہ ہو[3]	کہ اگر کرتا یہ میں یا اور دو
کز اگر گفتن رسول با وفاق	منع کرد و گفت ہست آن از نفاق	کہ اگر کہنے کو حضرت نے کیا	منع اور اسکو نفاق از بس کہا
کان منافق در اگر گفتن بمرد	وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد	گر کے کہنے میں منافق مر گیا	بس سوا حسرت نہ گر سے لے گیا

[1] خر اگر الخ شعر اگر خر ہے تو یقین کر کہ پالان ملیگا، اور اگر جان تیری ہے تو روٹی کم نہ ہوگی اگر خر ہووے سب مدعا تجھکو حاصل ہو اور خر اور پالان اسکے پشت پر آئے خر کسب و مال کی دکان ہے اور تیری سو جسم کی سرمایہ رکھتی ہے یعنی اگر جان تیری سلامت ہے تو ایسے قالب ملجائینگے تو خر برہنہ پر سوار ہونے بو الفضول کیا نہیں برہنہ خر پر سوار ہوئے ہیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ضرور کہ نبی سوار ہوئے ننگی پیٹھ پر اور کہا گیا کہ نبی نے پیادہ پا سفر کیا بلکہ اکثر وہ شاہ پیادہ پا چلے اور دوسروں کا بوجھ اٹھایا آپ نے یعنی تو عشق میں صورت کا پابند نہ ہو معنی کا ہو دیکھ کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام و زیبائش صورت تن کی نہیں چاہی آگے بیان نفس خر ہے [2] نفس خر الخ شعر تیرا نفس خر ہے اسکو میخ سے باندھ کام سے کبتک یہ بھاگا پھرے گا صبر و شکر کا بوجھ لیجانا پڑے گا سو برس میں خواہ تیس یا بیس میں ترجمہ آیہ کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ غیر کا نہ لیگا اور جبتک نہ بوئیگا کھیتی نہ کاٹے گا یعنی جو کچھ کرے گا وہ پاوے گا اور تیرا بوجھ اور کوئی دوسرا نہ اٹھائے گا پس تو طمع سے کیوں بیکار رہتا ہے اپنا کام کر پس طمع خام ہے تو خام کو نہ کھا خام کے کھانے سے انسان بیمار رہتا ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے فلانے نے ناگہان گنج پایا میں بھی ڈھونڈھوں اور دکانداری کیوں کروں یہ کام قسمت کا ہے اور نادر ہے تو کسب کر جب تک کہ تجھ میں قدرت ہے کسب کرنا کب گنج کا مانع ہے تو پاؤں مت کھینچ وہ تیرے درپے ہے یعنی تو اس طمع سے کہ حق نے بلا سبب بیٹھے اوروں کو دیا ہے کسب یا دنیا نہ کر سب یہ امر تقدیر سے ہے کسب کرنا مانع عنایت بے سبب کا نہیں ہے تو کوشش کر کہ وہ یار خود تجھ سے ملنا چاہتا ہے تو شک و شبہ میں مت پڑ کہ شک اس راہ سلوک میں حجاب اکبر ہے اور یقین کو کھوتا ہے چنانچہ اس شک کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [3] تو گرفتار الخ شعر تو ہرگز اگر میں گرفتار نہ ہو کہ اگر یہ میں کرتا یا وہ کرتا اور اگر کہنے کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور نفاق کہا ہے جو گر کے کہنے میں منافق ہو گیا بس سوا حسرت کے گر سے نہ لیگیا ایسے بہت سے اگر مگر میں مر گئے اور جان عافیت سے محروم رہ گئے اگر نقصان اگر سے نہیں پایا ہے یہ بات تو نے کہ شاید تو پاسے یعنی تو کوشش کرنے میں اگر مگر مت کر اور جو مرشد نے بتایا ہے اس پر قائم ہو جا کہ یہ شک بموجب حدیث کے نفاق ہے اور اگر تجھکو اس اگر سے نقصان نہیں ہے تو قصہ مسافر کا سن کہ تا برائی اگر کی تجھکو معلوم ہو چنانچہ وہ قصہ مسافر کا آگے اس میں ہے فافہم ۱۲

ای بسا کس مرده در بوک و مگر　　از خیال عافیت ناخورده بر
در نیابی تو نقصان اگر　　این سخن بشنو کہ دریابی مگر

ای بہت سے گر مگر مین مر گئے　　نے خیال عافیت سے پھل لئے
گر نہین پاتا ہے نقصان اگر　　یہ سخن سن لے کہ تو پائے مگر

تمثیل بر حقیقت سخن و اطلاع بر کشف آن

مثال حقیقت سخن کی اور مطلع کرنا کشف حقیقت اسکی

یک غریبی خانہ می جست از شتاب　　دوستی بردش سوی خانہ خراب
گفت او این را اگر سقفے بدی　　پہلوے من مر ترا مسکن شدی
ہم عیال تو بیاسودے اگر　　در میانہ داشتے حجرہ دگر
گر رسیدی میہمان روے ترا　　ہم بیاسودی اگر بودیت جا
کاشکے معمور بودے این سرا　　خانۂ تو بودے این معمور ما
گفت آری پہلوے یاران خوشست　　لیک ای جان در اگر نتوان نشست
این ہمہ عالم طلبگار خوش اند　　وز خوش تزویر اندر آتش اند
طالب زر گشتہ جملہ پیر و خام　　لیک قلب از زر نداند چشم عام
پر توے بر قلب زن خالص ببین　　بے محک زر را مکن از ظن گزین
گر محک داری گزین کن ور نہ رو　　نزد دانا خویشتن را کن گرو
این محک یا بد میان جان خویش　　ور نداری رہ مرو تنہا بہ پیش
بانگ غولان ہست بانگ آشنا　　آشنائے کو کشد سوے فنا
بانگ میدارد کہ ہان ای کاروان　　سوے من آیید نک نام و نشان

اک[1] مسافر آیا پس گھر ڈھونڈھتا　　دوست اسکو اک کھنڈر مین لیگیا
بولا وہ چھت ہوتی اس گھر کی اگر　　پاس میرے تیری ہوجاتی گزر
ہوتی راحت تیرے بچون کو مگر　　کوٹھری یان دوسری ہوتی اگر
گر ترے پاس آتا کوئی میہمان　　پاتا راحت گر جگہ ہوتی یہان
کاشکے آباد ہوتا یہ مکان　　تیرا گھر ہوتا یہ میرا خانمان
بولا سچ ہمسایہ خوش ہے یار کا　　پر اگر مین بیٹھنا کب ہے روا
بس خوشی کی سب جہان خواہش مین ہے　　اور خوشی مکر سے آتش مین ہے
طالب[2] زر ہوگئے سب پیر و خام　　پر نہ کھوٹے کو کھرے سے جانین عام
ڈالو پر تو قلب پر دیکھو کھرا　　بے کسوٹی زر تو ہے شک سے بھرا
گر کسوٹی ہے تو لو ورنہ چلو　　پاس دانا کے مقید جاکے ہو
یہ کسوٹی اپنی جان مین چاہیے　　ورنہ تنہا راہ پر مت جائیے
بانگ غولون کی ہے بانگ آشنا　　آشنا وہ ہے کہ جو دیوے فنا
بانگ[3] دیتا ہے کہ ہان ای کاروان　　میری جانب آئیے نام و نشان

[1] اک مسافر الخ یہ شعر ایک مسافر گھر ڈھونڈھتا آیا ایک دوست اسکو ایک کھنڈر مین لیگیا اور کہا کہ اگر چھت اس گھر کی ہوتی میرے پاس تیری گزر ہوجاتی اگر تیرے بچون کو راحت ہوتی اگر یہان دوسری کوٹھری ہوتی اگر تیرے پاس کوئی مہمان آتا راحت پاتا اگر جگہ یہان ہوتی کاشکے یہ مکان آباد ہوتا یہ میرا خانمان یہ گھر ہوتا مسافر نے کہا یار کا ہمسایہ ہونا اچھا ہے لیکن اگر مین بیٹھنا درست نہین ہے آگے مطابق اسکے ہین کہ سب جہان خوشی کی خواہش مین ہے مکر کی خواہش سے آتش مین ہے یعنی سب اہل جہان خواہش حصول خوشی کی رکھتے ہین اور خوشی بے معنی سے آتش مین ہین چنانچہ آگے اس خواہش کی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] طالب زر الخ یہ شعر سب پیر و خام طالب زر ہوگئے ولیکن کھوٹے کھرے کو نہین جانتے ہین عوام یعنے اہل معنی کے سب طالب ہین مگر اچھے و برے کو نہین جانتے ہین اسکا پرتو قلب پر اپنے ڈالو اور کھرا دیکھو اور بغیر کسوٹی کے زر نہ لو شک کا بھرا اگر کسوٹی ہے تو لو ورنہ جاؤ پاس دانا کے مقید ہو یعنی مرشد اختیار کرو اور اس کے حکم کے پابند رہو یہ کسوٹی اپنی جان مین چاہیے ورنہ یہ راہ تنہا نہ جائیے یعنے بغیر حصول آگہی باطنی کے راہ سلوک تنہا نہ چلنا چاہیے کیونکہ آواز غولون کی ہم آواز آشنا کے ہے اور آشنا وہ ہے کہ جو حیات دیوے یعنے خطرات شیطانی و نفسانی ہم وضع خطرات رحمانی کے ہین اور زمانی وہ ہین کہ جس سے جذبیات پیدا ہو چنانچہ آگے خطرات شیطانی و نفسانی کا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] بانگ دیتا ہے الخ یہ شعر وہ غول آواز دیتا ہے کہ ہان اے کاروان سلوک میری طرف آؤ یہ تھا نام و نشان ہے نام لے کر وہ غول کہوے کہ اے فلانے تاکہ خواجہ کو زبان گمراہ کرے جبکہ وہان پہونچے تو گرگ و شیر کو دیکھے عمر ضائع و راہ دور اور دیر جو وہ آواز غول کی کیا ہے آخر تو کہہ یعنی مال و جاہ و آبرو چاہتا ہون یعنی وہ خطرات نفسانی و شیطانی یہ ہون کہ مال و جاہ و آبرو ملنا چاہیے پس راہ سلوک مین عارف کو چاہیے کہ خطرات خواہشات دنیوی کو اپنے باطن مین نہ آنے دے کہ یہ خطرے نفسانی و شیطانی ہین بعضون نے خطرات مخالف شرع کو شیطانی و خطرات موافق شرع کہ خواہشات دنیوی سے ہون نفسانی کہا ہے لیکن سالک کو دونون سے پرہیز ہے خطرات حقانی کا معرفت قلب کے ہی پہچانے ہو اسپر عمل کرے بقیہ

نام ہر یک میبرد غول اے فلان	تا کند آن خواجہ را از آفلان	نام لیکر غول کہوے اے فلان	تا کرے گمراہ خواجہ کو وہ لان
چون رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر	عمر ضائع راہ دور و روز دیر	پہونچے وان دیکھے وہ گرگ و شیر کو	عمر ضائع راہ دور اور دیر ہو
چہ بود آن بانگ غول آخر بگو	مال خواہم جاہ خواہم آبرو	بانگ غول اب کیا ہے آخر کہہ تو	چاہتا ہون مال و جاہ و آبرو
اندرون خویش این آوازہا	منع کن تا کشف گردد رازہا	اندرون سے اپنے اس آواز کو	روک تو تا کشف تجھ پر راز ہو
ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز	چشم چون نرگس ازین کرگس بدوز	ذکر حق کر بانگ غولون کو جلا	آنکھ نرگس سی تو کرگس سے چھپا
صبح صادق را ز کاذب وا شناس	رنگ مے را باز دان از رنگ کاس	صبح صادق سے تو کاذب جان لے	رنگ مے پہچان رنگ جام سے
تا بود کز دیدگان ہفت رنگ	دیدہ پیدا کند صبر و درنگ	دیدگان ہفت رنگی سے ہوتا	ایک دیدہ پیدا با صبر و وفا
رنگہا بینی بجز این رنگہا	گوہران بینی بجاے سنگہا	رنگ دیکھے تو سوا اس رنگ کے	اور گہر دیکھے بجاے سنگ کے
گوہر چہ بلکہ دریاے شوی	آفتاب چرخ پیماے شوی	ہے گہر کیا بلکہ دریا ہووے تو	آفتاب چرخ پیما ہوئے تو
کارکن در کارگہ باشد نہان	تو برو در کارگہ بینش عیان	کاریگر ہے کارخانہ مین نہان	دیکھ اسے تو کارخانہ مین عیان
کار چون بر کارکن پردہ تنید	خارج آن کار نتوانیش دید	کاریگر کو کام نے اخفا کیا	اسکو خارج کام سے کب پاسکا
کارگہ چون جاے باش عاملست	آنکہ بیرون ہست از وے غافلست	کارخانہ جاے کاریگر کی ہے	اس سے باہر ڈھونڈھے وہ غفلت رکھے
پس درآ در کارگہ یعنے عدم	تا ببینی صنع و صانع را بہم	کارخانہ کیا عدم ہے اسمین آ	صنع و صانع تا کہ دیکھے برملا
کارگہ چون جاے روشن دیدگیست	پس برون کارگہ پوشیدگیست	کارخانہ ہے جگہ بس دید کی	اس سے جو باہر ہے وہ پوشیدگی
رو بہستی داشت فرعون عنود	لاجرم از کارگاہش کور بود	اپنی ہستی دیکھی جو فرعون نے	کارخانہ سے ہے اندھا اسلیے
لاجرم میخواست تبدیل قدر	تا قضا را باز گرداند ز در	تھا وہ یون چاہتا تبدیل قدر	تا قضا کا ان نہونے دون گزر

سلہ اندرون سے الخ یہ شعر اس آواز غول کو اپنے اندرون سے روک تا راز تجھ پر کشف ہو ذکر حق کر اور آواز غول کو جلا اور آنکھ اپنی اس کرگس نفس مردار خوار سے چھپا یعنے خطرات نفسانی کو ذکر حق کرکے دل سے دور کر بس بعضے ذکر زبانی و بعضے ذکر قلبی و بعضے ذکر روحی سے دفع خطرات کرتے ہین الا سب مین ذکر روحی بہتر ہے اگر حاصل ہو پس تو صبح کاذب سے صبح صادق کو جان لے رنگ مے رنگ جام سے پہچان لے یعنی نور نفس سے کہ دھندلا ہے نور دل کہ روشن ہے جان لے اور رنگ دل کا کہ سرخ ہے رنگ جسم سے پہچان لے دیدگان ہفت رنگ سے تا ایک دیدہ پیدا ہو با صبر و وفا یعنے بسبب فکر کے چشم ہفت رنگ سے کہ عبارت ہے ہفت پردہ خانہ چشم سے دوسری چشم دل پیدا ہو کہ صبر و وفا دہ رکھے راہ سلوک مین کام دے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ رنگ دیکھے الخ یہ شعر تو رنگ دیکھے اس رنگ کے سوا اور گوہر دیکھے بجاے سنگ کے گوہر کیا ہے بلکہ تو دریا ہووے اور آفتاب چرخ کا ناپنے والا ہووے آگے مثنوی اسکی تجلی افعال کے بتلاتے ہین کہ کاریگر کارخانہ مین پوشیدہ ہے تو اس کو کارخانہ مین ظاہر دیکھ کاریگر تو اسکے کام نے پوشیدہ کیا ہے تو اس کو کام سے علیحدہ کب پاسکے کیونکہ کارخانہ جگہ کاریگر کی ہے اس سے جو باہر ڈھونڈھے غافل ہے یعنی ضائع کرے خود کو اس احوال دنیوی مین ظاہر کیا ہے جبکہ چشم باطن تجھکو حق سے پیدا ہو تو صانع کا ان افعال مین تجھکو مشاہدہ ہو اسکو تجلی افعال کہتے ہین وہ کارخانہ کیا ہے عدم ہے تو آ تمین آ تا کہ صنعت و صانع کو تو ملا ہوا دیکھے پس کارخانہ جگہ دید کی ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ پوشیدگی ہے یعنی مشاہدہ حق کا عدم مین ذات ہے جب تک نظر عدم مین نہ لگی مشاہدہ حق کا نہ ہوگا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ اپنی ہستی الخ یہ شعر جو فرعون نے اپنی ہستی دیکھی اسلیے کارخانہ سے اندھا تھا اور اسلیے تبدیل قدر چاہتا تھا کہ تا قضا کو نہین آنے دون اور قضا اس مکر کی ہو کہ جو بچہ پیدا ہو بلب ہنسی امی سب یا دون بچون کو بیجا کہ مار ڈالا تاکہ تقدیر ٹل جائے اور تقدیر پیدا ہونا موسیٰ نبی علیہ السلام کا ہے برمیں ہو کہے سب کچھ اس نے کیا لیکن موسیٰ پیدا ہوئے اور اس پر قہر کرنے کو آمادہ ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خود قضا بر سبلت آن حیلہ مند — زیر لب میکرد ہر دم ریشخند
صد ہزاران طفل کشت او بیگناہ — تا بگردد حکم و تقدیر اِلٰہ
تا کہ موسیٰ نبی ناید برون — کرد بر گردن ہزاران ظلم و خون
آن ہمہ خون کرد موسیٰ زادہ شد — واز برائے قہر او آمادہ شد
گر بدیدی کارگاہ لایزال — دست و پایش خشک گشتی ز احتیال
اندرون خانہ اش موسیٰ معاف — در برون میکشت طفلان از گزاف
ہمچو صاحب نفس کو تن پرورد — بر دگر کس ظن و حقدے می برد
کاین عدو و آن حسود و دشمن ست — خود حسود و دشمن او آن تن است
او چو موسیٰ و تنش فرعون او — او بہ بیرون می دود کو عدو
نفس او اندر خانہ تن نازنین — بر دگر کس دست میخاید بکین

اور قضا مونچھونپہ اُس مکار کی — زیر لب ہنستی تھی لے سر زبسی
سیکڑون بچون کو مارا بے گناہ — تا کہ پھر جائے وہ تقدیر اِلٰہ
اور نہ پیدا ہوئے تا موسیٰ نبی — ظلم گردن پہ لیئے صد ہا اُسی
سب کیا خون موسیٰ پر پیدا ہوا — قہر کو اُسکے وہ آمادہ ہوا
دیکھتا گر کار دربار حق کو وہ[1] — خشک پائے کرے یا دست کو
گھر کے اندر اُسکے تو موسیٰ بچے — اور باہر لڑکے وہ کشتہ کرے
تن کو پالے مثل صاحب نفس کے — اور گمان غیرونکا کینہ پر رکھے
کرے دشمن ہے مرا اور وہ حسود — ہے حسود و دشمن اسکا خود وجود
وہ مثال موسیٰ تن فرعون ہے — وہ پھرے باہر کہ دشمن کون ہے
خانہ تن مین ہے نفس نازنین — ہاتھ چابے غیر پر از روئے کین

ملامت کردن مردمان شخصے را کہ مادر را بہ تہمت کشت

ملامت کرنا لوگونکا ایک شخص کو کہ ماں کو از راہ تہمت کے ہلاک کیا

آن یکے از خشم مادر را بکشت — ہم بزخم خنجر و ہم زخم مشت
آن یکے گفتش کہ از بدگوہری — یاد ناوردے تو حق مادری
ہین تو مادر را چرا کشتی بگو — او چہ کرد آخر بتو اے زشت خو
ہیچکس کشت است مادر اے عنود — می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بود
گفت کارے کرد کان عار وے ست — کشتمش کان خاک ستار وے ست
متہم شد با یکے زان کشتمش — غرق خون در خاک گور آغشتمش
گفت آنکس را بکش اے محتشم — گفت پس ہر روز خلقے را کشم

ماں کو غصے مین مارا ایک نے[2] — زخم خنجر اور ضرب مشت سے
ایک نے اُس سے کہا اے بدگہر — حق مادر کو تو اپنے یاد کر
ماں کو مارا کس لیے اب یہ کہو — اُسنے تیرا کیا کیا اے زشت خو
ماں کو مارا ہے کسی نے تو بتا — تو نہین کہتا کہ اُسنے کیا کیا
بولا بے شرمی کا کام اُسنے کیا — مارا اُسکو خاک سے پردہ ہوا
متہم وہ ایک کے ہمرہ ہوئی — غرق خون در گور وہ ماری گئی
بولا مار اُس شخص کو اے نیکخو[3] — بولا پس ہر روز ماروں خلق کو

[1] دیکھتا گر الخ یعنی شعر اگر کارخانہ حق فرعون دیکھتا مکر سے دست و پا خشک پاتا اُسکے گھر کے اندر موسیٰ بچے اور وہ باہر لڑکون کو کشتہ کرے آگے حقائق فرماتے ہین مثل صاحب نفس کے بدن کو پالے اور غیرون پر گمان کینہ کا رکھے کہ یہ دشمن ہے میرا اور وہ حسود ہے اور خود وجود اسکا دشمن و حسود ہے وہ مثل موسیٰ کے ہے اور بدن مثل فرعون کے ہے اور وہ باہر پھرتا ہے کہ دشمن کون ہے نفس نازنین خانہ تن مین ہے اور وہ ہاتھ غیرون پر چابتا ہے از راہ کینہ کے یعنی نفس مثل فرعون کے بدن کو پالتا ہے اور غیرون کو اپنا دشمن جانتا ہے اور حالانکہ بدن اسکا آخرکار دشمن ہے کہ ہلاک نہ موسیٰ کے کرے گا پس وہ نفس فرعون تیرے بدن مین ہے اور تو کینہ سے غیرون پر ہاتھ چابتا ہے پس تو نفس کو ہلاک کر کہ غیرون کی بلا سے بچے چنانچہ اسکا حال مولانا آگے قصہ مثالی مین بیان فرماتے ہین فافہم [2] ماں کو الخ یعنی شعر ایک شخص نے غصہ مین آکر اپنی ماں کو مارا زخم خنجر و ضرب مشت سے ایک نے اس سے کہا اے بدگوہر تو اپنی ماں کے حق کو یاد کر تو نے اپنی ماں کو مارا کسلیے یہ کہ اس نے تیرا کیا کیا تو بتا کہ ماں کو کسی نے مارا ہے تو نہین کہتا کہ اس نے کیا کیا ہے بولا کہ اُسنے بے شرمی کا کام کیا ہے اسکو مارا کہ خاک سے پردہ ہوا وہ متہم ایک کے ہمراہ ہوئی غرق خون ہو گئی پوشیدہ کہ وہ ماری گئی آگے اسکا جواب ہے فافہم [3] بولا مار الخ یعنی شعر کہا کہ اس شخص کو اے نیکخو بولا کہ ہر روز خلق کو مارون مین نے اُسکو مارا اور خون خلق سے چھٹا اسکا ذبح ہونا بہتر ہے ذبح خلق سے آگے اسکے حقائق بیان فرماتے ہین کہ نفس اسکا فساد عالم مین پوشیدہ ہے اسکو مار کہ اسکے سبب فساد ہر دم ہوتا ہے اُسکے خاطر تجھ کو ہر گھڑی خلق سے خلاف ہے پس نفس کو مار ڈال کہ یہان کوئی دشمن باقی ہے یعنی نفس کے سوا کوئی دشمن ہے

کشتم او را رستم از خونہاے خلق	نالے او برہم است از نالے خلق	مارا اسکو چھوٹا جون سے خلق کے	ذبح بہتر اسکا ذبح خلق سے
نفس تست آن ندر بد خاصیت	کہ فساد اوست در ہر ناحیت	نفس تیرا ہے وہ بدکردار مان	کہ فساد اسکا ہی عالم میں عیان
پس کشش او را کہ بہر آن دنی	ہر دمے قصد عزیزے میکنی	مار تو اسکو کہ اسکے واسطے	قصد ہر دم تو عزیزون کا کرے
از وے این دنیاے خوش بر تست تنگ	از پئے او با حق و با خلق جنگ	اسکی خاطر تجھپہ دنیا تنگ ہے	اسکی خاطر خلق و حق سے جنگ ہے
نفس کشتی باز رستی ز اعتذار	کس ترا دشمن نماند در دیار	نفس کو مار اور چھوٹا عذر سے	کوئی دشمن نے یہان باقی رہے
گر شکال آرد کسے بر گفت ما	از براے انبیا و اولیا	گر مرے کہنے پہ کوئی شک کرے	انبیا و اولیا کے واسطے
کانبیا را نے کہ نفس کشتہ بود	پس چرا شان دشمنان بود و حسود	انبیا کا نفس بیشک کشتہ تھا	انکا دشمن کس لیے پیدا ہوا
گوش نہ تو اے طلبگار صواب	بشنو این اشکال و شبہت را جواب	کان رکھ تو اے طلبگار صواب	سن لے اس شک کا تو مجھسے اب جواب
دشمن خود بودہ اند آن منکران	زخم بر خود می زدند ایشان چنان	وہ ہوے منکر ہین دشمن اپنے سب	خود کو زخمی آپ کرتے ہین عجب
دشمن آن باشد کہ قصد جان کند	دشمن آن نبود کہ خود جان میکند	وہی دشمن جو کہ قصد جان کرے	وہ نہین دشمن کہ اپنی جان دے
نیست خفاشک عدوے آفتاب	او عدوے خویش آمد در حجاب	کب ہے چمگادڑ عدوے آفتاب	وہ عدو اپنی ہوئی اندر حجاب
تابش خورشید او را می کشد	رنج او خورشید ہرگز کے کشد	روشنی خورشید کی مارے اسے	رنج خورشید اسکا نے ہرگز دیکھے
دشمن آن باشد کزو آید عذاب	مانع آید لعل را از آفتاب	وہ ہے دشمن جس سے بس تکلیف ہو	مانع جو خورشید سے ہو لعل کو
مانع خویش اند جملہ کافران	از شعاع جوہر پیغمبران	جملہ کافر اپنے خود مانع ہوے	انبیا کے پرتو انوار سے
کے حجاب چشم آن فرزند خلق	چشم خود را کور و کژ کردند خلق	خلق کب پردہ ہے انکی آنکھ پے	اپنی آنکھ اندھی کری مخلوق نے
چون غلام ہندوی کو کین کشد	از ستیزہ خواجہ خود را می کشد	جون غلام ہندو اک کینہ سے جو	جنگ خواجہ سے ڈبائے آپکو
سرنگون می افتد از بام سرا	تا زیانے کردہ باشد خواجہ را	سرنگون ڈالے ہے خود کو بام سے	تاکہ خواجہ کو حرج ہو کام سے
گر شود بیمار دشمن با طبیب	ور کند کودک عداوت با ادیب	گر معالج کا مریض اک ہو عدو	گر عدو لڑکا رکھے استاد کو
در حقیقت رہزن جان خودند	راہ عقل و جان خود را خود زدند	خود حقیقت مین ہین دشمن جان کے	عقل و جان اپنی کے خود رہزن ہوے
گازرے گر خشم گیرد ز آفتاب	ماہی ار گر خشم میگیرد ز آب	دھوبی گر غصہ ہوا خورشید پہ	اور مچھلی غصہ ہووے آب سے

سلہ اگر مرے الخ یہ شعر اگر کوئی میرے کہنے پر شک کرے انبیا و اولیا کے واسطے کہ بیشک انبیا کا نفس کشتہ تھا انکا کس لیے دشمن پیدا ہوا یعنے مولانا فرماتے ہین اگر کوئی اعتراض کرے کوئی نفس مر گیا کوئی دشمن باقی نرہا تو انبیا کا نفس کیا تھا آگے اسکا جواب ہے تو کان رکھ اے طلبگار صواب مجھسے اس شک کا جواب سن لے کہ وہ منکر اپنے دشمن ہوے اور خود آپ کو زخمی کرتے ہین دشمن وہ ہے کہ قصد جان کا کرے اور وہ دشمن نہین ہے کہ اپنی جان دے کہ آگے مثال ہے چمگادڑ کب دشمن آفتاب کی ہے وہ حجاب سے اپنی آپ دشمن ہوئی ہے اسے مارے روشنی خورشید کی اور خورشید رنج اسکا ہرگز نہ دیکھے دشمن وہ ہے کہ جس سے تکلیف ہو لعل کے جو مانع خورشید سے ہو یعنی کفار اپنے دشمن آپ ہوے بسبب بغض کے اور خود کو آپ ہلاک کیا انبیا علیہم السلام تو انکو ہدایت کرتے تھے اور انکی بہتری چاہتے تھے نہ برائی پس کفار دشمن خدا کے تھے نہ انبیا کے باقی اسکا حال آگے ہے فافہم

سلہ جملہ کافر الخ یہ شعر جملہ کفار خود اپنے مانع ہوے پرتو انوار انبیا سے خلق کب انبیا کی آنکھ پر پردہ ہے مخلوق نے اپنی آنکھ اندھی کی ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے غلام ہندو از راہ کینہ کے بسبب لڑنے خواجہ کے آپکو ڈبائے خود کو سرنگون ڈالے بام سے تاکہ خواجہ کو کام سے حرج ہو اگر بیمار دشمن طبیب کا ہو اور اگر لڑکا دشمن استاد کا ہو وہ حقیقت مین خود دشمن اپنی جان کے ہین اور عقل و جان اپنی کے خود رہزن بنے ہین اگر دھوبی خورشید پر غصہ ہو وے اور مچھلی آب سے غصہ ہووے تو دیکھ یہ نقصان کسکو ہوا اور کون آخر اس بد قسمت ہا یعنی اسیطرح وہ سب کفار انبیا سے خود ہی غصہ ہوے خود اپنے کو ہلاک کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تو نکو بنگر گرا دارد زیان ✓ — عاقبت کہ بود سیاہ اختر ازان
گر ترا حق آفریدہ زشت رو — تو مشو ہم زشت و ہم زشت خو
ور بود کفشت مرو در سنگلاخ — ور دو شاخست مشو تو چار شاخ
تو حسودی کز فلان من کمترم — می فزاید کمتری در اخترم
خود حسد نقصان و عیبی دیگرست — بلکہ از جملہ کمیہا بدترست
آن بلیس از ننگ و عار کمتری — خویشتن افگند در صد ابتری
از حسد میخواست تا بالا بود — خود چہ بالا بلکہ خون پالا بود
آن ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت — وز حسد خود را ببالا می فراشت
بوالحکم نامش بد و بوجہل شد — ای بسا اہل از حسد نا اہل شد
من ندیدم در جہان جستجو — ہیچ اہلیت بہ از خوی نکو
انبیا را واسطہ زان کرد حق — تا پدید آید حسدہا در قلق
در گزر از فضل و از جستی فن — کار خدمت دارد و خلق حسن
زانکہ کس را از خدا عاری نبود — حاسد حق ہیچ دیّاری نبود
آن کسے کش مثل خود پنداشتی — زان سبب با او حسد برداشتی

دیکھ بس تو کسکو یہ نقصان ہوا — کون آخر اس سے بے قسمت رہا
حق نے گر تجھکو کیا ہی زشت رو — تو نہ ہم زشت رو و ہم زشت خو
جوتیاں گر ہین نہ جا پتھر کی راہ — سینگ دو ہین چار سینگا تو نہ جا
تو ہے حاسد کہ فلان سے ہون مین کم — ہے بڑھاتی یہ کمی قسمت کی غم
خود حسد نقصان و عیب اک ان سے ہے — بلکہ بدتر سب کمی سے جان لے
بس کمی کے ننگ سے شیطان نے — خود کو سو آفت مین ڈالا آپ سے
خود حسد سے چاہتا تھا برتری — برتری کیا بلکہ خود آفت گری
بوجہل رکھتا محمدؐ سے تھا ننگ — اور حسد سے برتری پر تھا وہ تنگ
بوالحکم ہو کر کے بوجہل اک بنے — بس حسد سے اہل نا اہل ہوئے
نے جہان مین دیکھی وقت جستجو — کوئی اہلیت بجز خلق نکو
انبیا کو واسطہ حق نے کیا — اسلیے تا کہ حسد ہو برملا
چھوڑ دے فضل و ہنر گر عقل ہے — کام خدمت سے ہے اور اخلاق سے
ننگ حق سے نے کسیکو اسلیے — کہ حسد حق سے نہین کوئی رکھے
جسنے جانا انکو مانند آپ کے — وہ حسد رکھتا تھا انسے اس لیے

سلہ حق نے الخ یہ شعر اگر حق نے زشت رو پیدا کیا ہے تو زشت رو و زشت خو نہو یعنی تو زشت روئی کیساتھ زشت خوئی نکر بلکہ نیکخو ہو کہ وہ زشت روئی بتری اس تحمل مین چھپ جاوے اگر جوتیان نہین تو پتھرونکی راہ مین نہ جا اگر دو سینگ مین تو چار سینگے نہ جاؤ تو حاسد ہے کہ مین فلان سے کم ہون یہ غم قسمت کی بڑھاتی ہے غم کو خود حسد ایک نقصان و عیب ہے بلکہ سب سے بدتر ہے یعنی حسد کل اخلاق ذمیمہ کی جڑ ہے کہ سب بداخلاق اس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ کسی کی مرتبہ جب حسد پیدا ہوا ضرور کینہ اس سے رکھیگا پھر غرور کریگا ریاکاری کے ساتھ پیش آئیگا و بغض رکھیگا پھر از راہ بدائی کے غیبت اسکی کریگا پس ساتون اخلاق ذمیمہ ایک حسد سے پیدا ہوتے ہین تو چاہیے کہ اس ام الخبائث سے خود کو بچائے چنانچہ اس حسد کا حال آگے ہے فافہم ۔ سلہ بس کمی الخ یہ شعر بس کمی کی شرم سے شیطان نے خود کو سو آفت مین ڈالا کہ حسد سے خود چاہتا تھا برتری کیا بلکہ خود آفت گری اسکی مثال ہے جیسے بوجہل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ننگ رکھتا تھا بو الحکم ہو کر بوجہل ہوا بہت حسد سے اہل نا اہل ہوئے مین نے جہان مین نہ دیکھی وقت تلاش کے کوئی اہلیت بجز خلق نیک کے حق نے انبیا کو واسطہ کیا اسواسطے تا کہ حسد ظاہر ہوا اگر عقل ہے فضل و ہنر کو چھوڑ دے کیونکہ کام خدمت و اخلاق سے ہے اسلیے حق سے کسیکو ننگ نہین ہے کہ حق سے حسد کوئی نہین رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۔ سلہ جسنے جانا الخ یہ شعر جسنے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مانند جانا اسواسطے کہ وہ انسے حسد رکھتا تھا جبکہ بزرگی نبی کی ثابت ہو گئی تو پھر کسیکو حسد کرنے اسی طرح ایک ولی کی ہر وقت قائم رہتا ہے کہ تا قیامت امتحان حسد کا سلسلہ ہے جسکی نیکخو ہے وہ مغفور ہے اور جو کوئی سست دل ہے وہ مغرور ہے اس ولی کے ساتھ وہ ولی ایک امام حی سے قائم ہے تال عمرؓ سے ہو یا ولد علی ہے کہ طالب وہی مہدی ہادی ہے وہی باطن مین ہے وہی ظاہر مین ہے واضح ہو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل امت کو تین درجہ فرمائے ہین اصحاب و تابعین و تبع تابعین علما ظاہر کہتے ہین کہ وہ تینون درجے کے لوگ گزر گئے اور صوفیہ کرام کہتے ہین کہ وہ تینون درجہ کے لوگ تا قیامت رہینگے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب مین دیکھا وہ برابر اسکے ہے جس نے مجھکو حیات مین دیکھا ہو کہ اولیاء کرام حضور کو بچشم باطن و یا خواب مین دیکھتے ہین وہ اصحاب مین داخل ہین مانند اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے چونکہ ولی اللہ ہر وقت مین قیامت تک موجود ہین انکو ہر ایک شخص امت کا دیکھتا ہے وہ تابعین ہوا اور جس نے اُس کو دیکھا وہ تبع تابعین اس صورت مین کل امت کے لوگ تا قیامت اصحاب و تابعین ہوے اور جو کوئی اولیا رہے کہ ہر وقت مین بجائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان موجود ہے شکر ہوا وہ مثل منافقان عرب کے مشہور ہوا چنانچہ مولانا غوث و قطب و ابدال وغیرہ اولیا کے مدارج کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

چون مقرر شد بزرگی رسول	پس حسد ناید کسے را از قبول	جب بزرگی نبیؐ ثابت ہوئی	پس حسد کب ہو کسی کو اے اخی
پس بہر دورے ولی قائم است	تا قیامت آزمایش دائم است	اک ولی ہر وقت مین قائم رہے	تا قیامت امتحان دائم رہے
ہر کرا خوے نکو باشد برست	ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست	جسکی خوے نیک ہے مغفور ہے	جو کوئی ہے سست دل مقہور ہے
پس امام حی قائم آن ولی است	خواہ از نسل عمرؓ خواہ از علیؓ است	پس امام حی ہے وہ قائم ولی	آل عمرؓ کی ہو کہ اولاد علیؓ
مہدی و ہادی وے است اے راہ جو	ہم نہان و ہم نشستہ پیش رو	مہدی و ہادی وہی ہے طالبا	وہی باطن مین وہی ہے ظاہرا
او چو نور است و خرد جبریل او	آن ولی کم از و قندیل او	وہی نور اور عقل جبریل اُسکی ہے	جو ولی کم اس سے قندیل اسکی ہے
وانکہ زین قندیل کم مشکوۃ ماست	نور را در مرتبہ ترتیبہا ست	جو کہ کم قندیل سے مشکوۃ ہے	مرتبہ مین نور رہے ترتیب سے
زانکہ ہفصد پردہ دارد نور حق	پردہ ہاے نور دان چندین طبق	سات سو پردے رکھے جو نور حق	جانو پردے نور کے اتنے طبق
از پس ہر پردہ قومے را مقام	صف صف اند این پردہ ہاشان تا امام	ہر پس پردہ گروہ کا ہے مقام	صف بصف پردے ہین انکے تا امام
اہل صف آخرین از ضعف خویش	چشم شان طاقت ندارد نور بیش	اہل صف آخر کے اپنے ضعف سے	چشم نور افزون کی کب طاقت رکھے
وان صف پیش از ضعیفی بصر	تاب نارد روشنائی بیشتر	اور اگلی صف بصر کے ضعف سے	تاب کب اس روشنائی کی سکے
روشنی او حیات اول است	رنج جان و فتنۂ این احول است	روشنی کہ وہ حیات اول کی ہے	رنج جان اور فتنہ اس احول کی ہے
احولیہا اندک اندک کم شود	چون ز ہفصد بگذرد او یم شود	تھوڑی تھوڑی احولی کم ہو تمام	سات سو سے جو کہ گزرے ہو امام
آتشے کاصلاح آہن یا زر است	کے صلاح آبی و سیب تر است	آگ جو اصلاح زر آہن رکھے	کب صلاح سیب آبی کی کرے
سیب و آبی خامی دارد خفیف	نے چو آہن تابشے خواہد لطیف	سیب و آبی خامی رکھتا ہے خفیف	نے جو آہن اسکو ہو تابش لطیف
لیک آہن را لطیف آن شعلہاست	کو جذوب تابش آن اژدہا است	پر لطیف آہن کا وہ شعلہ ہوا	ہے کشش تابش کی اسکو اژدہا

سلہ وہ یعنی امام وقت ولی نور ہے اور عقل اس کی جبرئیل ہے اور جو ولی اس سے کم ہے وہ مشکوۃ یعنے طاق ہے پس نور مراتب مین ترتیب وار ہے واضح ہو کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجہ یعنے اللہ نور ہے زمین و آسمان کا مثال اس نور کی کہ طاق مین چراغ ہو قندیل کے اندر پس وہ نور حقیقت محمدی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث وقت مین آیا ہے کہ عقل اُسکی عقل کل ہے خبر رسانی مین مثل جبرئیلؑ کے اور بعد انکے اوتاد مین مثل طاق کے کہ وہ نور قندیل اُنکے اندر تابان ہے علی ہذا القیاس اسی طرح درجہ بدرجہ کل ولیا مین وہ نور چمکتا ہے پس سات سو پردے رکھتا ہے نور حق وان پردون کو جانو اتنے طبق کہ اوپر تلے ہین اور بعد پردہ کے ایک گروہ اولیا کا مقام ہے پس امام تک صف بصف اُنکے پردے ہین اہل صف آخر کے بیچ صف سے چشم نور افزون کی کب طاقت رکھتے ہین اور اُن کی صف کے لوگ ضعف بصیرت تاب کب اس روشنائی کے رکھے روشنی کہ وہ حیات اول لوگون کی ہے رنج و فتنہ جان اس احولی کی ہے جبکہ تھوڑی تھوڑی احولی کم ہو بالکل سات سو پردون سے جو کہ گزرے امام ہو یعنی اس نور حق تک کہ غوث وقت ہے سات سو پردے ہین اور ہر پس پردہ اولیا کے مقام ہین صف بصف پس آخری کی صف الا ابنی ہے اگلی صف والیکی روشنی کا تحمل نہین ہو سکتا ہے اور جو روشنی کہ اس گلی کی حیات ہے وہ رنج فتنہ جان اس احولی کی ہے کیونکہ احول ہی باعث اُسکے کہ عوارت تو جیسا کامل کے اسپر منکشف نہین ہوئے ہین نہ ہر دوئی کے درجہ مین ہان جبکہ احولی دوئی کی تھوڑی تھوڑی کم ہوئی تو عرض کہ سات سو پردے جب کہ گذر جائے دوئی سے بالکل نکل کر درجہ امامت کو پہونچیگا کہ الصوم جیسا کہ مثال اسکی آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ اگر پر الخ یہ شعر جو آگ کہ زر و آہن کی اصلاح کرتی ہے وہ کب اصلاح سیب آبی کی کریگی سیب و آبی خامی خفیف رکھتا ہے مثل آہن کے اسکو تابش تیز چاہیے ولیکن آہن کو وہ شعلہ تیز ہو اور کشش تابش کی اسکو اژدہا ہے یعنی آہن شعلہ تیز سے نرم ہوتا ہے اور سیب آبی حرارت خفیف سے پختہ ہوتی ہے اسیطرح جو اولیا کہ استعداد قوی رکھتے ہین تحمل تیزی تجلی قوی کے کر سکتے ہین اور جو کہ استعداد ضعیف رکھتا ہے متحمل تیزی قوی کا نہین ہوتا ہے بحر العلوم پس قوم آہن خفیف بھاگتی ہے کہ نیچے ہتھوڑے و آتش کے مرغ و خوش کرتی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هست آن آهن فقیر سخت کش ٭ زیر تیک آتش است و سرخ و خوش
حاجب آتش بود بے واسطه ٭ در دل آتش رود بے رابطه
بے حجاب آب و فرزندان آب ٭ پختگی ز آتش نیابند و خطاب
واسطه دیگے بود یا تابه ئی ٭ همچو پا را در روش پاتابه ئی
یا مکانے در میان تا آن هوا ٭ میشود سوزان و سے آرد نما
پس فقیر آنست کو بے واسطه است ٭ شعلها را با وجودش رابطه است
پس فقیر آنست کو خود را دهد ٭ آب حیوانے که ماند تا ابد
پس دل عالم ویست ایرا که تن ٭ میرسد از واسطه این دل بفن
دل نباشد تن چه داند گفتگو ٭ دل نجوید تن چه داند جستجو
پس نظرگاه شعاع آن آهن است ٭ پس نظرگاه خدا دل نے تن است
باز این دلهاے جزوے چون تن است ٭ با دل صاحبدلے کو معدن است
پس مثال و شرح خواهد این کلام ٭ لیک ترسم تا نلغزد فهم عام
تا نگردد نیکوئی ما بدے ٭ اینکه گفتم هم نه بد جز بے خودی
پاے کژ را کفش کژ بهتر بود ٭ مرگدا را دستگه بر در بود

ہے وہ آہن بس فقیر سخت کش ٭ نیچے گھن اور آگ کے ہے سرخ و خوش
پردہ[1] ہووے آگ کا بے واسطہ ٭ جاوے دل مین آگ کے بے رابطہ
آب اور فرزند آبی بے حجاب ٭ کب پکین وہ آگ سے اور لین خطاب
دیگ کا ہو یا توے کا واسطہ ٭ جیسے پاتابہ سے پا کو رابطہ
یا مکان کے درمیان ہوتا ہوا ٭ ہووے گرم اور دے اُسے نشو و نما
ہے فقیر اب وہ کہ ہے بے واسطہ ٭ تن سے شعلہ کو ہے اُسکے رابطہ
ہے فقیر اب وہ کہ دیوے آپ کو ٭ آب حیوان کہ سدا قائم ہو وہ
ہے وہ[2] دل عالم کا جیسے یہ وجود ٭ واسطے سے دل کے رکھتا ہے نمود
دل نہووے جانے تن کیا گفتگو ٭ دل نہ ڈھونڈھے جانے تن کیا جستجو
پس نظرگاہ شعاع آہن ہوا ٭ ہے نظرگہ حق کا دل نے تن ہوا
پھر یہ جزوے دل مین مثل اک جسم ہے ٭ اہل دل کے آگے اور معدن وہ ہے
پس مثال و شرح چاہے یہ کلام ٭ پر مین ڈرتا ہون نہ پھسلے فہم عام
میری نیکی تا نہو جاوے بدی ٭ یہ کہا جو کچھ براہ بے خودی
پاے کج کو کفش کج مرغوب ہے ٭ دربدر پھرنا گدا کا خوب ہے

امتحان کردن بادشاه آن دو غلام را که نوخرید بود | امتحان کرنا بادشاہ کا ان دو غلام نوخرید کا

[1] پردہ الخ شعر آگ کا پردہ بے واسطہ ہووے دل مین آگ کے وہ بے رابطہ جاوے اور آب و فرزند آب کے بے پردہ کب پکین آگ سے خطاب لیوین دیگ کا یا توے کا واسطہ ہو جیسے پاکو پاتابہ کفش سے رابطہ ہو یا مکان کے درمیان ہوکر ہوا گرم ہوکر اُس کو نشو و نما دیوے یعنے آہن بے واسطہ آتش سے گرم ہوتا ہے اور آب سے جو شئے پیدا ہین مثل ثمر و لبوبات کے دیوا واسطہ دیگ و توے کے پختہ ہوتے ہین یا مکان مین ہوا گرم ہوکر اُس سے نشو و نما ہوتی ہے اسی طرح فقیر فیض الٰہی کو بے واسطہ قبول کرتا ہے اور اولیا دوسرے واسطے کے ساتھ فیض الٰہی پاتے ہین پس فقیر اب وہ ہے کہ آب کو حیوان لیوے اور بے واسطہ ہے اور شعلہ کو اُس کے بدن سے رابطہ ہے کہ سدا قائم رہے آگے حقائق فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] ہے وہ دل الخ شعر وہ فقیر دل ہے عالم کا جیسے یہ وجود دل کے واسطے سے قیام رکھتا ہے دل نہ ہووے تن کیا جستجو جانے بدن کیا گفتگو جانے پس آہن نظرگاہ شعاع کا ہو یہ دل نظرگاہ خدا کا ہوا نہ بدن ہوا پھر یہ دل جزوے مثل ایک جسم کے ہین اہل دل کے آگے اور وہ معدن ہے یعنی دل غافلون کے مثل ایک جسم کے ہین اور اہل دل مثل دل کے ہین جیسے جسم دل کے اختیار مین ہے ایسے دل غافلون کے اہل دل کے اختیار مین ہین کہ جو چاہتے ہین وہ صرف کرتے ہین بہت یہ کلام مثال و شرح چاہتا ہے مین ڈرتا ہون کہ فہم عام کا پھسل نہ جائے کہ میری نیکی بدی ہو جائے اور یہ جو کچھ کہا ہے از راہ بے خودی کے کہا ہے کیونکہ پائے کج کو کفش کج مرغوب ہے اور گدا کا دربدر پھرنا محبوب ہے یعنی جو لوگ طبع کج رکھتے ہین وہ تیرے کلام کو کجی کی طرف لے جائینگے اور جو راستی رکھتے ہین وہ راستی کی طرف لے جائینگے جیسے وہ دونون غلام بادشاہ کے چنانچہ اُن کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

بادشاہے دو غلام ارزان خرید ❘ با یکے زان دو سخن گفت و شنید
ایک شہ[1] نے دو غلام ارزان لئے ❘ ایک سے پھر یہ سخن شنفے کئے

یافتش زیرک دل و شیرین جواب ❘ از لب شکر چہ زاید شکر آب
پایا اسکو زیرک و شیرین جواب ❘ کیا لب شیرین سے ٹپکے شکر آب

آدمی مخفی است در زیر زبان ❘ این زبان پردہ است بر درگاہ جان
آدمی پوشیدہ ہے زیر زبان ❘ یہ زبان پردہ ہی با درگاہ جان

چونکہ بادے پردہ را در ہم کشید ❘ سر صحن خانہ بر ما شد پدید
پس ہوا سے پردہ یہ جب کہ اٹھا ❘ راز صحن خانہ ہم پر کھل گیا

کاندران خانہ گہر یا گندم است ❘ گنج زر یا جملہ مار و کژدم است
گھر مین گوہر یا کہ گندم ہین بھرے ❘ یا خزانہ یا کہ بچھو سانپ ہی

یا دران گنج است مارے بر کران ❘ زانکہ نبود گنج زر بے پاسبان
یا خزانہ پر وہان اک سانپ ہے ❘ کہ خزانہ بے نگہبان نے رہے

بے تامل او سخن گفتے چنان ❘ کز پس پانصد تامل دیگران
بے تامل بات وہ ایسی کرے ❘ کہ تامل سے نہ کوئی کرسکے

گفتیے اندر باطنش دریاستے ❘ جملہ دریا گوہر گویاستے
تو کہے[2] باطن مین دریا اسکے ہے ❘ سارا دریا گویا اک گوہر ہی ہے

نور ہر گوہر کزو تابان شدے ❘ حق و باطل را ازو فرقان شدے
اس سے تابان جو ہر گوہر کا نور ❘ فرق حق باطل مین کرتا بس ضرور

نور فرقان فرق کردی بہر ما ❘ ذرہ ذرہ حق و باطل را جدا
نور فرقان فرق کرتا ظاہرا ❘ ذرہ ذرہ حق و باطل کو جدا

نور گوہر نور چشم ما شدے ❘ ہم سوال و ہم جواب از ما بدے
نور دیدہ نور دل ہوتا مرا ❘ ہم سوال و ہم جواب آتا مرا

چشم کژ کردی دو دیدی قرص ماہ ❘ چون سوالست این نظر در اشتباہ
آنکھ ٹیڑھی کی دو دیکھے قرص ماہ ❘ کیونکہ نظر کو ہے سوال اشتباہ

راست گردان چشم را در ماہتاب ❘ تا یکے بینی تو مہ را اینک جواب
آنکھ سیدھی کر تو سوے ماہتاب ❘ تا تو دیکھے ایک مہ یہی جواب

فکرتت را کژ مبین نیکو نگر ❘ ہست ہم نور و شعاع آن گہر
فکر[3] کو ٹیڑھا نہ دیکھ اور سیدھا دیکھ ❘ ہے شعاع و نور اس گوہر کا دیکھ

سلہ ایک شہ نے الخ یہ شعر ایک بادشاہ نے دو غلام ارزان خرید کیے پھر ایک سے شاہ نے یہ سخن کہا اسکو زیرک و شیرین جواب پایا لب شیرین سے کیا ٹپکے شکر آب آگے حقائق فرماتے ہین کہ آدمی پوشیدہ ہے نیچے زبان کے اور یہ زبان پردہ ہے درگاہ جان پر جب کہ ہوا سے یہ پردہ اٹھا ہم پر راز صحن خانہ کا کھل گیا کہ گھر مین گوہر دیا گندم بھرے ہین یا خزانہ یا سانپ بچھو یا وہان ایک خزانہ سانپ کا ہے کہ خزانہ بغیر پاسبان نہین رہتا ہے بے تامل وہ ایسے بات کرے کہ کوئی تامل سے نہ کرسکے یعنے وہ زبان اولیا کی ہے فافہم ۱۲ سلہ تو کہے الخ یہ شعر تو کہے کہ اسکے باطن مین ایک دریا ہے تمام دریا ایک گوہر سے جاری ہے اس سے ہر گوہر کا نور تابان ہو وہ حق باطل مین فرق کرتا جیسے نور فرقان کا ظاہر فرق کرتا اور یہ ذرہ ذرہ حق و باطل کو جدا کرتا میرا نور دل نور دیدہ ہوتا ہم سوال ہم جواب میرا آتا یعنے مثل اولیا کے میرا نور دل نور دیدہ ہوتا باطن مین سوال کرتا اور مین ہی جواب سنتا آگے مثال ہے آنکھ ٹیڑھی دو قرص ماہ دیکھے کیونکہ نظر و سوال اشتباہ کا ہے اگر تو سیدھی آنکھ کرے طرف ماہتاب کے تا ایک ماہ تجھے دکھائی دے یہ جواب ہے یعنے ٹیڑھی آنکھ کرنے سے دو ماہ دیکھے نظر نے اشتباہ سے سوال کیا سیدھی آنکھ سے ایک ماہ نظر آیا تو یہ جواب ملا اسی طرح سے چشم دل کے روشن ہونے سے دوئی جاتی ہے و توحید کھلتی ہے گویا اپنا ہی سوال و اپنا ہی جواب ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ فکر کو الخ یہ شعر اپنی فکر کو ٹیڑھا مت دیکھ بلکہ سیدھا دیکھ کہ شعاع و نور اس گوہر کا ہے یعنے اسیطرح تو فکر کو شعاع سمجھ کہ ٹیڑھا مت دیکھ کہ نور شعاع گوہر دل کا تجھے معلوم ہو کیونکہ [illegible] دل کان سے اور چشم سے کہ اسے [illegible] مجھ [illegible] یعنی کان کے سننے سے تعین یقین ہوتا ہے اور آنکھ کے دیکھنے سے عین الیقین کان دلال ہے اور چشم اہل وصال ہے چشم صاحب حال ہے اور کان صاحب قال کان کے سننے سے صفات بدلتی ہے و مشاہدہ توحید ذات سے ذات بدلتی ہے یعنی توحید کے سننے سے صفات بشری بدلتی ہے و مشاہدہ و توحید سے ذات بشری بدلتی ہے ذات حق کا عین الیقین ہوتا ہے قال سے ولیکن تو تجلی حاصل کر اور یقین پست رہ جب تک تو نہ سچے عین الیقین نہ ہو اگر تو یقین چاہتا ہے آتش نشین ہو کان کامل ہو وے تو چشم بنے ورنہ کان قال سے پر رہے یعنے توحید کامل سننے سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ قال دلال وصال یار ہے غرضکہ توحید قالی پر تو قانع مت رہ مقام دید کو حاصل کر کہ راہ وصال یار کی تجھ کو ملے اور منزل مقصود کو تو پہونچے تو اب لوٹ یہ بات بے انتہا ہے بادشاہ نے ان غلامون سے کیا کہا چنانچہ آگے حال ان غلامون کا ہے فافہم ۱۲

هرچه لبے کان زگوش آید بدل | چشم گفت از من شنو آنرا بهل
گوش دلال است و چشم اهل وصال | چشم صاحب حال و گوش اصحاب قال
در شنود گوش تبدیل صفات | در عیان دیدها تبدیل ذات
ز آتش از علمت یقین شد از سخن | پختگی جو در یقین منزل مکن
تا نه سوزی نیست آن عین الیقین | این یقین خواهی در آتش در نشین
گوش چون نافذ بود دیده شود | ورنه قل در گوش پیچیده شود
این سخن پایان ندارد باز گرد | تا که شه با آن غلامانش چه کرد

ہر جو آتا ہے دل میں کان سے | چشم کہوے مجھ سے سن تو چھوڑ دے
کان ہے دلال و چشم اہل وصال | چشم صاحب حال کان اصحاب قال
کان کے سننے سے بدلیں ہیں صفات | آنکھ کے دیکھے سے بس بدلے ہے ذات
اسکی ذات علم الیقین ہو قال سے | پختگی لا اور یقین پر مت رہے
تو نہ جلے جبتک نہ ہو عین الیقین | یقین چاہے تو ہو آتش نشین
کان کام میں ہو نفوذ تو دیدہ ہے | ورنہ کان اس قال سے بس گھر رہے
لوٹ تو یہ بات ہے بے انتہا | بادشہ نے کیا غلاموں سے کہا

براه کردن بادشاه یکے از آن دو غلام را و از دیگرے احوال آن پرسیدن و باز گفتن او آنچه در ویست

ہٹا دینا بادشاہ کا ایک کو اُن دونوں غلاموں سے اور دوسرے سے پوچھنا احوال اسکا اور پھر کہنا اسکا جو کہ اس میں ہے

این غلامک را چو دید اهل ذکا | آن دگر را کرد اشارت که بیا
کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست | جد گوید طفلکم تحقیر نیست
چون بیامد آن دوم در پیش شاه | بود آن گنده دهان دندان سیاه
گرچه شه ناخوش شد از گفتار او | جستجوے کرد هم از کار او
گفت با این شکل با گنده دهان | دور بنشین لیک آن سوتر مران
تا علاج این دهان تو کنیم | تو مریض و ما طبیب پرفنیم
که تو ز اهل نامه و رقعه بدے | نے جلیس و یار و هم بقعه بدے
بهر کیک تو گلیمے سوختن | نیست لائق از تو دیده دوختن
با همه بنشین دو سه دستان بگو | تا ببینم صورت عقلت نکو
آن ذکی را پس فرستاد او بکار | سوے حمامے که رو خود را بخار

یہ غلامک[1] دیکھا جو اہل ذکا | دوسرے کو پھر بلایا کہ تو آ
کاف رحمت کا کہا تصغیر نے | جد کہے طفلک مرا تحقیر سے نے
دوسرا آیا[2] جو آگے شاہ کے | دانت کالے اور دہن گندہ لیکے
گرچہ باتیں اسکی سے شہ ناخوش ہوا | جستجو خصلات کی پر کرنے لگا
بولا تو گندہ دہن گرچہ ہوا | دور بیٹھ اور آگے اس سے تو نہ جا
تا علاج اس تیرے منہ کا میں کروں | تو مریض اور میں طبیب ذوفنون
کہ تو لائق نامہ و پیغام ہے | نے جلیس اور یار صحبت کے لیئے
بس جلانے کملی پسو کے لیئے | آنکھ تجھ سے پھیرنا کب چاہیئے
باوجود اس سب کے بیٹھ اور بات کر | تاکہ دیکھوں میں تری عقل و ہنر
اس ذکی کو بھیجا اُسنے کام کو | جانب حمام کہ جا صاف ہو

[1] یہ غلامک الخ یہ شعر اس غلامک کو جو دیکھا ذکی دوسرے کو بلایا کہ تو آ کاف رحمت کا کہا تصغیر نہیں ہے اگرچہ میرا کہ طفلک تحقیر نہیں ہے یعنی بادشاہ نے دوسرے غلام کو بلایا بلفظ غلامک تو مولانا فرماتے ہیں کہ یہ کاف رحمت کا ہے یعنے از راہ محبت کے کہا جیسے دادا پوتے کو طفلک کہے اور یہ کاف نہ تصغیر کا ہے نہ تحقیر کا ہے کیونکہ علم صرف میں یہ کاف تصغیر و تحقیر کا آیا ہے ثابت ہوا کہ اگر بزرگ اپنے خرد کو کسی نام کے ساتھ پکارے رحمت و محبت جانے نہ حقارت سمجھے فہم من فہم ۱۲ [2] دوسرا آیا الخ شعر دوسرا غلام جو آگے شاہ کے آیا دانت سیاہ و گندہ دہن رکھتا تھا اگرچہ اُسکی باتوں سے بادشاہ ناخوش ہوا لیکن اسکی خصلت کی جستجو کرنے لگا کہا اگرچہ تو گندہ دہن ہوا ہے دور بیٹھ اور آگے مت جانا کہ علاج میں تیرے دہن کا کروں تو مریض اور میں طبیب حاذق ہوں کیونکہ تو لائق نامہ و پیام ہے نہ لائق ہمنشینی و صحبت بازی کے ہے آگے نثل ہے کملی جلانا پسو کے لیئے اور تجھ سے آنکھ پھیرنا کب چاہیئے باوجود اس سب حال کے تو بیٹھ اور بات کو تاکہ میں دیکھوں تیرے عقل و ہنر کو پس اس ذکی کو بھیجا اُس نے کام کے لیئے طرف حمام کے تا صاف ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این دگر را گفت تو چه زیرکی — صد غلامی در حقیقت نه یکی
باز قابل تر بدی از یار خود — نزد ما آکه تو به زان یار بد
آن نه که خواجه تاش تو نمود — از تو ما را سردی کرد آن حسود
گفت او دزد و کژ است و کژ نشین — حیز و نامرد و چنان ست و چنین
گفت پیوسته بدست او راست گو — راست تر من کس ندیدستم ازو
راستی و نیک و خوئی و حیا — علم و دینداری و احسان و سخا
راست گوئی در نهادش خلقت است — هرچه گوید من نگویم تهمت است
من نگویم آن نکو اندیش را — متهم دارم وجود خویش را
باشد او در من ببیند عیبها — من نه بینم در وجود خود شها
هر کسی گر عیب خود دیدی ز پیش — کی بدی فارغ وی از اصلاح خویش
غافل اند این خلق از خود بے خبر — لاجرم گویند عیب همدگر
من نه بینم روی خود را ای شمن — من ببینم روی تو تو روی من
آن کسیکو بیند روی خویش — نور او از نور خلقان ست بیش
نور حسی نبود آن نوری که او — نور خود محسوس بیند پیش رو
گر بمیرد نور او باقی بود — زانکه دیدش دید خلاقی بود
گفت تو هم عیب او گو مو بمو — آن چنانکه گفت از عیب تو او
تا بدانم که تو غمخوار منی — کد خدای ملکت و کار منی
گفت ای شه من بگویم عیبهاش — گرچه هست او مر مرا خوش خواجه تاش

دوسرے سے بولا تو ہے عقل جو — سو غلاموں کے برابر ہے تو
پھر تو قابل تر ہے اپنے یار سے — میرے پاس آ اب تو بہتر اس سے ہے
تو ہے کیا ایسا کہ جو اس نے کہا — مجکو وہ تجھ سے جو کرتا بس خفا
وہ کہے تجکو کہ کجرو چور ہے — حیز ہے نامرد ہے کمزور ہے
بولا وہ سچ کہنے والا ہے مدام — اس سے صادق تر نہیں پایا تمام
راستی اور نیک خصلت اور حیا — علم اور دینداری احسان و سخا
ذاتی سچ کہنا وجود اسکے میں ہے — ہے وہ تہمت جو کوئی اسکو کہے
کب کہوں ٹیڑھا میں نیک اندیش کو — متہم رکھوں وجود خویش کو
مجھ میں شاید دیکھتا وہ عیب ہو — دیکھتا ہوں میں نہ اپنے عیب جو
دیکھتا اگر کوئی اپنے عیب کو — فارغ اصلاح اپنی سے ہوتا وہ
خود سے غافل بے خبر مخلوق ہے — دوسروں کا عیب ڈھونڈھے اسلیے
میرا منہ معلوم کیونکر مجکو ہو — میرا منہ معلوم لیکن تجھ کو ہو
اس کسیکو اپنا منہ دکھلائی دے — نور جو مخلوق سے افزوں رکھے
نور حسی کب ہو مثل اس نور کے — کہ وہ نور اپنے کو ظاہر دیکھ لے
گر مرے نور اسکا بس باقی رہے — دید حق کی کیونکہ اسکی دید ہے
بولا تو بھی عیب اسکا کر بیان — کرتا ہے وہ عیب کو تیرے عیان
تا میں جانوں تو میرا غمخوار ہی — ملک میرے کی لیاقت تو رکھے
بولا اے شہ عیب اسکے میں کہوں — گرچہ اک خواجہ کا بندہ میں ہوں

سلہ دوسرے سے الخ یہ شعر دوسرے غلام سے کہا تو عقلمند ہے اور سو غلاموں کے برابر ایک تو ہے پھر تو اپنے یار سے قابل تر ہے میرے پاس آ کہ اس سے تو بہتر ہے تو ایسا کب ہے جو اس نے کہا اور وہ مجھ کو تجھ سے خفا کرتا ہے وہ تجھکو کہے کہ کجرو چور ہے اور حیز و نامرد و کمزور ہے غلام نے کہا کہ وہ سچ کہنے والا ہے ہمیشہ اس سے صادق زیادہ میں نے نہیں پایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ راستی الخ یہ شعر راستی اور نیک خصلت اور حیا اور حلم اور دینداری و احسان و سخا اور ذاتی سچ کہنا اسکے وجود میں ہے جو کوئی اسکو کہے وہ تہمت ہے ذکی اندیش کو کب میں ٹیڑھا کہوں متہم وجود اپنے کو رکھوں وہ شاید مجھ میں عیب دیکھتا ہو اگر کوئی اپنے عیب کو دیکھتا اپنی اصلاح سے وہ فارغ نہوتا آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ خود سے الخ یہ شعر مخلوق خود سے غافل اور بے خبر ہے اور دوسروں کا عیب اسی لیے ڈھونڈھتے ہیں میرا منہ ازخود مجھ کو نہیں دکھائی دیتا ہے میرا منہ تجھ کو دکھائی دے اور تیرا منہ نظر آوے اس شخص کو اپنا منہ ازخود دکھائی دیتا ہے جو مخلوق سے نور زیادہ رکھتا ہے نور حسی کب اس نور کے مانند ہو وہ نور خود کو محسوس و ظاہر دیکھے اور وہ مرے نور اس کا باقی رہے کیونکہ دید حق کی اس کی دید ہے آگے رجوع بہ قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا تو بھی الخ یہ شعر بادشاہ نے کہا تو بھی اس کا عیب کہہ جیسے وہ تیرا عیب کہتا ہے تاکہ میں جانوں کہ تو میرا غمخوار ہے اور میرے ملک کی تو لیاقت رکھتا ہے غلام نے کہا کہ اے شاہ میں عیب اس کے کہوں گرچہ بندہ ایک خواجہ کے ہیں اور وجہ بندہ ہونے کی آگے بیان کی ہے فافہم ۱۲

عیب او مہر و وفا و مردمی | عیب او صدق و صفا و ہمدمی
کمترین عیبش جوانمردی و داد | آن جوانمردی کہ جان را ہم بداد
صد ہزاران جان خدا کردہ پدید | چہ جوانمردی بود کان را ندید
ور بدیدی کے بجان بخلش بدی | بہر یک جان کے چنین غمگین شدی
بر لب جو بخل آب آنرا بود | کو ز جوے آب نابینا شود
گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقین | داند او پاداش خود در یوم دین
کہ یکے را دہ عوض می آیدش | ہر زمان جودے دگرگون زایدش
جود جملہ از عوضہا دیدن است | پس عوض دیدن ضد ترسیدن است
بخل نادیدن بود اعواض را | شاد دارد دید در خواص را
پس بعالم ہیچکس نبود بخیل | زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
پس سخا از چشم آید نے ز دست | دید دارد کار جز بینا تر است
عیب دیگر آنکہ خود بین نیست او | ہست او در ہستی خود عیب جو
عیب گوے عیب جوے خود بدست | با ہمہ نیکو و با خود بد بدست
گفت شہ جلدی مکن در مدح یار | مدح خود در ضمن مدح او میار
زانکہ من در امتحان آرم ورا | شرمساری آیدت در ماجرا

عیب[۱] اسکا مردمی مہر و وفا | عیب اُسکا ہمدمی صدق و صفا
عیب کم اسکا جوانمردی و داد | وہ جوانمرد اب کہ جان کو دے بباد
سیکڑوں جان حق نے بس ظاہر کرین | کیا جوانمردی اُسے دیکھے نہین
دیکھتا کب بخل کرتا جان سے | غم نہ کھاتا ایک جان کے واسطے
بخل پانی کا کرے وہ نہر پر | آب جو کی کچھ نہ ہو جسکو خبر
بولے[۲] پیغمبر یقین سے ہر کوئی | اپنی جانے ہے سزا اعمال کی
کہ عوض مین ایک کے پاتا ہے دش | ہر گھڑی ہو دوسری اک جود بس
جو کہ کرتا ہے عوض کا دیکھنا | اور عوض کا دیکھنا ضد ہے ڈر کا
نے عوض کا دیکھنا بس بخل ہے | غوطہ زن کو دید گوہر خوش رکھے
پس بخیل عالم مین اب کوئی نہ ہو | بے عوض پائے نہ کوئی چیز کو
بس کرم آنکھوں سے ہے نے ہاتھ سے | دید رکھے کام بینا جھوٹا ہے
دوسرا[۳] عیب اُسکا خود بین ہے نہ وہ | اپنی ہستی مین ہے خود وہ عیب جو
عیب گو اور عیب جو ہے وہ بخود | ساتھ سب کے نیک اپنے ساتھ بد
شاہ بولا مدح یار اب تو نہ کر | ضمن مین تو مدح اپنی کو بھی کر
امتحان اُسکا کرونگا مین بیان | شرم تجکو ہو نہ آفت ہو ہجان

قسم خوردن غلام بر صدق خود و طہارت ظن خود

قسم کھانا غلام کا اوپر صدق اپنے اور نیک گمانی اپنی کے

سلہ[۱] عیب اُسکا الخ یہ شعر اس کا عیب مردمی اور مہر و وفا ہے اسکا ہمدمی و صدق و صفا ہے کمتر عیب اسکا جوانمردی و داد ہے جوانمرد وہ ہے کہ جان کو برباد دے آگے حقائق مین سیکڑوں جانین حق نے ظاہر کرین کیا جوانمردی ہے کہ جو اُس نے دیکھی اگر دیکھتا بخل کرتا جان سے اور غم نہ کھاتا ایک جان کے واسطے آگے مثال ہے وہ شخص نہر پر بخل پانی کا کرے جسکو نہر کا پانی نہ معلوم ہو یعنی جان مثل آب نہر کے جاری ہے کہ ہر دم تو ہو آتی جاتی ہے اگر کوئی اسکی روانگی دیکھتا بن دینے مین تامل نہ کرتا آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲ سلہ[۲] بولے پیغمبر الخ یہ شعر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک یقین سے جانتا ہے اپنے سزائے اعمال کو کہ ایک کے عوض مین دس پاتا ہے اور ہر گھڑی ایک بخشش نہ دوسری ہے عوض کا دیکھنا ہے بخشش کرنا اور عوض کا دیکھنا ہے کہ بخل کرے کہ غوطہ زن کو گوہر کا دیکھنا خوش رکھتا ہے پس عالم مین کوئی بخیل اب نہ ہووے کیونکہ کوئی چیز بغیر عوض کے نہین پاتا ہے پس کرم کرنا آنکھون سے ہے ہاتھ سے نہین ہے یہ کام دیدہ رکھتی ہے اور دیتا جھوٹا ہے یعنی سخاوت کرنا کام اس دید کا کہ عوض سخاوت کا دیکھتا ہے پس جو کوئی عوض دیکھتا ہے وہ کرم کرتا ہے آگے قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ[۳] دوسرا الخ یہ شعر دوسرا عیب اسکا یہ ہے کہ وہ خود بین نہین ہے اپنی ہستی مین خود عیب کو ڈھونڈھتا ہے وہ اپنا عیب گو عیب جو ہے سب کے ساتھ نیک ہے اور اپنے ساتھ بد ہے بادشاہ نے کہا کہ اے یار اب تو مدح نہ کر اور اُسکے ضمن مین تو اپنی مدح نہ کر مین اسکا امتحان کرونگا تجھ کو شرمندگی نہ ہووے یعنی عارف کو جب اپنا عیب کھلتا ہے تو دوسرے کا ہنر معلوم ہوتا ہے پس وہ اس طرح ہنر دوسرے کا بیان کرتا ہے پس عارف کو لازم ہے کہ عیب مین دوسرے کا ہنگام استغفار کے ہنر بیان کرے نہ عیب آگے اُس کے صدق بیان کا حال ہے فافہم ۱۲ -

گفت نے والله بالله العظیم	مالک للملک رحمٰن الرحیم	بولانے والله بالله العظیم	مالک للملک رحمٰن الرحیم
آن خدائے کہ فرستاد انبیا	نے بحاجت بل بفضل و کبریا	وہ خدا کہ جس نے بھیجے انبیا	نے بحاجت بل بفضل و کبریا
آن خداوندے کہ از خاک ذلیل	آفرید او شہسواران جلیل	وہ خدا کہ خاک سی ناچیز سے	شہسواران جری پیدا کیے
پاک شان کرد از مزاج خاکیان	بگذرانید از تگ افلاکیان	خاکیون سے پاک اُن کو کر دیا	اور فرشتون سے کیا زیادہ سا
برگرفت از نار و نور صاف ساخت	وانگہ او بر جملہ انوار تاخت	نور صاف اُنکو کیا نے نار سے	نور اُنکا سارے عالم پر پڑے
آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت	تا کہ آدم معرفت زان نور یافت	وہ سنا برقی کہ جکی روح سے	معرفت آدم نے کی اُس نور سے
آن کز آدم رست و دست شیث چید (کان)	پس خلیفش کرد آدم چون بدید	شیث کو آدم سے وہ حاصل ہوا	پس خلیفہ اُسکو آدم نے کیا
نوح زان گوہر چو برخوردار شد	در ہوائے بحر جان دربار شد	نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا	گوہر افشان بحر جان مین وہ ہوا
جان ابراہیم زان انوار رفت	بے حذر در شعلہائے نار رفت	پر ہوئی جان خلیل اس نور سے	نار کے شعلے مین وہ بے ڈر گھسے
چونکہ اسمٰعیل در جویش فتاد	پیش دشنہ آبدارش سر نہاد	جو کہ اسمٰعیل اُس سے پُر ہوا	اُسکے پس خنجر کے آگے سر رکھا
جان داؤد از شعاعش گرم شد	آہن اندر دست بافش نرم شد	گرم داؤد اسکی کرنون سے ہوا	نرم آہن ہاتھ مین اُسکے ہوا
چون سلیمان شد وصالش را رضیع	دیو گشتش بندہ فرمان مطیع	جب سلیمان اس سے واصل ہوگیا	دیو ہر اک آپ کا تابع ہوا
در قضا یعقوب چون بنہاد سر	چشم روشن کرد از بوئے پسر	جو قضا پر سر رکھا یعقوب نے	چشم روشن کی بوے فرزند سے
یوسف مہ رو چو دید آن آفتاب	شد چنان بیدار در تعبیر خواب	دیکھا وہ یوسف نے جبکہ آفتاب	بس لگا دینے وہ کل تعبیر خواب
چون عصا از دست موسیٰ آب خورد	ملکت فرعون را یک لقمہ کرد	پانی موسیٰ سے عصا نے جو پیا	ملکت فرعون کو لقمہ کیا
جان جرجیس از فرش چون رہ یافت	ہفت نوبت جان فشاند و بازیافت	پایا اسکا راز جو جرجیس نے	سات باری جان دیکر پھر جیے
چونکہ زکریا ز عشقش دم زدی	کرد در جوف درختش جان فدی	زکریا اسکا جو بس عاشق ہوا	نخل کے تن مین کیا جان کو فدا

۱ بولا الخ یہ شعر علامہ نے کہا قسم ہے اللہ بڑے کی کہ مالک ہے اپنے ملک کا اور رحمٰن اور رحیم ہے وہ خدا کہ جس نے انبیا کو بھیجا بسبب حاجت کے نہین بلکہ راہ فضل و کبریائی کے وہ خدا کہ اس نے خاک ناچیز سے شہسواران انبیا علیہم السلام کو پیدا کیا اور اہل خاک سے اُنکو کیا فرشتون سے زیادہ رسا کیا نار سے اُنکو لیکر نور پاک کیا کہ نور اُسکا بڑھ گیا انوار سے وہ سنا برق یعنی تابش برق کی جکی روح پر آدم نے اس نور سے تو معرفت حاصل کیا یعنی نور محمدی کو حق نے وہ مرتبہ دیا کہ اہل خاک و اہل نور سے اُنکا مرتبہ بڑھ گیا چنانچہ اسی نور کے سبب سے جمیع انبیا و اولیا کو مراتب طرح طرح کے حاصل ہوے اور اسی نور کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار یعنی نزدیک ہے تابش اسکی برق کی کہ نور چشم سے دور ہو ۱۲ ۲ شیث کا الخ یہ شعر وہ نور شیث کو آدم سے ملا کہ خلیفہ اُسکو آدم کا کیا نوح نے جب وہ گوہر پایا دریا بجان مین وہ گوہر افشان ہوا جان خلیل کی اُس نور سے پر ہوئی شعلہ نار مین وہ بیخوف گھس گئے جبکہ اسمٰعیل اُس نور سے پُر ہوے اُسکے خنجر کے آگے سر رکھا داؤد اسکی کرنون سے گرم جان ہوے آہن نرم اُسکے ہاتھ مین ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ جب سلیمان الخ ۱۳ شعر سلیمان جب اُس نور سے واصل ہوگئے تو دیو پری انکے مطیع ہوگئے یعقوب علیہ السلام نے جب دل قضا پر رکھا بوے فرزند نے چشم روشن کی یوسف نے جبکہ وہ آفتاب دیکھا وہ تعبیر خواب کی دینے لگے موسیٰ سے جو پانی عصا نے پیا بادشاہت فرعون کو لقمہ کیا جرجیس علیہ السلام نے جو اسکے مرتبہ کا راز پایا سات بار جان دیکر زندہ ہوے زکریا نے جو اُس نور کے عاشق ہوے تن نخل مین جان کو فدا کیا یونس نے ایک دم اُس سے پیا اندر مچھلی کے گھر آرام پایا شیث جو اسکے شوق سے مست ہوے طشت پر رکھ دیا ذوق سے شعیب اسی راہ سے آگاہ ہوے کھول دین آنکھین لقا کے واسطے ایوب جو سات برس تک دیکھے آثار وصال کی بلا مین تھے اور الیاس اُسکی بے کیہ واسطے آب حیوٰۃ پاکر خودی سے گم گئے عیسیٰ کو جو اسکی سیڑھی ملی چوتھے آسمان کی اُنھون نے راہ لی جبکہ احمد مختار نے وہ ملک غیب پایا دم ملک کو ایک دم ٹوٹ ٹکڑے کر دیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

چونکہ یونس جرعہ زان جام یافت / در درون ماہی او آرام یافت
ایک جام اس مے سے یونس نے پیا / پایا آرام اندر اک مچھلی کے جا

چونکہ یحییٰ مست گشت از شوق او / سر بطشت تن رنہاد از ذوق او
مست ہو یحییٰ نے اُسکے شوق سے / رکھدیا سر طشت پر بس ذوق سے

چون شعیب آگاہ شد زین ارتقا / چشم را در باخت از بہر لقا
جو شعیب آگاہ ہوا اس راہ سے / کھودین آنکھین بس لقا کیواسطے

شکر کرد ایوب صابر ہفت سال / در بلا چون دید آثار وصال
سات سال ایوب جو شاکر رہا / دیکھے آثار وصال اندر بلا

خضر و الیاس از مئش چون دم زدند / آب حیوان یافتند و گم زدند
خضر و الیاس اسکی مے کیواسطے / آب حیوان پاکے از خود گم ہوئے

زد باتش عیسیٰ مریم چو یافت / بر فراز گنبد چارم فراشت
اسکی سیڑھی جو کہ عیسیٰ کو ملی / آسمان چوتھے کی اُس نے راہ لی

چون محمد یافت آن ملک و نعیم / قرص مہ را کرد در دم او دو نیم
پایا احمدؐ نے جو وہ اک نعیم / قرص مہ کو کردیا دم مین دو نیم

چون ابوبکر آیہ توفیق شد / با چنان شہ صاحب صدیق شد
پایا[1] جب بوبکرؓ نے توفیق کو / یار صدیق اک ہوا احمد کا وہ

چون عمر شیدای آن معشوق شد / حق و باطل را چو دل فاروق شد
جو عمرؓ عاشق ہوا اُس شاہ کا / مثل دل فاروق حق باطل ہوا

چونکہ عثمان آن عیان را عین گشت / نور فایض بود ذو النورین گشت
اس عیان کا عین جو عثمانؓ ہوا / اس سے ذو النورین کہلایا گیا

چون ز رویش مرتضیٰ شد درفشان / گشت او شیر خدا در مرج جان
درفشان اُس سے ہوئے جو مرتضےؓ / بیشۂ جان مین ہوئے شیر خدا

روشن از نورش چو سبطین آمدند / عرش را اُذرین قرطین آمدند
جو ہوئے حسنینؓ روشن نور سے / عرش کے دو گوشوارے وہ ہوئے

آن یکے از زہر جان کردہ نثار / وان سر افگندہ براہش مست وار
زہر سے اک نے کیا جان کو نثار / دوسرے نے سر کٹایا مست وار

چون جنید از جند او دید آن مدد / خود مقاماتش فزون شد از عدد
تھا جنیدؒ عالی مقام اسواسطے / کہ جنود اسکے سے تھی پشتی اُسے

بایزید اندر مزیدش راہ دید / نام قطب العارفین از حق شنید
بایزیدؒ اسکی مزید اب رہ چلا / نام قطب العارفین حق سے سُنا

شاہ منصورؒ آنکہ نصرت یار شد / تخت را بگذاشت سوے دار شد
اسلیے منصورؒ کو نصرت ملی / تخت کو چھوڑ اور راہ دار لی

چونکہ کرخی کرخ او را شد حرس / شد خلیفہ عشق و ربانی نفس
کرخ کا اسکے حرس کرخیؒ ہوا / شاہ عشق اور نفس ربانی ہوا

بور ادہم مرکب آن سو راند شاد / گشت او سلطان سلطانان داد
بور ادہمؒ نے جو اسپ اس سو کیا / دادگر شاہون کا شاہنشہ ہوا

وان شقیق از شق آن راہ شگرف / گشت او خورشید رای تیز طرف
اسکی رہ شق کی شقیقؒ بلخ نے / رائے روشن پائی جون خورشید کے

شد فضیل از رہ زنی رہ پیر راہ / چون بجذبہ لطف شد ملحوظ شاہ
رہزنی سے ہوگیا وہ پیر راہ / جب فضیلؒ اوپر ہوا فضل الٰہ

[1] پایا جب الخ ۱۲ شعر جبکہ ابوبکرؓ نے پایا اس توفیق کو یار صدیق وہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے جب عمرؓ عاشق ہوے اس شاہ پر مثال دل کے فرق کرنے والے ہوے حق و باطل مین جو عثمانؓ اس عیان کے عین ہوے اس سبب سے ذو النورین کہلائے جو مرتضیٰؓ درفشان اس سے ہوے تو بیشۂ جان مین شیر خدا ہوے جو حسنین روشن اُس نور سے ہوے دو گوشوارے عرش کے وہ ہوے ایک نے زہر سے جان کو نثار کیا دوسرے نے سر کٹوایا مستو کے مانند جنید بغدادی عالی مقام اس واسطے تھا کہ اُسکے لشکر سے مدد رکھتا تھا بایزید بسطامی اُسکی راہ جو زیادہ چلا نام قطب العارفین اللہ سے سنا منصور حلاج کو نصرت اسواسطے ملی کہ تخت کو چھوڑ کر دار کی راہ چلے معروف کرخی اس کے کرخ کا جرس ہوا بادشاہ عشق اور نفس ربانی ہوا یعنے کرخ نام موضع کا ہے کہ حوالی بغداد کے مین واقع ہے ابراہیم بن ادہم نے جو اسپ اس طرف کو دوڑایا بادشاہان دادگر کا شہنشاہ ہوا شقیق بلخی نے اس کی راہ شق یعنے طے کی راے روشن مانند خورشید کے پائی راہزنی سے پیر راہ ہوگیا جو فضیل پر فضل خدا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بشر حافی را میسر شد ادب ‏— سر نہاد اندر بیابان طلب
چونکہ ذو النون از غمش دیوانہ شد ‏— مصر جان زو ہمچو شکر خانہ شد
شد چو سری میر اندر راہ او ‏— بر سر سروران شد جاہ او
صد ہزاران پادشاہان جہان ‏— سر فرازند زانسوے جہان
نام شان از رشک حق پنہان بماند ‏— ہر گدائے نام شان را برنخواند
رحمت و رضوان حق در ہر زمان ‏— یاد بر جان و روان پاک جان
حق آن نور و حق نورانیان ‏— کاندران بحرند ہمچو ماہیان
بحر جان و جان بحر ار گویمش ‏— نیست لائق نام تو میجویمش
حق این آن نے کہ این و آن از وست ‏— مغزہا نسبت بدو باشند پوست
کہ صفات خواجہ تاش و یار من ‏— ہست صد چندان کہ این گفتار من
انچہ میدانم ز وصف آن ندیم ‏— باورت ناید چہ گویم اے کریم
شاہ گفت اکنون از آن خود بگو ‏— چند گوئی آن و این و آن داد
تو چہ داری و چہ حاصل کردۂ ‏— از تگ دریا چہ گوہر آوردۂ
روز مرگ این حس تو باطل شود ‏— نور جان داری کہ یار دل شود

بشر حافی کو بشارت جو ہوئی[1] ‏— سر رکھا راہ طلب مین یار کی
اُسکا جو ذو النون دیوانہ ہوا ‏— مصر جان کا جون شکر خانہ ہوا
جو سری میر ہوا اس راہ مین ‏— بس سر پیرا آرا ہوا وہ جاہ مین
سیکڑون سلطان اور شاہ جہان ‏— اس طرف سے اُنکا ہے عز و نشان
نام اُنکا رشک حق سے چھپ گیا ‏— ہر گدا نے نام نہ ان کا لیا
رحمت و رضوان حق ہو ہر زمان ‏— اُنکی جان و روح پر اے خوش بیان
حق[2] نور دیگر حق نورانیان ‏— کہ وہ اُس دریا مین ہین جون مچھلیان
بحر جان و جان بحر اُن کو کہون ‏— نے ہے لائق نام تیرا اُن سے یون
ہے قسم یہ کی وہ وہ اُس سے ہے ‏— مغز نسبت اُسکی ہے جون پوست کے
کہ صفات اُس خواجہ تاش و یار کی ‏— اُس سے افزون ہے کہ جو مین نے کہی
جانتا ہون وصف جو اُسکے ندیم ‏— نے یقین تجکو کہون کیا اے کریم
بولا شاہ اب کہہ کچھ اپنا حال تو ‏— کہوے کبتک اُسکے ایسے وصف کو
رکھتا تو کیا ہے وہ کیا حاصل کیا ‏— اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا
یہ تری[3] حس ہوئے باطل موت سے ‏— نور جان ہے دل کی جو یاری کرے

سلہ بشر حافی الخ ۲ شعر بشر حافی کو بشارت ہوئی یار کی راہ طلب مین سر رکھا جو ذو النون مصری اُس کا دیوانہ ہوا مصر جان کا مانند خانہ شکر کے ہوا جو سری سقطی بے سر ہوے اُس راہ و جاہ کا سر پیرا آرا ہوے سیکڑون سلطان اور بادشاہ اور سلطان کہ اُس جانب سے اسکا عز و نشان ہے نام اُن کا غیرت حق سے چھپ گیا ہر گدا نے نام اُن کا نہ لیا رحمت و رضا حق کی ہر دم ہو حیوان کی جان و روح پر یعنے اور بادشاہ کہ اولیاء اللہ ہوے ہین اور نام ان کا بسبب غیرت الٰہی کے پوشیدہ ہو گیا ہے گدایان دنیا ان کو نہین جانتے غرض کہ اس نور محمدی کے پرتو سے اس جہان مین جمیع انبیا و اولیا کو ان معنون کے ساتھ خدا وند عالم نے ظاہر کیا ہے پس اُس خدا کی قسم ہے چنانچہ قسم کا حال آگے ہے فافہم ۲ سلہ حق نور الخ ۲ شعر قسم ہے نور و بھی قسم ہے نورانی کی کہ وہ اُس دریا مین مانند مچھلیون کے ہین دریاے جان و جان دریا انکو کہون یہ نہین ہے لائق کہ نام تیرا اُن سے یون یعنی قسم ہے نور کی و انبیا و اولیا کی کہ وہ دریاے ذات مین مثل مچھلیون کے ہین دریاے جان و جان دریا انکو کہون کہ وہ ایک ذات ہین لائق نہین ہے کہ اسماے آلہیہ اُن پر قائم کرون کیونکہ مقام ذات کو سب پہنچے ہین آگے قسم تیسری کا بیان ہے قسم ہے یہ کہ یہ اس سے اُس کی نسبت مغز مانند پوست کے ہے کہ صفتین اُس خواجہ تاش و یار کی اس سے زیادہ ہین کہ جو مین نے کہی ہین مین جانتا ہون کہ جو وصف وہ ندیم رکھتا ہے تجھکو یقین نہین آوے تو مین کیا کہون بادشاہ نے کہا کہ اب اپنا حال تو کچھ کہہ تو کب تک اس کے اور اُسکے وصف کو کہیگا تو کیا رکھتا ہے دیکھ حاصل کیا ہے اور تہ دریا سے کیا گوہر لیا ہے یعنے تو نے دریاے معنے سے کیا لیا ہے اس کو بیان کر تیرے اس کے حقائق ہین فافہم ۲ سلہ یہ تیری الخ ۲ شعر یہ تیرے حس باطل ہووے مرگ سے نور جان رکھتا ہے کہ جو دل کی مددگاری کرے نہ انکو تیری گور مین خاک ہے وہ بھی ہے جو گور کو روشن کرے تیرا ہاتھ پاؤن جس دم کٹے بال و پر سے کہ تا جان تیری اُڑے لے یار غار نور دل کا جان سے ہے اور اس کو ستعادت جان یہ جان حیوانی جسد م ٹر ہے کو جس جان پر جان باقی چلے ہے یعنی یہ جان حیوانی کہ بقول حکما انجا ر لطیف ہے اور صحت جسمی اس پر منحصر ہے اگر نہ رہے مرگ سے تو وہ جان باقی کہ مراد جسم نوری سے ہے چاہیئے کہ جیسے عوض کو حق تعالے فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنے جس کسی نے نیکی کی بس دس نیکیان وہ پاوے مثل اسکی شرط نہین کرنا چاہیئے بلکہ حس لیجانے طرف خدا کے یعنے عوض نیکی کو شرط نہ کرنا چاہیئے بلکہ نیکی کو طرف حق کے لے جانا چاہیئے چنانچہ آگے بیان ہے فافہم ۲

در لحد کین چشم را خاک آگند ❊ هست آنچه گور را روشن کند
گور مین یہ آنکھ تو ہے بس خاک ہے ❊ وہ بھی ہے جو گور کو روشن کرے

آزمان کز دست و پایت بر درد ❊ پر و بالت هست تا جان بر پرد
ہاتھ پاؤن تیرا یہ جبدم سے کٹے ❊ بال و پر ہے تا کہ جان تیری اڑے

نور دل از جان بود اے یار غار ❊ مستعار او را مدان اے سست عار
نور دل ہی جان سے اے یار غار ❊ مستعار اسکو نہ جان اے سست عار

آن زمان کین جان حیوانی نماند ❊ جان باقی بایدت بر جان نشاند
جان حیوانی نہ یہ جبدم رہے ❊ جان باقی چاہیے اس جان پہ

شرط من جا بالحسنه نی کردن است ❊ بل حسن را پیش حضرت بردن است
شرط من جا بالحسن کرنا نہیں ❊ بل حسن لیجا بر ب العالمین

جوہرے داری ز انسان یا خری ❊ این عرضها که فنا شد چون بری
تو خری[1] یا جوہر انسان رکھے ❊ فانی ہووے یہ عرض جو لے چلے

این عرضهاے نماز و روزه را ❊ چونکه لا یبقی زمانین انتفا
ہے عرض روزہ نماز اور ہو فنا ❊ جبکہ لا یبقی زمانین اب کہا

نقل نتوان کرد مر اعراض را ❊ لیک از جوهر برند امراض را
اس عرض کو نقل بس سب کر سکین ❊ پر مرض کو دور جوہر سے کرین

تا مبدل گشت جوهر زین عرض ❊ چون ز پرهیزی که زائل شد مرض
تا کہ جوہر ہو بدل کر یہ عرض ❊ جیسے ہو پرہیز سے زائل مرض

گشت پرهیز عرض جوهر بجهد ❊ شد دهان تلخ از پرهیز شهد
پس عرض پرہیز سے جوہر ہوا ❊ تلخ منھ پرہیز سے شکر ہوا

از زراعت خاکها شد سنبله ❊ داروی مو کرد مو را سلسله
خاص کھیتی سے ہوئی پس سنبلہ ❊ بال دارو سے بنے ہین سلسلہ

آن نکاح زن عرض بد شد فنا ❊ جوهر فرزند حاصل شد زما
تھا نکاح زن عرض فانی ہوا ❊ جوہر فرزند جو حاصل کیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض ❊ جوهر کره بزائیدن غرض
اونٹ[2] اور گھوڑے کی جفتی ہے عرض ❊ جوہر اولاد ہوتا ہے غرض

هست آن بستان نشاندن هم عرض ❊ گشت جوهر میوه اش اینک غرض
ہے گلستان کا لگانا بھی عرض ❊ جوہر میوہ ہے اب اس سے غرض

هم عرض ان کیمیا کردن بکار ❊ جوهرے زان کیمیاگر شد بیار
بھی عرض ہے کیمیا کا سیکھنا ❊ کیمیاگر کا جو جوہر ہے تولا

صیقلے کردن عرض باشد شها ❊ زین عرض جوهر همی زاید صفا
اور عرض کرنا ہے صیقل کا شہا ❊ اس عرض سے ہے کہا جوہر صفا

پس مگو کہ من عملها کرده ام ❊ دخل آن اعراض را بنما مرم
مت کہو کہ یہ عمل مین نے کیا ❊ اس عرض کا دخل تو ہم کو بتا

این صفت کردن عرض باشد خمش ❊ سایهٔ بز را پے قربان مکش
یہ صفت کرنا عرض ہی جب رہو ❊ بھیڑ کے سایہ کو قربان مت کرو

گفت شاها بے قنوط عقل نیست ❊ گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
بولا شاہا[3] یاس ہووے عقل کو ❊ گر عرض کو تو کہے نے نقل کو

ل۱ تو خری الخ، شعر تو جوہر انسانی یا خری رکھے یہ عرض فانی ہووے جو تو لیجاوے یعنی تو خری کو رکھتا ہے یا جوہر انسانی کیونکہ یہ خری فی البشریت عرض ہے و انسانی جوہر ہے پس عرض فانی ہووے جو طرف حق کے لیجاوے تو روزہ و نماز عرض ہے اور فنا ہووے جو کہ لا یبقی زمانین کہا ہے یعنی باقی نہیں ہیگا عرض چونکہ نماز روزہ بھی عرض ہے یہ فنا ہوگا اور وہ نہ جائیگا اس عرض کو نقل کہیں لیکن عرض کو جوہر سے دور کرین آگے مثال ہے تا کہ یہ عرض بدلکر جوہر ہووے جیسے پرہیز سے مرض زائل ہووے پس عرض جوہر ہوا اور دہن تلخ پرہیز سے شکر ہوا خاک کھیتی سے سنبلہ ہوئی بال دوا کرنے سے سلسلہ ہوئے یعنے بال مثل سلسلہ کے پیچ و تاب ہوے نکاح زن عرض تھا فانی ہوا جب جوہر فرزند اس سے پیدا ہوا باقی مثالین آگے ہین فافہم ۱۲ ل۲ اونٹ الخ، شعر اونٹ اور گھوڑے کی جفتی کرنا عرض ہے جوہر اولاد ہے اسیطرح باغ لگانا عرض ہے جوہر میوہ اس سے غرض ہے کیمیا کا سیکھنا عرض ہے کیمیا کا جوہر ہے وہ تولا صیقل کرنا عرض ہے اور اس عرض کا جوہر کیا ہے صفائی مت کہو کہ یہ عمل مین نے کیا اس عرض کا تو دخل کرنا ہمکو بتا یہ صفت کرنا عرض ہی تو جب رہ اور سایہ بز کو قربان مت کر یعنی صفت کرنا عرض ہے اور عرض سے کچھ حاصل نہین جیسے سایہ بز کی قربانی کرنے سے حاصل نہین ہے پس شاہ نے غلام سے کہا کہ ایسو رات یوہی ہے سب عرض ہین جو جوہر پیدا کرے اس جہان مین دکار آیندہ ہون اور یہ عرض تیرے ساتھ وہان نہ جائین گے چنانچہ آگے اسکا جواب ہے غلام کی جانب سے ۱۲ ل۳ بولا شاہا الخ، شعر غلام نے کہا کہ عقل کو نا امیدی ہوگی کہ یہ عرض نقل نہین ہے پس سوا نا امیدی کے بندہ کو نہین ہے جو عرض یہان سے گیا تو لوٹا نہین اگر عرض کو حشر و نقل نہوتا تو باطل ہوتے قول و فعل عقل کے ان عرضونکو نقل ہووے اور رنگ سے اور ہر فانی کا حشر ہووے اور ہی ڈھنگ سے نقل ہر شے کی اسکے لائق ہوتی ہے اور گلہ بان لائق گلہ کے ہوتا ہے ہر عرض کی محشر مین ایک صورت ہے ہر عرض ایک دیت رکھتی ہے آگے مثال ہے تو اپنے مین دیکھ کہ تو عرض تھا کہ حرکت جفتی کرنیکی غرض تھی

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر فعل بودے باطل و اقوال نشر

این عرضہا نقل شد لون دگر حشر ہر فانی بود کون دگر

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش لائق گلہ بود ہم سائقش

روز محشر ہر عرض را صورتیست صورت ہر یک عرض را نوبتیست

بنگر اندر خود نہ تو بودی عرض جنبش جفتی و جفتی با غرض

بنگر اندر خانہ و کاشانہ ہا در مہندس بود چون افسانہ ہا

کان فلان خانہ کہ ما دیدیم خوش بود موزون صفہ و سقف و درش

از مہندس آن عرض و اندیشہ ہا آلت آورد و ستون از بیشہ ہا

چیست اصل و مایۂ ہر پیشۂ جز خیال و جز عرض و اندیشۂ

جملہ اجزاے جہان را بے عرض درنگر حاصل نشد جز از غرض

اول فکر آمد آخر در عمل نسبت عالم چنان دان از ازل

میوہ ہا در فکر دل اول بود در عمل ظاہر بآخر می شود

چون عمل کردی شجر بنشاندے اندر آخر حرف اول خواندے

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اول است آن ہمہ از بہر میوہ مرسل است

پس سرے کہ مغز این افلاک بود اندر آخر خواجۂ لولاک بود

نقل اعراض ست این بحث و مقال نقل اعراض است این شیر و شغال

جملہ عالم خود عرض بودند تا اندر این معنی بیاید ہل أتے

این عرضہا از چہ زاید از صور وین صورہا از چہ زاید از فکر

گر نہین ہوتا عرض کو نقل و حشر ہوتے باطل فعل اور اقوال نشر

یہ عرض ہو نقل اور ہی رنگ سے حشر ہر فانی ہوا اور ہی ڈھنگ سے

نقل ہر شے اُسکے لائق ہوتی ہے گلہ بان ہوتا ہے لائق گلہ کے

ہر عرض محشر مین ایک صورت لیکے ہر عرض کی صورت ایک نوبت لیکے

دیکھ اپنے مین نہین تھا تو عرض حرکت جفتی و جفتی تھی غرض

سلہ ان گھرون کو دیکھ تو اظہار مین جون فسانہ تھے دل معمار مین

کہ فلانے گھر کو دیکھا خوش نما بسکہ موزون چھت و در تھا خوشنما

فکر و اندیشہ عرض معمار سے لایا صحرا سے ستون آلات سے

اصل ہر پیشہ کی کیا ہے اے دلا فکر و اندیشہ عرض سے بس سوا

سارے اجزاے جہان کو بے عرض دیکھ تو حاصل نہ ہووے جز غرض

فکر اول ہے اور آخر مین عمل نسبت عالم ہے ایسی در ازل

سلہ فکر دل مین میوہ پس اول رہے ہے اور عمل مین وہ ظہور آخر کرے

جو کیا تو نے عمل بویا شجر حرف آخر کو پڑھا اول بسر

گرچہ اصل و شاخ و برگ اول مین ہے واسطے میوے کے ہین بھیجے گئے

بھید جو کہ مغز تھا افلاک کا اُسکا آخر خواجۂ لولاک تھا

ہے عرض کی نقل یہ سب بحث و قال ہے عرض کی نقل یہ شیر و شغال

سارا عالم اک عرض تھا خود کہ تا اندر اس معنی کی آئی ہل أتے

یہ عرض پیدا ہوا صورت سے ہے اور یہ صورت ہے پیدا فکر سے

سلہ ان گھرون کو الخ ۲ شعر ان گھرون کو تو اظہار کرنے مین دیکھ کہ مانند افسانہ کے تھے معمار کے ذہن مین کہ مین نے فلانے گھر کو دیکھا خوشنما از بسکہ چھت موزون تھی اور دروازہ خوشنما تھا بموجب فکر و اندیشہ معمار کے صاحب خانہ صحرا سے لایا ستون آلات سے اصل ہر پیشہ کی کیا ہے فکر و اندیشہ سوائے عرض کے سارے اجزاے جہان کو بے غرض کے دیکھ حاصل نہ ہووے سوائے غرض کے اول فکر ہے اور آخر مین عمل ہے نسبت عالم کی ایسی ہی ازل مین تھی باقی مثال اس کی آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ فکر دل مین الخ ۲ شعر میوہ فکر دل مین اول رہے اور عمل مین وہ آخر ظہور کرے جو تو نے عمل کیا اور شجر بویا حرف آخر کو اول مین پڑھا اگرچہ اصل شاخ و برگ اول مین ہے واسطے میوے کے مگر یہ سب ہین جو بھید مغز تھا افلاک کا آخر مین اس کے خواجۂ لولاک تھا یعنے جیسے درخت کے بونے کی غرض میوہ ہوتا ہے اسی طرح افلاک کے پیدا کرنے کی غرض جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے یہ سب بحث و قال عرض کی نقل ہے تمام عالم خود ایک عرض تھا کہ تا اس معنے مین آئے سورۂ ہل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا یعنے تحقیق آیا اوپر انسان کے ایک وقت زمانہ سے کہ نہ تھا انسان سے مذکور یعنے انسان اُس وقت صور علمیہ تھین بطور عرض کے یہ عرض پیدا ہوا صورت سے اور یہ صورت پیدا فکر سے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

این جہان یک فکرت است از عقل کل ۞ عقل چون شاہ است و فکرتہا رسل
عالم اول جہان امتحان ۞ عالم ثانی جزائے این و آن
چاکرت شاہا خیانت میکند ۞ آن عرض زنجیر و زندان میشود
بندۂ ات چون خدمتے شائستہ کرد ۞ آن عرض نے خلعتے شد در نبرد
این عرض با جوہر آن بیضہ ست و طیر ۞ این ازان و آن ازین آید بسیر
گفت شاہنشہ چنین گیر المراد ۞ این عرضہائے تو یک جوہر نزاد
گفت مخفی داشتست آنرا خرد ۞ تا بود غیب این جہان نیک و بد
زانکہ گر پیدا شدے اشکال فکر ۞ کافر و مومن نہ گفتے جز کہ ذکر
پس عیان بودے نہ غیب اے شاہ این ۞ نقش دین و کفر بودے بر جبین
کے درین عالم بت و بتگر بُدے ۞ چون کسے را زہرۂ تسخر بدے
پس قیامت بود این دنیائے ما ۞ در قیامت کہ کند جرم و خطا
گفت شہ پوشید حق پاداش بد ۞ لیک از عامہ نہ از خاصان خود
گر بدامی افگنم من یک امیر ۞ از امیران خفیہ دارم نزد وزیر
حق بمن بنمود پس پاداش کار ۞ در صورہائے عملہا صد ہزار

یہ جہاں اک فکر عقل کل سے ہے[۱] ۞ عقل جوں شہ فکر جوں مرسل کے ہے
عالم اول ہے جائے امتحان ۞ عالم ثانی جزائے دو جہان
تیرا خادم گر خیانت کو کرے ۞ وہ عرض زنجیر اور زندان ہے
خدمتیں شایستہ گر بندے کریں ۞ وہ عرض ہو جائے خلعت جنگ میں
یہ عرض جوہر ہے جوں بیضہ پرند ۞ اس سے یہ اُس سے ہو وے ہوشمند
شاہ بولا[۲] فرض یہ میں نے کیا ۞ تیرے عرضوں سے نہ اک جوہر بنا
بولا مخفی رکھا اسکو عقل نے ۞ غیب تاکہ عالم دنیا بنے
کیونکہ گر ہوتیں یہ ظاہر شکل فکر ۞ کافر و مومن نہ کہتے جز بذکر
ہوتیں ظاہر غیب میں رہتی نہیں ۞ ہوتا نقش کفر و دین زیب جبین
بت پرست عالم میں کب ہوتا کوئی ۞ اور تمسخر کب بھلا کرتا کوئی
پس قیامت ہوتی دنیا لا اخی ۞ جرم کرتا نے قیامت میں کوئی
بولا حق نے بدلے یہ مخفی رکھے ۞ پر رکھے ہیں عام سے نے خاص سے
دام میں پھانسوں اگر میں اک امیر ۞ کب امیروں کو خبر ہو جز وزیر
حق نے[۳] پس دکھلائے بدلے وہ مجھے ۞ سیکڑوں پس صورت اعمال سے

۱ یہ جہان الخ یہ شعر یہ جہان عقل کل کی فکر سے ہے اور عقل مانند بادشاہ کے ہے اور فکر مانند قاصد کے ہے عالم دنیا جائے امتحان کی ہے عالم عقبیٰ ہے جزا دونوں جہان کی آگے مثال فرماتے ہیں کہ تیرا خادم اگر خیانت کرے، وہ عرض زنجیر و زندان ہو جائے اگر بندے خدمتیں شائستہ کریں وہ عرض جنگ میں خلعت ہو جائے یہ عرض و جوہر مانند بیضہ و مرغ کے ہے وہ اس سے اور اس سے وہ پیدا ہوتے ہیں یعنی غلام نے جواب دیا عرض کو اس عالم میں نقل ہے وہ گذر رہے کیونکہ اول ہر شے کی دل میں فکر پیدا ہوتی ہے بعدہ وہ صورت پکڑتی ہے پس فکر عرض ہے وہ صورت جوہر ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام حق عرض تعین و ظہور دنیا جوہر اسکا ہے اسیطرح افعال اس جہان میں جوہر ہیں پس جوہر و عرض ہوتا ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ عرض اس جہان میں جوہر ہو جائے گا پھر آگے پادشاہ کا سوال ہے فافہم ۱۲ ۲ شاہ بولا الخ یہ شعر شاہ نے کہا کہ میں نے فرض کیا اگر تیرے عرضوں سے ایک جوہر نہ بنا غلام نے کہا کہ عقل نے اسکو مخفی رکھا تاکہ دنیا غیب ہے کیونکہ اگر یہ شکلیں فکر کی ظاہر ہوتیں کافر و مومن سوائے ذکر حق کے نہ کہتے ظاہر ہوتیں اور غیب میں نہیں رہتی تو نقش کفر و دین زیب جبین عالم ہوتا بت پرست کب کوئی ہوتا اور تمسخر کب کوئی کرتا یہ دنیا قیامت ہوتی اور کوئی قیامت میں جرم نہیں کرتا ہے یعنی عقل کل نے ان فکروں کو پوشیدہ رکھا کہ تمام دنیا غیب ہے کہ ظہور فکروں کا ہوتا تو انتظام دنیا نہ رہتا پس دنیا کو عالم غیب ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ یہاں صور علیہ جزائے اعمال غائب و پوشیدہ ہیں شاہ نے کہا کہ حق نے بدلے بد پوشیدہ رکھے ہیں لیکن عام سے نہ کہ خاص سے آگے مثال ہے کہ اگر میں دام میں پھانسوں ایک امیر کو کب امیروں کو خبر ہو سوائے وزیر کے یعنی وزیر کہ خاص ہے اس راز سے خبردار ہوا اور امیران عام کو نہ ہو باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

۳ حق نے الخ یہ شعر حق نے مجھے بدلے دکھائے ہیں صورت اعمال سے صدہا تو بتادے تاکہ میں بالکل جان لوں کہ کب ، ماہ کو ابر چھپاتے غلام نے کہا کہ میرے سوال سے کیا مقصد تو جانتا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا یعنی اے بادشاہ جیسے تو بیٹے صورت اعمال کے جانتا ہے کہ چور کے واسطے سنگساری ہے پس ایسے ہی بدلے حق کے ہیں کہ تو جانتا ہے مجھ سے پھر کیوں پوچھتا ہے شاہ نے کہا کہ حکمت اظہار جہان میں حق نے جو کہ جانی عیان ہوتی ہے اور جو کچھ کہ جانتا ہے جب تک پیدا نہیں کیا گنج و در د عالم پر نہیں رکھا آگے مثال ہے جیسے درد پیکار اک دم نہیں رہ سکے جب تک نیکی و بدی تجھ سے نہ اٹھے یہ تقاضا کام کا ہے اس واسطے کہ ہو کل ہوسے تا بعید تیر اُکھلے پس یہ گلابہ تن کب ساکن رہے جبکہ دل کی کشش اسے کھینچے پھرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تو نشانے دہ کہ من دانم تمام / ماہ را بر من نمی پوشد غمام
گفت پس از گفت من مقصود چیست / چون تو میدانی کہ آنچہ بود چیست
گفت شہ حکمت در اظہار جہان / آنکہ دانستہ برون آید عیان
آنچہ میدانست تا پیدا نہ کرد / بر جہان ننہاد رنج طلق و درد
یک زمان بیکار نتوانی نشست / تا بدی یا نیکی از تو بر نجست
این تقاضاہاے کار از بہر آن / شد موکل تا شود سرت عیان
پس کلابہ تن کجا ساکن شود / چون سر رشتہ ضمیرش میکشد
تاسۂ تو شد نشان آن کشش / بر تو بیکاری بود چون جان کنش
این جہان و آن جہان زاید ابد / ہر سبب مادر اثر از وے ولد
چون اثر زائید آن ہم شد سبب / تا بزاید زو اثرہاے عجب
این سببہا نسل بر نسل ست لیک / دیدۂ باید منور نیک نیک
شاہ با او در سخن اینجا رسید / یا بدید از وے نشانے یا ندید
گر بدید آن شاہ جویا دور نیست / لیک ما را ذکر آن دستور نیست

تو بتادے کہ میں جانوں تمام / کب چھپادے ابر مہ کو اے غلام
بولا میرے قول سے مقصد ہی کیا / جانتا ہے تو کہ وہ جو کچھ بھی تھا
بولا شہ حکمت با اظہار جہان / اُس سے جو جانی وہ آتی ہی عیان
جانے جو کچھ تا نہیں پیدا کیا / نے جہان پر رنج دردزہ رکھا
تو نہیں بیکار اک دم رہ سکے / تا نہیں نیکی بدی تجھ سے اُٹھے
یہ تقاضا کام کا ہے اس لیے / ہو موکل بھید تیرا تا کھلے
بس یہ کیچڑ تن کی کب ساکن رہے / جو کشش دل کی اُسے کھینچے ہے
بیقراری[ل] اُس کشش کی ہی نشان / جان کنی ہو تجھ پہ بیکاری یہان
یہ جہان اور وہ جہان پیدا اگر / ہر سبب ماں اور اثر اُسکا پسر
جو اثر پیدا ہوا وہ بھی سبب / تا اثر پیدا ہو پھر اس سے عجب
یہ سبب ہیں نسل در نسل کے / آنکھ روشن چاہیے اسکے لیے
شاہ نے باتیں یہانتک اُس سے کیں / یا نشان اُس سے ملا یا کہ نہیں
گر ملا شہ کو تو کیا کچھ دور ہے / پر نہیں کہنا مرا دستور ہے

بازپرسیدن شاہ حال از غلام دیگر

پھر پوچھنا بادشاہ کا حال غلام دوسرے سے

چون ز گرمابہ بیامد آن غلام / سوے خویشش خواند آن شاہ ہمام
گفت صحا لک نعیم دائم / پس لطیفی و ظریف و خوبرو
پس سوے کار دگر شاد آن دگر / تا ازین دیگر شود او با خبر
پیش خود بنشاندش بہر لطف و کرم / بعد ازان گفت اے چو ماہ اندر ظلم

جب[۵] غلام آیا وہ پھر حمام سے / اپنے پاس اُسکو بلایا شاہ نے
بولا صحت تجھکو نعمت دائمی / تو لطیف اور ہے ظریف اور ہے پری
دوسرے کو بھیجا پھر اک کام کو / باخبر اُس دوسرے سے تا کہ ہو
پھر بٹھایا آگے اپنے لطف سے / بولا مثل ماہ تو ظلمت میں ہے

ل بیقراری الخ یہ شعر اسی کشش سے بیان جانکنی ہو وے یہ جہان اور وہ جہان پیدا ہے مگر ہر ایک سبب ماں ہے اور اُسکا اثر پسر ہے جو اثر کہ پیدا ہوا وہ بھی سبب ہے تا پھر اثر پیدا ہوا وہ بھی سبب ہے تا پھر اثر اس سے پیدا ہو یہ سبب ہے نسل در نسل ہیں لیکن آنکھ روشن اُسکے لیے چاہیے یہانتک اس سے باتیں کیں تا اس سے نشان ملا یا کہ نہ ملا اگر شاہ کو ملا تو کہا تو کچھ دور ہے ولیکن کہنا میرا دستور نہیں ہے یعنی بادشاہ نے کہا کہ حکمت آئے اظہار جہان میں جو کہ علم حق تعالیٰ میں ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب تک کہ ظاہر نہیں کرتا ہے رنج و درد جہان پر نہیں رکھتا ہے جب تک کہ نیکی و بدی تجھ سے نہیں پیدا ہوتی ہے اور یہ تقاضا اسی کا ہے پس مولانا فرماتے ہیں کہ اس حال کا نشان بادشاہ کو ملا یا نہ ملا اور اگر ملا ہے تو بیان کرنے کا میرا دستور نہیں ہے چنانچہ آگے حال دوسرے غلام کا ہے فافہم ۱۲ ۵ جب غلام الخ اشعر جب وہ غلام پھر آیا حمام سے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ صحت تیرے واسطے نعمت ہے ہمیشہ تو لطیف اور ظریف اور خوبرو ہے دوسرے غلام کو بھیجا پھر ایک کام کو تا کہ اُس دوسرے سے خبردار ہو پھر اپنے آگے لطف سے بٹھایا اور کہا کہ تو ظلمت میں مانند ماہ کے ہے تو ماہ وجہ و مشکبو نیکخو ہے اے افسوس جو تو ایسا نہ ہوتا جیسے وہ تیرا حال کہتا ہے جو تجھ کو دیکھتا خوش ہوتا اور تیری قیمت عالم سے سوا ہوتی غلام نے کہا کہ اے شاہ کچھ تو بھید کہہ مجھ کو وہ تیرا کیا کہتا ہے شاہ نے کہا وہ تیری دو روئی بیان کرتا ہے کہ تو ظاہر میں دوا ہے اور باطن میں دردمند گوئی یار کی بادشاہ سے سنی آتش غضب اسکی بھڑکی وہ غلام جھاگ لایا اور خفا ہوا اسکی ہجو کرنے لگا باقی حال اسکا آگے بیان کیا ہے فافہم ۱۲

ماہروے وحید موے مشکبو ‌ ‌ نیک خو و نیک خود و نیک خو
اے دریغا گر نبودے در تو آن ‌ ‌ کہ ہمی گوید برائے تو فلان
شاد گشتے ہر کہ رویت دیدنی ‌ ‌ دیدنت ملک جہان ارزیدنی
گفت رمزے را بگو اے بادشاہ ‌ ‌ کز برائے من چہ گفت آن دین پناہ
گفت اول وصف در مدحت کرد ‌ ‌ کاشکارا تو دوائی خفیہ درد
خبث یارش را چو از شہ گوش کرد ‌ ‌ در زمان دریائے خشمش جوش کرد
کف برآورد آن غلام و سرخ گشت ‌ ‌ تا کہ موج ہجو او از حد گذشت
کو ز اول دم کہ با من یار بود ‌ ‌ ہمچو سگ در قحط سرگین خوار بود
چون دما دم کرد ہجوش چون جرس ‌ ‌ دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس
گفت دانستم ترا از وے بدان ‌ ‌ از تو جان گندہ ست و از یارت دہان
پس نشین اے گندہ جان از دور تو ‌ ‌ تا امیر او باشد و مامور تو
بہر این گفتند اکابر در جہان ‌ ‌ راحۃ الانسان فی حفظ اللسان
در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا ‌ ‌ ہمچو سبزہ گولخن دان اے کیا
پس یقین دان صورت خوب و نکو ‌ ‌ با خصال بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر ‌ ‌ چون بود خلقش نکو در پاش میر
چند بازی عشق با نقش سبو ‌ ‌ بگذر از نقش سبو آب جو
چند باشی عاشق صورت بگو ‌ ‌ طالب معنی شو و معنے بجو
صورت ظاہر فنا گردد بدان ‌ ‌ عالم معنی بماند جاودان
صورتش دیدی ز معنے غافلی ‌ ‌ از صدف در را گزین گر عاقلی
این صدفہائے قوالب در جہان ‌ ‌ گرچہ جملہ زندہ اند از بحر جان

تو ہے مہرو جعد مو اور مشکبو ‌ ‌ نیک خو اور نیکجو اور نیک خو
اے دریغا گر نہ ہوتا ویسا تو ‌ ‌ جیسے وہ کہتا ہے تیرے حال کو
شاد ہوتا جو کہ تجھ کو دیکھتا ‌ ‌ تیری قیمت ہوتی عالم سے سوا
بولا کچھ تو بات کہہ اے بادشاہ ‌ ‌ تجکو کیا کہتا ہے بس وہ دین پناہ
بولا دو روئی تری کہتا تھا مرد ‌ ‌ کہ دوا ظاہر ہے تو باطن میں درد
جو سنی بدگوئی شہ سے یار کی ‌ ‌ آتش غصہ بھڑک اسکے اٹھی
جھاگ لایا وہ غلام اور سرخ تھا ‌ ‌ ہجو بیحد اسکی بس کرنے لگا
روز اول سے کہ میرا یار تھا ‌ ‌ قحط میں جون سگ وہ چرکین خوار تھا
ہجو اسکی کی بہت مثل جرس ‌ ‌ ہاتھ منھ پر رکھ کہا شہ نے کہ بس
بولا پہچانا تجھے اس سے عیان ‌ ‌ تیری جان گندی ہے اور اسکا دہان
پیچھے بیٹھ اے گندہ جان اور دور تو ‌ ‌ تاکہ میر اب وہ ہو اور مامور تو
کہہ گئے ہیں سب بزرگان جہان ‌ ‌ عیش میں وہ ہے کہ جو روکے زبان
ہے خبر میں یون کہ تسبیح ریا ‌ ‌ مثل سبزہ ہے کہ گھورے پر اگا
کر یقین کہ صورت خوب و نکو ‌ ‌ ساتھ بد خصلت کے نالائق ہے وہ
گر ہو بدصورت وہ اور ہو زشت رو ‌ ‌ نیک خلق اسکا ہو کر یار اس تو
عاشق نقش سبو کب تک ہو تو ‌ ‌ ڈھونڈھ پانی چھوڑ تو نقش سبو
کب تلک تو عاشق صورت رہے ‌ ‌ طالب معنی ہو اور معنی کو لے
ظاہری صورت فنا ہو بیگمان ‌ ‌ عالم معنی رہے ہاں جاودان
دیکھی صورت غافل معنی ہے تو ‌ ‌ لے صدف سے در اگر عاقل ہے تو
یہ صدف قالب ہوا عالم میں ہے ‌ ‌ گرچہ سب زندہ ہیں جان کے واسطے

ه روز اول الخ شعر روز اول سے کہ میرا یار تھا قحط میں مانند سگ کے چرکین خوار تھا ہجو اسکی کی مانند جرس کے تو شاہ نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بس اور شاہ نے کہا تجھ کو پہچانا اس سے ظاہر ہے کہ تیری جان گندی ہے اور اسکا دہن اے گندہ جان تو پیچھے بیٹھ اور دور رہ تاکہ وہ امیر ہو اور تو مامور ہو آگے حقائق اسکے ہیں کہ سب بزرگان زمانہ کے کہہ گئے ہیں ترجمہ راحت انسان کی زبان کی حفاظت میں ہے حدیث میں آیا ہے کہ تسبیح ریا کی مثل اس سبزہ کے ہے کہ جو گھورے پر اگا ہو باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ه کر یقین الخ شعر یقین کر کہ صورت خوب و نیک ساتھ خصلت بد کے کچھ لائق نہیں ہے اگر وہ بدصورت و زشت رو ہو مگر نیک خو ہو تو اسکا یار تو ہو عاشق نقش کب تک تو ہو گا پانی ڈھونڈھ نقش سبو کو چھوڑ کب تک تو عاشق صورت رہے گا طالب معنی کا ہو اور معنی حاصل کر صورت ظاہری فنا ہو گی بیگمان عالم معنی ہمیشہ رہے گا تو صورت دیکھتا ہے اور باطن سے غافل ہے صدف سے گوہر کو لے اگر تو عاقل ہے یہ قالب میں صدف ہو لے ہے اگرچہ سب زندہ جانی کے لیے ہیں یعنے صورت پرستی تو چھوڑ اور معنی کو حاصل کر کیونکہ بہتر ہے اس صورت سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ

لیک اندر ہر صدف نبود گہر	چشم بگشا در دل ہر یک نگر	ہر صدف گوہر سے پر ہوتے نہین	آنکھ کھول اور دیکھ دل مین ہر کہین
کان چہ دارد وین چہ دارد می‌گزین	زانکہ کمیاب است آن در ثمین	کیا رکھے یہ اور وہ کر تو طلب	کیونکہ ہے کمیاب یہ گوہر عجب
گر بصورت بنگری کوہی بشکل	در بزرگی ہست صد چندان ز لعل	کوہ گر صورت مین ہوتا ہی بڑا	لعل اُس سے مرتبہ مین سوگنا
ہم بصورت دست و پا و جسم تو	ہست صد چندانکہ نقش چشم تو	دست و پا و جسم صورت مین رکھے	برتری سو حصہ نقش چشم سے
لیک پوشیدہ نباشد بر تو این	کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزین	پر نہین پوشیدہ تجھ پر یہ رہے	آنکھ کل اعضا سے بس عظمت رکھے
از یک اندیشہ کہ آید در درون	صد جہان گردد بیکدم سرنگون	ایک اندیشہ کہ آئے اندرون	سو جہان ہون ایکدم مین سرنگون
جسم سلطان گر بصورت یک بود	صد ہزاران لشکرش در رنگ بود	جسم سلطان ایک گر صورت مین ہے	سیکڑون لشکر کو چکر مین رکھے
باز شکل و صورت شاہ صفی	ہست محکوم یکے فکر خفی	پھر وہ صورت اور شکل اس شاہ کی	فکر مخفی کی ہے محکوم اے اخی
خلق بے پایان ز یک اندیشہ بین	گشتہ چون سیلے روانی بر زمین	ایک اندیشہ سے کل خلق جہان	مثل سیلاب زمین پر ہے روان
ہست آن اندیشہ پیش خلق خرد	لیک چون سیلے جہان را خورد و برد	خلق کے آگے ہے اندیشہ قلیل	پر کرے جون سیل عالم کو ذلیل
خلق عالم چونکہ مر است حق شبان	میبد اندر جملہ را روز و شبان	خلق جون گلہ ہے چرواہا خدا	رات دن دوڑائے سب کو جابجا
پس چو می بینی کہ از اندیشۂ	قائم است اندر جہان ہر پیشۂ	دیکھتا ہی تو کہ اندیشہ سے سب	پیشے قائم ہین جہان مین روز و شب
خانہ ہا و قصرہا و شہرہا	کوہ ہا و دشتہا و نہرہا	اور خانہ اور مکان اور شہر سب	اور جنگل اور پہاڑ اور نہر سب
ہم زمین و بحر و ہم مہر و فلک	زندہ از وے ہمچو از دریا سمک	ہم زمین و بحر و مہر و ماہ سے ہے	زندہ اس سے جیسے مچھلی بحر سے
پس چرا از ابلہی پیش تو کور	تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور	کیون ہی احمق اندھے تیرے سامنے	تن سلیمان فکر ہے جون مور کے
می نماید پیش چشمت کہ بزرگ	ہست اندیشہ چو موش تن سترگ	کوہ تیرے آنکھ مین عظمت رکھے	تن بزرگ اور فکر مثل موش ہی
عالم اندر چشم تو ہول و عظیم	ز ابر و برق و رعد داری لرز و بیم	آنکھ مین عالم ترے ہول و عظیم	برق و رعد اور ابر سے رکھے ہے بیم

سلہ ہر صدف الخ یہ شعر ہر ایک صدف گوہر سے پر نہین ہوتی ہے آنکھ کو کھول اور دیکھ ہر کہین کیا رکھتا ہے یہ اور وہ طلب کر کیونکہ گوہر معنی کمیاب ہے ہر ایک صدف تن مین آگے اس کی مثال ہے اگرچہ صورت مین کوہ بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن بزرگی مین لعل اس سے بڑا ہے دست و پا و جسم صورت مین برتری رکھتا ہے سو حصہ نقش چشم سے لیکن تجھ پر یہ پوشیدہ نہین ہے کہ آنکھ کل اعضا سے عظمت رکھتی ہے ایک اندیشہ کہ دل مین آئے سو جہان ایکدم مین سرنگون ہون جسم سلطان کا صورت مین اگرچہ ایک ہے مگر سیکڑون لشکر کو چکر مین رکھتا ہے پھر وہ صورت اُس شاہ کی ذکر مخفی کی محکوم ہے باقی حال آگے ہے فافہم

سلہ ایک اندیشہ الخ یہ شعر ایک اندیشہ سے مخلوق جہان کی مانند سیلاب کے زمین پر روان ہے مخلوق کے آگے اندیشہ قلیل ہے لیکن سیل کے مانند عالم کو ذلیل کرتا ہے مخلوق مانند گلہ کے اور حق چرواہا ہے رات دن سب کو جابجا دوڑاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ سب اندیشہ سے پیشے قائم ہین جہان مین روز و شب اور خانہ و مکان و شہر و جنگل و پہاڑ اور نہر سب و ہم زمین و بحر و ماہ زندہ اس سے ہین جیسے مچھلی دریا مین یعنی اندیشہ و فکر سے تمام عالم زندہ ہے اور تمام کام عالم کا اندیشہ سے چنانچہ اسکا راز آگے فرماتے ہین ۱۲ سلہ کیون سے الخ یہ شعر کیون احمق ہے اے اندھے کہ تیرے سامنے تن سلیمان اور فکر مانند چیونٹی کے ہے کوہ تیری آنکھ مین عظمت رکھتا ہے تن بزرگ اور فکر مانند موش کے ہے تیرے آنکھ مین عالم پر خوف و عظیم ہے لیکن برق و رعد و ابر سے دہشت رکھتا ہے اے بے ہنر جہان فکر سے تو غافل ہے مثل سنگ بے خبر کے کیونکہ تو نقش ہے اور عقل سے غافل ہے تو آدمی کب ہے بچہ خر ہے تو بالکل جہل ہے اور عقل سے نادان ہے تو بو نہین رکھتا ہے اور خدا سے دور ہے سایہ کو شخص جانتا ہے جہل سے اور شخص کو تو کھیل جانتا ہے سہل سے یعنی کون کو تو وجود حقیقی جانتا ہے اور وجود حقیقی کو تو سہل سمجھتا ہے کیونکہ کون سایہ ہے وجود نہین رکھتا ہے اپنی ذات مین بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم

در جہان فکرتے اے کم ز خر — وین و غافل چو سنگے بے خبر
زانکہ نقشے وز خرد بے بہرۂ — آدمی خو نیستی خر کرۂ
جہل محضی وز خرد بیگانۂ — بو نداری وز خدا دیوانۂ
سایہ را تو شخص می بینی ز جہل — شخص از آن شد نزد تو بازی و سہل
تک ز غیبت یک نمودار آتش است — کز لطافت چون ہوائے دلکش است
تا بچشمے در نمی بیند کثیف — آگہی نبود بصر را زان لطیف
باز افزون است ہنگام اثر — از ہزاران تیشۂ و تیغ و تبر
باش تا روزے کہ آن فکر و خیال — برکشاید بے حجابی پر و بال
کوہہا بینی شدہ چون پشم نرم — نیست گشتہ این زمین سرد و گرم
نے سما بینی نہ اختر نے وجود — جز خدائے واحد حی و دود
یک فسانہ راست آید یا دروغ — تا دہد مر راستیہا را فروغ

اور جہان فکر سے اے بے ہنر — تو ہے غافل مثل سنگ بے خبر
کیونکہ تو ہے نقش و غافل عقل سے — آدمی کب ہے تو بچہ خر کا ہے
تو جہل ہے اور نادان عقل سے — بو نہین رکھتا خدا سے دور ہی
سایہ کو تو شخص جانے جہل سے — شخص کو تو کھیل جانے سہل سے
غیب سے یہ اک نمودار آگ ہے — جون ہوا فرحت لطافت سے رکھے
آنکھ سے جبتک نہ خارج ہو کثیف — کب دکھائی دے بصر کو وہ لطیف
پھر زیادہ ہے یہ ہنگام اثر — سیکڑون تیغ و تبر سے تیز تر
ٹھہر تو اک روز وہ فکر و خیال — بے حجابی سے جو کھولے پر و بال
کوہ کو دیکھے مثال اک بال کے — نیست ہو جاوے زمین اس حال سے
نے فلک دیکھے نہ اختر نے وجود — بس سوا اک واحد حی و دود
اک حکایت راست آئے یا دروغ — راستی کو اس سے ہووے تا فروغ

حسد بردن حشم بر آن بندۂ خاص

حسد کرنا ملازمونکا اوپر اس بندۂ خاص کے

بادشاہے بندۂ را از کرم — برگزیدہ بود از جملہ حشم
جامگے او وظیفہ چل امیر — دہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر
از کمال طالع و اقبال و بخت — او ایازے بود و شہ محمود وقت

اک غلام اک شہ نے از راہ کرم — سب غلامون سے کیا مقبول ہم
اسکو ملتا تھا وظیفہ چل امیر — عشر قدر اسکی نہ رکھتے سو وزیر
پس کمال اقبال سے وہ اہل ناز — شاہ تھا محمود وقت اور وہ ایاز

سلہ غیب سے الخ یعنی شعر غیب سے یہ اندیشہ ایک آتش نمودار ہے اور مانند ہوا کے لطافت و فرحت رکھتا ہے جب تک آنکھ سے کثافت نہ دور ہو کب دکھائی دے بصر کو وہ لطافت اندیشہ کی پھر یہ ہنگام اثر کی زیادہ ہے صدہا تیغ و تبر سے تیزی مین تو ٹھہر ایک روز وہ فکر و خیال سے بے حجاب ہونے سے جو کھولے پر و بال تو کوہ کو دیکھے مثل ایک بال کے نیست ہو جاوے زمین اس حال سے نہ فلک نہ اختر نہ وجود تجھ کو نظر آئے بس سوا ایک واحد و دود کے یعنے تو اشیاے دنیا کو بڑا جانتا ہے اور فکر اور اندیشہ کو ایک شے قلیل جانتا ہے بسبب جہل و بے عقلی کے اگر ایک دن یہ فکر و خیال منکشف ہوا تو یہ زمین و آسمان وغیرہ اشیاے جہان سب نیست ہو جاوینگے اور سواے ذات مقدس کے تجھ کو کچھ دکھائی نہ دیگا ایک آیت اسکو اللفوق مع تخیل کہتے ہین الست آئے یا دروغ آسے مگر راستی کو اس سے فروغ ہووے یعنے ایک حکایت مین اس کی مثال مین کہتا ہون کہ تا راستی کو اس سے رونق ہووے چنانچہ وہ حکایت آگے بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک غلام الخ شعر ایک بادشاہ نے ایک غلام کو از راہ کرم کے سب غلامون سے زیادہ مقبول کیا اس کو تنخواہ ملتی تھی چالیس امیرون کی دسوان اس کی قدر کا سو وزیر نہ رکھتے تھے پس کمال اقبال و ناز سے بادشاہ محمود وقت اور وہ ایاز تھا یعنے بظاہر وہ بادشاہ و غلام محمود و ایاز وقت کا تھا لیکن ناظرین کو لازم ہے کہ یہ ضمن مین مراد خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ محمود سے مراد خدا اور ایاز سے مراد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جانین کہ مولانا اس پیرایہ مین نعت حضرت رسول مقبول سرور عالم شفیع اعظم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین آگے بیان اس کے حقائق مین فافہم ۱۲۔

روح او با روح شہ در اصل خویش ‖ پیش ازین تن بودہ ہم پیوند خویش
کار آن دارد کہ پیش از تن بدست ‖ بگذر از اینہا کہ نو حادث شدست
چشم عارف راست گوئی احول است ‖ چشم او بر کشتہاے اول است
آنچہ گندم کاشتندش وانچہ جو ‖ چشم او آنجاست روز و شب گرو
آنچہ آبستست شب جز آن نزاد ‖ حیلہا و مکرہا بادست باد
کے شود خوش دل ازین حیلہاے کش ‖ آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
او درون دام دامے می نہد ‖ جان تو نے زان جہد نے زین جہد
گر بروید ور بریزد صد گیاہ ‖ عاقبت بر روید آن کشت الہ
کشت نو کارید بر کشت نخست ‖ این دوم فانی ست و آن اول درست
تخم اول کامل و بگزیدہ است ‖ تخم ثانی فاسد و پوسیدہ است
افگن این تدبیر خود را پیش دوست ‖ گرچہ تدبیرت ہم از تدبیر اوست
کار آن دارد کہ حق افراشت ست ‖ آخر آن روید کہ اول کاشت ست
ہرچہ کارے از براے او بکار ‖ چون اسیر دوستی اے دوستدار
گرد نفس و دزد کار او مپیچ ‖ ہرچہ آن کار حق ہیچ است ہیچ
پیش از آنکہ روز دین پیدا شود ‖ پیش مالک دزد دین رسوا شود
رخت دزدیدہ بتدبیر و فنش ‖ ماندہ وزدادری بر گردنش

روح[۱] اسکی روح شہ سے اصل میں ‖ تن سے پہلے شرکت باہم رکھیں
کام وہ ہی جو کہ پہلے تن سے ہی ‖ چھوڑدے انکو کہ یہ حادث ہوئے
چشم عارف راست ہے احول نہیں ‖ چشم رکھتا ہے بکشت اولین
بوئے گندم یا کہ جو جو کچھ کہ ہے ‖ رات دن ہے آنکھ اسکی اس جگھے
حاملہ شب جو کہ ہے وہ ہے جنے ‖ مکر او حیلہ یہ سب برباد ہے
حیلہ انگیزی سے خوشدل ہو کب ‖ دیکھے حیلہ حق کو اسکے سر پہ جب
دام کے اندر وہ رکھتا دام ہے ‖ تیری جان اس سے نہ اور اس سے بچے
گر[۲] اگے سو بار گھانس اور یا گرے ‖ حق کی کھیتی عاقبت اس پر اگے
کھیت بویا تونے پہلے کھیت پہ ‖ دوسرا ہووے فنا پہلا اگے
تخم پہلا کامل اور مقبول ہے ‖ تخم ثانی فاسد اور مجہول ہے
چھوڑدے تدبیر اپنی یار پہ ‖ تیری تدبیر اسکی سب تدبیر ہے
کام وہ ہے جو خدا پورا کرے ‖ بویا جو اول وہ ہی آخر اگے
بوے جو کچھ واسطے اسکے تو بو ‖ یار کا پابند ہے گر اسے تجھ
کار نفسانی کے پاس اب تو نہ جا ‖ جو نہ حق کا کام ہے وہ ہی برا
اس[۳] سے پہلے کہ قیامت کا ہو روز ‖ پیش حق رسوا ہو دزد دین سوز
مال چوری کا جو ہو تدبیر سے ‖ حشر کو وہ اسکی گردن پر رہے

سلہ روح اس کی الخ شعر اصل مین روح بادشاہ ہے بدن سے پہلے شرکت باہم رکھتی تھی کام وہ بہتر ہے کہ جو پہلے بدن سے ان کو چھوڑدے کہ یہ حادث ہوئے ہین چشم عارف کی راست بین ہے احول نہین کہ نگاہ رکھتا ہے گندم یا جو جو کچھ کہ بوے رات دن آنکھ اُس کی اُس جگہ ہے رات حاملہ جس سے ہے وہ جنتی ہے یہ مکر و حیلہ سب برباد ہے وہ خداوند حیلہ انگیزی سے خوشدل کب ہووے دیکھے حیلہ حق کا جب اُس کے سر پر دیکھے دام کے اندر وہ حیلہ گر دام حق کا رکھتا ہے تیری جان اس سے نہ اور اس سے بچے گی یعنی روح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح حق سے جسم سے پہلے مشترک تھی چشم عارف کی کہ راست بین ہے جسم کی دوئی کو نہین دیکھتی ہے نظر اسی روح مشترکہ پر اب تک رکھتی ہے چنانچہ مولانا اس پیش بینی نظر عارف کا حال آگے مثالون مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ گر اگے الخ شعر اگر سو بار گھانس اس پر پڑے یا گرے آخر کار حق کی کھیتی اُگے گی تونے کھیت بویا پہلے کھیت پر دوسرا کھیت فنا ہووے اور اول اگے کیونکہ پہلا تخم کامل و مقبول ہے اور دوسرا تخم فاسد و مجہول ہے یعنے وہ دام دوسرا ہے پس تیرا دام فنا ہوگا اور حق کا دام باقی رہے گا اور اس کا عمل جاری ہوگا پس چھوڑ دے اپنی تدبیر یار پر کہ تیری تدبیر سب اس کی تدبیر ہے یعنے ارادہ اللہ کا غالب ہے کام وہ ہے کہ جو خدا پورا کرے جو کہ اول بویا ہے وہ آخر اُگے گا تو جو کچھ بوتا ہے اس کے واسطے بو کیونکہ مرد یار کا پابند ہے تو کار نفسانی کے پاس اب نہ جا جو حق کا کام نہین ہے وہ بدتر ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس سے پہلے الخ شعر قیامت کے روز سے پہلے دین کا چور رسوا ہوگا جو مال چوری کا تدبیر سے ہوگا حشر کو وہ اس کی گردن پر رہے گا اگر سیکڑون عقلین جمع کرین اور اس کے دام کے سوا ایک دام وہ رکھین اور اپنے دام کو وہ مضبوط پائین پس کب گھانس کو ہوا کی طاقت ہووے اگر تجھ کو یقین نہین ہے قرآن مین دیکھ کہ حق تعالے فرماتا ہے ترجمہ اللہ بڑا حیلہ کرنے والا ہے یعنی حیلہ اللہ کا سب پر غالب ہے پس حق کے مقابل مین حیلہ نہ کرنا چاہیے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ –

صد ہزاران عقل باہم بر جہند | تا بغیر دام او دامے نہند
دام خود را سخت تر یابند و بس | کے نماید قوتے با باد خس
ور نداری باور از من وبہ بین | در بنی واللہ خیر الماکرین
اگر تو گوئی فائدہ ہستی چہ بود | در سوالت فائدہ ہست ای عنود
گر ندارد این سوالت فائدہ | چہ شنوم این را عبث بیفائدہ
ور سوالت فائدہ دارد یقین | پس جہان بیفائدہ نبود بہ بین
ور سوالت را بسے فائدہ ہاست | پس جہان بیفائدہ آخر چراست
در جہان از یکجہت بیفائدہ است | از جہات دیگر پر فائدہ است
فائدہ تو گر مرا فائدہ نیست | مر ترا چون فائدہ است از وے بایست
فائدہ تو گر مرا نبود مفید | چون ترا شد فائدہ گیر اے مرید
در منم زان فائدہ محر ابن محر | مر ترا چون فائدہ است از وے ممیر
حسن یوسفؑ عالمے را فائدہ | گرچہ بر اخوان عبث بُد زائدہ
لحن داؤدی چنان محبوب بود | لیک بر محروم بانگ چوب بود
آب نیل از آب حیوان بُد فزون | لیک بر قبطی منکر بود خون
ہست بر مومن شہیدی زندگی | بر منافق مردن است و ژندگی
چیست در عالم بگو یک نعمتے | کہ نہ محروم اند ازوے امتے
گاؤ خر را فائدہ چہ از شکر | ہست ہر جان را یکے قوتے دگر
لیک گر آن قوت بر وے عارضی | پس نصیحت کردن او را رائضی

سیکڑوں عقلیں اگر باہم ملیں | اور سوا دام اسکے اک دام اور کہیں
دام کو مضبوط پائیں اپنے وہ | کب ہوئی تنکے طاقت گھاس کو
دیکھ قرآن میں اگر باور نہیں | ہے کہا واللہ خیر الماکرین
فائدہ ہستی سے کیا گر تو کہے | فائدہ کچھ تو ہے اونہیں ترے
گر سوال اب نہ رکھے تو فائدہ | کسلیئے اسکو سنوں بیفائدہ
فائدہ گر یہ سوال آخر رکھے | پس جہان بیفائدہ کیونکر رہے
گر سوال اب فائدہ از بس رکھے | ہے جہان بیفائدہ کسواسطے
اک جہت سے ہے جہان بیفائدہ | اور جہتوں سے رکھے ہے فائدہ
فائدہ تجکو اگر نے مجھ کو ہو | تجکو گر ہو فائدہ قائم رہو
فائدہ تیرا نہ مجکو ہو مفید | تجکو گر ہو فائدہ لے ای مرید
فائدہ سے گر میں آزاد اب ہوا | گر ہو تجکو فائدہ مت ہو جدا
حسن یوسفؑ سے جہان کو فائدہ | بھائیوں پر بس ہوا تھا ناروا
لحن داؤدی تو بس محبوب تھا | پر وہ محروموں پہ بانگ چوب تھا
آب حیوان سے فزون تھا نیل کا | قبطی منکر کو لیکن خون تھا
ہے شہادت مومنوں پر زندگی | اور منافق پر ہے موت و مردگی
کون سی عالم میں نعمت ہے کہو | کہ نہ محروم اس سے ہو امت ایک
گاؤ خر کو فائدہ شکر سے کیا | قوت ہر اک جان کا بس ہے جدا
لیک وہ قوت اسپہ گر ہے عارضی | بند کرنا اسکو ہے چابک گری

سلہ فائدہ ہستی الخ۔ شعر اگر تو کہے کہ فائدہ ہستی سے کیا ہے تو تیرے سوال کرنے میں کچھ فائدہ ہے اگرچہ سوال اب فائدہ نہیں رکھتا ہے تو میں کس لیے اس کو سنوں بے فائدہ اگر یہ سوال آخر یہ فائدہ رکھتا ہے پس جہان بے فائدہ کس واسطے ہے ایک جہت سے اور اگر تجھ کو فائدہ نہیں ہے تو مجھ کو ہو اگر تجھ کو فائدہ ہے قائم رہ وہ تیرا فائدہ مجھ کو مفید نہ ہو اور اگر تجھ کو فائدہ ہو وے لے اسے مرید اگر میں فائدہ سے اب آزاد ہوا اگر تجھ کو فائدہ ہو مت جدا ہو آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ حسن یوسف الخ۔ شعر یوسفؑ کے حسن سے جہان کو فائدہ ہے بھائیوں پر بس ناروا تھا لحن داؤدی سب کو محبوب تھا ولیکن محروموں پر بانگ چوب تھا آب نیل کا آب حیوان سے افزون تھا ولیکن قبطی منکر کو خون تھا شہادت مومنین پر زندگی ہے لیکن منافق پر موت و مرگ ہے تم کہو کون سی عالم میں نعمت ہے کہ اس سے محروم اک امت نہ ہوئے گاؤ خر کو شکر سے کیا فائدہ غذا ہر ایک جان کی جدا ہے ولیکن وہ غذا اگرچہ اس پہ عارضی ہے نصیحت اس کو کرنا چابک گری ہے یعنے ایک شے ہے کہ ایک شے کو نفع دیتی ہے دوسرے کو ضرر پہونچاتی ہے جیسے شکر گاؤ خر کو ضرر پہونچاتی ہے لیکن نصیحت کرنا اس کو آراستگی ہے کہ وہ غذا موجب ضرر نہ ہو چنانچہ اس کی مثال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

چون کسی کو از مرض گل داشت دوست / گرچہ پندارد کہ آن خود قوت اوست
قوت اصلی را فراموش کردہ است / روی در قوت مرض آوردہ است
قوت اصلی بشر نور خداست / قوت حیوانی مر او را ناسزاست
لیک از علت درین افتاد دل / کہ خورد او روز و شب زین آب و گل
روی زرد و پای سست و دل سبک / کو غذای والسماء ذات الحبک
آن غذای خاصگان دولت است / خوردن آن بی گلو و آلت است
شد غذای آفتاب از نور عرش / مر حسود و دیو را از دود فرش
در شہیدان یرزقون فرمودہ حق / آن غذا را نہ دہان بد نہ طبق
دل ز ہر یاری غذائی میخورد / دل ز ہر علمی صفائی می برد
صورت ہر آدمی چون کاسہ ایست / چشم از معنی او حساسہ ایست
از لقای ہر کسی چیزی خوری / وز قران ہر قرین چیزی بری
چون ستارہ با ستارہ شد قرین / لائق ہر دو اثر زاید یقین
از قران مرد و زن زاید بشر / وز قران سنگ و آہن ہم شرر
وز قران خاک با باران ہا / میوہ ہا و سبزہ و ریحانہا
وز قران سبزہ ہا با آدمی / دل خوشی و بی غمی و خرمی
نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است / قوت علت ہمچو چوبش کردہ است
وز قران خرمی با جان ما / می بزاید خوبی و احسانہا
قابل خوردن شود اجسام ما / چون برآید از تفرج کام ما

جیسے[1] مٹی کھائے مرضون مین کوئی / گرچہ جانے کہ خورش ہی وہ مری
قوت اصلی کو وہ اپنے بھول کر / رکھتا ہی قوت مرض پیش نظر
نور حق ہے قوت اصلی بشر / قوت حیوانی کرے اُس کو ضرر
پر مرض سے یہ ہوا مرغوب دل / کہ وہ کھاتا رات دن ہی آب و گل
زرد رو اور سست پا اور دل سبک / ہی کہان قوت سما ذات الحبک
وہ غذا[2] کہ خاصگان حق کی ہے / بے گلو آ کے کھاتے ہین اسے
ہے غذائے شمس نور عرش سے / اور شیطان کے دھوان ہی فرش سے
یرزقون حق شہیدون کو کہے / اُس غذا کو کچھ نہ حاجت منہ کی ہے
دل غذا پاتا ہی ہر اک یار سے / دل صفا ہر علم سے بس پاتا ہے
صورت انسان ہی مثل اک جام کے / چشم معنی اسکی سے بس حس کرے
تو لقائے ہر کسی سے لے غذا / قرب سے لے ہر قرین کی غذا
جو ستارہ[3] ہو ستارے کے قریب / ہو اثر دونون کے لائق اے حبیب
قرب مرد و زن سے پیدا ہو بسر / قرب سنگ آہن سے پیدا ہو شرر
قرب باران خاک سے پیدا ہوا / میوہ اور ریحان و گل اور سبزہ ہا
قرب سبزے کرے جو آدمی / ہو خوشی اور بے غمی اور خرمی
کھانا اپنا چھوڑ کھایا زہر خوب / کر دیا قوت مرض نے مثل چوب
خرمی کو قرب ہو جو جان سے / خوبی و احسان وہ پیدا کرے
جسم قابل ہووے کھانے کے مرا / کیون نہ ہووے کام فرحت سے مرا

[1] جیسے مٹی الخ شعر جیسے کوئی شخص مٹی کھلائے مرضون مین وہ اگرچہ جانے کہ میری خورش ہے غذا اسے اصلی کو وہ اپنی بھول کر غذا اے مرض پیش نظر رکھتا ہے غذا اصلی بشر کی نور حق ہے اور غذا حیوانی اس کو ضرر کرے لیکن مرض سے یہ مرغوب ہوا ہے کہ وہ رات دن آب وگل کھاتا ہے اور زرد رو اور سست قدم و سبک دل ہے غذا روحی کہان ہے ترجمہ قسم ہے اس آسمان کی کہ صاحب راہ ہے یعنی کہ رسائی آسمان پر ہووے آگے بیان اس غذا کا ہے فافہم ۱۲ [2] وہ غذا الخ شعر وہ غذا کہ خاصان حق کی ہے بغیر آلہ وگلو کے منہ سے کھاتے ہین غذائے شمس کی کہ نور عرش سے ہے اور غذا شیطان کی دھوین فرش سے یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ یعنی رزق دیے جاتے ہین اور خوش ہین اُس چیز سے کہ دی گئی ہے حق شہیدون کو کہتا ہے اس غذا کو کچھ دہن کی حاجت نہین ہے آگے حقائق ہین اور حسن پرستی کا بیان ہے دل غذا پاتا ہے ہر ایک یار سے اور دل صفائی پاتا ہے ہر ایک علم سے صورت انسان کی مثل ایک جام کے ہے اور اُسکے معنی سے چشم حس کرتی ہے تو ہر کسی کی لقا سے غذا لے اور ہر قریبون کے قرب سے غذا یعنی صورت انسان کی مثل پیالہ پر طعام کے ہے کہ ذات بجمیع اسماء و صفات انسان کی تربیت چشم دل عارف اہل حس کی لقا سے اور قریبون کی صحبت سے وہ غذا پاتی ہے چنانچہ اس غذا کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] جو ستارہ الخ شعر جو ستارہ قریب ستارہ کے ہو اثر دونون کے لائق پیدا ہو قرب مرد و زن سے بسر پیدا ہو اور قرب سنگ و آہن سے شرر پیدا ہو قرب خاک و باران سے میوہ و ریحان و گل و سبزہ آگے خوشی و خرمی و بیغمی ہو جان سے جو قرب خرمی کو ہو خوبی احسان وہ پیدا کرے جسم میرا قابل کھانے کے ہووے کیونکہ میرا کام فرحت سے ہووے یعنے اس غذائے روحی کے حصول سے عارف کو فرحت ہوتی ہے سبب وہ فرحت موجب کشود کاری ہے چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

سرخروئی از قران خون بود	خون زخورشید خوشی گلگون بود	سرخرو ہو قرب سے[1] خون کے تکو	خون خورشید خوشی سے سرخ ہو
بہترین رنگہا سرخی بود	دل زخورشید است از وے میرسد	سرخ رنگت بہترین رنگ ہے	پہونچتی ہے جو کہ وہ خورشید سے
ہر زمینے کو قرین شد با زحل	شورہ گشت کشت را نبود محل	جس زمین میں قرب ہوئے زحل سے	شورہ ہوئے اور نہیں کھیتی اُگے
قوت اندر فعل آید ز اتفاق	چون قران دیو با اہل نفاق	قوت آئے فعل میں با اتفاق	قرب شیطان جیسے با اہل نفاق
این معانی راست از چرخ نہم	بے ہمہ طاق وطرم طاق طرم	اس معانی کو نوین افلاک سے	کروفر بے کروفر کے پہونچے ہیں
خلق را طاق وطرم عاریتے است	امر را طاق وطرم ماہیتے است	خلق میں یہ کروفر ہے عاریت	امر حق کو کروفر ہے ماہیت
از پے طاق وطرم خواری کشند	بر امید عز در خواری خوش اند	کروفر کے واسطے بس خوار ہیں	طمع عزت کیلیے خواری رکھیں
بر امید عز دو روزہ خدوک	گردن خود کردہ اند از غم چو دوک	ہیں[2] پریشان عز دو دن کیلیے	مثل تکلے کے ہے گردن رنج سے
چون نمی آیند اینجا کہ منم	کاندرین عز آفتاب روشنم	کیون نہیں آتے یہاں پر وہ کہ میں	روشن اک خورشید ہون اعزاز میں
مشرق خورشید برج قیرگون	آفتاب ما ز مشرق ہا برون	برج نیلا شرق ہے خورشید کا	شرقون سے شمس باہر ہے مرا
مشرق او نسبت ذرات او	نے بر آمد نے فرو شد ذات او	شرق نسبت اُسکے ذرون کے سے	نے طلوع و غروب ذات اسکی رکھے
ما کہ واپس ماندہ ذرات ویم	در دو عالم آفتاب بے فیم	ہم جو پیچھے رہ گئے ذرے ہیں	شمس کے سایہ میں ہم کونین میں
باز گرد شمس میگردم عجب	ہم ز فر شمس باشد این سبب	شمس کے ہم گرد پھرتے ہیں عجب	دبدبہ سے شمس کے ہی یہ سبب
شمس باشد بر سببہا مطلع	ہم ازو حبل سببہا منقطع	شمس ہوتا ہے سبب پر مطلع	بھی سبب کا رشتہ اس سے منقطع
صد ہزاران بار ببریدم امید	از کہ از شمس این شما باور کنید	لاکھوں بار امیدیں ہم نے چھوڑدیں	کس سے اس شمس زمان سے ہی یقین
تو مرا باور مکن کز آفتاب	صبر دارم من و یا ماہی ز آب	مت یقین کر مجکو ہے خورشید سے	صبر یا کہ آب سے مچھلی کو ہے

[1] سرخرو الخ، شعر قرب خون سے سرخرو ہو خورشید خوشی سے خون سرخ ہو بہترین رنگ سرخ رنگت ہے جو کہ وہ خورشید سے حاصل ہوتی ہے جس زمین کو زحل سے قرب ہو وے وہ شورہ ہو وے وہ کھیتی نہ اُگے اتفاق سے قوت فعل میں آئے جیسے قرب شیطان سے اہل نفاق کو اس معنی کو افلاک نہم سے بغیر کروفر کے کروفر پہونچتی ہے عالم خلق میں یہ کروفر عاریت ہے اور عالم امر میں یہ کروفر ماہیت ہے پس خوار ہیں کروفر کے واسطے اور عزت کے لیے خواری رکھتے ہیں یعنے یہ کروفر دنیا میں عارضی ہے اور معنے میں قدیمی ہے پس تو اے عارف یہ کروفر یہاں مت چاہ کہ فنا ہو گا بلکہ کروفر معنے میں حاصل کر یہ ہمیشہ تجھے حاصل ہو گا باقی حال اس کا آگے بیان کرتے ہیں فافہم ۱۲ [2] ہیں پریشان الخ و شعر دو دن کی عزت کے لیے پریشان ہیں اور گردن اس کی مثل تکلے کے ہے رنج سے آگے مقولہ عالم معنے کا ہے وہ کیون نہیں یہاں پر آتے ہیں کہ میں ایک خورشید روشن ہون اعزاز سے خورشید کا مشرق برج نیلا ہے میرا شمس باہر ہے شرقون سے شرق بہ نسبت اس کے ذرون کے معلوم ہوتا ہے ورنہ طلوع اور غروب ذات اُس کی نہیں رکھتی ہے یعنے آفتاب معنے کو طلوع اور غروب نہیں ہے مگر ہم سبب پیچھے رہنے کے ہم ذرے ہو گئے دونوں جہانوں میں شمس کے سایہ میں ہیں ہم شمس کے گرد پھرتے ہیں سبب دبدبہ شمس کے یہ سبب ہے شمس سبب پر مطلع ہوتا ہے یعنے شمس معنی سبب پر رشتہ سبب کو قطع کر کے دور ڈالتا ہے لاکھوں بار ہم نے امیدیں چھوڑ دیں کس سے اس شمس زمانہ سے تجھے یقین ہے تو یقین مت کر کہ خورشید معنے سے مجھ کو صبر ہے یا کہ آب سے مچھلی کو صبر یعنی لاکھوں بار ہم نے شمس معنے سے امیدیں چھوڑ دیں مگر صبر نہ کر سکے اور پھر رجوع کی آگے اس ناامیدی کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

ورشوم نومید نومیدی من	عین صنع آفتاب است ای حسن	جو مین ہون نومید نومیدی مری[۱]	عین صنعت شمس کی ہے اے اخی
عین صنع از نفس صانع چون برد	عین ہست از غیر ہستی چون چرد	عین صنع کھینچے کب صانع سے دست	غیر ہستی سے چرے کب عین ہست
جملہ ہستیہا ازین روضہ چرند	گر براق و تازیان یا خود خرند	ہستیان سب اس چراگہ سے چرین	گر براق و اسپ یا خر گاؤ ہین
لیک اسپ کور کورانہ چرد	می نہ بیند روضہ را زانست رد	اسپ اندھا مثل اندھون کے چرے	دیکھتا سبزہ نہین محروم ہے
وانکہ گردشہا ازین دریا ندید	ہر دم آرد رو بمحراب جدید	گردش اس دریا کی جو دیکھے نہین[۲]	وہ نئی محراب پر لائے یقین
او ز بحر عذب آب شور خورد	تا کہ آب شور او را کور کرد	کھاری پانی میٹھے دریا سے پیا	پانی کھاری نے اُسے اندھا کیا
بحر میگوید بدست راست خور	ز آب من اے کور تا یابی بصر	بحر کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ پر	پانی پی اندھے کہ تا پاوے بصر
ہست دست راست اینجا ظن راست	کو بداند نیک و بد را کز کجاست	ہاتھ سیدھا یان گمان نیک ہے	کون جانے نیک و بد کس جا سے ہے
نیزہ گردانیست اے نیزہ کہ تو	راست میگردی گہ و گاہی دوتو	نیزہ گرداں وہ ہے اور نیزہ ہے تو	گاہ سیدھا تو پھرے گہ دونون سو
ما ز عشق شمس دین بی ناخنیم	ورنہ ما آن کور را بینا کنیم	شمس دین کے عشق سے عاجز مین ہون	ورنہ اُس اندھے کو مین بینا کرون
ہان ضیاء الحق حسام الدین تو زود	دارویش کن کوری چشم حسود	ہان ضیاء الحق حسام الدین تو	جلد اچھی کر دے اُسکی آنکھ کو
توتیای کبریای تیز فعل	دارو ظلمت کش استیز فعل	تو ہے[۳] سرمہ کبریا اور پر اثر	دافع ظلمت دوائے تیز تر
آنکہ گر بر چشم اعمی برزند	ظلمت صد سالہ را زو بر کند	چشم نابینا پہ گر اُس کو رکھے	سو برس کی ظلمت اُس سے دور کرے
جملہ کوران را دوا کن اے قمر	اے نہال میوہ دار افشان ثمر	کر تو سب اندھون کی دارو اے قمر	اے درخت میوہ دار پر ثمر
جملہ کوران را دوا کن جز حسود	کز حسودی بر تو می آرد جحود	کر دوا اندھون کی حاسد کے سوا	تجھ سے از راہ حسد منکر ہوا
مر حسودت را اگرچہ آن منم	جان مدہ تا ہمچنین جان میکنم	حاسدون کو تو اگرچہ مین بھی ہون	جان نہ دے تا ایسے ہی جان اُنکی لون
آنکہ او باشد حسود آفتاب	کور میگردد ز بود آفتاب	جو کوئی ہووے حسود آفتاب	کر دے اندھا اُسکو بود آفتاب

[۱] جو مین ہون الخ یہ شعر اگر مین ناامید رہون تو ناامیدی میری عین صنعت شمس کی ہے ہاتھ کھینچے عین ہست کب غیر ہستی سے غذا پاوے سب ہستیان اس چراگاہ سے چرین اگرچہ براق و اسپ و خر گاؤ ہین آگے مثال اس کی ہے اندھا اسپ مانند اندھون کے چرتا ہے اور سبزہ نہین دیکھتا ہے محروم ہے یعنی سب غافلان دنیا ذات حق سے غذا پاتے ہین مگر بسبب لاعلمی کے مثل اندھون کے لذت و فرحت اُسکی سے محروم ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] گردش الخ یہ شعر عوام نے دریائے نبوت کی گردش نہین دیکھی وہ نئی محراب پر یقین لائے میٹھے دریا سے کھاری پانی پیا اور اُس نے اُسے اندھا کیا دریا کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ پر اے اندھے پانی پی کہ تا بصر تو پاوے سیدھا ہاتھ یہان گمان نیک ہے کون جانتا ہے کہ نیک و بد کس جا سے ہے وہ نیزہ ہلانے والا ہے اور نیزہ تو ہے کبھی سیدھا تو پھرے اور کبھی دونون طرف مین شمس دین کے عشق سے مین عاجز ہوا ہون ورنہ اس اندھے کو مین بینا کرتا مگر کیا کرون کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہین دیتے ہین ضیاء الحق حسام الدین تو جلد اچھا کر دے اُن کی آنکھ کو یعنے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام غافلان دنیا کو بینا فرمائیے کہ تیرہ دلی سے نجات پاکر معرفت حق حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] تو ہے سرمہ الخ یہ شعر تو ہے سرمہ کبریا اور پر اثر دافع ظلمت اور دوائے تیز تر اگر کوئی اُس کو چشم نابینا پر رکھے سو برس کی ظلمت اُسکی دور کر دے تو سب اندھون کی دارو کر اے قمر اے درخت میوہ دار پر ثمر تو اندھون کی دوا کر سوا حاسد کے کہ تجھ سے جو از راہ حسد کے منکر ہوا ہے تو حاسدون کو کہ اگرچہ مین بھی ہون جان مت دے تا جان اُن کی ایسی ہے مین لون جو کوئی حسود آفتاب ہووے وہ اندھا نور آفتاب سے ہووے یعنی سب افعال مین حسد بد تر ہے جو تیرا شر سے حاسد ہوا وہ اندھا ہے یہان اور دہان باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

اینت درد بے دوا کورست آہ ؎ اینت افتادہ ابد در قعر چاہ
نفی خورشید ازل بیست او ؎ کے برآید این مراد او بگو
باز آن باشد کہ آید نزد شاہ ؎ باز کورست آنکہ او گم کردہ راہ

اندھاپن[1] تیرا ہے درد بے دوا ؎ چاہ مین ڈوبا ہے تو جس سے سدا
نفی خورشید ازل چاہے جو وہ ؎ کب مراد اسکی بر آئے یہ کہو
باز ہے وہ جو کہ آئے نزد شاہ ؎ باز وہ اندھا ہی بھولے جو کہ راہ

گرفتار شدن باز میان چغدان بادیرانہ

گرفتار ہونا باز کا درمیان الوؤں کے ویرانہ مین

باز در ویرانہ بر چغدان فتاد ؎ راہ را گم کرد در ویران فتاد
او ہمہ نورست از نور رضا ؎ لیک کورش کرد سرہنگ قضا
خاک در چشمش زد و از راہ برد ؎ در میان چغد و یرانش سپرد
سر بسر چغدانش بر سر میزنند ؎ پر و بال نازنینش می کنند
ولولہ افتاد در چغدان کہ ہا ؎ باز آمد تا بگیرد جای ما
چون سگان کوئے پر خشم و مہیب ؎ اندر افتادند در دلق غریب
باز گوید من چہ در خورم بہ چغد ؎ صد چنین ویران رہا کردم بہ چغد
من نخواہم بود اینجا می روم ؎ سوئے شاہنشاہ راجع میشوم
خویشتن مکشید اے چغدان کہ من ؎ نے مقیم میروم سوئے وطن
این خراب آباد در چشم شماست ؎ ورنہ ما را ساعد شہ باز جاست
چغد گفتا باز حیلت می کند ؎ تا ز خان و مان شما را بر کند
خانہائے ما بگیرد او بمکر ؎ بر کند ما را بسالوسی ز وکر

باز[2] آ کر الوؤں مین اک پھنسا ؎ راہ بھولا اور بیابان مین پڑا
جملہ وہ نور ضیا سے نور ہی ؎ پر کیا حکم قضا نے کور اسے
خاک ڈال آنکھوں مین گمرہ کر دیا ؎ الوؤں کے ساتھ ویرانہ دیا
سر پہ اسکے ایسے الو سر چڑھے ؎ نوچنے سب بال و پر اسکے لگے
الوؤں مین شور و غل اک پڑ گیا ؎ کہ ہماری باز اب لیتا ہے جا
جیسے کتے کٹکھنے غصہ مین آ ؎ پھاڑتے گدڑی مسافر کی ہین جا
باز بولا الوؤں سے تنگ ہون ؎ ایسے سو ویرانے انکو چھوڑ دون
مین نہین رہتا یہان جاتا ہون مین ؎ عزم شاہنشاہ کا ہے کرتا ہون مین
مت مرو اے الو جاتا ہون مین ؎ پس وطن کو اور نہین رہتا ہون مین
یہ خراب آباد تم ہو دیکھتے ؎ ورنہ دست شاہ میری جائے ہے
بولے[3] الو حیلہ کرتا باز ہے ؎ تا ہمارا خان و مان برباد دے
گھر ہمارا مکر سے وہ چھین لے ؎ اور گھر سے وہ ہمین بے گھر کرے

[1] اندھاپن الخ ۔ شعر تیرا اندھاپن ایک درد لا دوا ہے کہ جس سے تو چاہ ذلت مین ڈوبا سدا ہے نفی جو خورشید ازل کی وہ چاہے اسکی کب مراد بر آئے اور کہو وہ شخص باز ہے کہ نزدیک بادشاہ کے آئے اور وہ باز اندھا ہے کہ جو راستہ بھولے یعنے جو مطیع پیغمبر علیہ السلام ہے وہ باز ہے اور منکر اسکا اندھا ہے چنانچہ اس باز کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] باز آ کر الخ ۔ اشعار ایک باز آ کر الوؤں مین پھنسا اور راہ بھول کر بیابان مین پڑا اور وہ نور ضیا سے وہ بالکل نور ضیا تھا لیکن حکم قضا نے اندھا اسے کیا آنکھون مین اسکی خاک ڈال کر گمراہ کر دیا اور الوؤں کے ساتھ ویرانہ دیا اسکے الو ایسے سر پہ چڑھے کہ سب بال و پر اس کے نوچنے لگے الوؤں مین ایک شور و غل پڑ گیا کہ ہماری جا اب باز لیتا ہے آگے مثال ہے جیسے کتے غصہ مین آ کر گدڑی مسافر کی پھاڑتے ہین باز نے کہا کہ مین الوؤں سے تنگ ہون ایسے سو ویرانے ان کو چھوڑ دون مین یہان نہین رہنا چاہتا ہون طرف شاہنشاہ کے مین رجوع کرتا ہون مت مرو اے الو مین جاتا ہون سوے وطن اور نہین رہتا ہون یہ خراب آباد تم بہتر جانتے ہو ورنہ دست شاہ میری جگہ ہے یعنے مولانا اشارہ کرتے ہین طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کفار عرب سے حضور کا یہی معاملہ تھا جو بیان فرماتے ہین ۱۲ [3] بولے الو الخ ۔ شعر الوؤں نے کہا کہ باز حیلہ کرتا ہے تا ہمارا خانمان برباد کر دے اور مکر کر کے گھر چھین لے اور ہمین گھر سے بے گھر کرے واللہ کل حریصون سے یہ بدتر ہے چھاج کے مانند حرص سے ملی کھاتا ہے ریچھ کو اے یار تو دنبہ مت دے شاہ دست شاہ سے جھوٹ کہتا ہے تاکہ ہم غریبوں کو گمراہ کرے کب ایک مرغ حقیر جنس شاہ کا ہو عقل اگر تھوڑی بھی ہو تو مت سنو اگر وہ جنس شاہ یا جنس وزرا سے ہے تو لائق ہو زینہ کے وہ لیس کب ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

مینماید سیری این حیلت پرست	واللہ از جملہ حریصان بدترست	بس غنا ہم کو بتائے حیلہ گر	کل حریصوں سے ہے واللہ وہ بتر
از خورد از حرص طین را ہمچو دبس	دنبہ مسپار ہر اے یاران بخس	مثل چھاج اب کھائے مٹی حرص سے	ریچھ کو اے یار دنبہ تو نہ دے
لاف از شہ میزند و ز دست شاہ	تا برد او ما سلیمان را ز راہ	جھوٹ کہتا شاہ و دست شاہ سے	ہم غریبوں کو وہ تا گمرہ کرے
خود چہ جنس شاہ باشد مرغکے	مشنویش گر عقل داری اندکے	کب حقیر اک مرغ جنس شاہ ہو	عقل تھوڑی سی بھی ہو تو مت سنے
جنس شاہ ہست او یا جنس وزیر	ہیچ باشد لائق لوزینہ سیر	جنس شہ یا جنس ذرا سے ہی وہ	لائق لوزینہ کب لہسن وہ ہو
انچہ میگوید ز مکر و فعل و فن	ہست سلطان با حشم جویائے من	کہتا ہے جو کچھ کہ حیلہ مکر سے	بادشہ وہ ڈھونڈھتا ہے مجھے
اینت مالیخولیائے ناپذیر	اینت لاف خام و دلم گول گیر	ہے یہ مالیخولیائے ناپسند	ہے یہ دعوی احمقونکو دام و بند
ہر کہ این باور کند او ابلہی است	مرغک لاغر چہ در خورد شہی است	جو یقین اس پر کرے احمق ہے وہ	لائق شہ کب حقیر اک مرغ ہو
کمترین چغدار زند بر مغز او	مرورا یاری گرے از شاہ کو	مارے الو تاکہ اسکے مغز پے	شاہ اسکی کب مددگاری کرے
گفت باز ار یک پر من بشکند	بیخ چغدستان شہنشہ برکند	باز بولا میرا پر توڑے ذرا	الوون کی جڑ اکھیڑے شہ مرا
چغد خود چہ بود اگر بازے مرا	دل برنجاند کند با من جفا	کیا ہے الو باز اگر چاہے مرا	دل دکھاتا یا کرے مجھ پر جفا
شہ کند توده بہر شیب و فراز	صد ہزاران خرمن از سرہائے باز	ڈھیر کردے شاہ ہر اک جا پے	سیکڑوں خرمن سروں سے باز کے
پاسبان من عنایات ویست	ہر کجا کہ من روم شہ در پیست	پاسبان میری عنایت اسکی ہے	جاؤں جس جا میں وہ شہ پیچھے ہے
در دل سلطان خیال من مقیم	بے خیال من دل سلطان سقیم	شاہ کے دل میں مرا ہر دم خیال	بے خیال اب میرے شہ کو ملال
چون بپراند مرا شہ در روش	می پرم بر اوج دل چون پرتوش	گر اڑائے مجکو شاہ ذو فنون	اوج دل پر مثل پرتو کے اڑوں
ہمچو ماه و آفتابے می پرم	پرده ہائے آسمانہا می درم	چاند سورج کی طرح اڑتا ہوں میں	آسمان کا پھاڑتا پرده ہوں میں
روشنی عقلہا از فکرتم	انفطار آسمان از فطرتم	عقل نورانی ہے میری فکر سے	آسمان پھٹتا ہے فطرت سے مری
بازم و در من شود حیران ہما	چغد کہ بود تا بداند سرّ ما	باز ہوں مجھ پر ہما حیران ہے	بھید کیا الو بچارا پا سکے

سلہ کہتا ہے الخ شعر جو کچھ وہ حیلہ اور مکر سے کہتا ہے بادشاہت وہ ہم پر ڈھونڈھتا ہے یہ مالیخولیا ہے ناپسند یہ دعوی احمقوں کو قید دام ہے جو اس پر یقین کرے وہ احمق ہے لائق شاہ کے کب حقیر ایک مرغ ہوتا ہے ادنی الو اسکے مغز پر مارے تو شاہ مددگاری کب اسکی کرے باز نے کہا کہ میرا ذرا پر توڑے تو بادشاہ الوون کی جڑ اکھیڑے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کیا ہے الو الخ شعر الو کیا ہے اگر باز چاہے دل میرا دکھایا کرے مجھ پر جفا بادشاہ مارکر ہر ایک جا ڈھیر کردے بازوں کے سروں سے سیکڑوں خرمن اسکی عنایت میری پاسبان ہے میں جس جا جاؤں وہ شاہ میرے ہمراہ ہے شاہ کے دل میں میرا ہر دم خیال ہے بغیر خیال میرے شاہ کو ملال ہو اگر مجھکو بادشاہ اڑائے اوج دل پر میں مثل پرتو کے اڑوں مثل مہر و ماہ کے اڑتا ہوا اور آسمان کا پرده پھاڑتا ہوں میری فکر سے عقل نورانی ہے و آسمان پھٹتا ہے میری فطرت سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ باز ہوں الخ شعر میں باز ہوں اور ہما مجھ پر حیران ہے الو بیچارہ میرا بھید کیا پا سکے میرے لیے بادشاہ نے زندان کو یاد کیا اور سیکڑوں قیدی آزاد کیے مجھکو ہمدمساز الوؤں کا کیا الوون کو میرے دم سے باز کیا یعنے بادشاہ نے میری خاطر سے قیدیان دنیا کو آزاد کیا اور الوون کو میری صحبت سے باز بنا دیا یعنے گنہگاران امت کو بخشا اور لاکھوں کو درجہ ولایت کا عنایت کیا بطفیل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اے بہت اچھا الو ہے جو کہ میرے یہ راز سے بھید پایا یہ خوش نصیبی تیری ہے تم مجھ سے مل جاؤ کہ تا باز ہو اگرچہ الو ہو ولیکن شہباز ہو آگے حقائق میں ایسے بادشاہ کا جو کوئی حبیب ہو وے یعنے جو خدا کا حبیب ہے وہ ہر جا کب غریب ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

شہ بے من ز زندان یاد کرد	صد ہزاران بستہ را آزاد کرد	یاد زندان شہ نے کی میرے لئے	سیکڑوں آزاد قیدی کر دیئے
یک دمم با چند بادمساز کرد	از دم من چند ہا را باز کرد	مجکو دمساز الوؤن کا جو کیا	باز دم سے میرے الو کو کیا
اے خنک چغدی کہ در پرواز من	فہم کرد از نیک بختی راز من	اے خوشا الو میری پرواز سے	بھید پایا خوش نصیبی تیری سے
در من آویزند تا بازان شوید	گرچہ چغد آیند شہبازان شوید	مجھسے مل جاؤ کہ تا تم باز ہو	گرچہ الو ہو مگر شہباز ہو
آنکہ باشد با چنان شاہ حبیب	ہر کجا افتد چرا باشد غریب	ایسے شہ کا جو کوئی ہووے حبیب	جس جگہ جاوے تو کیون ہووے غریب
ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا	گرچو نی نالد نباشد بینوا	۱ جس کسی کے درد کی شہ ہو دوا	مثل نے گر چیخے کب ہو بینوا
مالک ملکم نیم من طبل خوار	طبل باز م میزند شہ از کنار	ملک کا مالک ہون کیا لالچ مجھے	طبل باز اک ہون بجاتا شاہ ہے
طبل باز من ندائے ارجعی	حق گواہ من برغم مدعی	طبل باز اپنی ندائے ارجعی	حق مرا شاہد خلاف مدعی
من نیم جنس شہنشہ دور ازو	لیک دارم در تجلی نور ازو	مین نہ جنس شہ ہون اس سے دور ہون	نور اس سے پر تجلی مین رکھون
نیست جنسیت ز روی شکل و ذات	آب جنس خاک آمد در نبات	جنسیت رکھے نہیں پر شکل و ذات	جنس آب و خاک رکھے با نبات
باد جنس آتش آمد در قوام	طبع را جنس آمدست آخر مدام	جنس باد آتش کی رکھتی ہی قوام	طبع مین جنس آئی ہے آخر مدام
جنس ما چون نیست جنس شاہ ما	مائے ما شد بہر مائے او فنا	جنس میری جو نہیں ہے جنس شاہ	ہے خودی میری خودی اسکی مین فنا
چون فنا شد مائے ما او ماند فرد	پیش پائے اسپ او گردم چو گرد	۲ جو خودی میری گئی اُس کی رہی	خاک پائے اسپ ہون اسکی اخی
خاک شد جان و نشانیہائے او	ہست بر خاکش نشان پائے او	خاک ہوئی جان و نشانی یہ رکھے	خاک پر اُس کا نشان پا بنے
خاک پایش شو برائے این نشان	تا شوی تاج سر گردن کشان	خاک پا ہو اُس نشان کیواسطے	تاج سر گردن کشون کا تو بنے
تا کہ نفریبد شما را شکل من	نقل من نوشید پیش از نقل من	تا فریب اب دے نہ تمکو میری شکل	نقل دے کھاؤ کرون جبتک مین نقل
اے بسا کس را کہ صورت راہ زد	قصد صورت کرد و بر اللہ زد	خلق کو صورت نے بس دھوکا دیا	حق کو مارا قصد صورت جو کیا
آخر این جان با بدن پیوستہ است	ہیچ این جان با بدن مانند است	جان آخر کو بدن سے ہے ملی	جان کب تن کی ہے مانند اے اخی

۱ جس کسی کے الخ یعنی شعر جس کسی کے درد کی دوا ہو وے مین ملک کا مالک ہوں مجھے حرص نہین ایک طبل باز ہون شاہ بجاتا ہے یعنے جو آواز کہ مجھ سے نکلتی ہے وہ بادشاہ کی ہے مین طبل باز ہون اور ندا ہے ارجعی الی ربک یعنے رجوع کر طرف رب اپنے کے حق میرا گواہ ہے برخلاف مدعی کے مین جنس شاہ نہین ہون اس سے دور ہون لیکن تجلی مین اس نور سے رکھتا ہون صورت وذات جنسیت نہین رکھتی ہے مگر آب وخاک نبات کی جنسیت رکھتے ہین آتش کی جنس قوام مین باد آتی ہے یہ میری جنس نہین ہے جنس شاہ کی ہے میری خودی اُس کی خودی مین فنا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ جو خودی الخ شعر جب خودی میری گئی اور اُس کی رہی تو خاک پائے اُس کا ہوئن مین یعنے صورت قائم اس کا مین ہون جان خاک ہوئی اور یہ نشانی چھوڑ گئی کہ خاک پر نشان اُس کا ہے پس خاک پا ہو اُس نشان کے واسطے کہ تا گردن کشون کا سرتاج سر بنے تا فریب نہ دے تم کو میری شکل نقل دے کھاؤ جب تک کہ مین یہان نقل کردوں یعنے جب مین اُس مین فنا ہون تو میری صورت ظاہری تم کو دھوکا نہ دے گی کہ میری دید عینہ اسکی دید ہے کیونکہ خلق کو صورت نے دھوکا دیا ہے جبکہ قصد صورت کا کیا تو حق کو مارا آخر کو جان بدن سے ملی ہے تن کے مانند آپ جان ہے یعنے جس نے مجھے بشر جان کر قصد کیا جو کہ صورت میری فنا ہے ذات ہے پس اس نے حق کو مارا چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ —

تاب نور چشم با پیہ است جفت	نور دل در قطرهٔ خونے نہفت	[1] نور آنکھوں کا ہے چربی میں ملا	نور دل اک قطرهٔ خون میں چھپا
شادی اندر گردهٔ و غم در جگر	عقل چون شمعے درون مغز سر	شادی گردہ میں جگر میں غم رہے	مغز سر میں عقل چون شمع جلے
رائحہ در انف و منطق در لسان	لہو در نفس و شجاعت در جنان	ناک میں خوشبو زبان میں نطق ہے	نفس میں کھیل اور شجاعت دل رکھے
این تعلقہا نہ بے کیف ست و چون	عقلہا در دانش چونے زبون	یہ تعلق رکھتے چون و کیف ہیں	عقل بس عاجز ہے اُس ادراک میں
جان کل با جان جز آسیب کرد	عقل از وی زد رسی ستد جیب کرد	جان کل جو جان جز سے مل گئی	عقل نے گوہر لیا اُس سے اچھی
آن مسیحے نے کہ بر خشک و تر است	آن مسیحے کز مساحت برتر است	اس مسیحا نے جو خشک و تر پہ ہے	وہ مسیحا جو مساحت سے نہ رکھے
پس ز جان جان چو حامل گشت جان	از چنین جانے شود حامل جہان	جان جان سے حاملہ جو ہووے جان	ایسی جان سے حاملہ ہووے جہان
پس جہان زاید جہانے دیگرے	این حشر را وا نماید محشرے	ہو جہان سے دوسرا پیدا جہان	یہ حشر اس پر کرے محشر عیان
تا قیامت گر بگویم بشمرم	من ز شرح این قیامت قاصرم	گر قیامت تک کہوں اور میں گنوں	اس قیامت کا بیان کب کرسکون
این سخنہا خود بمعنی یا ربیست	حرفہا دام دم شیرین لبیست	[2] یہ سخن معنی میں خود فریاد ہے	حرف ہیں دام دم شیرین لبے
چون کند تقصیر پس چون تن زند	چونکہ لبیکش ز یارب می رسد	کب کرے تقصیر اور کب رہ سکے	جو سنے لبیک وہ فریاد سے
ہست لبیکے کہ نتوانی شنید	لیک سر تا پاے بتوانی چشید	ہے یہ وہ لبیک نہ سن سکتے ہیں	سر سے پاؤں تک ولیکن چکھ سکیں
یک مثل آوردست تا پے بری	در چنین لبیک پنہان برخوری	ایک مثل کہتا ہوں تا پالے پتا	ایسی تو لبیک سے پاے مزا

کلوخ انداختن آن تشنہ از سر دیوار در جوئے آب | ڈھیلا پھینکنا اس پیاسے کا دیوار سے آب نہر میں

بر لب جو بود دیوار بلند	بر سر دیوار تشنہ دردمند	[3] نہر پر تھی ایک دیوار بلند	اُسکے سر پر ایک تشنہ دردمند
تشنہ مستسقی زار و نزار	عاشق مست غریبے بیقرار	ایک مستسقی پیاسا اور نزار	مست عاشق تھا غریب اور بیقرار

سلہ نور آنکھوں کا چربی میں ملا ہے اور نور دل کا خون میں چھپا ہے شادی گردے میں اور جگر میں غم رہتا ہے مغز سر میں اور عقل مانند شمع کے جلتی ہے ناک میں خوشبو زبان میں گویائی رہتی ہے نفس میں کھیل اور دل میں شجاعت رہتی ہے یہ تعلق چون وکیف رکھتی ہے عقل اُسکے ادراک میں عاجز ہے جب جان کل جان جز سے مل گئی عقل نے اُس سے گوہر لیا یا مریمؑ کی مثال جان اس گوہر سے حاملہ ہوئی ساتھ مسیح خوش خصال کے نہ مسیح وہ کہ خشک و تر پر ہے بلکہ وہ مسیح جو مسافت نہیں رکھتا ہے یعنی نور محمدی سے جان حاملہ ہووے جبکہ جان حاملہ ہووے جان جان سے پھر ایسی جان سے جہان حاملہ ہو تو جہان سے دوسرا جہان پیدا ہو یہ حشر اُس پر محشر ظاہر کرے اگر قیامت تک میں کہوں اور گنوں اس قیامت کا بیان میں کب کرسکوں یعنی اُس فنا اور بقا کا حال قیامت تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ یہ سخن الخ یہ شعر یہ سخن معنی میں خود ایک فریاد ہے اور صرف لب شیرین کے دام ہیں کب قصور کرے اور رہ سکے جب کہ لبیک وہ فریاد سے سنے یہ وہ لبیک ہے کہ سن نہیں سکتے ہیں بالکل ولیکن مزا اس کا پاسکتے ہیں میں ایک مثال اس کی کہتا ہوں تا پتا تو پائے لبیک سے اور مزا تو پائے یعنے آواز لبیک یار کی کہ سنائی نہیں دیتی ہے ولیکن مزا اس کا پاسکتے ہیں پس وہ آواز یار صداے اتحاد ہے کہ مولانا اسکا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

سلہ نہر پر الخ یہ شعر ایک دیوار بلند نہر پر تھی اور ایک تشنہ مستسقی اور زار و مست عاشق و غریب بیقرار تھا دیوار اُس کی مانع آب سے تھی اور اُسکی جان مانند ماہی کے تشنہ آب تھی چونکہ دیوار پردہ آب ہوئی اُسکی فریاد آسمان پر گئی ناگہان ایک اینٹ آب میں پھینکی آواز پانی کی اسکو آئی مانند خطاب کے جیسے خطاب یار شیرین جواب کا ہوتا ہے پس اُس آواز نے مانند شراب کے مست کردیا واضح ہو کہ بیان سے مراد معنی اور راز آواز دلربا غیب کی آواز ہے کہ عارف کو ہنگام ریاضت کے وہ صدا ظاہر سے معنی کو لیجاتی ہے چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

مانعش از آب آن دیوار بود | از پے آب وچہ ماہی زار بود
اسکی مانع آب سے دیوار تھی | تشنہ ماہی جان تھی تشنہ آب کی

بستہ حجاب آب آن دیوار او | بر فلک میشد فغان زار او
جو ہوئی دیوار پردہ آب کی | اسکی فریاد آسمانوں پر گئی

ناگہان انداخت او خشتے در آب | بانگ آب آمد بگوشش چون خطاب
ناگہان اک اینٹ پھینکی اندر آب | بانگ آب آئی اسکو جون خطاب

چون خطاب یار شیرین ولذیذ | مست کرد آن بانگ آبش چون نبیذ
جون خطاب یار کہ شیرین جواب | کر دیا مست اس صدا نے جون شراب

از سماع بانگ آب آن ممتحن | گشت خشت انداز زانجا خشت کن
پس[1] صدائے آب سنکر وہ جوان | پھینکتا تھا اینٹ پانی میں وہان

آب میزد بانگ یعنی ہی ترا | فائدہ چہ زین زدن خشتے مرا
آب کہتا تھا کہ افسوس اب تجھے | فائدہ کیا اینٹ جو ماری مجھے

تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ است | من ازین صنعت ندارم ہیچ دست
بولا تشنہ مجکو ہین دو فائدے | اور نہ اس صنعت سے ہے قدرت مجھے

فائدہ اول سماع بانگ آب | کو بود مر تشنگان را چون رباب
فائدہ اول ہے سننا بانگ آب | کہ پیاسونکو وہ ہوئے جون رباب

بانگ او چون بانگ اسرافیل شد | مردہ را زین زندگی تحویل شد
بانگ اسکی بانگ اسرافیل ہے | زندگی مردونکی جو اس سے ملے

یا چو بانگ رعد ایام بہار | باغ می یابد ازو چندین نگار
یا[2] صدائے رعد کے مانند ہے | جو کہ گلشن کو تر و تازہ کرے

یا چو بر درویش ہنگام زکات | یا چو بر محبوس پیغام نجات
یا گدا کو ہے ندا وقت زکات | یا کہ ہے قیدی کو وہ پیغام نجات

چون دم رحمٰن بود کان از یمن | میرسد سوے محمد بے دہن
یا دم رحمٰن یمن کے ملک سے | بے دہن سوئے محمد آئے ہے

یا چو بوے احمد مرسل بود | کان بعاصی در شفاعت میرسد
یا مثال بوئے احمد کی وہ ہے | عاصیونکو جو شفاعت میں ملے

یا چو بوے یوسف خوب لطیف | میزند بر جان یعقوب نحیف
یا مثال بوئے یوسف ہے صدا | کہ کرے یعقوب کی جانکی دوا

یا نسیم روضۂ دار السلام | سوے عاصی میرسد بے اہتمام
یا نسیم روضۂ رضوان ہے | عاصیون کو بے سزا کے جو ملے

یا سوے مس سیہ از کیمیا | میرسد پیغام کاے ابلہ بیا
یا ہے تانبے کے لیے وہ کیمیا | کہ بلاتی ہے وہ نادان کو کہ آ

یا ز لیلی بشنود مجنون کلام | یا فرستد ویس رامی را پیام
یا کہ لیلےٰ سے سنے مجنون کلام | یا کہ بھیجے ویس رامی کو پیام

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزین | بر کنم آیم سوے ماء معین
فائدہ[3] ثانی کہ ہر اک اینٹ کو | کھود دون تا کہ ماء معین سے قرب ہو

---

[1] پس صدائے آب الخ ۵ شعر پس صدائے آب کی سنکر وہ جوان اینٹ پانی میں پھینکتا تھا آب کہتا تھا افسوس اس سے تجھے کیا فائدہ جو تو اینٹ مارتا ہے مجھے تشنہ نے جواب دیا کہ مجھے دو فائدے ہیں اور اس صنعت سے مجھے قدرت نہیں ہے اول یہ فائدہ کہ میں آواز پانی کی سنتا ہوں کہ دوستوں کے جواب کے مانند جواب دیتا ہے بانگ اسکی بانگ اسرافیل ہے کہ مردوں کو اس سے زندگی ملتی ہے باقی مثالیں آگے ہیں فافہم ۱۲ [2] یا صدائے الخ ۸ شعر یا مانند صدائے رعد کے ہے جو کہ گلشن کو تر و تازہ رکھے یا گدا کو وقت خیرات کے ندا ہے یا قیدی کو وہ پیغام رہائی ہے یا یمن کے ملک سے دم رحمٰن ہے کہ بغیر دہن کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آتی ہے کہ جو عاصیوں کو شفاعت میں ملی یا مثال بوے یوسف کے وہ صدا ہے کہ یعقوب کی جان کی دوا کرے یا نسیم باغ بہشت ہے کہ عاصیوں کو بغیر سزا کے ملے یا تانبے کے لیے وہ کیمیا ہے کہ بلاتی ہے وہ نادان کو کہ آ یا مجنون نے لیلیٰ سے کلام سنا ہے یا کہ ویس نے رامی کو پیام بھیجا ہے یعنے اس صدائے الخ سے عارف تشنہ کو ایسی تسکین ہوتی ہے جیسے ان آوازوں مذکورہ سے سامع کو تسکین ہوتی ہے دوسرے فائدہ کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ [3] فائدہ ثانی الخ ۸ شعر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک اینٹ کہ کھود دوں تا ماء معین سے قریب ہو دیوار بلند سے اینٹ کا گھٹنا نیچا کر دے جس قدر میں اسے کھود دوں گی دیوار کی قربت رکھتی ہے اور فصل اس کے وصل کے باعث سے ہوئی ہے تو اینٹ گھٹنے کو سجدہ جان لے کیونکہ واسجد واقترب سے قربت حاصل ہوتی ہے یعنی سجدہ کرو قریب تر ہو کیونکہ دیوار سر بلند جھکنے کو مانع رہتی ہے یعنے یہ دیوار وجود جب تک پامنت نہ گھلے گی معنی حاصل نہ ہوگا گو یا سجدہ کرنا بیش حق دیوار کا گھٹنا ہے کیونکہ سجدہ سے سر بلندی گھٹتی ہے غرضکہ اس سے نفی وجود ہے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

کز کی خشت دیوار بلند ۔ پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
اینٹ کا گھٹنا بلند دیوار سے ۔ نیچا کردے جسقدر کھودو اُسے

پستی دیوار قربے میشود ۔ فصل او درمان وصلے میشود
قربت رکھنے کی دیوار کی ۔ فصل اُسکے وصل کے باعث ہوئی

سجدہ آمد کندن خشت لزب ۔ موجب قربے کہ واسجد واقترب
اینٹ کے گھٹنے کو سجدہ جانیے ۔ کیونکہ واسجد واقترب ہے قرب کے

تاکہ این دیوار عالی گردن است ۔ مانع این سر فرود آوردن است
جبتلک کہ اونچی یہ دیوار ہے ۔ سر جھکانے کے لیے مانع ہے

سجدہ نتوان کرد بر آب حیات ۔ تا نیابی زین تن خاکی نجات
آب حیوان پر نہ سجدہ کر سکے ۔ جبتلک اس خاک تن سے نے چھٹے

بر سر دیوار ہر کو تشنہ تر ۔ زودتر بر میکند خشت و مدر
جو بہت تشنہ ہے اس دیوار سے ۔ اینٹ کھودے جلد اس دیوار سے

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب ۔ او کلوخ زفت بر کند از حجاب
جو ہی عاشق تر صدا سے آب کا ۔ ڈھیلا پھینکے وہ بڑا دیوار کا

او ز بانگ آب پر مے تا عنق ۔ بشنود بیگانہ جز بانگ بلق
وہ ہی بانگ آب سے پر سے بجم ۔ کب سنے بیگانہ جز بانگ زم

اے خنک آنرا کہ او ایام پیش ۔ مغتنم دارد گزارد وام خویش
وہ بہت اچھا کہ تریادہ عمر ہے ۔ اور تلافی کرتا ہے مافات سے

اندر ان ایام کش قدرت بود ۔ صحت و زور دل و قوت بود
اُن دنوں مین اُسکو بس قدرت بھی ہو ۔ صحت و زور دل و قوت بھی ہو

وان جوانی ہمچو باغ سبز و تر ۔ میرساند بیدریغے بار و بر
وہ جوانی مثل باغ سبز و تر ۔ بے تامل اُسمین آئین بار و بر

چشمہ ہاے قوت و شہوت روان ۔ سبز میگردد زمین تن بدان
قوت و شہوت کے ہوں چشمے رواں ۔ اور زمین تن ہو سبز اس سے عیاں

خانہ معمور و سقفش بس بلند ۔ معتدل ارکان و بے تخلیط و بند
خانہ آباد اور چھت ہووے بلند ۔ اعتدال اعضا درست ہوں سارے بند

نور چشم و قوت ابدان بجا ۔ قصر محکم خانہ روشن پر صفا
نور چشم اور قوت تن ہو بجا ۔ گھر ہو محکم اور روشن اور صفا

ہین غنیمت دان جوانی اے پسر ۔ سر فرود آور بکن خشت و مدر
ہاں جوانی کو غنیمت جان لے ۔ سر جھکا کھود اینٹ اس دیوار سے

پیش از ان کایام پیری در رسد ۔ گردنت بندد بحبل من مسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپا ہو بجد ۔ اور بندھے گردن بحبل من مسد

خاک شورہ گردد و ریزان و سست ۔ ہرگز از شورہ نبات خوش نرست
خاک ہووے شور و کمزور اور جھڑے ۔ کب زمین شور مین سبزہ اُگے

آب زور و آب شہوت منقطع ۔ او ز خویش و دیگران نامنتفع
زور و شہوت کا ہو پانی منقطع ۔ خویش و بیگانہ سے نے ہو کچھ نفع

---

۱ آب حیوان الخ شعر آب حیوان پر کب سجدہ کر سکے جبتک اُس خاک تن سے نجات نہ پائے جو بہت تشنہ ہے وہ اس دیوار سے جلد اینٹ کھودتا ہے اور جو صدائے آب پر عاشق ہے وہ بڑے ڈھیلے پھینکے دیوار سے وہ بانگ آب سے گردن تک غرق ہے اور بیگانہ بجز آواز زم کے کب سنتا ہے وہ شخص بہت اچھا ہے کہ عمر زیادہ ہووے اور پر تلافی مافات کی کرے اور اُن دنوں مین اُسکو قدرت بھی ہووے صحت اور زور دل و قوت بھی ہووے وہ جوانی مثل باغ سبز و تر کے ہے بے تامل اس مین ثمر آئین یعنی ریاضت و مجاہدہ جوانی جلد ثمر لاتا ہے اور جب کہ پیر فانی ہوا اسوقت کیا فائدہ ہے باقی حال اسکا آگے بیان فرماتے ہین ۱۲ ۲ قوت و شہوت الخ شعر چشمے قوت و شہوت کے رواں ہووین اور زمین تن اس سے سبز عیان ہووے خانہ آباد اور چھت بلند ہووے اعتدال اعضا اور درست سب بند ہووین نور چشم اور قوت بدن کی بجا ہووے گھر محکم و روشن و صفا ہووے ہاں نوجوانی کو غنیمت جان لے سر جھکا اور اینٹ کو کھود اس دیوار سے اس سے پہلے کہ بوڑھا از حد ہووے اور گردن بندھے رسی کجھور سے خاک شور ہووے اور کمزور ہو کر جھڑے کب زمین شور مین سبزہ اُگے باقی حال اس پیری کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ زور و شہوت الخ شعر پانی زور و شہوت کا منقطع ہووے خویش و بیگانہ سے نہ کچھ نفع ہوئے مثل مچی کے بھوین کٹ جاوین اور آنکھوں نین ڈھلکے سے دھندلا پن ہو جھریان منھ پر مانند سیما کے پڑین بلغم کھانا و دانت کام مین نہ آوین پیٹھ ٹیڑھی و دل سُست در بدن لاغر ہو وے اور دست و پا ضعیفی سے مثل رسی کے ہووین ناداری و کم اور سواری مستعد ہووے خانہ ویران و رکاب بے سامان ہو اور دل فغان سے مثل نے کے نالان ہو عمر گزر گئی درستی باطل ہوئی در راہ دور نفس سُست اور دل سیاہ و رحبانی ضبور ہوئی موت سر پر مرگ کے بال سفید ہوگئے اور عضو اشل ہر گئے کانپتے ہین سواری کا گدھا لنگڑا ہو اور دن گذر لا و منزل دور ہے کارگہ ویران و عمل تصویر رکھتے ہین جڑ بدخوئی کی محکم ہوگئی طاقت اسکے

ابروان چون پاردم زیر آمده | چشم را نم آمده تاری شده
از تشنج رو چو پشت سوسمار | رفته منطق و طعم و دندان ها ز کار
پشت دوتا گشته دل سست و طپان | تن ضعیف و دست و پا چون بلسیان
بر سر ره زاد کم مرکوب سست | غم قوی و دل تنگ تن نادرست
خانه ویران کار بے سامان شده | دل ز افغان همچو نی نالان شده
عمر ضائع سعی باطل راه دور | نفس کاہل دل سیہ جان ناصبور
موے بر سر همچو برف از بیم مرگ | جملہ اعضا لرزلرزان همچو برگ
روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز | کارگہ ویران عمل رفتہ ز ساز
بیخہاے خوے بد محکم شدہ | قوت برکندن آن کم شدہ
همچو آن شخص درشت خوش سخن | درمیان رہ نشاندہ خاربن

شل دُمچی کے لٹک جائیں بھوین | اور آنکھیں بھی دھندھلکی لیے ہین
جھریان منھ پر پڑین جون سوسمار | نطق نہ کھانا دانت نے کوئی کار
پیٹھ ٹیڑھی سست دل لاغر بدن | دست و پا ہون ضعف سے شل رسن
زاد رہ کم اور سواری ہو گئے سست | غم قوی و دل تنگ و تن ہو نادرست
خانہ ویران کام بے سامان ہوا | دل فغان سے مثل نے نالان ہوا
عمر گزری سعی باطل راہ دور | نفس سست و دل سیہ جان ناصبور
بال ڈر سے موت کے ہون برف سے | کانپتے اعضا ہین مثل برگ کے
گھوڑا لنگڑا دن گیا منزل ہے دور | کارگہ ویران عمل میں ہین قصور
بیخ بد خوے کی محکم ہو گئی | طاقت اُسکے کھودنیکی نے رہی
مثل اس خوشگو کے جو تھا بدبخت | راہ مین بوتا تھا کانٹون کا درخت

حکایت

رہگذریانش ملامت گر شدند | پس بگفتندش بکن آنرا نکند
ہر دمے آن خاربن افزون شدے | پاے خلق از زخم او پر خون شدے
جامہ ہاے خلق بدریدی ز خار | پاے درویشان بخستی زار زار
چونکہ حاکم را خبر شد زین حدیث | یافت آگاہی ز فعل آن خبیث
چون بجد حاکم بدو گفت این بکن | گفت آرے برکنم روزیش من
مدتے فردا و فردا وعدہ داد | شد درخت خار او محکم نهاد
گفت روزے حاکمش ای وعدہ کژ | پیش آ در کار ما واپس مغژ

حکایت

راہگیر[ف۱] اُسکو ملامت گر ہوئے | کہ اکھیڑ اور نہ اُکھیڑے تھا اُسے
ہر گھڑی بڑھتا وہ کانٹوں کا درخت | پاؤن زخمی اس سے ہوتے نیکبخت
پھٹتے کپڑے کانٹوں سے مخلوق کے | پاؤن زخمی ہوتے تھے درویشون کے
پہونچی[ف۲] حاکم کو خبر اس بات کی | اُسکے فعل بد سے پائی آگہی
سخت حاکم نے کہا اسکو اُکھیڑ | بولا بہتر ایک دن کھودون یہ پیڑ
ایک مدت کل کا جو وعدہ کیا | اور درخت از بسکہ محکم ہو گیا
بولا حاکم اُس سے اے وعدہ خلاف | آگے آ پیچھے نہ ہٹ مت کر تو لاف

ف۱ راہگیر الخ یہ شعر راہگیر اُس کو ملامت کرنے والے ہو گئے کہ اُس کو اکھیڑ اور وہ نہین اکھیڑتا ہے ہر گھڑی وہ کانٹون کا درخت بڑھتا تھا اور نیکبختون کے پاؤن اس سے زخمی ہوتے تھے کپڑے مخلوق کے کانٹون سے پھٹتے تھے اور پاؤن زخمی درویشون کے ہوتے تھے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

ف۲ پہونچی الخ ۲ شعر حاکم کو خبر اس بات کی پہونچی اور آگاہی اسکی ذات سے ہوئی حاکم نے سخت ہو کر کہا کہ اسکو اکھیڑ کہا بہتر ہے ایکدن کھودونگا اس درخت کو ایک مدت تک کل کا وعدہ کیا اور درخت از بس محکم ہو گیا حاکم نے اس سے کہا کہ اے وعدہ خلاف تو آگے بڑھ اور پیچھے مت ہٹ اور لاف مت مار کہا کہ اے چچا ایام مہلت کے بہت ہیں تو جلدی کر اور مت باطل کر قرض ہمارے کو جو تو کہتا ہے کہ کل یہ تو جان لے کہ کل آئے تو وہ بھی کل رکھے وہ درخت اب ہر دم جوان ہوتا ہے اور کھودنے والا ہر وقت بوڑھا ہوتا ہے وہ درخت خار قوت مین بڑھے اور کھودنے والا ضعیفی سے گھٹے درخت خار ہر دم سبز و تر ہوا اور کھودنے والا ہر دن خشک تر پس وہ جوان ہوا اور تو بوڑھا ہو تو جلدی کر اور عمر کو نہ کھو پس وہ درخت خار تیری خوے بد ہے بار ہا پاؤن مین چبھے تو کوشش کر یعنے خوے بد ایک درخت خاردار ہے کہ مخلوق کو اس سے تکلیف پہونچی ہے پس تو اس درخت کو از راہ جہد و کوشش سکے زمین طبیعت سے اکھاڑ کہ راستی حاصل ہو چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

گفت الایام یا عم بیننا	گفت عجل لا تماطل بیننا	بولا الایام باعد بیننا	بولا عجل لاتماطل بیننا
تو کہ میگوئی کہ فردا این بدان	کہ بہر روزے کہ می آید زمان	تو جو کہتا ہے کل یہ جان سے	جو کہ کل آوے تو وہ بھی کل رکھے
آن درختے بد جوان تر می شود	وین کننده پیر و مضطر می شود	وہ شجر ہوتا ہے اب ہردم جوان	کھودنے والا ہو بوڑھا ناتوان
خاربن در قوت و برخاستن	خارکن در سستی و درکاستن	وہ درخت خار قوت مین بڑھے	کھودنے والا ضعیفی سے گھٹے
خاربن هر روز و هر دم سبز و تر	خارکن هر روز زار و خشک تر	ہو درخت خار ہر دم سبز و تر	کھودنے والا ہو ہر دم خشک و تر
او جوان تر میشود تو پیر تر	زود باش و روزگار خود مبر	وہ جوان تر ہووے اور بوڑھا ہو تو	کر تو جلدی ورنہ کھو تو عمر کو
خاربن دان هر یکے خوے بدت	بارہا در پاے خار آخر زدت	ہے درخت خار تیرے خوے بد	بار ہا پا مین چبھے کر تو جہد
بارہا از فعل بد نادم شدی	بر سر راه ندامت آمدی	فعل[1] بد سے بار ہا نادم ہوا	اور ندامت تجھ نے کھینچی بار ہا
گر ز خستہ گشتن دیگر کسان	کہ ز خلق زشت تو هست آن نشان	دوسرون کے زخم ہونے سے اگر	کہ یہ بدخلقی کا تیرے ہے ثمر
غافلے باری ز زخم خود نہ	تو عذاب خویش و هم بیگانہ	تو ہے غافل پر نہ اپنے زخم سے	تو عذاب اپنا و بیگانہ کا ہے
یا تبر برگیر و مردانہ بزن	تو علیؓ وار این در خیبر بکن	لے تبر مردانہ اس پر ہاتھ چھوڑ	جون علیؓ تو اس در خیبر کو توڑ
ورنہ چون صدیقؓ و فاروقؓ مہین	هین طریق دیگران را برگزین	ورنہ مانند صدیقؓ و عمرؓ	دوسرونکا قاعدہ حاصل تو کر
یا بگلبن وصل کن این خار را	وصل کن با نار نور یار را	یا[2] تو گلبن سے ملا اس خار کو	نار سے کر وصل نور یار کو
تا کہ نور او کشد نار ترا	وصل او گلبن کند خار ترا	نور اسکا کھینچے تیرے نار کو	وصل گلبن کر دے تیرے خار کو
تو مثال دوزخی او مومن است	کشتن آتش بمومن ممکن است	وہ ہے مومن تو مثال دوزخی	آگ بجھ جاتی ہے مومن سے اجی
مصطفے فرمود از گفت جحیم	کہ بمومن لابہ گر گردد زبیم	مصطفے کا قول ہے دوزخ کرے	ڈر سے مومن کی خوشامد ہائے
گویدش بگذر ز من اے شاہ زود	هین کہ نورت سوز نارم را ربود	کہتی ہے جلدی نکل تو مجھ سے شاہ	نار میری نور کر تا ہے تباہ

[1] فعل بد سے الخ شعر تو فعل بد سے بار ہا نادم ہوا اور ندامت تم نے بار ہا کھینچی اگر تو دوسرون کے زخم ہونے سے کہ یہ بدخوئی کا تیرے ثمر ہے غافل ہے ولیکن اپنے زخم سے نہین ہے پس تو اپنے و بیگانے کا عذاب ہے تو مردون کے مانند تبر لے اور اس پر ہاتھ چھوڑ اور مانند علیؓ کے اس در خیبر کو توڑ ورنہ مانند صدیقؓ و عمرؓ کے تو دوسرون کا طریق حاصل کر یعنی ترک بدخوئی و نفس کشی کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ موجب تقلید سنت و جماعت کے ریاضت و مجاہدہ کرکے بعد تزکیہ و تصفیہ نفس کے و قلب کے مشاہدہ نور محمدی کا کرتے ہین دوسرا یہ کہ خود کو بدست پیر سپرد کرکے رضا و تسلیم و اعمال حسنہ سے لائق تصرف پیر کرین کہ تصرف پیر نفس کو کشتہ کرکے تصفیہ قلب کرے کہ مشاہدہ نور محمدی ہو چنانچہ مقام ریاضت و مجاہدہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا اور مقام تصرف پیر حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کو نصیب تھا کیونکہ علی کرم اللہ وجہہ طفولیت مین اسلام لائے تھے حضرت صدیق و عمر رضی اللہ عنہما پیری مین و ریاضت مجاہدہ نے جوان کیا کہ منزل مقصود کو پہونچے اور یہ شیخین رضی اللہ عنہم بوجہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب ہوئے اس واسطے مولانا دونون مراتب کا حال فرماتے ہین از بحر العلوم چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] یا تو الخ شعر یا تو گلبن سے ملا اس خار کو اور نار سے ملا دے نور یار کو کہ نور اس کا تیری نار کو مارے اور وصل گلبن تیرے خار کو گلبن کر دے یعنی تو خار نفس کو نور مرشد سے ملا یا نار نفس کو نور مرشد سے وصل کر دے کہ نفس تیرا پیر تو مرشد سے گلبن ہو جائے کیونکہ مرشد مومن ہے اور تو مثل دوزخ کے ہے پس آگ بجھ جاتی ہے مومن سے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخی خوشامد کرتا ہے مومن کے خوف سے دوزخ کہتی ہے کہ تو مجھ سے جلدی نکل اے شاہ تیرا نور میری نار کو ٹھنڈا کرتا ہے مومن کے نفس سے نار بجھتی ہے کیونکہ ضد کو ضد دفع کرتی ہے جس طرح نار کی ضد نور ہو جاتا ہے اور یہ فقیل سمجھو کہ اگر تو چاہتا ہے کہ نار کا تو دفع ہو تب کلمات لیس آتش کے لکھو آگے حکایات ہیں فافہم ۱۲

پس بلاک نار نور مؤمن است	زانکہ بے ضد دفع ضد لا یمکن است
نار ضد نور باشد روز عدل	کان ز قہر انگیختہ شد دین ز فضل
گر ہمی خواہی تو دفع شر نار	آب رحمت بر دل آتش گمار
چشمۂ آن آب رحمت مؤمن است	آب حیوان روح پاک محسن است
پس گریزان ست نفس تو ازو	زانکہ تو از آتشی او ز آب جو
ز آب آتش زان گریزان میشود	کاتشش از آب ویران میشود
حس و فکر تو ہمہ از آتش ست	حس شیخ و فکر او نور خوش ست
آب نور او چو بر آتش چکد	چکچک از آتش برآید خوش جہد
چون کند چکچک تو گویش مرگ و درد	تا شود این دوزخ نفس تو سرد
تانہ سوزد او گلستان ترا	پست کند عدل و احسان ترا
یک شرر از وے ہزاران گلستان	از یکے نے نام ماند نے نشان
بعد ازان چیزے کہ کاری بر دہد	لالہ و نسرین و سیسنبر دہد
باز پنہان میروم از راہ راست	باز گردد خواجہ راہ ما کجاست
اندران تقریر بودم اے غیور	کہ خرت لنگ ست منزل دور دور
بار تو باشد گران در راہ چاہ	کج مرو زو راست اندر شاہراہ
سال شصت آمد کہ درشست کشد	راہ دریا گیر تا یابی رشد
آنکہ عاقل بود در دریا رسید	شد خلاص از دام و از آتش رہید

نار بجھتی نور سے مومن کے ہی	کیونکہ ضد کو دفع جانو ضد کرے
حشر کو ضد نار کی ہو جائے نور	قہر سے وہ فضل سے اسکا ظہور
گر تو چاہے دفع شر نار ہو	آب رحمت دل مین آتش کے رکھو
سلہ آب رحمت کے ہین چشمے مومنان	آب حیوان روح پاک محسنان
بھاگتا اُنسے جو تیرا نفس ہے	کیونکہ وہ آتش سے ہین تو آب سے
آب سے بھاگے ہی آتش اسلئے	کہ فرو ہوتی ہے آتش آب سے
تیری حس و فکر پیدا نار سے	حس و فکر شیخ نور یار سے
نور کا پانی پڑے جو نار پے	چرچراہٹ نار سے اُس دم اُٹھے
جو کرے چرچر تو جانو موت و درد	تاکہ ہووے نفس دوزخ تیرا سرد
تا گلستان کو نہ وہ تیرے جلائے	عدل و احسان تیرا پستی مین نہ لائے
اک شرر اُس سے ہزاروں گلستان	جس سے باقی نام رہوے نے نشان
سلہ بعد ازان جو کچھ تو بوئے پھل وہ دے	لالہ اور نسرین و سیسنبر اُگے
پھر پھرون پوشیدہ راہ راست سے	پھیرے خواجہ میری کیا راہ ہی
ہم اُسی تقریر مین اب ہین پڑے	کہ گدھا لنگڑا و منزل دور ہے
بوجھ تیرا بھاری وہ رہ مین ہے چاہ	ٹیڑھا مت چل اور چل تو سیدھی راہ
ساٹھواں سال آیا کہ پڑے شست ہے	راہ دریا لے کہ تا نیکی ملے
سلہ تھا وہ عاقل جو کہ دریا مین گیا	جال سے اور سوز نیران سے بچا

سلہ آب رحمت الخ شعر مومن چشمے ہین آب رحمت کے اور محسنوں کی روح پاک آب حیوان ہے تیرا نفس جو اُنسے بھاگتا ہے کیونکہ تو آگ سے ہے اور وہ آب سے ہین آب سے آتش اسواسطے بھاگتی ہے کہ آتش بجھتی ہے آب سے تیرے حس و فکر نار سے پیدا ہین اور حس و فکر شیخ کی نور یار سے پیدا ہے نور پانی کا جو نار پر پڑے اسدم چرچراہٹ پیدا ہو جبکہ چرچر کرے تو جانو ہے مرگ و درد تاکہ گلستان کو تیری وہ آتش نفس نہ جلائے اور عدل احسان کو تیرے پستی مین نہ ملائے ایک شرر اُسکا ہزاروں گلستان کو جلائے جس سے باقی نہ نام ہے نہ نشان ہے یعنی تیرا نفس جو مرشد سے بھاگتا ہے اسواسطے کہ وہ مومن آب رحمت ہین اور تیرا نفس آتش دوزخ ہے کیونکہ نار دوزخ آب رحمت سے بجھتی ہے اسواسطے مرشد سے بھاگتا ہے یہی نہایت بلا کہ جس سے اہل دنیا متنفر ہوتے ہین وہ ضرور اہل حق ہے کہ نفس انکا تو نور دل اُنکے سے مرتا ہے باقی حال اسکا مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ بعد ازان الخ شعر بعد اصلاح و تصفیہ پیری کے جو چیزین تو بوئے ثمر لائے لالہ و نسرین و سوسن کھلے اگر مین پوشیدہ پھر جاؤن راہ راست سے تو خواجہ مجھکو پھیر دے کہ وہ میری راہ کہاں ہے ہم اُسی تقریر مین اب پڑے ہین کیونکہ خر لنگڑا اور منزل دور ہے تیرا بوجھ بھاری اور راہ مین چاہ ہے ٹیڑھا مت چل اور سیدھی راہ چل جبکہ ساٹھواں سال آئے تو شست سے تجھکو پکڑے تو راہ دریا کی لے کہ نیکی تجھکو ملے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تھا وہ عاقل الخ شعر وہ عاقل تھا جو دریا مین گیا جال سے اور نیران کی سوزش سے بچا جبکہ یہ وقت ہوا اور فرصت گئی مردہ ہو کر جا تو دریا مین ورنہ تجھکو کڑھائی مین تلے کوئی اپنے واسطے ایسا کرتا ہے تینوں مچھلیوں کے قصہ کا بیان کیا اپنے اعتبار کے واسطے خبردار ہو و عبرت پکڑ لو نگہدار ہو اور مددگاری طلب کر خدا سے دستی کر تا مقصود پر پہونچے سال گزرا اور وقت کھیتی نہین رہا اور سیاہی کے سوا نہین پایا نخل تن کی جڑ مین جو کہ کیڑا لگا تجھکو چاہئے کہ اُکھود اور اُس کو جلا تو خبردار ہو اسے سازون گیا اور آفتاب عمر کا اب چھپنے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چونکہ بیگہ گشت و آن فرصت گذشت — مردہ گرد و رو سوے دریا زدشت
ورنہ در تابہ شوی بریان بسے — اینچنین بر خود کند ہرگز کسے
حال آن سہ ماہی آن جوئبار — گفتہ شد اینجا برائے اعتبار
عہ فانبتہ ثم اعتبر ثم انتصب — واستعن باللہ ثم اجہد تصب
سال بیگہ گشت وقت کشت نے — جز سیہ روئی و فعل زشت نے
کرم در بیخ درخت تن فتاد — بایدش بر کند و در آتش نہاد
ہین و ہین اے راہرو بیگاہ شد — آفتاب عمر سوے چاہ شد
این دو روزک را کہ زورت ہست زود — پیر افشانی بکن از راہ جود
این قدر تخمے کہ ماندستت بکار — تا در آخر بینی اورا برگ و بار
تا نمردست این چراغ باگہر — ہین فتیلہ اش ساز و روغن زود تر
ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت — تا بکلے نگذرد ایام کشت

جو ہوا بیوقت اور فرصت گئی — مردہ ہو دریا مین جا تو اے اخی
ورنہ تجھکو بس کڑھائی مین تلے — واسطے اپنے کوئی ایسا کرے
حال تینون مچھلی اور اُس نہر کا — اعتبار اپنے کے خاطر یان کہا
ہوش مین آ ایسکے عبرت کام کر — سعی کر مقصد کی حق پر رکھ نظر
سال گزرا وقت کھیتی کا نہین — رو سیاہی کے سوا پایا نہین
نخل تن کی جڑ مین جو کیڑا لگا — چاہیے تو کھود اُسکو اور جلا
ہو خبردار اے مسافر دن گیا — آفتاب عمر اب چھپنے لگا
جلد یہ دو دن کہ تجھکو زور ہے [ا] — کرلے کوشش اسمین اب تو جود سے
بیج تھوڑا سا ترا ہے اُسکو بو — تاکہ آخر دیکھے برگ و بار کو
تا نہ گل ہووے چراغ اب یہ ترا — تیل و بتی اسکی تو جلدی سے لا
مت کہو کل اپنی سب کل گزری گئی — تا نہ بالکل گزرین یہ کھیتی کے دن

در معنی فی التاخیر آفات — اندر اس معنی کے کہ تاخیر مین آفت ہے

پند من بشنو کہ تن بند قویست — کہنہ بیرون کن گرت میل نویست
لب ببند و کف پر زر بر کشا — بخل تن بگزار و پیش آور سخا
ترک لذتہا و شہوتہا سخاست — ہر کہ در شہوت فروشد بر نخاست
این سخا شاخیست از سرو بہشت — وائے او کز کف چنین شاخے بہشت
عروۃ الوثقیٰ ست این ترک ہوا — بر کشد این شاخ جان را بر سما
یوسف حسنی و این عالم چو چاہ — وین رسن صبرست از امر الٰہ
یوسفا آمد رسن در زن تو دست — از رسن غافل مشو بیگہ شدہ است

[۲] سن نصیحت تن بڑی اک قید ہے — چھوڑ کہنہ تو کی گر امید ہے
زر کی مٹھی کھول کر لب بند کو — کر سخا اور چھوڑ تن کے بخل کو
ترک لذت اور شہوت ہی سخا — ڈوبا جو شہوت مین وہ پھر کب بچا
سرو جنت کی سخا اک شاخ ہے — اُسپہ ہے افسوس چھوڑے ہاتھ سے
ہے رسن مضبوط یہ ترک ہوا — شاخ جان کو کھینچے یہ سوے سما
تو ہے یوسف یہ جہان ہے مثل چاہ — اور رسن ہے صبر با حکم الٰہ
تو پکڑ لے یوسف رسن کو ہاتھ سے — وقت جاتا ہے تو غافل مت رہے

سلہ جلد یہ الخ یہ شعر دو دن کہ تجھ سے زور ہے جلد کوشش سے تیرا بیج تھوڑا سا ہی بو اُسکو تاکہ آخر دیکھے تو برگ و بار سے تا نہ تیرا یہ چراغ اب گل ہو دے تو تیل و بتی اسکی جلدی سے لا کل مت کہو اور سب کل گزری ایسا نہ ہو کہ کھیتی کے یہ بالکل دن گزرین یعنی جو عمر تیری تھوڑی رہی ہے تو جلد معرفت الٰہی حاصل کر امروز فردا مین سکوت مت گزار پھر وقت گیا ہاتھ نہین آتا ہے پس تاخیر مین آفتین ہے بقول خواجہ حافظ شیرازی مصرع کہ آفتہاست در تاخیر وطالب را زیان دارد چنانچہ اسکی مثال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ سن نصیحت الخ یہ شعر تو نصیحت سن کہ تن ایک قید بڑی ہے چھوڑ کہنہ کو اگر تو کی امید ہے مٹھی زر کی کھول اور لب کو بند کر سخاوت کر اور تن کے بخل کو چھوڑ ترک لذت و شہوت سخاوت ہی ایک سرو جنت کی شاخ ہے اُس شخص پہ افسوس ہے کہ جس نے اسے ہاتھ سے چھوڑا ترک ہوا رسی مضبوط ہے کہ شاخ جان کو کھینچے طرف آسمان کے تاکہ تجھ کو شاخ سخاوت کی لیجا دے اصل تک کھینچکر اے اہل صفا تو یوسف ہے اور یہ جہان مثل چاہ کے ہے اور رسی صبر ہے حکم خدا سے تو پکڑ لے یوسف رسی کو ہاتھ سے وقت جاتا ہے غافل مت ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عہ خبردار جو عبرت لے دشمن اسکا ۱۲ عہ اور مددگاری طلب کر خدا سے اور سعی کرتا پہنچے مقصد کو ۱۲

حمد لله کاین رسن آویختند	فضل و رحمت را بهم آمیختند	حمد لله یہ رسن لٹکائی ہے	فضل و رحمت کو بہم دکھلائی ہے
در رسن زن دست بیرون رو ز چاه	تا ببینی بارگاه پادشاه	یہ پکڑ رسی نکل اس چاہ سے	بارگاہ شاہ تا تجھ کو ملے
تا ببینی عالم جان جدید	عالم بس آشکار و ناپدید	تاکہ دیکھے جان کا عالم نیا	ویسا عالم جو ہو ظاہر اور چھپا
این جهان نیست چون هستان شده	وان جهان هست بس پنهان شده	یہ جہان نیست مثل ہست ہی	وہ جہان ہست پوشیدہ رہے
خاک بر بادست و بازی میکند	کژنماے پرده سازی میکند	ہے ہوا پر خاک اور بازی کرے	کجروی اور پردہ سازی سب رکھے
خاک همچون آلتے در دست باد	باد را دان عالی و عالی نژاد	خاک جون آلہ بدست باد ہے	مرتبہ عالی ہوا کا اس لیے
چشم خاکی را بخاک افتد نظر	باد بین چشمے بود نوع دگر	خاک کو جو دیدہ دیکھے خاک ہے	جو ہوا کو دیکھے دیدہ پاک ہے
این که بر کارست و بیکارست پوست	وانکه پنهان ست مغز و اصل اوست	یہ جو کرتا کام تو ہے پوست ہی	جو ہی پوشیدہ وہ مغز و دوست ہے
اسپ داند اسپ را کو هست یار	هم سواری داند احوال سوار	جانتا گھوڑے کو گھوڑا جو ہی یار	جانتا اسوار ہے حال سوار
چشم حس اسپ ست و نور حق سوار	بے سواران اسپ خود ناید بکار	چشم حس گھوڑا ہی نور حق سوار	بے سوار اب گھوڑا کب آئے بکار
پس ادب کن اسپ را از خوے بد	ورنه پیش شاه باشد اسپ رد	خوے بد سے اسپ کو تعلیم کر	ورنہ شہ اسکو کرے بس دور تر
چشم اسپ از چشم شه رهبر بود	چشم او بے چشم شه مضطر بود	چشم اسپ چشم شہ سے رہنما	چشم مضطر اسکی ہے بے چشم شاہ
چشم اسپان جز گیاه و جز چرا	هر کجا خوانی بنالد سوے چرا	چشم اسپان جز چراگاہ و گیا	جائے جس جا چاہیے وہ چرنے کی جا
نور حق بر نور حس راکب شود	وانگہے جان سوے حق راغب شود	نور حق کا نور حس پر ہو سوار	اس گھڑی جان حق کی ہو راغب بیا
اسپ بے راکب چه داند رسم و راه	شاه باید تا بداند شاهراه	اسپ بے اسوار کے کیا جانے راہ	چاہیئے شہ تاکہ جانے شاہراہ

۱؎ حمد لله الخ شعر الحمد لله رسی لٹکائی ہے فضل و رحمت کی باہم ملا کر یہ تو رسی پکڑ اور چاہ سے نکل تاکہ بارگاہ شاہ کی تجھ کو دکھائی دے تاکہ تو جان سے نیا عالم دیکھے ویسا عالم کہ جو ظاہر و چھپا ہو یہ جہان نیست مانند ہست کے ہے وہ جہان ہست پوشیدہ رہتا ہے آگے مثال ہے ہوا پر خاک ہے اور بازی کرتی ہے کجروی اور پردہ سازی رکھتی ہے یعنی تو مثل یوسف کے چاہ دنیا میں گرفتار ہے اور رسی اس چاہ کی صبر و توکل ہے پس تو وہ رسی پکڑ کے نکل کہ درگاہ بادشاہ میں تجھ کو رسائی ہو اور یہ جہان ظاہر ہے تو معنی کو دیکھ کہ موجب نجات ہو کیونکہ صورت ظاہر اہل جہان کی مثل بگولے کے ہے ہوا میں مگر ہوا نہیں دکھائی دیتی ہے اسی طرح صورت معلوم ہوتی ہے اور معنی نہیں دکھائی دیتا ہے چنانچہ اس کی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ خاک چون الخ شعر خاک جون آلہ کے ہوا کے ہاتھ میں ہے اس لیے مرتبہ عالی ہوا کا ہے جو دیدہ کہ خاک دیکھے خاک ہے اور جو دیدہ کہ ہوا دیکھے وہ پاک ہے یہ جو تو کام کرتا ہے پوست ہے اور جو پوشیدہ ہے وہ مغز دوست ہے گھوڑے کو جو گھوڑا یار جانتا ہے حال سوار کا سوار جانتا ہے چشم حس گھوڑا ہے اور نور خدا سوار بغیر سوار کے کب گھوڑا کام میں آئے اسپ کو خوے بد سے تعلیم کر اور نہ شاہ اسکو دور کرے گا چشم اسپ کی چشم شاہ سے راہ جاننے والی ہے اور بغیر چشم شاہ کے چشم اسکی مضطر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ چشم اسپان الخ شعر چشم اسپوں کی بجز کاہ اور چراگاہ کے جس جا جاے چراگاہ چاہیے نور حق کا نور حس پر سوار ہو جان اس گھڑی حق کی راغب یار ہو آپ بغیر سوار کے کیا راہ جانے بادشاہ چاہیے تاکہ شاہراہ جانے تو حس کی جانب جاکہ نور اس پر سوار ہے وہ نور حس کا صاحب و یار ہے نور حق سے نور حس زینت رکھتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ نور اوپر نور کے ہے نور حس طرف تحت الثریٰ کے کھینچتا ہے اور نور حق طرف اعلیٰ کے لے جاتا ہے یعنی نور چشم حسی طرف کجی کے جاتا ہے جب کہ نور حق اس پر سوار ہو جاتا ہے تو جانب راستی کے لے جاتا ہے اور مشاہدہ جمال الٰہی کرتا ہے پس عارف کو چاہیے کہ نور حق پرتو مرشد سے حاصل کرے کہ چشم سر بینا ہو اور راہ دید کی کھلے باقی حال اس کا آگے مولانا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

سوی حسی رو که نورش راکب است	حس را آن نور نیکو صاحب است	حس کی جانب جائے تو ...	حس کا ہے وہ نور صاحب اے یار
نور حس را نور حق تزئین بود	معنی نور علی نور این بود	نور حق سے ...	معنی نور علی نور اس کے ہین
تا برد شاخ سخا اے خوب کیش	مر ترا بالا کشان تا اصل خویش	تاکہ لیجاوے ...	کھینچکر تا اصل اسے اہل صفا
نور حسی می کشد سوی ثرا	نور حقش می برد سوی علا	نور حس کھینچے سوے تحت الثری	نور حق لیجائے بس سوے علا
زانکه محسوسات دون تر عالمی است	نور حق دریا و حس چون شبنمی است	کیونکہ ہے محسوس عالم مین تر	نور حق دریا و حس شبنم سے تر
لیک پیدا نیست آن راکب برو	جز بآثار و بگفتار نکو	پر سوار اسپر نہ کچھ ظاہر ملے	کچھ سوا آثار اور رفتار کے
نور حسی کو غلیظ است و گران	هست پنهان در سواد دیدگان	نور حسی ہے مکدر اور گران	ہے سیاہی مین وہ آنکھوں کی نہان
چونکه نور حس نمی بینی ز چشم	چون نه بینی نور آن عینی بچشم	جو نہ دیکھے نور حس تو آنکھ سے	نور مطلق آنکھ کو کیونکر ملے
نور حس با این غلیظی مختفی است	چون خفی نبود ضیائے آن صفی است	نور حس کہ ہے غلیظ اور ہے نہان	نور جو ہو صاف ہو کیونکر عیان
این جهان چون خس بدست باد غیب	عاجزی پیشه گرفت از داد غیب	یہ جہان جون خس ہے دست باد ہی	اور عاجز غیب کی ہے داد سے
گه بجوش می برد گاهیش بر	گاه خشکش میکند گاهیش تر	گاہ بحر و گاہ بر کو لے چلے	گاہ خشک اور گاہ تر اسکو کرے
دست پنهان و قلم بین خط گزار	اسپ در جولان و ناپیدا سوار	ہاتھ پوشیدہ قلم چلتا رہے	گھوڑا دوڑے نے سوار اسکا ملے
گه بلندش میکند گاهیش پست	گه درستش میکند گاهے شکست	گہ بلند اسکو کرے اور گاہ پست	گہ درست اسکو کرے اور گہ شکست
گه یمینش می برد گاهے یسار	گه گلستانش کند گاهیش خار	گاہ دہنے گاہ بائین لیچلے	گہ گلستان گاہ خارستان کرے
تیر پران بین و ناپیدا کمان	جانها پیدا و پنهان جان جان	تیر چلتے ہین نہین ظاہر کمان	جان ظاہر اور نہان ہے جان جان
تیر را مشکن که این تیر شهی است	تیر پرتابی ز شست آگهی است	تیر کو مت توڑ یہ ہے تیر شاہ	ہے قدر انداز نے پرتاب راہ
ما رمیت اذ رمیت گفت حق	کارها بر کارها دارد سبق	ما رمیت اذ رمیت حق کہے	کار حق کل کام پر سبقت رکھے

لہ کیونکہ الخ یہ شعر کیونکہ محسوس عالم بہ تر ہے نور حق دریا ہے اور نور حس شبنم تر ہے ولیکن سوار اس پر ظاہر نہین ہے بجز آثار و گفتار کے نور حس کدورت دار و گران ہے اور آنکھون کی سیاہی مین پوشیدہ ہے جو نور حس کو آنکھ سے نہین دیکھتا ہے نور مطلق آنکھون سے کیونکر دیکھے گا نور حس کہ کدورت و نہان ہے نور جو کہ صاف ہو کیونکر عیان ہووے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۔ لہ یہ جہان الخ یہ شعر یہ جہان مانند خس کے ہوا کے ہاتھ مین ہے اور غیب کی داد سے عاجز ہے گاہ دریا گاہ جنگل کو لے جاوے گاہ خشک گاہ تر اُس کو کرے ہاتھ پوشیدہ اور قلم چلتا معلوم ہوتا ہے گھوڑا دوڑتا ہے اور سوار نہین ملتا ہے کبھی بلند اُس کو کرے کبھی پست اور کبھی درست اُس کو کرے اور کبھی شکستہ کبھی دہنے کبھی بائین اُس کو لے جائے کبھی گلستان و کبھی خارستان اُس کو کرے تیر اُڑتا دکھائی دے اور کمان ظاہر نہین جان ظاہر اور جان جان پوشیدہ ہے تیر کو مت توڑ یہ تیر شاہ کا ہے قدر انداز سے ہے و تیر پرتابی نہین ہے کیونکہ حق فرماتا ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ یعنے تو نے تیر نہ پھینکا جس وقت پھینکا حق نے پھینکا کام حق کا کل کام پر سبقت رکھتا ہے یعنے یہ جہان مانند تنکے کے ہے اور معنی مثل ہوا کے پس ہوا تنکے کو جہان چاہتی ہے لیے پھرتی ہے اور جسم مانند تیر کے و معنی مانند کمان کے پس کمان تیر کو جدھر چاہتی ہے پھینکتی ہے اسواسطے مادمیت اذ دمیت بہ نسبت وجود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق نے فرمایا کہ محمدؐ وہ فعل تمہارا نہین ہے ہوا کی حرکت ہے لیکن ظاہر مین وہ حرکت تنکے سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

خشم خود بشکن تو مشکن تیر را | چشم خشمت خون نماید شیر را
بوسہ دہ بر تیر و پیش شاہ بر | تیر خون آلودہ از خون تو تر
انچہ پیدا عاجز و بستہ و زبون | وانچہ ناپیدا چنین تند و حرون
ما شکاریم اینچنین دامے کراست | گوئے چوگانیم چوگانے کجاست
می درد می دوزد این خیاط کو | می دمد می سوزد این نفاط کو
ساعتے کافر کند صدیق را | ساعتے زاہد کند زندیق را
زانکہ مخلص در خطر باشد مدام | تا ز خود خالص نگردد او تمام
زانکہ در راہ است رہزن بیحد | آن رہد کو در امان ایزد است
آئینہ خالص نگشت او مخلص است | مرغ را نگرفتہ است و مقنص است
چونکہ مخلص گشت مخلص باز رست | در مقام امن رفت و برد دست
ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شد | ہیچ نانے گندم خرمن نہ شد
ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شد | ہیچ میوہ پختہ با کورہ نہ شد
پختہ گرد و از تغیر دور شو | رو چو برہان محقق نور شو
چون ز خود رستی ہمہ برہان شدی | چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی
ور عیان خواہی صلاح الدین نمود | دیدہ ہا را کرد بینا و گشود
فقر را از چشم و از سیماے او | دیدہ ہر چشمے کہ دارد نور ہو
شیخ فعال ہست بے آلت چو حق | با مریدان دادہ بے گفتی سبق

توڑ غصہ کو نہ توڑ اس تیر کو [۱] | چشم غصہ خون دکھلائے شیر کو
تیر لیجا پاس تو اُس شاہ کے | تیر خون آلود اپنے خون سے
جو ہے ظاہر عاجز و ناچار ہے | جو ہے مخفی سرکش و جرار ہے
ہم شکار ایسے ہین دام اپنا کہان | گیند ہین ٹھوکرے کے اور ڈنڈا کہان
سیوے پھاڑے ایسا درزی پر کہان | اور جلائے پھونکے آتش گر کہان
دم مین وہ کافر کرے صدیق کو | دم مین وہ زاہد کرے زندیق کو
اسلیے [۲] مخلص خطر مین ہو مدام | جب تلک خالص خودی سے ہو تمام
کیونکہ کثرت سے ہین رہزن راہ مین | امن مین جو حق کے آمین وہ بچین
آئینہ خالص نہ ہو مخلص ہے وہ | خود پھنسا ہے جو نہ پکڑے مرغ کو
جو ہوا مخلص وہ زندان سے چھٹا | امن پایا اور وہ غالب ہوا
کوئی آئینہ نہ پھر آہن ہوا | کوئی گندم پھر نہ روٹی سے بنا
کوئی نے انگور پھر غورا ہوا | میوہ پکا پھر نہین کچا ہوا
پختہ ہو کر تو تغیر سے ہو دور | مثل برہان محقق تو ہو نور
جو [۳] خودی سے چھوٹا کل برہان ہوا | جو کہے بندہ ہو مین سلطان ہوا
گر عیان چاہے صلاح الدین سے | آنکھ کو بینا کرے روشن کرے
چشم و پیشانی سے اُسکے فقر کو | آنکھ نے دیکھا جو رکھے نور ہو
شیخ بے آلہ ہے فاعل مثل حق | دے مریدوں کو وہ بے قال کے سبق

[۱] توڑ غصہ کو الخ شعر تو غصہ کو توڑ اور اس تیر کو مت توڑ کہ چشم غصہ شیر کو خون دکھلاتی ہے یعنی بہتر شے کو برا دکھلاتا ہے تو غصہ کو دفع کر اس تیر کو تو شاہ کے پاس لے جا تیر خون آلودہ اپنے خون سے جو کہ ظاہر ہے وہ عاجز و ناچار ہے اور جو کہ مخفی ہے وہ سرکش و جرار ہے ہم ایسے شکار ہین اور دام ہمارا کہان ہے ہم گیند ٹھوکرے کے ہین اور ڈنڈا کہان ہے سیوے اور پھاڑے ایسا درزی کہان ہے جلائے اور پھونکے ایسا آتش گر کہان ہے ایک دم مین وہ کافر کرے صدیق کو اور ایک دم مین وہ زاہد کرے زندیق کو یعنے ہم ہستی کے پابند ہین ایسا اہل معنی کہان ہے کہ ہم کو نیست کر کے ہست کر دے باقی حال آگے ہے فافہم

[۲] اس لیے مخلص الخ شعر مخلص اس لیے ہمیشہ خطرہ مین ہو جب تک کہ خودی سے خالص نہ ہو کیونکہ راہ مین رہزن کثرت سے ہین جو حق کی امن مین آئین وہ بچین جو آئینہ خالص نہ ہو وہ مخلص ہے جو کہ مرغ کو نہ پکڑے وہ خود گرفتار ہے جو کہ مخلص ہو وہ زندان سے چھوٹا اُس نے امن پایا اور غالب ہوا کوئی آئینہ پھر آہن نہین ہوا کوئی گندم پھر روٹی نہین بنا کوئی انگور پھر غورا نہ ہوا میوہ پکا پھر کچا نہ ہوا پختہ ہو کر تغیر سے دور ہوا مثل برہان محقق کے تو نور ہو یعنی تو مقام اجلال مین خالص ہو کر رجعت مسلوک وغیرہ مقامات سے نجات پا کر جیسے حضرت برہان الدین محقق نے تکمیل مقامات سلوک کی کر لی سید برہان الدین محقق خلیفہ پدر مولانا روم علیہ الرحمۃ کے تھے بقول بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم

[۳] جو خودی سے الخ شعر جبکہ خودی سے چھوٹا کل برہان ہوا جب کہے کہ مین بندہ ہون سلطان ہوا اگر تو عیان چاہتا ہے صلاح الدین سے ل آنکھ کو وہ بینا کرے اور دل کو روشن پیشانی و چشم اس کی سے فقر کو آنکھ نے دیکھا جو کہ وہ رکھے نور ہو شیخ بے آلہ فاعل ہے مانند حق کے اور مریدون کو سبق دیتا ہے بے قال کے یعنے حضرت صلاح الدین مرید سید برہان الدین محقق کے تھے اور دکان زرکوبی کی کرتے تھے حضرت مولانا روم قدس سرہ کے فیض بخشی سے کمال کو پہونچے پس مولانا اُنکے کمال کیطرف اشارہ کرتے ہین از بحر العلوم باقی حال اسکا آگے ہے فافہم

دل بدست او چو موم نرم رام ۔ مہر او گہ ننگ سازد گاه نام
مہر مومش خاکی انگشتری ست ۔ باز آن نقش نگین خاکی کیست
خاکی اندیشۂ آن زرگر ست ۔ سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگر ست
این صدا در کوه دلہا بانگ کیست ۔ گہ پر است از بانگ این گہ تہی ست
ہر کجا ہست او حکیم ست او ستاد ۔ بانگ او زین کوه دل خالی مباد
ہست کہ کاواز مثنا می کند ۔ ہست کہ کاواز صد تا می کند
می زہاند کوه ازان آواز قال ۔ صد ہزاران چشمۂ آب زلال
چون ز کوه آن لطف بیرون میشود ۔ آبہاے چشمہ ہا خون می شود
زان شہنشاه ہمایون فعل بود ۔ کہ سراسر طور سینا لعل بود
جان پذیرفت و خرد اجزاے کوه ۔ ما کم از سنگیم آخر اے گروه
نے ز جان یک چشمہ جوشان میشود ۔ نے بدن از سبز پوشان میشود
نے صداے بانگ مشتاقی درو ۔ نے صفائی جرعہ ساقی درو
کو حمیت تا ز تیشہ و ز کلند ۔ اینچنین کہ را بکلی بر کنند
بو کہ بر اجزاے او تابد مہے ۔ بو کہ در وے تاب مہ یابد رہے
چون قیامت کوہہا را بر کند ۔ پس قیامت این کرم کے میکند

ہاتھ[۱] میں جون موم دل نرم اسکے تام ۔ گاه مہر ننگ کردی گاه نام
خاکی انگشتری ہے مہر موم ۔ اسکا ہے نقش نگین خاکی قوم
خاکی اندیشہ اس زرگر کا ہے ۔ حلقۂ زنجیر ہیں باہم ملے
کوه[۲] دل میں گونج کسکے بانگ کی ۔ بانگ سے گہہ پر یہ گہ خالی ہی
وه حکیم استاد اب جس جا یہ ہے ۔ کوه دل خالی نہو اُس بانگ سے
بعض گہ ہے کہ وه دے آواز دو ۔ بعض گہ کہ ہے سو آواز وه دے
کوه جاری کرتا اس آواز سے ۔ سیکڑوں چشمے ہیں شیریں آب کے
لطف اُس کہ سے جو ہوتا ہی برون ۔ آب اُن چشموں کا ہوجاتا ہی خون
کیونکہ شاہنشہ ہمایون فال تھا ۔ اسلیے کل طور سینا لال تھا
عقل[۳] او رجان پائے جب اجزاے کوه ۔ ہم ہیں کمتر کوه سے بھی اے گروه
نے ہوا ہے جان سے اک چشمہ روان ۔ نے بدن ہوتا ہے سبز و شادمان
نے صداے بانگ مشتاقی رکھے ۔ نے صفائی جرعۂ ساقی رکھے
وه کہان ہمت کدال و تیشہ سے ۔ کھود ڈالون کوه کو اس تیشہ سے
ہے یقین اجزا پہ چمکے اُسکے ماه ۔ ہے یقین خورشید پائے اسمین راه
جون قیامت کوه کو پاره کرے ۔ کب قیامت یہ کرم ہرگز رکھے

۱ ہاتھ میں الخ یہ شعر مانند موم کے اُسکے ہاتھ میں دل نرم ہوا کبھی مُہر ننگ کی کردی کبھی نام کی یعنے حضرت صلاح الدین کو وه کمال حاصل تھا کہ مریدوں کے اوپر کبھی وه شان جلالی و کبھی شان جمالی ظاہر کردیتے تھے مہر موم حکایت کرنیوالی انگشتری کی ہے اور نقش نگین حکایت کرنیوالا کس کا ہے حکایت کرنیوالا اس زرگر کے اندیشہ کا ہے کہ حلقۂ زنجیر باہم ملتے ہیں یعنی صلاح الدین کے ہاتھ میں دل موم ہوتا ہے تو وه مہر ننگ و نام کی کرتا ہے مہر موم حکایت کرنے والی انگشتری کی ہے اور نقش نگین حکایت کرنے والا اندیشہ زرگر کا ہے اسیطرح حلقۂ زنجیر باہم ملتے ہیں یعنی دل مرید کا پیر یعنی مرشد کو بتاتا ہے و نقش نگین حکایت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتا ہے اسیطرح تا ذات حق حلقہ بحلقہ بتاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ کوه دل میں الخ یہ شعر کوه دلمین کس کے آواز کی گونج ہے کبھی یہ آواز سے پُر کبھی تہی ہے وه حکیم تو اُستاد معنی اب جس جگہ یہ ہے کوه دل آواز سے خالی نہ ہو بعض کوه ہے کہ وه دو آواز دیتا ہے اور بعض کوه ہے کہ سو آواز دیتا ہے کوه آواز جاری کرتا ہے سیکڑوں چشمے آب شیرین کے لطف اُس کوه سے جبکہ باہر ہوتا ہے آب ان چشموں کا خون ہوجاتا ہے کیونکہ بادشاه ہمایون فال تھا اسواسطے کوه طور لال تھا یعنے جسکے دل میں معنی ظہور رکھتا ہے وه صداے مطلق سے حوادث ظاہر کرتا ہے مثل کوه طور کے چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ عقل و جان الخ ۹ شعر جب اجزاے کوه عقل و جان پائے ہم کوه سے بھی کمتر ہیں اے گروه نہیں ملا ہے ایک چشمہ جان سے کہ اس سے نہیں بدن ہوتا ہے سرسبز و شادمان نہیں صدا بانگ کی مشتاقی رکھے یعنی جرعہ ساقی کا صفائی رکھے یعنے ہوا اسے چشمہ جان سے روان و بدن سے سرسبز و صداے بانگ کی مشتاقی و جرعہ ساقی صفائی رکھتا ہے یہ استفہام انکاری ہے وه کہان ہمت ہے کہ کدال و تیشہ سے میں کھود دوں کوه کی اس پیشہ سے یقین ہے کہ اجزا پر اس کی ماه چمکی یقین ہے کہ خورشید اس میں راه پاوے قیامت کے مانند وه کوه کو پاره کرے یہ قیامت اس قیامت سے کم نہیں ہے وه قیامت زخم پر مرہم رکھتی ہے جس نے مرہم دیکھا وه چھوٹا زخم ہے حسن جس نے دیکھا حسن بنے وه بدر خوش ہے کہ خوشرو یار ہوا افسوس کہ وه مگر وجہت خزان کا ہو یعنی وه شخص بہتر ہے کہ جو ظاہر برا و باطن بہتر رکھے اس شخص سے کہ جو ظاہر بہتر و باطن برا رکھتا ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲

این قیامت زان قیامت کی کم است	آن قیامت زخم و این چون مرہم است	یہ قیامت کم نہ اُس محشر سے ہے	وہ قیامت زخم پر مرہم رکھے
ہر کہ دید آن مرہم از زخم ایمن است	ہر بدی کین حسن دید او محسن است	جسنے مرہم دیکھا چھوٹا زخم سے	حسن جس بد کو ملے محسن بنے
ای خنک زشتی کہ خوبش شد حریف	وای گلروئی کہ جفتش شد حریف	خوش ہے وہ بدرو کہ خوشرو ہو حریف	حیف وہ گلرو کہ ہو جفت حریف
نان مردہ چون حریف جان شود	زندہ گردد نان و عین آن شود	نانِ مردہ جو حریف جان ہو	زندہ ہو او عین جان وہ نان ہو
ہیزم تیرہ حریف نار شد	تیرگی رفت و ہمہ انوار شد	چوب تیرہ جو حریف نار ہو	تیرگی جائے و کل انوار ہو
در نمکسار ار خر مردہ فتاد	آن خری و مردگی یکسو نہاد	گر گرے کان نمک میں مردہ خر	ہو خری اور مردگی سے دور تر
صبغۃ اللہ ہست رنگ خم ہو	پیسہا یک رنگ گردد اندر و	صبغۃ اللہ ہے یہ رنگ خم ہو	پیسے اک رنگ اسمیں ہوں کل جان تو
چون دران خم افتد و گوئیش قم	از طرب گوید منم خم لا تلم	جو گرے خم میں تو قم اُسکو کہے	بولے میں خم ہوں ملامت مت کیے
آن منم خم خود انا الحق گفتن است	رنگ آتش دارد الا آہن است	میں ہوں خم لائق انا الحق کہنے کے	رنگ آتش رکھوں آہن ہوں وے
رنگ آہن محو رنگ آتش است	ز آتشی مے لافد و خامش وش است	رنگ آہن محو رنگ آتش کا ہے	پر ہے خامش آگ کا دعوی کرے
چون بسرخی گشت ہمچو زر کان	پس انا النار ست لافش بے زبان	جو کہ ہونے سرخ مثل زر کان	ہے انا ناری کا دعوی بے زبان
شد ز رنگ و طبع آتش محتشم	گوید او من آتشم من آتشم	ہووے کامل طبع و رنگ نار میں	وہ کہے آتش ہوں میں آتش ہوں میں
آتشم من گر ترا شک است و ظن	آزمون کن دست را بر من بزن	آگ ہونے میں مرے گر شک کرے	امتحانا چھو کے مجھکو دیکھ لے
آتشم من بر تو گر شد مشتبہ	روی خود بر روی من یکدم بنہ	آگ ہونے میں مرے گر شک کرے	منہ کو اپنے میرے منہ پر رکھ تو دے
آدمی چون نور گیرد از خدا	ہست مسجود ملایک ز اجتبا	آدمی جو نور لے اللہ سے	ہووے مسجود ملک اس جاہ سے
نیز مسجود کسے کو چون ملک	رستہ باشد جانش از طغیان و شک	وہ کوئی مسجود ہو مثل ملک	جسکی جان رکھتی نہووے کرد و شک
آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند	ریش تشبیہ و مشبہ را مخند	آگ کیا اور لوہا کیا تم چپ رہو	اس مشبہ اور تشبیہ پر نہ ہنسو
پای در دریا منہ کم گو از آن	بر لب دریا خمش کن لب گزان	پا نہ رکھ دریا میں کمتر کر بیان	اور لب دریا پہ روک اپنی زبان
گرچہ صد چون من ندارد تاب بحر	لیک می نشکیبم از غرقاب بحر	اگرچہ صد ہا کو نہووے تاب بحر	پر نہ مجکو صبر جز غرقاب بحر

سلہ نان مردہ الخ یہ شعر نان مردہ جو یار جان کی ہو زندہ ہو اور عین جان ہو چوب سیاہ جو یار نار کی ہو سیاہی جاتے اور کل انوار ہو وے اگر خر مردہ کان نمک میں گرے خری اور مردگی سے وہ دور تر ہووے خم ہو صبغۃ اللہ یعنی رنگ اللہ کا ہے سب پیشے اُس میں ایک رنگ ہوں یعنی خم معنی ایک رنگ ہے جو اُسمیں گرے ایک رنگ ہو وے اس واسطے سب عارف ایک رنگ ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو گرے الخ یہ شعر جو شخص خم میں گرا اور تو قم اُس کو کہے وہ کہے کہ میں خم ہوں لائق انا الحق کہنے کے رنگ آتش رکھتا ہوں ولیکن آہن ہوں رنگ آہن رنگ آتش میں محو ہے آتش کا دعوے کرتا ہے ولیکن خاموش ہے جو کہ سرخ ہووے مثل زر خالص کے انا ناری کا دعوے بے زبانی سے ہے کامل طبع ہووے رنگ اور وہ کہے میں آتش ہوں اگر تجھ کو اشتباہ ہو اپنے منہ کو میرے منہ پر رکھدے جو کہ آدمی نور اللہ سے لے اس جاہ سے مسجود ملائک کا ہووے کہ مثل ملائک کے جان جس کی کرد و شک نہیں رکھتی ہو وے آگ و لوہا کیا ہے تم چپ رہو اور اس مشبہ و تشبیہ پہ ہنسو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پا نہ رکھ الخ یہ شعر دریا میں پاؤں مت رکھو اور کمتر بیان کرو اور لب دریا پر اپنی زبان کو روک اگرچہ تاب بحر کی صد ہا کو ہووے نہیں مجکو بجز غرق بحر صبر نہیں ہے میری عقل جان فدائے بحر ہو خونبہا جان کا بحر کی سخاوت ہے پاؤں جبتک چلے اُسمیں چلوں جبتک پاؤں تھکے تو مثل بط کے اُسمیں ہوں یعنی دریائے حق سے مجکو کب سیری ہے بحر غرق ہوں جبتک کہ طاقت ہے میں اُسمیں چلوں نہ مثل بط کے اسمیں پیروں باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

جان و عقل من فدائے بحر باد — خونبہائے عقل و جان این بحر داد
عقل و جان میری فدائے بحر ہو — خون بہائے جان بخشا بحر نے

تا کہ پایم میرود رانم درو — چون نماند پا چو بط مانم درو
پاؤن جبتک ہے چلے اسمین چلون — جو تھکے یا مثل بط اسمین رہون

بے ادب حاضر ز غائب خوشتر است — حلقہ گرچہ کژ بود نے بر در است
بے ادب حاضر بھلا غائب سے ہے — حلقہ ٹیڑھا ہے ولیکن در پہ ہے

اے تن آلودہ بگرد حوض گرد — پاک کے گردد برون حوض مرد
حوض کے گرد اے تن آلودہ تو پھر — حوض کے باہر نہووے پاک پھر

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد — او ز طہر خویش ہم دور اوفتاد
پاک کب جو حوض سے مہجور ہی — بلکہ وہ پاکی سے اپنی دور ہی

پاکی این حوض بے پایان بود — پاکی اجسام کم میزان بود
پاکی بے پایان ہے بس اس حوض کی — اور پاکی جسم کی رکھے کمی

زانکہ دل حوض ست لیکن در کمین — سوے دریا راہ پنہان دارد این
کیونکہ دل اک حوض ہے لیکن نہان — راہ دریا کیطرف رکھتا ہے یان

پاکی محدود تو خواہد مدد — ورنہ اندر خرج کم گردد عدد
پاکی محدود مانگے ہے مدد — ورنہ اندر خرچ کے کم ہو عدد

تمثیل در بیان خواندن آب آلودگان را بہ پاکی

یہ مثال اس بیان مین کہ پانی بلاتا ہے ناپاکونکو واسطے پاکی کے

آب گفت آلودہ را در من شتاب — گفت آلودہ کہ دارم شرم از آب
بولا آلودہ سے پانی جلد آ — بولا آلودہ کہ آتی ہے حیا

گفت آب این شرم بے من کے رود — بے من این آلودہ زائل کے شود
آب بولا یہ حیا ہو مجھسے دور — بے مرے آلودگی کب ہووے دور

ز آب ہر آلودہ کو پنہان شود — الحیاء یمنع الایمان شود
آب سے آلودہ گر چھپتا پھرے — الحیاء یمنع الایمان ہے

دل ز پایہ حوض تن گلناک شد — تن ز آب حوض دلہا پاک شد
حوض تن کی تہ دل پر خاک ہے — حوض دل کے آب سے تن پاک ہے

گرد پایہ حوض دل گرد اے پسر — ہان ز پایہ حوض تن میکن حذر
گرد حوض دل کی تہ کے تم پھرو — پاس حوض تن کی تہ کے مت چلو

بحر تن بر بحر دل برہم زنان — در میان شان برزخ لا یبغیان
بحر دل اور بحر تن باہم روان — انکے اندر ہے برزخ لا یبغیان

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ — پیشتر می غژ بدو واپس مغژ
گر ہے تو ٹیڑھا یا سیدھا ہے — آگے بڑھ تو اور پیچھے مت ہٹے

سلہ یہ لعب الخ شعر بے ادب حاضر بہتر ہے غائب سے حلقہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر ہے اے تن آلودہ تو حوض کے گرد پھر اور باہر حوض کے تو پاک نہ ہووے وہ
پاک کب ہے کہ جو حوض سے مہجور رہے بلکہ وہ اپنی پاکی سے دور رہے اس حوض کی پاکی بے پایان ہے اور پاکی جسم کی کمی رکھتی ہے کیونکہ دل ایک حوض
ہے وہ لیکن پوشیدہ دریا کیطرف راہ رکھتا ہے پاکی محدود مدد چاہتی ہے ورنہ خرچ کرنے مین عدد کم ہوتا ہے یعنی دل ایک حوض ہے آب معنی
اور دریائے معنی سے اسمین ایک راہ ہے جو اس حوض دل مین ڈو بادہ معنی مین پہونچا پس پاکی جسم سے پاکی دل بے انتہا ہے کیونکہ پاکی تن کی
محدود ہے خرچ کم ہوتی ہے پس آب معنی ناپاکون کو بلاتا ہے واسطے پاک کرنیکے چنانچہ اس کا حال آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ بولا
آلودہ سے الخ شعر پانی نے کہا آلودہ سے کہ جلد آ آلودہ نے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے پانی نے کہا کہ یہ حیا مجھسے دور ہو اور بغیر میرے آلودگی کب دور ہو اگر
آب سے آلودہ پوشیدہ ہے ترجمہ حدیث ضرور کہ حیا باز رکھتی ہے ایمان سے حوض تن کی تہ سے دل پر خاک ہے اور حوض دل کے آب سے تن پاک ہے حوض دل کی تہ
کے گرد پھرو حوض تن کی تہ کے پاس مت جا بحر دل اور بحر تن کے باہم روان ہین اور انکے پردہ درمیان ہے اور نہین ملنے دیتا ہے یعنی حوض دل کیطرف رجوع ہو
آب معنی تیری آلودگی دنیا کو دور کرے اور حیا اسکے حاصل کرنے مین مت کر کہ یہ حیا موجب خرابی ہے پس حق پر دوری چھوڑ اور دریا تو دلکے شامل ہو کر راہ طے کر جسکا
اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ گر ہے الخ شعر اگر تو ٹیڑھا یا سیدھا ہے آگے بڑھ تو اور پیچھے پیٹ مت اگر یہ شاہ کے روبرو جانا خطر جان کا ہووے لیکن
عالی ہمت کب رکتے ہین شاہ شکر سے شیرین تر ہے جان شیرین مین جاکے خوش رہے لے ملامت گر سلامت تجھکو ہے دل سلامت ہو تو مجھکو چھوڑ دے یعنی سلامتی
بیگانہ مجھکو سلامتی ہے دنیا مین تو سلامتی ڈھونڈھ مجھکو یہ حال پر چھوڑ دے میری جان مٹی ہوا اور آگ سے خوش ہے یہ بھی کون ہے نہ آتش ہے مشت مٹی کے مانند سوزش کم ہے
اس جو نشاء ہے وہ کون ہے آتی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عسہ ضرور کہ حیا باز رکھتی ہے ایمان سے فافہم ۱۲ عسہ پردہ درمیان مین ہے اور نہین ملنے دیتا ہے فافہم ۱۲ ـ

پیش شاہان گر خطر باشد زجان   لیک نشکیبند عالی ہمتان
شاہ چون شیرین تر از شکر بود   جان بشیرینی رود خوشتر بود
اے ملامت گو سلامت مر ترا   اے سلامت جو رہا کن تو مرا
جان من کورہ ست با آتش خوش است   کورہ را این بس کہ خانۂ آتش ست
ہمچو کورہ عشق را شوریدنی است   ہر کہ او زین کور باشد کودنی است
برگ بے برگی ترا چون برگ شد   جان باقی یافتی و مرگ شد
چون ترا غم شادی افزون گرفت   روضۂ جانت گل و سوسن گرفت
انچہ خوف دیگران آن امن تست   بط قوی از بحر و مرغ خانہ سست
باز دیوانہ شدم من اے طبیب   باز سودائی شدم من اے حبیب
حلقہ ہاے سلسلۂ تو ذو فنون   ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنون
داد ہر حلقہ فنون دیگر است   پس مرا ہر دم جنون دیگر است
پس فنون باشد جنون این شد مثل   خانہ در زنجیر این میر اجل
آن چنان دیوانگی بگست بند   کہ ہمہ دیوانگان پندم دہند

شہ کے آگے گر خطر ہووے بجان   پر نہیں گھٹتے ہین عالی ہمتان
شاہ شیرین تر جو بس شکر سے ہے   جان شیرینی مین جاے خوش لگے ہے
اے ملامت گو سلامت ہو تجھے   اے سلامت جو مجھے تو چھوڑ دے
میری جان بھٹی ہے خوش ہے آگ سے   بس ہے بھٹی کو کہ خانہ آگ ہے
عشق بھٹی کی طرح سوزش رکھے   اس سے جو اندھا ہے وہ کودن لگے ہے
بے سر و سامانی[1] سامان ہے تجھے   جان باقی پائے چھوٹے موت سے
جو خوشی کا بڑھتا تیرا غم رکھے   گلشن جان مین گل و سوسن کھلے
دوسرون کا خوف تیرا امن ہے   مرغ سست اور بط قوی ہے بحر سے
پھر مین دیوانہ ہوا ہون اے طبیب   پھر مین سودائی ہوا ہون اے حبیب
حلقۂ زنجیر تیرا ذو فنون   اور ہی ہر حلقہ رکھتا ہے جنون
دیوے ہر حلقہ فنون اک اور ہے   مجکو ہر دم ہے جنون اک اور ہے
یہ مثل ہے کہ جنون ہووے فنون   عشق کی زنجیر مین جو ہے جنون
اس قدر دیوانگی نے توڑے بند   کہ مجھے دیتے ہین سب دیوانے پند

آمدن دوستان بہ بیمارستان جہت پرسش ذو النون

آنا دوستون کا شفاخانہ مین واسطے عیادت ذو النون مصری کے

این چنین ذو النون مصری را فتاد   کاندرو شور و جنون نو بزاد
شور چندان شد کہ تا فوق فلک   می رسید از وے جگرہا را نمک
ہین منہ تو شور خود اے شورہ خاک   پہلوے شور خداوندان پاک
خلق را تاب جنون او نبود   آتش او ریشہا شان می ربود

ایسا ہی[2] ذو النون مصری کو ہوا   کہ جنون وہ نولا اس کا بڑھا
اس قدر شورش ہوئی کہ تا فلک   پہنچا اس سے جگر کو تھا نمک
اپنی شورش مت رکھے اے شورہ خاک   پس مقابل مین جو ہین خاصان پاک
خلق کو تاب جنون اسکی نہ تھی   انکی داڑھی آگ سے اسکی جلی

[1] بے سر و سامانی الخ یعنی شعر مجھکو بے سر و سامانی سامان ہوا اور جان باقی پائے اور مرگ سے چھوٹے جو تیرا غم خوشی کا بڑھنا سکھے گلشن جان مین گل و سوسن کھلے دوسرون کا خوف امن تیرا ہے مرغ سست اور بط قوی بحر سے ہے یعنے دریاے معنی مین تن سست ہے اور جان قوی پھر مین دیوانہ ہوا ہون اے طبیب پھر مین سودائی ہوا ہون اے حبیب تیرا حلقہ زنجیر اور ذو فنون ہر حلقہ اور ہی رکھتا ہے جنون ہر حلقہ فنون ایک اور ہی دیوے مجکو ہر دم جنون ایک اور ہی ہے یہ مثل مشہور ہے کہ جنون ہو دے فنون جو عشق کی زنجیر مین جنون ہے اس قدر دیوانگی سنے بند توڑے کہ دیوانے مجھ کو پند دیتے ہین یعنے اب مجھ کو اور ہی جنون عشق پیدا ہوا ہے کہ باعث مطلب برآری کا ہو جیسے حضرت ذو النون مصری کو جنون نفع کا ہوا چنانچہ قصہ ان کا شاگا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] ایسا ہی الخ یہ شعر ایسا ہی ذو النون مصری کو جنون ہوا کہ جنون وہ نولا اس کا بڑھا اور اس قدر سوزش ہوئی کہ آسمان تک اس سے جگر کو نمک پہونچتا ہے یعنے وہ سوزش ہر ایک کو بے چین کرتی تھی اے شورہ خاکی اپنی سوزش مت رکھ مقابل خاصان حق کے اُس کے جنون کی تاب خلق کو نہ تھی اور اس کی آتش سے ان کی داڑھی جلی جو عوام کی داڑھی جلی اُس کو قید زندان مین کیا آگے حقائق اس کے بیان کیے ہین فافہم ۱۲۔

چونکه در ریش عوام آتش فتاد — بند کردندش بزندان المراد
نیست امکان واکشیدن این لجام — گرچه زین ره تنگ می آیند عام
دیده این شاهان ز عامه خوف جان — کین گره کورند و شاهان بے نشان
چونکه حکم اندر کف رندان بود — لاجرم ذوالنون در زندان بود
یک سواره میرود شاهِ عظیم — در کفِ طفلان چنین درِ یتیم
در چه دریای نهان در قطرهٔ — آفتابے مخفی اندر ذرهٔ
آفتاب خویش را ذره نمود — واندک اندک روئے خود را بر کشود
جملهٔ ذرات در وے محو شد — عالم از وے مست گشت و صحو شد
چون قلم در دست غدارے بود — لاجرم منصور بر دارے بود
چون سفیهان راست این کار و کیا — لازم آمد یقتلون الانبیا
انبیا را گفته قومِ راه گم — از سفه انا تطیرنا بکم
جهل ترسا بین امان انگیخته — زان خداوندے که گشت آویخته
چون بقول اوست مصلوب جهود — پس مر او را امن کے تاند نمود
چون دل آن شاه زیشان خون بود — عصمت و انت فیهم چون بود
زر خالص را و زرگر را خطر — باشد از قلاب خائن بیشتر
یوسفان از رشکِ زشتان مخفی اند — کز عدو خوبان در آتش میزیند

جو جلی داڑھی عوام الناس کی — قید زندان مین کیا اسکو اخی
(سله) کسکو طاقت ہے کہ روکے یہ کلام — گرچہ ہوتے تنگ ہین اس رہ مین عام
دیکھا ان شاہون نے خوف جان عام — بے نشان شہ یہ گروہ اندھا تمام
منکرون کو اختیار اب جو ملا — اسلیے ذوالنون زندان مین پڑا
ایسا شاہنشہ بڑا تنہا چلے — ہاتھ مین در یتیم اک طفل کے
در ہے کیا دریا ہے قطرہ مین نہان — یا کہ اک خورشید ذرہ مین نہان
(سله) ذرہ دکھلاتا ہے اپنے شمس کو — تھوڑا تھوڑا کھولتا ہے اپنا رو
سارے ذرّے محو انمین ہو گئے — اہل عالم مست سب اس سے ہوئے
بے وفا کے ہاتھ جو ہووے قلم — دار پر منصور ہووے لاجرم
جو ہوے حاکم کمینے پر جفا — لازم آیا یقتلون الانبیاء (عه)
انبیا کو کہوے قوم راہ گم — کہہ سے انا تطیرنا بکم (عه)
جہل ترسا دیکھ مانگین ہین امان — اُس خدا سے جسکو لٹکایا عیان
جو بقول اُنکے ہے مصلوب جہود — کب وہ دیسکتا ہے انکو امن سود
شاہ کا دل اُس سے جو پرخون ہوے — عصمت وانت فیہم کیونکہ ہوے
(سله) زر خالص اور زرگر کو خطر — کھوٹا کرنے والے سے ہو بیشتر
یوسفان مخفی ہین رشک زشت سے — کہ عدو خوبون سے آتش مین رہے

سله کس کو طاقت ہے الخ شعر کس کو طاقت ہے کہ یہ کام روکے اگرچہ عام اس راہ مین تنگ ہوتے ہین ان شاہون نے جو دیکھا خوف جان کا عوام سے بے نشان شاہ ہوے اور گروہ بالکل اندھا یعنے اولیاء اللہ نے خوف جان اپنا عوام سے دیکھا پوشیدہ ہو گئے آگے رجوع بقصہ ہے اختیار منکرون کو جو ملا اس لیے ذوالنون کو قید محبس مین کیا ایسا بڑا شہنشاہ تنہا چلے ہاتھ مین ایک طفل کے در یتیم ہو کر گوہر کیا وہ ایک دریا قطرہ مین نہان ہے یا کہ ایک خورشید ذرہ مین پوشیدہ باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ سله ذرہ الخ شعر ذرہ اپنے شمس کو دکھلاتا ہے اور تھوڑا تھوڑا اپنا منھ کھولتا ہے سارے ذرے اس مین محو ہو گئے اور اہل عالم اس سے مست ہو گئے جب کہ بے وفا کے ہاتھ مین قلم ہووے ضرور کر منصور دار پر ہووے جب کہ کمینہ اور پر جفا حاکم ہووے لازم آیا کہ مارین کافر پیغمبرون کو انبیا کو قوم گمراہ کہے کہ سے کہ فال بد ہم نے تمہارے کہنے سے لی ترسایون کی جہالت کو دیکھ کر امن چاہتے ہین اُس خدا سے کہ جسکو دار پر لٹکایا جو کہ بقول انکے جہودون نے صلیب پر چڑھایا کب وہ اُن کو امن دے سکتا ہے یعنے نصاریٰ اُس خدا سے امن چاہتے ہین کہ جسکو یہودیون نے دار پر چڑھایا پس وہ امن کب دے سکے کہ خود ایسا عاجز وہ خدا ہے پس یہ اُن کی جہالت و نادانی ہے جو شاہ کا دل ان سے ناخوش ہووے عصمت و انت فیہم کیونکر ہووے یعنی حق تعالیٰ بہ نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتا ہے کہ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی عذاب نہیں کرتا اللہ کافرونکو حالانکہ تو محمد ان مین ہو پس جس قوم مین نبی اللہ ہوتا ہے حق تعالیٰ عذاب اُس پر نہین کرتا ہو لا فرماتے ہو جب خدا اُن سے ناخوش ہووے تو عصمت نبی اللہ کا رہتا کیونکر ہووے ای امر سے ذوالنون کو منکرون نے جہل سے قید کیا آگے اسکی مثال ہے فہم ۱۲ سله زر خالص الخ شعر زر خالص اور زرگر کو خطر ہوتا ہے کھوٹے کرنے والے سے بیشتر رشک کرنیوالونکی وجہ سے یوسف چاہ مین ہین کہ حسد سے بھیڑیون کو اُسے ورین حسد سے یوسف پر کیا گزرا یہ حسد خود ایک بڑا بھیڑیا ہے اسلیے کہ اس بھیڑیے سے خوف یعقوب علیہ السلام غم یوسف پر رکھتے تھے یعنی یہ حسد ایک بڑا بھیڑیا ہے اسکے روبرو بھیڑیے کی کیا اصل ہے چنانچہ اسکا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ عه مارتے ہین کافر پیغمبرونکو ۱۲ عه ہم نے فال بد لی کہنے سے تمہارے ۱۲

از حسد بر یوسف مصری چہ رفت — این حسد اندر کمین گرگیست زفت
لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم — داشت بر یوسف ہمیشہ خوف و بیم
گرگ ظاہر گرد یوسف خود نگشت — این حسد در فعل از گرگان گذشت
زخم کرد این گرگ وز عذر لبق — آمدہ کانا ذہبنا نستبق
صد ہزاران گرگ را این مکر نیست — عاقبت رسوا شود این گرگ بیست
زانکہ حشر حاسدان روز گزند — بی گمان بر صورت گرگان کنند
حشر پر حرص خس مردارخوار — صورت خوکی بود روز شمار
زانیان را گند اندام نہان — خمرخواران را بود گندہ دہان
گند مخفی کان بدلہا میرسید — گشت اندر حشر محسوس و پدید
بیشۂ آمد وجود آدمی — پر حذر شو زین وجود آدمی
ظاہر و باطن اگر باشد یکی — نیست کس را در نجات او شکی
در وجود ما ہزاران گرگ و خوک — صالح و ناصالح و خوب و خشوک
حکم آن خو راست کو غالب تر است — چونکہ زر بیش از مس آمد آن زر است
سیرتی کان در وجودت غالب است — ہم بر آن تصویر حشرت واجب است
ساعتی گرگی در آید در بشر — ساعتی یوسف رخی ہمچون قمر
میرود در سینہ ہا از سینہ ہا — از رہ پنہان صلاح و کینہ ہا

چہ مین یوسف پہ حسد سے کیا ہوا — یہ حسد اک بھیڑیا ہے خود بڑا
اسلیے اس بھیڑیے سے خوف و بیم — رکھتے یوسف پہ تھے یعقوب حلیم
گرد یوسف گرگ ظاہر کب پھرا[۱] — یہ حسد فعلوں مین گرگون سے بڑھا
زخم کھا اُس گرگ کا اور ہو کے دق — اور کہا کانا ذہبنا نستبق
مکر صدہا گرگ کو یہ ہے نہین — عاقبت رسوا یہ ہووے مکر کین
روز محشر حاسدون کا حشر تو — بھیڑیوں کی شکل اور صورت پہ ہو
حشر حارص کا کہ ہو مردار خوار — خوک کی صورت پہ ہو روز شمار
گندہ زانی کا ہو اندام نہان — بادہ خوار اُسکا ہو بس گندہ دہان
گندگی مخفی دلوں مین جو بھری — حشر کے دن ہووے ظاہر اے اخی
ایک جنگل[۲] ہے وجود آدمی — اس سے ہو پر خوف اگر ہے آدمی
ظاہر و باطن کوئی گر ایک ہو — اُسکی بخشش مین نہ شک ہو ایک جو
ہین ہمارے تن مین صدہا گرگ و خوک — نیک و بد اور خوب و زشت و بھول چوک
حکم ہو اُسکا کہ جو غالب ہی تر — زر ہی تانبے مین زیادہ تو ہے زر
تن مین جو سیرت تری غلبہ رکھے — بس اُسی صورت پہ تیرا حشر ہے
دم مین آئے گرگ بن اندر بشر — دم مین ہو یوسف رخی مثل قمر
جاتا[۳] سینہ مین ہے سینہ سے نہان — بس صلاحیت و کینہ بیگمان

[۱] گرد یوسف کے گرگ ظاہر کب پھرا اگر گرگون سے یہ حسد فعلون مین سوا ہوا اس گرگ حسد کا زخم کھا کر اور دق ہو کر آ کے کہا کہ تحقیق ہم آگے بڑھ گئے تھے جنگل مین صدہا گرگ کو یہ مکر نہین ہے آخرکار رسوا یہ کین ہووے حشر کے دن حاسدون کا حشر بھیڑیون کی شکل اور صورت پر ہوگا حشر حارص کا کہ مردارخوار ہے حشر کے دن خرس کی صورت پہ ہے اندام نہانی زانی کا گندہ ہوگا اور میخوارون کا دہن گندہ ہو دلونین جو گندگی پوشیدہ ہے حشر کے دن ظاہر ہووے باقی حقائق اسکے آگے ہین فافہم ۱۲ [۲] ایک جنگل الخ یہ شعر وجود انسان کا ایک جنگل ہے اگر تو مرد ہے اس سے پرخوف ہو اگر کوئی ظاہر و باطن ایک ہو اُسکی بخشش مین شک نہ ہو ہمارے تن مین صدہا گرگ خوک ہین اور بد و زشت و خوب بھول چوک ہے جو غالب زیادہ ہے اُسکا حکم ہو جو زر کہ مس پر غالب ہو وہ زر ہے جو سیرت کہ تیرے تن مین غلبہ رکھے اُسی صورت پر تیرا حشر ہے ایکدم مین گرگ بن آئے بشر مین اور ایکدم مین آئے یوسف رخی مثل قمر کے یعنی وجود انسان مین سب صفتین موجود ہین کیونکہ مظہر اتم ہے لیکن جو صفت غالب ہوگئی اُسی صورت پر اُسکا حشر ہوگا کیونکہ باطن مین اُسکے وہی صورت ہے پس صوفی اُسکو کہتے ہین کہ جو اخلاق بد سے صاف ہوگیا چونکہ اخلاق بیہودہ نہ پیدا ہوئے جان ہو کر باطن مین وہ صورت نسانی رکھتا ہے حشر اُسکا انسان کی صورت پر ہوگا پس اُسی کو صوفی کہتے ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] جاتا سینہ مین الخ شعر سینہ سے سینہ مین پوشیدہ جاتا ہے صلاحیت و کینہ بیگمان بلکہ گاؤخر مین بھی نسانیت یعنی علم و ہنر جاتا ہے اس شان سے یعنی عارف کے سینہ سے سینہ عالم مین حتی آتا ہے جیسے گاؤخر تعلیم پاتے ہین تب بد شائستہ و مطیع ہوتا ہے کچھ نہ چلتا ہے اور بکرا اسلام کرتا ہے اور سگ اصحاب کہف مین اس خواب سے راستی آئی کہ حق جوئی رکھتا ہے ہر گھڑی سینہ مین سرکش ہوتا ہے کبھی گاؤ و فرشتہ دیکھی درندہ ہو جاتا ہے ہر ایک شیر اس بیشہ کو جانتا ہے کہ پوشیدہ راہ ام سینہ مین ہے لکھے یعنی ہر ایک ولی اللہ مرشد معنی کو جانتا ہے کہ سینہ مین اس راہ سے راہ ہے کہ ذوالنون مصری جان کی چوری کرے عارفون کے دل سے چرا کہ وہ عارف بیشہ معنی سے خبردار ہین آگے قصہ ذوالنون مصری کا ہے فافہم ۱۲ سے ہم آگے بڑھ گئے تھے ۱۲

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر ‏ میرود دانائی و علم و ہنر
اسپ سکسک میشود رہوار و رام ‏ خرس بازی میکند بز ہم سلام
رفت در سگ از آدمی حرص و ہوس ‏ یا شبان شد یا شکاری یا حرس
در سگ اصحاب خوئی زان رقود ‏ رفت تا جویائے اللہ رفتہ بود
ہر زمان در سینہ نوعے سر کند ‏ گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد
زان عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است ‏ تا بدام سینہا پنہان رہ است
دزدی کن از درون مرجان جان ‏ اے کم از سگ از درون عارفان
چونکہ دزدی بارئی آن لطیف ‏ چونکہ حامل میشوی بار شریف

بلکہ گاؤ خر میں بھی انسان سے ‏ جاتا ہے علم و ہنر اس شان سے
اسپ بد ہوتا ہی شایستہ و رام ‏ ریچھ ناچے کرتا بکرا ہے سلام
حرص کتے میں گئی انسان سے ‏ یا شکاری یا نگہبانی کرے
اور سگ اصحاب میں اس خواب سے ‏ راستی آئی کہ حق جوئی رکھے
ہر گھڑی سینے میں ہووے سر بلند ‏ گاہ دیو و گہ فرشتہ گہ درند
جانتا ہر شیر اس بیشہ کو ہے ‏ کہ نہاں رہ دام سینہ میں رکھے
کو زر و مرجان جان کی چوری کر ‏ عارفوں کے دل سے ای کتے بتر
جو چراتا ہی تو وہ در لطیف ‏ جو اٹھاتا ہے تو وہ بار شریف

فہم کردن مریدان کہ ذوالنون دیوانہ نیست وبقصد چنین کردہ است

چونکہ ذوالنون سوئے زندان خوش شاد ‏ بند بر پا دست بر سر زانقیاد
دوستان از ہر طرف بنہادہ رو ‏ بہر پرسش سوئے زندان نزد او
دوستان در قصۂ ذوالنون شدند ‏ سوئے زندان و در ان رائے زدند
کین مگر قصداً کند یا حکمتے ست ‏ او درین رہ قبلہ است و آیتے ست
دور دور از عقل چون دریائے او ‏ تا جنون باشد سفہ فرمائے او
حاش للہ از کمال جاہ او ‏ کابر بیماری بپوشد ماہ او
او ز شر عامہ اندر خانہ شد ‏ او ز ننگ عاقلان دیوانہ شد
او ز عار عقل گندہ تن پرست ‏ قاصداً رفت است دیوانہ شدست
کہ ببندم اے فتی ساز گاؤ ‏ بر سر و پشتم بزن وین را مکاؤ

سمجھنا مریدون کا کہ ذوالنون دیوانہ نہیں ہی قصداً ایسا بنا ہے

خوش[1] گیا ذوالنون جو زندان کو ‏ پا میں پہنے بیڑیاں مجنون ہو
ہر طرف سے دوست اسکے جمع ہو ‏ اسکی پرسش کو گئے زندان کو
قصۂ ذوالنون میں سب دوستان ‏ سوئے زندان رائے کرتے تھے عیان
امر یہ قصداً اور یا حکمت سے ہے ‏ کیونکہ یہ اک قبلہ اس آیت سے ہے
جو کہ[2] دور از عقل خود دریا ہی وہ ‏ کب جنون تعلیم فرما اس کا ہو
حاشا للہ اسکی ایسی عز و جاہ ‏ ابر بیماری چھپائے اسکا ماہ
عام کے شر سے وہ در خانہ ہوا ‏ سنگ عقلا سے وہ دیوانہ ہوا
عقل گندہ تن سے اسکو عار ہی ‏ ہو گیا دیوانہ قصداً اس لیئے
کہ مرے سر پیٹھ پر کوڑے کو مار ‏ قید کر پر راز مت کر آشکار

[1] خوش گیا الخ یہ شعر ذوالنون جو زندان کو خوش گیا الخ اور بیڑیاں پہنیں پاؤں میں مجنون ہو کر ہر ایک سمت سے اس کے دوست جمع ہوے اور زندان میں اس کے پوچھنے کو گئے سب دوست قصہ ذوالنون میں طرف زندان کے اپنی اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ یہ تعزیر قصداً دی گئی یا حکمت سے ہے کیونکہ یہ ایک قبلہ اس ملت کا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔ [2] جو کہ دور از عقل وہ خود دریا ہے کب جنون اس کا تعلیم فرما ہو حاش للہ اس کی ایسی ہی عزت و جاہ ہے کہ اس کے ماہ کو ابر بیماری چھپائے وہ عام کے شر سے خانہ نشین ہوا اور سنگ عقلا سے وہ دیوانہ بنا گندہ تن کی عقل سے اس کو عار ہے قصداً وہ دیوانہ ہو گیا ہے جو اس لیئے کہ میرے سر و پیٹھ پر توکوڑے مارے قید کر پر راز ظاہر نہ کر آگے حقائق اس کے ہیں فافہم ۱۲۔

تا ز زخم لخت یابم من حیات — چون قتیل از گاو موسیٰ ای ثقات
تا ز زخم لخت گاو خوش شوم — همچو کشتهٔ گاو موسیٰ کش شوم
زنده شد کشته ز زخم دم گاو — همچو مس از کیمیا شد زر ساو
کشته بر جست و بگفت اسرار را — وانمود او زمرهٔ خونخوار را
گفت واضح کین جماعت کشته اند — تخم این آشوب ایشان کشته اند
چونکه کشته گردد این جسم گران — زنده گردد هستی اسرار دان
جان او بیند بهشت و نار را — باز داند جملهٔ اسرار را
وا نماید خونیان دیو را — وا نماید دام خدع و دیو را
گاو کشتن هست از شرط طریق — تا شود از زخم دمش جان بضیق
گاو نفس خویش را زوتر بکش — تا شود روح خفی زنده بهش
این سخن را مقطع و پایان مجو — حال ذوالنون با مریدان باز گو

[1] تاحیات اس زخم سے کوٹے کے ہو — گاؤ موسیٰ سے ہے جون مقتول کو
زخم اسکو ایسے ہو لگے تا کہ خوش — ہوؤں مثل کشتہ گاؤ موسیٰ کش
کشتہ زخم گاؤ سے زندہ ہوا — جیسے تانبا کیمیا سے زر بنا
کہدیا کشتہ نے سب اسرار کو — کھولا بس اس فرقہ خونخوار کو
بولا مارا اس جماعت نے بے مجھے — اور بوئے تخم اس آشوب کے
جبکہ کشتہ ہوئے یہ جسم گران — زندہ ہوئے ہستی اسرار دان
اسکی جان دیکھے بہشت و نار کو — پھر وہ جانے سر بسر اسرار کو
کردے ظاہر قاتلان دیو کو — کردے ظاہر دام مکر دیو کو
مارتا ہے[2] گاؤ کا شرط طریق — تا ہو زخم دم سے اسکی جان ضیق
گاؤ نفس اپنے کو جلدی مار اخی — تاکہ زندہ ہو تری روح خفی
ڈھونڈھ مت اب انتہا اس بات کی — حال ذوالنون و مریدون کا کہو

رجوع کردن بحکایت ذوالنون با مریدان

رجوع کرنا طرف حکایت ذوالنون اور انکے مریدونکے

چون رسیدند آن نفر نزدیک او — بانگ بر زد هی کیانید اتقوا
با ادب گفتند ما از دوستان — بهر پرسش آمدیم اینجا بجان
چون نے ای دریای عقل ذوفنون — این چه بهتان ست بر عقلت جنون
دود گلخن کے رسد در آفتاب — چون شود عنقا شکسته از غراب

جبکہ پہونچے[3] پاس اسکے جملہ وہ — چیخ کر بولا خبردار اب ڈرو
با ادب بولے کہ ہم ہیں دوستان — پوچھنے آئے ہیں ہم دل سے یہان
عقل کے دریا ترا کیا حال ہے — کیسا یہ بہتان جنون کا عقل پے
کب دھوین سے چھپ سکے خورشید ہی — زاغ کب عنقا کو زخمی کر سکے

[1] تاحیات الخ شعر تاکہ حیات اس زخم کوٹے کے سے ہو وے مقتول کو جیسے زمانہ موسیٰ مین گاؤ مذبوح سے مقتول نے زندہ ہوکر سب حال کہدیا تھا اس کوٹے کے زخم سے تاکہ ہوؤن مین خوش مثل کشتہ کے ہون گاؤ موسیٰ کش کے کشتہ زخم گاؤ سے زندہ ہوا جیسا تانبا کیمیا سے زر بنا کشتہ نے کہدیا سب اسرار کو اور بتایا گروہ خونخوار کو کہ اس جماعت نے مجھ کو مار ڈالا اور تخم بوے اس فتنہ وفساد کے جبکہ یہ جسم کشتہ ہو وے ہستی اسرار جان کی زندہ ہوئے اسکی جان دیکھے بہشت و دوزخ کو پھر سب اسرار کو جانے اور ظاہر کردے دام مکر وکید کو یعنی مانند گاؤ موسیٰ کے اگر تو اپنے جسم کو ہلاک کرے تو جان مردہ تیری زندہ ہو اور قاتلان دیو کے مکر وفریب کو بتلادے قصہ گاؤ موسیٰ کا یہ ہے کہ عہد موسیٰ مین ایک شخص کو مال کے واسطے چچازاد بھائی نے ہلاک کیا اگر قاتل معلوم نہ ہوا موسیٰ نے بموجب وحی کے اس قوم کو کہا کہ ایک گاؤ ذبح کرو خون اسکا اس مقتول پر چھڑک دو حال قاتل کا کہدے گا چنانچہ اہل قوم نے ایک گائے ذبح کی خون چھڑکا اس سے مقتول نے قاتل کو اپنے بتایا چنانچہ یہ قصہ قرآن مین ہے اسیطرح گاؤ جسم کے قتل سے جان مردہ حال قاتل دیو کا بتادیگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] مارتا ہے الخ شعر گاؤ کا مارنا شرط طریق ہے تا زخم دم سے اسکی جان ضیق ہو بس تو گاؤ نفس کو اپنے جلدی مار تاکہ روح تیری زندہ ہو اس بات کی انتہا کو تو مت ڈھونڈھ حال ذوالنون و مریدوں کا اسکے کہہ یعنی اپنے نفس کو تو مار کہ تیری جان مردہ زندہ ہو وے آگے قصہ ذوالنون مصری کا لکھا ہے فافہم ۱۲ [3] جبکہ پہونچے الخ شعر جبکہ وہ سب اسکے پاس پہونچے ذوالنون نے للکار کر کہا کہ خبردار تم ڈرو سب نے باادب ہوکر کہا کہ ہم تیرے دوست ہیں تیرے پوچھنے کو آئے ہیں اے عقل کے دریا ترا کیا حال ہے یہ جنون کا بہتان عقل پر کیسا ہے سورج دھوین سے کب چھپ سکتا ہے زاغ کب عنقا کو زخمی کرسکتا ہے یہ بات مت چھپا اور ہم سے کہہ کہ ہم تیرے دوست ہیں ہم سے پوشیدہ نہ رکھ دوستوں کو اب تو دور نہ کر اور حیلہ بہانہ سے مہجور نہ کر دوستونکو دام مین شامل کرے یہ بجز عقل ہر قبول کر اختیار کرے اے بادشاہ اپنا منہ ابر مین مت چھپا تو مثل ماہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

واگیر از ما بیان کن این سخن | ما محبانیم با ما این مکن
مر محبان را نشاید دور کرد | یا بروپوش و دغل مہجور کرد
راز را اندر میان نہ با محب | اے کہ بحر علم و عقلے انتجب
راز را اندر میان آور شہا | رو مکن در ابر پنہا نے مہا
ما محب صادق و دل خستہ ایم | در دو عالم دل بتو بربستہ ایم
راز را از دوستان پنہان مکن | در میان نہ راز و قصد جان مکن
چونکہ ذوالنون این سخن زیشان شنید | جز طریق امتحان مخلص ندید
فحش آغازید و دشنام از گزاف | گفت او دیوانگانہ زی و قاف
بر جہید و سنگہا ان کرد و چوب | جملگان بگریختند از بیم کوب
قہقہہ خندید و جنبانید سر | گفت با درویش این یاران نگر
دوستان بین کو نشان دوستان | دوستان را رنج باشد ہمچو جان
کے گران گیرد ز رنج دوست دوست | رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست
نے نشان دوستی باشد خوشی | در بلا و آفت و محنت کشی
دوست ہمچون زر بلا چون آتش است | زر خالص در دل آتش خوش است

مت چھپا یہ بات کر ہم سے بیان | ہم محب ہیں مت تو رکھ ہم سے نہان
ہم محبون کو نہ کر اب دور تو | حیلہ و اغماض سے مہجور تو
دوستون کو راز میں کر تو شمول | اے تو بحر عقل ہے کر یہ قبول
راز اپنا کھول شہ اے بادشاہ | مت چھپا رو ابر میں اپنا تو ماہ
[1] ہم ہیں صادق دوست اور دلخستہ ہیں | دونون عالم میں تجھے دل بستہ ہیں
دوستون سے راز تو پنہان نہ کر | کر تو ظاہر اور قصد جان نہ کر
جو سنا ذوالنون نے اُن سے یہ بیان | مخلصی پائی نہیں جز امتحان
گالیان دین اور بکا لاف و گزاف | شل دیوانون کے بولا لام کاف
دوڑا اور پتھر لگا وہ مارنے | مار کے ڈر سے لگے سب بھاگنے
پس ہنسا اور سر ہلا کرکے کہا | دیکھ درویش حال ان احباب کا
ہے کہان انہین نشان دوستان | دوستون کا رنج ہووے مثل جان
کب گران بر جان ہو رنج دوست | رنج مغز اور دوستی اُسکی ہے پوست
نے نشانی دوستی کی ہے خوشی | ہے بلا و محنت و آفت کشی
دوست مثل زر بلا جون آگ ہے | زر خالص آگ مین اچھا لگے

امتحان کردن خواجہ لقمان را در زیرکے | امتحان کرنا خواجہ کا لقمان کی ہوشیاری کا

نے کہ لقمان را کہ بندہ پاک بود | روز و شب در بندگی چالاک بود
خواجہ اش می داشتی در کار پیش | بہتر ش میدیدی ز فرزندان خویش
زانکہ لقمان گرچہ بندہ زادہ بود | خواجہ بود و از ہوا آزادہ بود

[2] نے کہ لقمان کو کہ بندہ پاک تھا | بندگی میں رات دن چالاک تھا
خواجہ اکثر کام لیتا اُس سے تھا | اور فرزندون سے بہتر جانتا
کیونکہ لقمان گرچہ بندہ زادہ تھا | پر ہوا و حرص سے آزاد تھا

[1] ہم ہین الخ۔ شعر ہم دوست صادق و دل خستہ ہین اور دونون عالم مین تیرے دل بستہ ہین دوستون سے تو راز پنہان نہ کر ظاہر کرنے اور قصد جان نہ کر یہ بیان ذوالنون نے جو ان سے سنا خلاص پایا نہین بجز امتحان کے گالیان دین اور برا بھلا کہا اور مثل دیوانون کے لام کاف کہا دوڑا اور پتھر مارنے لگا ڈر سے مار کی سب بھاگنے لگے پس ہنسا اور سر ہلا کر کہا دیکھ درویش ان احباب کا حال ان مین نشان دوستون کا کہان ہے دوستون کا رنج مثل جان کے ہوتا ہے رنج دوست کا کب گران ہو دوست کو رنج مغز ہے اور دوستی اس کی پوست ہے دوستی کا نشان خوشی نہین ہے بلکہ بلا و محنت و آفت ہے دوست مثل زر اور آگ کے ہے زر خالص آگ مین خوشتر دکھائی دیتا ہے یعنے دوست وہ ہے کہ بلا سے دوست کو بہتر جانے دوست کی بلا سے نہ بھاگے کہ بلا دوست کی رحمت ہے جیسے لقمان نے بلائے دوست کو راحت جانا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] نے کہ لقمان کو الخ۔ شعر تو نے نہین دیکھا ہے لقمان کو کہ پاک بندہ تھا اور بندگی مین رات دن چالاک تھا اور اکثر خواجہ اس سے کام لیتا تھا اور فرزندون سے بہتر جانتا تھا کیونکہ لقمان اگرچہ بندہ زادہ تھا ولیکن حرص و ہوا سے آزاد تھا آگے مثال ہے فافہم ۱۲۔

گفت شاہے شیخ را اندر سخن	کز من از بخشش تو چیزے خواست کن	شہ نے باتون مین کہا یہ شیخ سے	کوئی شے بخشش مین مجھ سے مانگ لے
گفت اے شہ شرم ناید مر ترا	کین چنین گوئی مرا زین بر ترا	بولا شرم آتی نہین تجھ کو شہا	تو یہ کہتا ہے بھلا کچھ تو بڑھا
من دو بندہ دارم و ایشان حقیر	وان دو بر تو حاکمانند و امیر	میرے دو بندے ہین اور از بس حقیر	تجھ پہ وہ حاکم ہین دونون اور امیر
گفت شہ آن دو چہ اند این زلت است	گفت آن یک خشم و دیگر شہوت است	شاہ بولا کون سے ہین دو غلام	بولا خشم اک دوسرا شہوت ہے نام
شاہ آن دان کو ز شاہی فارغ است	بے مہ و خورشید نورش بازغ است	شہ ہے وہ شاہی سے جو فارغ رہے	نور روشن اسکا مہر و ماہ پے
مخزن آن دارد کہ مخزن عار اوست	ہست آن دارد کہ با ہستی عدوست	وہ غنی ہے عار دولت جسکی ہے	ہے وجود اسکا جو ہستی سے چھٹے
خواجۂ لقمان بظاہر خواجہ وش	در حقیقت بندہ لقمان خواجہ اش	خواجہ لقمان کا بظاہر خواجہ تھا	در حقیقت بندہ تھا لقمان کا
در جہان بازگونہ زین بسیست	در نظرشان گوہرے کم از خسیست	ہین بہت اس واسطے عالم مین یہان	خس سے کم دیکھین گہر کو جو عیان
مر بیابان را مفازہ نام شد	نام و ننگ عقلشان را دام شد	نام ویرانہ کا آبادی رکھا	ننگ عقل انکی کو دام اک ہوگیا
یک گرہ را خود معرف جامہ است	در قبا گویند کو از عامہ است	اک گروہ کا خود معرف جامہ ہے	کہتے ہین اسکو قبا مین عامہ ہے
یک گرہ را ظاہر سالوس زہد	نور باید تا بود جاسوس زہد	اک گروہ کو ظاہرا ہے مکر و زہد	نور ہووے تاکہ جانے مکر و زہد
نور باید پاک از تقلید و غول	تا شناسد مرد را بے فعل و قول	پاک نور اب چاہیے تقلید سے	تاکہ جانے مرد کو بے قال کے
در رود در قلب او از راہ عقل	نقل او بیند نباشد بند نقل	قلب مین گر جائے وہ از راہ عقل	نقل وہ دیکھے نہو پابند نقل
بندگان خاص علام الغیوب	در جہان جان جواسیس القلوب	بندگان خاص علام الغیوب	عالم جان مین جواسیس القلوب
در درون دل در آید چون خیال	پیش او مکشوف باشد سر حال	دل کے اندر جو گھسین مثل خیال	انکے آگے ہووے ظاہر سر حال
در تن گنجشک چہ بود برگ و ساز	کہ شود پوشیدہ آن بر عقل باز	تن مین ان چڑیون کے کیا ہے جو کہ ہے	کب چھپا ہے باز کی وہ عقل سے

عدول نت جوڑ کرنا ۱۲

لہ شہ نے الخ یہ شعر شاہ نے باتون مین ایک شخص سے کہا کہ کوئی شے بخشش مین مجھ سے مانگ لے شیخ نے کہا تجھے شرم نہین آتی ہے کہ مین بزرگ ہون تو اے شاہ مجھے دیوے میرے دو بندے از بس حقیر ہین ولیکن تجھ پر وہ دونون حاکم ہین شاہ نے کہا وہ کون سے دو غلام ہین کہا ایک خشم دوسرے شہوت ہے آگے حقائق ہین وہ شاہ ہے کہ جو شاہی سے فارغ رہے اور نور اسکا مہر و ماہ پر چمکے وہ دولتمند ہے جسے دولت پر عار ہے ہست وہ ہے کہ جو ہستی سے چھٹے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ے خواجہ الخ یہ شعر خواجہ لقمان کا بظاہر خواجہ تھا لیکن حقیقت مین وہ لقمان کا بندہ تھا آگے حقائق ہین اس لئے عالم مین بہت لوگ ہین کہ خس سے کم گوہر عیان دیکھتے ہین نام ویرانہ کا آبادی رکھا ہے ننگ ان کی عقل کو ایک دام ہوگیا ایک گروہ کا جامہ پہچنوا تا ہے مردم اسکو کہتے ہین کہ قبا ہے عام ہے ایک گروہ کا مکر و زہد ظاہر ہے نور ہووے تاکہ مکر و زہد کو جانے تقلید سے نور پاک چاہیے تاکہ مرد کو جانے بغیر گفتگو کے یعنی یہ جہان معکوس ہے کہ برے کو بھلا جانتے ہین بھلے کو برا پیران ریاکار نے لباس بزرگون کا پہنکر مخلوق کو دھوکا دیا کہ مخلوق بزرگان سے بدعتقاد ہوگی نور باطن اب چاہیے کہ بغیر گفتگو کے مردان حق کو پہچانے چنانچہ اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ے قلب مین الخ یہ شعر قلب مین اگر وہ جاکے از راہ عقل کے نقل کو دیکھے اور پابند نقل کا نہووے یعنی پابند تقلید کا نہ رہے وہ قلب مین نقل شے کو دیکھے بندگان خاص خدا کے عالم غیب جاسوس لوگون کے ہین وہ دل کے اندر جو گھسین مثل خیال کے تو انکے آگے ظاہر ہووے اسرار حال کا آگے مثال ہے ان چڑیون کے بدن مین جو کچھ کہ ہے باز عقل سے کب چھپا ہوا ہے خالق کے بھید سے جو واقف ہوگیا پھر مخلوق کا بھید اسکے آگے کیا ہے جو آسمان پر چلنے لگے زمین پر اس کو چلنا کب مشکل ہے داؤد کے ہاتھ مین آہن موم ہوگیا پھر موم کی کیا اصل ہے یعنی جو کوئی عارف ساز باطن سے خبردار ہوگیا اسکے آگے بھید مخلوق کا کیا چیز ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

آنکہ واقف گشت بر اسرار ہو ۔ سر مخلوقات چہ بود پیش او
آنکہ بر افلاک رفتارش بود ۔ بر زمین رفتن چہ دشوارش بود
در کف داؤد کاہن گشت موم ۔ موم چہ بود در کف او اے ظلوم
بود لقمان بندہ شکل خواجۂ ۔ بندگی بر ظاہرش دیباچۂ
چون رود خواجہ بجائے ناشناس ۔ بر غلام خویش پوشاند لباس
او بپوشد جامہائے آن غلام ۔ مر غلام خویش را سازد امام
در پیش چون بندگان در رہ شود ۔ تا نیارد زد کسے آگہ شود
گوید این بندہ تو رو در صدر شین ۔ من بگیرم کفش چون بندہ کمین
تو درشتی کن مرا دشنام دہ ۔ مر مرا تو ہیچ توقیرے منہ
ترک خدمت خدمت تو داشتم ۔ تا بغربت تخم حیلت کاشتم
خواجگان این بندگیہا کردہ اند ۔ تا گمان آید کہ ایشان بندہ اند
چشم پر بودند سیر از خواجگی ۔ کارہا کردند در آمادگی
وین غلامان ہوا برعکس آن ۔ خویشتن بنمودہ میر عقل و جان
آید از خواجہ رہ افگندگی ۔ ناید از بندہ بغیر از بندگی
پس زان عالم بدین عالم چنان ۔ تعبیتی ہاست برعکس این بدان
خواجۂ لقمان ازین حال نہان ۔ بود واقف دیدہ بود از وے نشان
راز میدانست و خوش میراند خر ۔ از برائے مصلحت آن راہبر

سر ہو سے جو کہ واقف ہو گیا ۔ خلق کا بھید اُسکے آگے ہیچ ہی کیا
آسمان پر جو کوئی چلنے لگے ۔ کب زمین پر چلنا مشکل اُسکو ہے
موم آہن ہو گیا داؤد کے ۔ ہاتھ مین پھر موم کی کیا اصل ہے
خواجہ[۱] تھا لقمان ہمشکل غلام ۔ بندگی تھی اُسکی ظاہر پر تمام
جائے نادانستہ گر وہ خواجہ جائے ۔ اپنے بندہ کو لباس اپنا پہنائے
اور خود پہنے وہ پوشاک غلام ۔ اور غلام اپنے کو کر لیوے امام
پیچھے پیچھے مثل بندون کے چلے ۔ تا نہ پہچانے کوئی یہ کون ہے
اور کہے تو بیٹھ بندے صدر مین ۔ کفش جون بندہ اُٹھاؤن تیری مین
ہو خفا اور گالیان دے تو مجھے ۔ اور کچھ توقیر میری مت کرے
ترک خدمت کی ہی خدمت دی مجھے ۔ تخم حیلہ بو یا غربت مین اُسکے
بندگی خواجون نے ایسی کی مدام ۔ تا گمان ہووے کہ یہ ہین بس غلام
سیر چشم[۲] اور خواجگی سے دل بھرا ۔ کام کو آمادگی سے یہ کیا
برخلاف اُسکے غلامان ہوا ۔ عقل و جان کا خواجہ اپنے کو کیا
ہوتی ہے خواجہ سے ظاہر عاجزی ۔ ہوتی ہے بندہ سے پیدا بندگی
اس جہان سے اس جہان کے درمیان ۔ جان تو برعکس ہے ترتیب یان
خواجۂ[۳] لقمان کے مخفی حال سے ۔ تھا خبردار اُس سے دیکھے تھا پتے
بھید جانے اور بس کوشش کرے ۔ راہبر کی بہتری کے واسطے

۱؎ خواجہ تھا الخ۔ شعر لقمان خواجہ تھا بصورت غلام اور اُسکی ظاہر صورت پر بندگی تھی آگے مثال اُسکی ہے اگر کوئی خواجہ کسی جائے نادانستہ پر جائے اور اپنے غلام کو لباس اپنا پہنائے اور خود لباس غلام کا پہنے اور اپنے غلام کو امام اپنا کر لیوے اور پیچھے پیچھے مثل غلامون کے چلے تا کوئی نہ پہچانے کہ یہ کون ہے اور کہے کہ اے غلام تو صدر مین بیٹھ اور مثل غلامون کے تیری جوتیان مین اُٹھاؤن تو خفا ہو اور مجھے گالیان دے اور کچھ توقیر مت کر میری۔ ترک خدمت کی مجھے خدمت دی ہے تا کہ تخم حیلہ کا زمین غربت مین اُگے غرضکہ ایسی بندگی خواجون کی ہمیشہ کی ہے تا گمان ہو تو کہ یہ بندے ہین یعنی حق لباس بندہ مین رسول بن کر بظاہر اس جہان مین آیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ سیر چشم الخ ۔ شعر سیر چشم اور خواجگی سے دل بھر اتھا اور کام کو مستعدی سے لیا تھا اسکے برخلاف غلام ہوا کے ہین کہ خود کو خواجہ عقل و جان کا کیا یعنی ریا کار نے با وجود بے معنے ہونے کے خود کو خواجہ بنایا خواجہ سے ظاہر عاجزی ہوتی ہے اور بندہ سے پیدا بندگی ہوتی ہے اس جہان کے درمیان اس جہان سے ترتیب برعکس ہے تو جان لے یعنی معاملات اُس جہان مین اُلٹی ہین کہ یہ جہان اُس جہان سے برعکس ہے کہ حق بصورت بندہ ہے یا اہل معنی کے برعکس یہان ریاکار ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۳؎ خواجۂ لقمان کے مخفی الخ۔ شعر خواجہ لقمان کا پوشیدہ حال لقمان پر خبردار تھا اور پتے دیکھتا تھا بھید جانے اور کوشش از بس کرے لقمان کی بہتری کے واسطے اول سے آزاد وہ لقمان کو کرتا وہ لیکن خوشنودی لقمان پر رکھا کیونکہ لقمان کی یہ آرزو تھی کہ کوئی اُس کے راز کو نہ جانے کیا عجب ہے کہ بھید کو بدون جھپائے پر تعجب ہے کہ بھید کو خود سے چھپائے کام پوشیدہ کرا اپنی آنکھ سے تا کہ بدسے تیرا کام بچے خود کو حوالہ مرشد کے کر کے فائدہ حاصل کر اور خودی کو اپنی خوبی سے پوشیدہ رکھ یعنی اپنی راز دوستی کو مخلوق سے ایسا پوشیدہ رکھ کہ خود بھی نہ معلوم ہو سکے چنانچہ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

مر ورا آزاد کردی از نخست	لیک خوشنودی لقمان را بجست
زانکہ لقمان را مراد این بود تا	کس نداند سر آن شیر فتا
چہ عجب گر سر ز بد پنہان کنی	این عجب کہ سر ز خود پنہان کنی
کار پنہان کن تو از چشمان خود	تا بود کارت سلیم از چشم بد
خویش را تسلیم کن بر دار مزد	وانگہ از خود بی ز خود چیزی بدزد
میدہند افیون بمرد زخم مند	تا کہ پیکان از تنش بیرون کنند
وقت مرگ از رنج او را می درند	او بدان مشغول شد جان میبرند
چون بہر فکری کہ خواہی دل سپرد	از تو چیزی در نہان خواہند برد
ہرچہ اندیشی و تحصیلی کنی	می درآید دزد از آن سو کایمنی
پس بدان مشغول شو کان بہترست	تا ز تو چیزی برد کان کہترست
بار بازرگان چو در آب اوفتد	کشتی عمرش بغرقاب اوفتد
ہرچہ نازلتر بدریا افگند	دست اندر کالۂ بہتر زند
چونکہ چیزی فوت خواہد شد ز آب	ترک کمتر گیر و بہتر را بیاب
نقد ایمان را بطاعت گوش دار	تا ز روی حق نگردی شرمسار
چونکہ نقدت را نگہداری کنی	حرص و غفلت را برد دیو دنی

کرتا پہلے سے بس آزاد اُسکو وہ	پر کیا خوشنودی لقمان کو
کیونکہ تھی لقمان کی یہ آرزو	تا نہ جانے کوئی اُسکے بھید کو
کیا عجب گر بھید کو بد سے چھپائے	یہ عجب کہ بھید کو خود سے چھپائے
کام کر پوشیدہ اپنی آنکھ سے	بد نظر سے کام تا تیرا بچے
خود کو سونپ دے اور کر تو حاصل کرا	کچھ خودی کو اپنی خوبی سے چھپا
دیتے ہین زخمی کو افیون اس لیے	تا نکالیں تیر اُس کے جسم سے
مرگ کیوقت اُسکو دیتے رنج ہین	اُسمین وہ مشغول ہو یہ جان لیین
دل ترا جس فکر کو رکھے عزیز	تجھسے لیجاوینگے وہ مخفی ایک چیز
سوچے تو جو کچھ کہ اور حاصل کرے	جس طرف سے ہو تو غافل چور سے
اُس مین ہو مشغول بہتر جو کہ ہے	تا کہ تجھسے لیوے کمتر جو کہ ہے
ڈوبے جو تاجر کا اسباب آب مین	کشتی عمر اُسکی ہو غرقاب مین
پھینکیں دریا مین جو سامان ہو برا	اور رکھیں وہ بیش قیمت کو بچا
آب مین جانو جو سامان ڈوبتا	پھینکو بدتر اور رکھو بہتر بچا
رکھ نگہ طاعت سے تو ایمان کو	شرمساری ہو نہ حق کے روبرو
جو نگہبانی کرے ایمان کی	حرص اور غفلت کہیں لے دیو دنی

ظاہر شدن فضل و ہنر لقمان پیش امتحان کنندگان

ظاہر ہونا فضل و ہنر لقمان کا آگے امتحان لینے والونکے

خواجۂ لقمان چو لقمان را شناخت	بندہ بود او را و با او عشق باخت
جانا اُس خواجہ نے جب لقمان کو	ہوگیا بندہ وہ عاشق اُسپہ ہو

۵۱ دیتے ہین الخ ۵ شعر جیسے زخمی کو افیون دیتے ہین اسلیے تاکہ تیر اُسکے جسم سے نکالیں اور مرگ کے وقت اُسکو رنج دیتے ہین تاکہ وہ اُس مین مشغول ہو اور یہ جان لیں جس فکر کو دل تیرا عزیز رکھے وہ تجھ سے لیجائیں پوشیدہ ایک چیز کو یعنی تو راغب ہو اور حرص کا ہووے اور پوشیدہ ایمان تیرا لیجادیں تو جو کچھ کہ سوچے حاصل کرے جس طرف سے تو غافل ہو چور لیجائیں تو اُس سے مشغول ہو کہ جو بہتر ہے تاکہ تجھ سے کمتر کو وہ لیوے یعنے ایمان بہتر ہے تو اُس سے مشغول ہو تاکہ حرص دہو اسے کمتر کو بسبب غفلت کے تجھ سے لیوے تو جس سے غافل ہوگا وہی چور لے گا چاہیے کہ تو ایمان سے شاغل و حرص دہو اسے غافل ہو چنانچہ آگے اسکی مثال بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۲ ڈوبے جو الخ ۵ شعر جو سوداگر کا اسباب آب میں ڈوبے اور کشتی عمر اُس کی غرق ہووے جو سامان کہ برا ہو وہ دریا مین پھینکے اور بیش قیمت کو بچا رکھے جو سامان آب مین ڈوبتا جانو بدتر پھینکو وہ بہتر بچا رکھو پس تو طاعت دایمان کو رکھ تا شرمساری حق کے روبرو نہ ہو جو شخص کہ نگہبانی ایمان کی کرے حرص و غفلت ڈبو دیوے یعنی دنیا مین غرق ہوتا ہے تو متاع نیک ایمان بچا رکھو اور حرص دہوا کو پھینک کہ موجب نجات ہو آگے قصہ لقمان کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ جانا الخ ۲ شعر جب کہ اُس خواجہ نے لقمان کو پہچانا عاشق اُس پہ ہو کر بندہ بنا جو کوئی کھانا لایا اُس کے لیے وہ خادم بھیجتا لقمان کے پاس تاکہ اول کھانا کھائے دیس خوردہ اُسکا خواجہ نوش کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

هر طعامی کاوریدندی بوی	کس سوی لقمان فرستادی ز پی	کھانا لاتا جو کوئی اُس کے لیے	بھیجتا خادم طرف لقمان کے
تا که لقمان دست سوی آن برد	قاصدا تا خواجه پس خوردش خورد	تاکہ لقمان پہلے وہ کھانا چکھے	خواجہ پس خوردہ کو نوش اُسکے کرے
سور او خوردی و شور انگیختی	هر طعامی کو نخوردی ریختی	جھوٹا اُسکا کھاتا اور پاتا مزا	جو نہ کھاتا تھا اُسکو پھینکتا
ور بخوردی بیدل و بی اشتها	این بود پیوستگی بی منتها	کاش کھلے ابھی تو وہ بے اشتہا	ایسی تھی دلبستگی بے انتہا
خربزه آورده بودند ارمغان	لیک غائب بود لقمان زان میان	خربزہ تحفہ میں اک لایا کوئی	پر وہاں لقمان نہین تھا اُس گھڑی
گفت خواجه با غلامی کای فلان	زود رو فرزند لقمان را بخوان	خواجہ اک بندہ کو بولا کہ تو جا	جلد اُس فرزند لقمان کو بلا
چونکه لقمان آمد و پیشش نشست	خواجه پس بگرفت سکینی بدست	جو کہ لقمان آ کے بیٹھا سامنے	خواجہ نے چاقو اُٹھایا ہاتھ سے
چون برید و داد او را یک برین	همچو شکر خوردش و چون انگبین	جو کہ کاٹی ایک قاش اور دی اُسے	کھائی اُسنے جون شکر اور شہد کے
از خوشی که خورد داد او را دوم	تا رسید آن قمش تا هفده هم	جو خوشی سے کھائی دی اک اور بھی	یان تلک کہ قاش سترہ ہوگئی
ماند یکی گفت این را من خورم	تا چه شیرین خربزه است این بنگرم	جب رہی اک قاش بولا کھاؤں مین	کیسا شیرین خربزہ ہے دیکھوں مین
او چنان خوش میخورد کز ذوق او	طبعها شد مشتهی و لقمه جو	کھاتا تھا لقمان اُسے اس ذوق سے	کہ للچتے دل تھے سب کے شوق سے
چون بخورد از تلخیش آتش فروخت	هم زبان کرد آبله هم حلق سوخت	کھائی جو تلخی سے آگ ایسی لگی	آبلے منہ مین زبان ایسی جلی
ساعتی بیخود شد از تلخی آن	بعد از آن گفتش که ای جان جهان	پس رہا تلخی سے بیخود اک زمان	بعد اُسکے بولا اے جان جہان
نوش چون کردی تو چندین زهر را	لطف چون انگاشتی این قهر را	تو نے کیسے کھایا اتنے زہر کو	تو نے کیسے جانا لطف اس قہر کو
این چه صبر است این صبوری از چه روست	یا مگر پیش تو این جانت عدوست	کیسا صبر اور صبوری کس لیے	یا ہے جان سے دشمنی شاید تجھے
چون نیاوردی بهانه حجتی	که مرا عذریست بس کن ساعتی	کیون نہین تو نے بہانا بس کیا	کہ مجھے ہے عذر تم ٹھہرو ذرا
گفت من از دست نعمت بخش تو	خورده ام چندانکه از شرمم دو تو	بولا تیرے دست نعمت بخش سے	اسقدر کھایا کہ شرم آئی مجھے

(حاشیہ: نسخہ کرچہا)

سلہ جھوٹا الخ و شعر اسکا پس خوردہ کھاتا اور مزا پاتا جب وہ کھانا نہ کھاتا اُسکو پھینکتا اور کاش کھاتا بھی تو بغیر اشتہا کے اسے دلبستگی اُس سے از حد تھی کوئی شخص ایک خربزہ تحفہ مین لایا لیکن لقمان اُسدم وہان نہ تھا خواجہ نے ایک بندہ سے کہا کہ تو جا اور جلدی اُس فرزند لقمان کو بلا جب کہ لقمان اُس کے روبرو آکر بیٹھا خواجہ نے چاقو ہاتھ سے اُٹھایا جو کہ ایک قاش کاٹی اُس کو دی کھائی اُس نے مانند شہد و شکر کے جو کہ خوشی سے کھائی تو ایک اور دی یہانتک کہ سترہ قاش ہو گئین جبکہ ایک قاش رہی تو کہا مین کھاؤن کیسا شیرین خربزہ ہے مین دیکھون کیونکہ لقمان اُسے کھاتا ہے ذوق سے کہ دل سب کے للچاتے ہین شوق سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کھائی الخ ۵ شعر جو کھائی قاش تو ایسی تلخی سے آگ لگی آبلے منہ مین پڑے اور زبان جلی کچھ دیر تک تلخی سے بیخود رہا اور بعد اُس کے کہا کہ اے جان جہان تو نے کیسے کھایا اتنے زہر کو اور تو نے کیسے جانا لطف اس قہر کو کیسا یہ صبر اور صبوری کس واسطے ہے یا کہ جان سے دشمنی تجھ کو ہے تو نے کیون نہین بہانہ کیا کہ مجھے عذر ہے تم ذرا ٹھہرو جواب اُس کا آگے بیان فرماتے ہین ۱۲ سلہ بولا الخ شعر لقمان نے کہا کہ تیرے دست نعمت بخشش سے اس قدر کھایا ہے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے ہاتھ سے تلخ ہو اور مین نہین کھاؤن میرے سب اجزا تیرے انعام سے پیدا ہوئے ہین و تیرے دام مین پھنسے ہین اگر مین ایک تلخی سے فریاد کرون سو راہ سنے خاک ان اجزا پر پڑے تیرا دست شیرین لذت سے پر ہے خربزہ مین کیسی تلخی چھوڑ تا پس محبت سے تلخیان شیرین ہین اور تانبا زر بنے آگے اس محبت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

شرمم آید که یکے تلخ از کفت — مے نه نوشم اے تو صاحب معرفت
چون ہمه اجزایم از انعام تو — رسته اند و غرق دانه و دام تو
گر زیک تلخی کنم فریاد و داد — خاک صد ره بر سر اجزام باد
لذت دست شکر بخش تو داشت — اندرین بطیخ تلخی کے گذاشت
از محبت تلخہا شیرین شود — از محبت مسہا زرین شود
از محبت دردہا صافی شود — وز محبت دردہا شافی شود
از محبت خارہا گل می شود — وز محبت سرکہا مل می شود
از محبت دار تختی می شود — وز محبت بار بختی می شود
از محبت سجن گلشن می شود — بے محبت روضه گلخن می شود
از محبت نار نورے می شود — وز محبت دیو حورے می شود
از محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود
از محبت حزن شادی می شود — وز محبت غول ہادی می شود
از محبت نیش نوشے می شود — وز محبت شیر موشے می شود
از محبت سقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود
از محبت مرده زنده می شود — وز محبت شاه بنده می شود
این محبت ہم نتیجه دانش است — کے گزافه بر چنین تختی نشست
دانش ناقص کجا این عشق زاد — عشق زاید ناقص اما بر جماد

شرم آتی ہے کہ تیرے ہاتھ سے — تلخ اک شے ہو نہ کھاؤں میں اُسے
میرے سب اجزا ترے انعام سے — پیدا اور پھنسے ہیں تیرے ہیں پھنسے
گر کروں فریاد میں اک تلخ سے — خاک ان اجزا پہ سو رہ سے پڑے
دست شیرین تیرا ہے لذت بھرا — خربزہ میں کیسی تلخی چھوڑتا
بس محبت سے ہوں شیرین تلخیان — اور محبت سے ہوتا مس زرفشان
اور محبت ہی سے صافی دُرد ہو — اور محبت ہی سے شافی درد ہو
اور محبت ہی کا کانٹا گل بنے — اور محبت ہی سے سرکہ مُل بنے
اور محبت ہی سے ہووے تخت دار — اور محبت ہی سے اختر ہووے بار
اور محبت سے ہو دوزخ بوستان — بے محبت کے ہو باغ آتش فشان
اور محبت ہی سے ہووے نار نور — اور محبت ہی سے ہووے دیو حور
اور محبت ہی سے روغن سنگ ہو — بے محبت موم آہن تنگ ہو
اور محبت سے الم شادی بنے — اور محبت سے مضل ہادی بنے
اور محبت ہی سے ہووے نیش نوش — اور محبت ہی سے ہووے شیر موش
اور محبت سے مرض صحت بنے — اور محبت سے غضب رحمت بنے
اور محبت ہی سے مردہ زندہ ہو — اور محبت ہی سے سلطان بندہ ہو
یہ محبت بھی مآل عقل ہے — لاف گو کب بیٹھے ایسے تخت پے
عقل ناقص عشق یہ کب کر سکے — ہے وہ ناقص عشق جو صورت پہ رکھے

سلہ اور محبت سے الخ شعر محبت سے دُرد صافی ہو محبت سے درد شافی ہو اور محبت سے خار گل بنے محبت سے سرکہ شراب بنے محبت سے دار تخت ہووے محبت سے بار اختر ہووے محبت سے دوزخ بوستان ہووے بے محبت کے باغ گلخن ہووے محبت سے نار نور ہووے محبت سے دیو حور ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور محبت سے الخ شعر محبت سے سنگ روغن ہووے اور بے محبت کے موم آہن ہووے محبت سے الم شادی ہووے محبت سے مضل ہادی ہووے محبت سے نیش نوش ہووے محبت سے مرض صحت ہووے اور محبت سے شیر موش ہووے محبت سے غضب رحمت بنے محبت سے مردہ زندہ ہو محبت سے سلطان بندہ ہو یہ محبت نتیجہ عقل ہے لاف گو کیا ایسے تخت پر بیٹھے یعنی محبت کے سبب سے یہ سب امر ظہور پاتے ہیں اگر محبت صادق شرطہی ہو تو ہی سے ظہور اثر کا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ عقل ناقص الخ شعر عقل ناقص یہ عشق کب کر سکتی ہے وہ ناقص ہے کہ جو صورت پر رکھے یعنی عاشق مجازی یہ رتبہ کب رکھتا ہے کیونکہ صورت پر رنگ جانان کا دیکھا اور آواز یار کی سیٹی سے سنی ہے یعنی مولانا اہل دید اور اہل سمع کی غلطی بتاتے ہیں کہ حسن ظاہری معشوق مجازی در اصل حسن یار ہی گر یہ ان عکس خورشید دیوار پر ہے پس حسن تشبیہ پر ٹھہرنا نہ چاہیے تنزیہ کو جاننا چاہیے اور ایسی ہی آواز نغمہ آواز سیٹی ہے کہ مرغ دھوکا کھاتا ہے اگرچہ نغمہ آواز یار کی ہے مگر نغمہ پر جو قائم رہا وہ اصل آواز کو نہ گیا اگر ابھی میں پڑا ہیں دونوں کشت الوں کو لازم ہے کہ سیر تشبیہ میں نہ ٹھہریں وہ جلدی تنزیہ کو جائیں تو راہ پائیں عقل کم اس فرق کو کب جانے اسلیے کہ برق کو خورشید جانتا ہے آگے حقائق ہیں کہ جو لوگ ناقص کو رسول کہتے ہیں پس اس تاویل سے نقصان عقلوں کا ہے کیونکہ ناقص تن پر تو رحم آیا ہے پس محروم لائق لعنت کے نہیں ہے کسو واسطے کہ نقص عقل مرض بڑا ہے لعنت دوری اُسکی سزا ہوئی عقل کی تکمیل میں کچھ دور نہیں ہے یعنی لعنت ناقص عقل پر آتی ہے ناقص تن پر نہیں ہے کہ وہ ناقص تن مورد رحم ہے کیونکہ درستی عقل کی کوشش انسان سے ہو سکتی ہے اور درستی تن کی نہیں ہو سکتی ہے آگے مثال ہے فافہم ۱۲۔

بر جمادی رنگ مطلوبی چو دید　از صفیرے بانگ محبوبی شنید
رنگ پتھر مین ملا محبوب کا　نغمہ سیٹی سے سنا محبوب کا

دانش ناقص نداند فرق را　لاجرم خورشید داند برق را
عقل ناقص جانے کب اس فرق کو　اسلیے خورشید مانتے برق کو

چونکہ ملعون خواند ناقص را رسول　ہست در تاویل نقصان عقول
جو کہین ملعون ناقص کو رسول　اس سبب سے ہے تاویل نقصان عقول

زانکہ ناقص تن بود مرحوم رحم　نیست بر مرحوم لائق لعن و زخم
کیونکہ ناقص تن پے آیا رحم ہے　نہ ہے لعنت لائق اب مرحوم پے

نقص عقل ست آنکہ بد رنجوری ست　موجب لعنت سزاے دوری ست
کیونکہ نقص عقل بیماری بڑی　لعنت و دوری سزا اسکی ہوئی

زانکہ تکمیل خرد ہا دور نیست　لیک تکمیل بدن از دور نیست
عقل کی تکمیل نے کچھ دور ہے　جسم کی تکمیل بے مقدور ہے

کفر فرعونے و ہر گبر عنید　جملہ از نقصان عقل آمد پدید
کفر فرعون[1] دشمنی کا قران　عقل کے نقصان سے آئی بس عیان

بہر نقصان بدن آمد فرج　در نبی کہ ما علی الاعمی حرج
بے غمی ہو نقص تن کے واسطے　ما علی الاعمی حرج قرآن مین ہے

برق آفل باشد و بس بے وفا　آفل از باقی ندانند بے صفا
برق فانی ہوتی ہے اور بیوفا　فانی کب باقی کو جانے بے صفا

برق خندد بر کہ می خندد بگو　بر کسے کہ دل نہد بر نور او
برق ہنستی ہے تو کس پر ہنستی ہے　اس پے جو نور اسکی پر رغبت رکھے

نورہاے برق بر بدہ پے ست　آن چو لاشرقی و لاغربی کے ست
نہ ہے باقی نور برقی مثل رب　مثل لاشرقی ولاغربی ہے کب

برق را و خود یخطف الابصار دان　نور باقی را ہمہ انصار دان
برق کو خود یخطف الابصار جان　نور باقی کو تو کل انصار جان

بر کف دریا فرس را راندن　نامہ را در نور برقی خواندن
گھوڑا[2] دوڑانا کف دریا پے جا　خط کا پڑھنا نور باقی مین دلا

از حریصے عاقبت نادیدن ست　بر دل و بر عقل خود خندیدن ست
حرص سے انجام کو نہ دیکھنا　عقل و دل پر اپنے ہنسنا ہے سدا

عاقبت بین ست عقل از خاصیت　نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
عاقبت بینی خواص عقل ہے　عاقبت بینی نہو وے نفس سے

عقل کو مغلوب نفس او نفس شد　مشتری تحت زحل شد نحس شد
عقل جو مغلوب نفس ہو نفس ہو　مشتری تحت الزحل ہو نحس ہو

ہم درین نحسی بگردان این نظر　در کسیکہ نحس کردت در نگر
تو نظر اس نحس پن مین پھیر دے　اسکی جانب نحس جو تجھکو کرے

آن نظر کہ بنگرد این جر و مد　او ز نحسی سوے سعدی نقب زد
وہ نظر کہ دیکھے اس حرکات کو　نحس پن کو چھوڑے اور کل سعد ہو

زان ہمیگرداندت حالے بحال　ضد بضد پیدا کنان در انتقال
اسلیے اک حال سے دے اور حال　ضد کو ضد پیدا کرے بعد از زوال

---

[1] کفر فرعون الخ یہ شعر کفر فرعون کا اور دشمنی کا قرآن کی عقل کے نقصان سے ظاہر ہوئی ہے اور نقصان تن کیواسطے بے غمی ہے کہ قرآن مین آیا ہے ماعلی الاعمی حرج یعنی نہین ہے اوپر اندھون کے نقصان برق فانی اور بیوفا ہوتی ہے فانی کب باقی کو جانے بغیر روشنی کے برق ہنستی ہے تو کس پر ہنستی ہے اُسپر کہ جو اُسکے نور سے رغبت رکھے نور برق کا مثل حق کے باقی نہین ہے مثل نور کا شرقی و لاغربی کے یعنی نہ طلوع ہے نہ غروب اس معنی کو تو برق کو دور کرنے والی بینائی کی جان اور نور باقی کو بالکل بصارت جان یعنی حسن ظاہری نور برقی ہے چند دن مین فنا ہوجاتا ہے اور نور باقی نور دل ہے کہ ہمیشہ قائم رہتا ہے پس حسن ظاہری کی مبتلائی اندھا کرتی ہے دنیا و دین مین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] گھوڑا دوڑانا الخ یہ شعر گھوڑا دوڑانا کف دریا پر جاکر اور نور باقی مین خط کا پڑھنا اور حرص سے انجام کو نہ دیکھنا اپنے عقل و دل پر ہمیشہ ہنسنا ہے انجام کو دیکھنا خواص عقل ہے اور انجام کو نہ دیکھنا خاصیت نفس ہے نفس کی جو مغلوب عقل ہے وہ نفس ہو مشتری تحت الزحل ہو تو نحس ہو تو اس نحس پن مین نظر کو پھیر دے اسکی حرکات کو دیکھے نحس پن کو چھوڑے اور بالکل سعد ہو اسلیے کہ ایک حال سے دوسرا حال رہتا ہے کہ ضد کو ضد پیدا کرے بعد زوال کے یعنی تو بت پرستی کو چھوڑ اور معنی کی طرف رجوع کر کہ وہ مقلب القلوب ہے اس حال سے تجکو دوسرا حال دیگا کہ بعد رنج کے راحت ہے چنانچہ اسکا حال آگے ہے جو بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ عـــہ نہین ہے اوپر اندھے کے نقصان ۱۲ عـــہ نہ شرق نہ غرب کا ہے ۱۲

تاکہ از عسرے بہ بینی خوف ہا ‌ ‌ کہ ز یُسری بازیابی لطفہا
تاکہ خوفت نے ایدا از ذات الشمال ‌ ‌ لذت فی ذات الیمین یرجی الرجال
تا دو پر باشی کہ مرغ یک پرہ ‌ ‌ عاجز آید از پریدن یک سرہ
یا رہا کن تا نیایم در کلام ‌ ‌ یا بدہ دستور تا گویم تمام
ورنہ این خواہی نہ آن فرمان تراست ‌ ‌ کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
جان ابراہیم باید تا بنور ‌ ‌ بیند اندر نار فردوس و قصور
پایہ پایہ بر رود بر ماہ و خور ‌ ‌ تا نماند ہمچو حلقہ بند در
چون خلیل از آسمان ہفتمین ‌ ‌ بگذرد کہ لا احب الآفلین
این جہان تن غلط انداز شد ‌ ‌ جز مر آنرا کو ز شہوت باز شد

عسر سے[1] جب تک دیکھے خوف تو ‌ ‌ یسر سے کب پائے تو پھر لطف کو
تاکہ تجکو خوف دے ذات الشمال ‌ ‌ لذت فی ذات الیمین پائے رجال
جب تلک دو پر نہو مرغ اک پرا ‌ ‌ ہووے اڑنے سے وہ عاجز بس سدا
یا مجھے تو چھوڑ دے تا چپ رہون ‌ ‌ یا اجازت دے کہ تا بالکل کہون
گر نہ یہ چاہے نہ وہ تیری رضا ‌ ‌ کون کیا جانے کہ پھر مقصد ہے کیا
جان ابراہیم ہو تا نور سے ‌ ‌ نار مین دیکھے قصور و حور سے
مہر و مہ تک سیڑھی سیڑھی وہ چڑھے ‌ ‌ تا نہ قیدی مثل حلقہ در رہے
چون خلیل اللہ فلک سے بالیقین ‌ ‌ گزرے بولے لا احب الآفلین
یہ جہان تن کا غلط انداز ہے ‌ ‌ پر سوا اُسکے جو شہوت سے بچے

تتمۂ قصہ حاسدان بر غلام سلطان و حقیقت آن

باقی قصہ غلام سلطان کے حاسدون کا اور حقیقت اُن کی

قصۂ شاہ و امیران و حسد ‌ ‌ بر غلام خاص و سلطان خرد
دور ماند از جر جرار کلام ‌ ‌ باز باید گشت و کرد آنرا تمام
باغبان ملک با اقبال و بخت ‌ ‌ چون درختے را نداند از درخت
آن درختے را کہ تلخ و رد بود ‌ ‌ وان درختے کہ یکش ہفصد بود

ہے یہ[2] قصہ اُن امیر و شاہ کا ‌ ‌ خاص بندہ پر حسد جنہ کے کیا
کھینچا تانی سے رہا وہ اب کلام ‌ ‌ پھر اُلٹ تو اور کر اُسکو تمام
باغبان ملک با اقبال و بخت ‌ ‌ کیون درختون سے نجانے اک درخت
وہ درخت تلخ و لائق رد کے ہے ‌ ‌ وہ درخت اک سات سو کے مثل ہے

[1] عسر سے الخ ۹ شعر عسر یعنے رنج سے جب تک تو خوف نہ دیکھے یسر یعنی راحت سے کب تو لطف کو پھر پائے جب تک تجکو خوف دے ذات الشمال یعنی تکلیف و رنج لذت ذات الیمین یعنی آرام و راحت کی کب انسان پائے جبتک دو پر کا نہ ہو دے مرغ ایک پرا الا تو وہ اُڑنے سے عاجز ہے یعنی رنج و رحت دو پر ہین جب تک بعد رنج راحت نہ ملے ترقی اس عالم معنی مین نہ ہو آگے قول مولانا کا ہے بدرگاہ حق یا تو مجکو چھوڑ دے تاکہ مین خاموش رہون یا اجازت دے تاکہ مین بالکل کہون یہ راز اگر یہ گویائی نہین چاہتا ہے اور نہ وہ حکم خاموشی کا تیرا ہے پھر کیا جانے کوئی کہ مقصد کیا ہے جان ابراہیم کی ہو تاکہ نور سے نار مین دیکھے حور و قصور کو یعنے نار دنیا مین گلزار معنی کو دیکھے اور سیڑھی بہ سیڑھی ماہ و خورشید تک چڑھے اور مثل حلقہ دروازہ کے مقید نہ رہے یعنی درجہ بدرجہ خدا اور رسول تک وہ عارف پہونچے اور مقید دنیا مین نہ رہے مانند خلیل اللہ کے فلک سے گزرے اور کہے کہ نہین دوست رکھتا ہون ڈوبنے والے کو نہین چاہتا ہون دنیا گزرنے والی کو بس یہ جہان تن کا غلط انداز ہے اس کے سوا کہ جو شہوت سے بچے یعنی یہ جہان دنیا غلطی مین ڈالتا ہے سوائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ وہ خواہشات دنیا کو چھوڑ کر عالم معنی کو گئے جیسے ایاز حضوری محمود سے محمود عالم ہوا چنانچہ باقی قصہ ایاز و محمود کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] یہ قصہ الخ ۴ شعر یہ قصہ امیر و شاہ کا ہے کہ خاص بندے نے شاہ پر حسد کیا کہ کھینچا تانی سے کلام ناتمام رہا پھر تو الٹ اور اس کو تمام کر باغبان ملک با اقبال و بخت کا کیون نہ درختون سے ایک درخت کو نہ جانے وہ ایک تلخ درخت ہے کہ لائق دور کرنے کے ہے اور وہ ایک درخت ہے کہ سات سو کے برابر ہے یعنے بادشاہ مثل باغبان کے ہے کہ درخت اچھے و برے کو جانتا ہے برے درخت کو دور کرتا ہے اور اچھے درخت کو قائم رکھتا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] نہین دوست رکھتا ہون مین ڈوبنے والے کو ۱۲

کے برابر دارد اندر مرتبت	چون ببیند شان بچشم عاقبت	مرتبہ مین[1] کب برابر ہووے آہ	چشم آخر بین سے دیکھے جو کہ شاہ
کان درختان را نہایت چیست بر	گرچہ یکسانند این دم در نظر	اُن درختون کا نتیجہ کیا ثمر ہے	گرچہ یکسان آتے ہین ہر دم نظر
شیخ کو ینظر بنور اللہ شد	از نہایت و ز نخست آگاہ شد	شیخ جو ینظر بنور اللہ ہوا	اول و آخر سے وہ آگہ ہوا
چشم بد بین را ببست از بہر حق	چشم آخر بین کشاد اندر سبق	چشم بد بین بند کرلی بہر حق	چشم آخر بین کو کھولا با سبق
آن حسودان بد درختان بودہ اند	تلخ گوہر شور بختان بودہ اند	وہ حسود اب ہوگئے ہین بد درخت	اصل بد اور ہوگئے ہین شور بخت
از حسد جوشان و کف می ریختند	در نہانی مکر می انگیختند	ڈالتے جوش حسد سے جھاگ تھے	مکر کی پنہان لگاتے آگ تھے
تا غلام خاص را گردن زنند	بیخ او را از زمانہ بر کنند	تا غلام خاص کو کشتہ کرین	اور جڑ اُسکی جہان سے کھود دین
چون شود فانی چو جانش شاہ بود	بیخ او در عصمت اللہ بود	کب[2] ہو فانی جان اُسکی شاہ ہے	عصمت اللہ مین وہ جڑ رکھے
شاہ از اسرار شان واقف شدہ	ہمچو بوبکر ربابی تن زدہ	شاہ بھید اُسکے سے جو واقف ہوا	مثل بوبکر ربابی چپ رہا
در تماشائے دل بدگوہران	میزدے خنبک بران کوزہ گران	اور تماشائے دل بد اصل سے	تھا بجاتا تالیان مکار پے
مکر می سازند قوم حیلہ مند	تا کہ شہ را در فقاع افگنند	مکر کرتی ہے یہ قوم حیلہ ساز	تا کہ بیہوشی مین ڈالے شہ کو باز
پادشاہی بس عظیم و بیکران	در فقاعے کے بگنجد اے خران	تھا عظیم الشان وہ شاہ کامران	کب پڑے بیہوشی مین وہ اے خران
از برائے شاہ دامے دوختند	آخر این تدبیر از و آموختند	گانٹھتے تھے جال شہ کے واسطے	سیکھتے آخر یہ تدبیر اُس سے تھے
نحس شاگردے کہ با اوستاد خویش	ہمسری آغاز د و آید بہ پیش	ہے[3] وہ بد شاگرد جو استاد سے	ہمسری کا آگے بس دعوی کرے
باکدام اُستاد اُستاد جہان	پیش او یکسان ہویدا و نہان	کون سا اُستاد اُستاد جہان	جسکے آگے ایکسان ظاہر نہان
چشم او ینظر بنور اللہ شدہ	پردہ ہائے جہل را خارق بدہ	کیونکہ وہ ینظر بنور اللہ ہوا	پردہ ہائے جہل کو پارہ کیا

[1] مرتبہ مین الخ یعنی مرتبہ مین کب برابر ہووے جبکہ بادشاہ چشم آخر بین سے دیکھے ان درختون کا کیا نتیجہ ہے کیا ثمر ہے اگرچہ اُس دم یکسان نظر آتے ہین آگے حقائق ہین جبکہ شیخ دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے ہوا پس اول و آخر سے آگاہ ہو واسطے حق کے چشم بند کرلی اور چشم آخر بین کھولدی اور وہ حسود درخت ہوگئے بد اور اصل شور بخت ہوگئے ہین جوش حسد سے جھاگ ڈالتے تھے تاکہ بندہ خاص کو کشتہ کرین اور جڑ اُسکی جہان سے اکھیڑین یعنی درخت نیک باغ جہان مین اولیاء اللہ ہین اور درخت بد حاسدین ہین کہ بندۂ خاص ایاز کو ہلاک کرنا چاہتے تھے اسی طرح جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار عرب حسد کرتے تھے باقی حال آگے ہے ۱۲ [2] کب ہو فانی الخ یعنی شعر وہ کب فانی ہو کہ جان اُسکی شاہ ہے اور جڑ اسکی عصمت اللہ مین رکھتا ہے بادشاہ ان کے بھید سے حبیب و لقت ہو مثل ابوبکر ربابی کے خاموش رہا ابوبکر ربابی نام ایک ولی اللہ کا ہے کہ مدت تک وہ خاموش رہے تھے اور تماشا دیکھنے والا دل بد اصل اسکے پیچھے سے تالیان اس مکار پر بجاتا تھا آگے قول مولانا کا ہے قوم حیلہ ساز مکر کرتی ہے تاکہ شاہ کو بیہوشی مین ڈالے بادشاہ عظیم الشان و کامران تھا کب وہ بیہوش ہووے اے گدھون شاہ کے واسطے دام بناتے تھے اور آخر یہ تدبیر اسی سے سیکھتے تھے یعنی وہ کفار عرب واسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ اسی سے وہ تدبیر سیکھتے تھے چنانچہ آگے اسکی مثال بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] ہے وہ بد الخ یعنی شعر وہ شاگرد بد ہے جو اُستاد سے ہمسری کا دعوے کرے کون سا اُستاد جو جہان کا استاد ہو اور اُسکے آگے ظاہر و باطن یکسان ہو کیونکہ وہ ینظر بنور اللہ ہے یعنی دیکھنے والا ساتھ نور اللہ کے ہو اور پردۂ جہل کو پارہ کیا یعنی وہ اُستاد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین دل سوراخ در سے شکر اکمل بیٹھے آگے اُس اُستاد کے پردہ باندھے وہ شاگرد سود ہن سے اسپر در پردہ ہنستا ہے اور ہر ایک چاک پردہ کا اسپر در ہن بنے وہ استاد اس شاگرد کو کہے کہ میری فامین کم کتے سے ہو اور مجکو تو استاد مت جانے اے تیرہ دل بلکہ شاگرد اپنے مانند مجھے شمار کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اے دل سوراخ چون کہنہ گلیم — پردہ بندد بہ پیش آن حکیم
جون پھٹی کملی دل سوراخ سے — پردہ باندھے آگے اُس اُستاد کے

پردہ میخندد بدو باصد دہان — پردہائے گشتہ انگشتگانے بران
سو دہن سے پردہ ہنستا اُس پہ ہے — اور دہن ہر ایک چاک اُس پر بنے

گوید آن استاد مر شاگرد را — اے کم از سگ نیستت با من وفا
کہوے وہ اُستاد اُس شاگرد کو — مت وفا میری مین کم کتے سے ہو

خود مرا استا مگیر آہن گسل — ہمچو خود شاگرد گیر و کور دل
مجکو مت جانے تو اُستاد اے لوہار — تیرہ دل شاگرد خود سا کر شمار

از منت یاری ست جان و دل روان — بے منت آبے نمیگردد روان
جان و دل کو[له] تیری مجھ سے یاوری — آب جاری تجھ مین ہے مجھ سے سبھی

پس دل من کارگاہ بخت تست — چہ شکنی این کارگہ اے نادرست
کارگہ قسمت کا تیری دل مرا — کسلیے یہ کارگہ توڑے بھلا

گوئیش پنہان زنم آتش زنہ — نے بقلب از قلب باشد روزنہ
تو کہے اس سے محبت ہے نہان — نے ہی روزن دل سے دلمین کب عیان

آخر از روزن ببیند فکر تو — دل گواہی میدہد زین ذکر تو
آخرش روزن سے دیکھے تیری فکر — دل گواہی دے کہ یہ ہی تیرا ذکر

لیک در رویت نمال از کرم — ہرچہ گوئی خندد و گوید نعم
تیرے منھ پر نے کرم سے کچھ کہے — جو سنے ہنسکر کہے آرے بلے

او ہمی خندد ز ذوق مالشت — او ہمی خندد براین اشگالست
چاپلوسی پر نہ وہ اُسکی ہنسے — حیلہ سازی پردہ اُسکی ہے ہنسی

پس خداعی را خداعی شد جزا — کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
مکر کی[ع] بس مکر ہوتی ہے جزا — کہنہ زن بس کوزہ کھا ہی یہ سزا

در بدی با تو ورا خندہ رضا — صد ہزاران گل شگفتے مر ترا
تجھ سے گر کرتا وہ خوش ہو کر ہنسی — پھول کھلتے سیکڑون تجھ مین ابھی

چون دل او در رضا آرد عمل — آفتابے دان کہ آمد در حمل
جو کہ دل راضی عمل پر اُسکا ہی — آفتاب آیا حمل مین جان لے

زو بخندد ہم بہار و ہم نہار — در ہم آمیزد شگوفہ سبزہ زار
غنچہ بھی اُس سے کھلے اور بھی بہار — بھی شگوفہ پیدا ہو بھی سبزہ زار

چون ندانی تو خزان را از بہار — چون بدانی رمز خندہ در شمار
جو نہ جانے تو بہار اور بھی خزان — رمز کب ہنسنے کی ہو تجھ پر ہو عیان

صد ہزاران بلبل و قمری نوا — افگنند اندر جہان بے نوا
پس ہزاران بلبل و قمری نوا — کرتے ہین اندر جہان بینوا

چونکہ برگ روح خود زرد و سیاہ — می بہ بینی چون ندانی خشم شاہ
برگ روح اپنی کو جو زرد و سیاہ — دیکھے تو تو کیون نہ جانے خشم شاہ

له جان و دل کو الخ۔ شعر جان و دل کو مجھ سے مددگاری ہے مجھ سے تجھ مین آب جاری ہے تیری قسمت کا کارگہ دل کو توڑتا ہے تو کہتا ہے کہ اس سے محبت پوشیدہ ہے کیا روزن دل سے دل مین ظاہر نہین ہے یعنے روزن دل مین ظاہر ہے استفہام اقراری ہے آخر تیری فکر اس روزن سے دکھائی دیتی ہے اور دل گواہی دیتا ہے کہ یہ تیرا ذکر ہے تیرے منھ پر کرم جو سے کچھ نہین کہتا ہے کہ یہ تیرا ذکر جو سنتا ہے ہنسکر کہتا ہے کہ آرے بلے وہ اُس کی چاپلوسی پر ہنستا ہے بلکہ حیلہ سازی پر اُس کی ہنستا ہے یعنے وہ اُستاد جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین کہ منافق اُن سے ہمسری کرتے تھے اور وہ از راہ کرم کے اُن سے کچھ نہین کہتے تھے اور اُن کو راستی پر لا کر ہدایت کرتے تھے چنانچہ اس کا حال آگے مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سے مکر کی الخ۔ شعر مکر کی جزا مکر ہوتی ہے کوزہ زن مار کوزہ سے کھائے یہ سزا ہے اگر وہ تجھ سے خوش ہو کر ہنسی کرتا سیکڑون تجھ مین پھول کھلتے جو کہ اس کا دل عمل پر راضی ہے جان لے کہ آفتاب برج حمل مین آیا ہے یعنے موسم بہار آیا ہے کہ اس سے غنچہ کھلے اور بھی بہار بھی شگوفہ پیدا ہوا اور بھی سبزہ جو تو خزان و بہار کو نہ جانے رمز ہنسی کی کب تجھ پر عیان ہووے پس ہزارون بلبل و قمری آواز دیتی ہین جہان مین جو تو اپنی برگ روح کو زرد و سیاہ دیکھے یعنے جب تجھے اس قدر آگہی ہو کہ روشن دلی و تیرہ دلی کو اپنی جانے تو بادشاہ کی خوشی و ناخوشی سے کیون نہ تجکو باخبری ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آفتاب شاه در برج عتاب	میکند روها سیه همچون کتاب	آفتاب[۱] شاہ با برج عتاب	روسیہ کرتا ہے وہ مثل کتاب
آن عطارد را ورقها جان ماست	آن سفیدی وآن سیه میزان ماست	اس عطارد کا ورق ہے میری جان	ہے سیاہی و سفیدی امتحان
باز منشوری نویسد سرخ و سبز	تا رہند ارواح از سودا و عجز	لکھتا پھر فرمان سرخ و سبز ہے	چھوٹیں تا ارواح سیاہ اور عجز سے
سرخ و سبز و افتد نسخهٔ نوبهار	چون خط قوس قزح در اعتبار	جو کہ سبز و سرخ ہے نسخہ بہار	جون خط قوس قزح کر اعتبار
اندرین معنی بشنو تو قصهٔ	تا بیابی از معانی حصهٔ	ایک قصہ اس معانی مین سنو	تا کہ حصہ ایک تم معنی سے لو
رحمت صد تو بران بلقیس باد	که خدایش عقل صد مرده بداد	رحمت حق ہو جیو بلقیس پہ	عقل سو مردون کی دی اللہ نے

عکس تعظیم پیغام سلیمان در دل بلقیس از صورت حقیر ہدہد

قصہ تعظیم پیغام سلیمان[۲] کا بلقیس کے دل مین صورت حقیر ہدہد سے

ہدہدے نامہ بیاورد و نشان	از سلیمان چند حرفی با بیان	ایک[۳] ہدہد نامہ لایا اور نشان	اُس سلیمان سے کیے اُس نے بیان
خواند او آن نکتہ ہای باشمول	وز حقارت ننگرید اندر رسول	بس پڑھے اُسنے وہ سب نکتے عقول	اور حقارت سے نہ دیکھا یا رسول
جسم ہدہد دید و جان عنقاش دید	حس چو کفے دید و دل دریاش دید	جسم نے ہدہد و عنقا جان نے	دل نے دریا حس نے کف دیکھا اسے
عقل با حس زین طلسمات دورنگ	چون محمد با ابوجہلان بجنگ	عقل حس کے ساتھ اُس دو رنگ سے	جون محمد لڑتے بوجہلون سے ہے
کافران دیدند احمد را بشر	چون ندیدند ازوی انشق القمر	کافرون نے دیکھا احمد کو بشر	اور نہ دیکھا اس سے وہ شق القمر
خاک زن بر دیدہ حس بین خویش	دیدہ حس دشمن عقل ست و کیش	خاک ڈال اُس دیدہ حسی پہ تو	عقل کا ہے دیدہ حسی عدو
دیدہ حس را خدا اعماش خواند	بت پرستش خواند و ضد ماش خواند	دیدہ حسی کو اندھا حق کہے	بت پرست اور اپنا ضد مطلب کہے
زانکہ او کف دید و دریا را ندید	زانکہ حالی دید و فردا را ندید	اُسنے کف دیکھا نہ دیکھا بحر کو	آج کو دیکھا نہ کل کے دہر کو

[۱] آفتاب الخ شعر آفتاب شاہ جب برج عتاب میں آتے جہان کو روسیاہ کرتا ہے مانند کتاب کے پس اس عطارد کا ورق میری جان ہے سیاہی و سفیدی امتحان کے لیے ہے پھر فرمان سرخ و سبز لکھتا ہے تا ارواح چھوٹیں سیاہی و عجز سے جو کہ نسخہ بہار سبز و سرخ ہے مانند خط قوس قزح کے تو اعتبار کر ایک قصہ اس معنی میں سنو تا کہ معنی سے ایک حصہ تم لو یعنی آفتاب معنی جب برج عتاب میں آتا ہے تو دل عارف کا تیرہ ہو جاتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو روشن و سفید ہو جاتا ہے تو سفیدی و سیاہی دل ہمارا امتحان ہے کہ جب رضامندی شاہ کی اس سے معلوم ہوتی ہے اور تو سرخ و سبز جب دل عارف میں تجلی ہوتے ہیں تو روح سیاہی قبض سے نجات پاتی ہے پس روشنی و تجلیات دل کی رضامندی مرشد پر منحصر ہے عارف کو لازم ہے کہ صورت ظاہری مرشد کو حقیر نہ جانے جیسے کفار عرب نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر جانا اور معنی کو نہ دیکھا اور مقابلہ کر کے ناخوش کیا بلکہ تعظیم و عظمت مرشد کو دل میں رکھے جیسے بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کی حق کی رحمت ہو جیو بلقیس پر کہ اُس کو سو مردوں کی عقل دی چنانچہ اُس کا قصہ آگے ہے فہم من فہم ۱۲ [۲] قصہ تجسیم عظمت و تعظیم مرشد مین مریدون کو دل مین رکھنا چاہیے [۳] ایک ہدہد نامہ لایا الخ شعر ایک ہدہد نامہ لایا اور نشان اُس سلیمان کے بیان کیے اس لیے وہ سب نقطے عقلون کے پڑھے اور حقارت سے اُس قاصد کو نہ دیکھا جسم نے ہدہد اور جان نے عنقا اور دل نے دریا اور حس نے کف اُس کو دیکھا یعنی بلقیس نامہ سلیمان کو کہ جو ہدہد لایا مقابلہ ہوا اور ہدہد کو از راہ معنی عنقا و دریا جانا آگے حقائق ہیں اس دو رنگی کے سبب سے عقل ساتھ حس کے مانند محمد کے ابوجہل سے لڑے گا کافرون نے احمد کو بشر دیکھا و معجزہ شق القمر کو نہ دیکھا تو اس دیدہ حسی پر خاک ڈال کہ دیدہ حسی عقل کا عدو ہے حق دیدہ حسی کو اندھا و بت پرست اپنا ضد کہتا ہے کیونکہ اُس نے کف دیکھا اور دریا کو نہ دیکھا آج کو دیکھا وکل کو نہ دیکھا یعنے چشم ظاہر نے صورت کو دیکھا اور معنی کو نہ دیکھا اس واسطے حق نے اندھا اُس کو کہا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خواجۂ فردا و حالے پیش او ۔ او نمی گنجد ز گنجے جز تسو
ذرۂ زان آفتاب آرد پیام ۔ آفتاب آن ذرہ را گردد غلام
قطرۂ کز بحر وحدت شد سفیر ۔ ہفت بحر آن قطرہ را باشد اسیر
گر کفے خاکے شود چالاک او ۔ پیش خاکش سر نہد افلاک او
خاک آدم چونکہ شد چالاک حق ۔ پیش خاکش سر نہد افلاک حق
السماء انشقت آخر از چہ بود ۔ از یکے چشمے کہ ناگہ بر کشود
خاک از دردے نشیند زیر آب ۔ خاک بین کز عرش بگذشت از شتاب
آن لطافت پس بدان کز آب نیست ۔ جز عطائے مبدع وہاب نیست
گر کند سفلی ہوا و نار را ۔ ور ز گل او بگذراند خار را
حاکم است و یفعل اللہ ما یشاء ۔ او ز عین درد انگیزد دوا
گر ہوا و نار را سفلی کند ۔ تیرگی و دردی و ثقلی کند
ور زمین و آب را علوی کند ۔ راہ گردون را بپا مطوی کند
نیست کس از ہیبتہ ناگوید کہ چون ۔ بس جگرہا کاندرین رہ گشت خون
پس یقین شد کہ تعز من تشاء ۔ خاکی را گفت پرہا برکشا
آتشے را گفت رو ابلیس شو ۔ زیر ہفتم خاک با تلبیس شو
آدم خاکی برو تو بر سماء ۔ اے بلیس آتشی رو تا ثری

آج و کل کا جو ہے خواجہ اور شاہ[۱] ۔ گنج کو وہ دیکھتا ہے نے ذرا
ذرہ اس خورشید سے لائے پیام ۔ ہووے یہ خورشید ذرہ کا غلام
قطرہ وہ جو بحر وحدت سے چھٹا ۔ ساتوں دریا اسکے تابع ہوں سدا
خاک پا چالاک اسکی ہووے گر ۔ پیش خاک اسکی ہکیں افلاک سر
خاک آدم[۲] تھی جو چالاک خدا ۔ پیش خاک اسکے ملک نے سر رکھا
السماء انشقت[۳] آخر کس لیئے ۔ اک نظر سے اسکی ناگہ پھٹ گئے
خاک تو تلچھٹ سے بیٹھی زیر آب ۔ خاک دیکھو عرش پر جائے شتاب
وہ لطافت پس نہ جانو آب سے ۔ بل عطائے مبدع وہاب سے
اگر کرے سفلی ہوا و نار کو ۔ اور جو گل سے بڑھائے خار کو
ہے وہ حاکم یفعل[۴] اللہ مایشاء ۔ عین بیماری کو وہ کردے دوا
گر ہوا و نار کو سفلی کرے ۔ کالا گدلا اور وہ بھاری کرے
گر زمین آب کو علوی کرے ۔ راہ گردون طے کرے وہ پاؤں سے
کسکو[۵] طاقت ہے کہے یہ کیونکہ ہی ۔ سو جگر اس راہ میں خوں ہوگئے
بس یقین ہے کہ تعز[۶] من تشاء ۔ کیے خاکی کو پروں کو کر تو وا
بولا آتش کو کہ جا ابلیس ہو ۔ سب زمین کے نیچے با تلبیس ہو
آسمان پر آدم خاکی تو جا ۔ اے بلیس ناری جا تو تا ثری

ف[۱] آج و کل الخ یہ شعر آج و کل کا جو کہ خواجہ و بادشاہ ہے وہ گنج کو ذرا نہیں دیکھتا ہے یعنے حق تعالے ذرا اس خورشید سے پیام لاوے اور یہ خورشید دنیا اس ذرہ کا غلام ہووے وحدت کے دریا سے ایک قطرہ جدا ہووے تو ساتوں دریا اُسکے ہمیشہ تابع ہوں خاک پا اگر اُس کی چالاک ہووے افلاک اُس کے پیش خاک سجدہ کریں یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قطرۂ دریاے وحدت کے ہیں آگے آپ کا بیان ہے فافہم ۱۲ ف[۲] خاک آدم الخ یہ شعر خاک آدم کی جو چالاک حق ہوئی اُسکی خاک کے آگے فرشتوں نے سجدہ کیا السّماء انشقت یعنے جس روز کہ آسمان پھاڑے جاوینگے آخر کار کس لیے اس کی ایک نظر سے ناگاہ پھٹ گئے خاک تو تلچھٹ سی زیر آب بیٹھی ہے اُس کی لطافت آب سے مت جانو بلکہ بخشش خدا سے جانو یعنی خاک آب میں ملنے سے اسفل کو جاتی ہے اور خاک وجود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اعلے کو باوجود ملنے آب کے گئی پس یہ طاقت آب کے وجود کو خود حق سے ہے اگر ہوا و نار کو سفلی کرے اور خار کو گل سے بڑھائے وہ حاکم ہے ترجمہ جو اللہ چاہتا ہے فعل کرتا ہے عین بیماری کو دوا کر دیتا ہے اگر وہ ہوا و نار کو سفلی کرے سیاہ و گدلا اور بھاری کرے اگر خاک و آب وہ علوی کرے راہ گردون کو دو پاؤں سے طے کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف[۳] کس کو طاقت الخ یہ شعر یہ کس کو طاقت ہے کہ کہے یہ کیونکر ہے بہت سے جگر اس راہ میں خون ہوگئے پس یقین ہے کہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور خاکی کو کہے پرون کو کھول دے آتش کو کہا کہ جا ابلیس ہو اور زمین کے نیچے با تلبیس ہو آسمان پر اے آدم خاکی تو جا اور اے ابلیس ناری تو تحت الثری کو جا یعنی حق تعالی کو قدرت ہے کہ جو چاہے وہ کرے چنانچہ آگے حق کا بیان ہے فافہم ۱۲ ع[۳] جس دن کہ آسمان پھاڑے جائیں گے ۱۲ ع[۴] یعنی کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے ۱۲ ع[۵] عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۲

چار طبع و علت اولے نیم ۱؎ — در تصرف دایما من باقیم
کار من بے علت ست و مستقیم — نیست تقدیرم بعلت ای سقیم
عادت خود را بگردانم بوقت — این غبار از پیش بنشانم بوقت
بحر را گویم کہ ہین پر نار شو — گویم آتش را کہ رو گلزار شو
کوه را گویم سبک شو ہمچو پشم — چرخ را گویم فرو در پیش چشم
گویم اے خورشید مقرون شو بماه — ہر دو را سازم چو دو ابر سیاه
چشمۂ خورشید را سازیم خشک — چشمۂ خون را بفن سازیم مشک
آفتاب و مہ چو دو گاو سیاه — یوغ بر گردن بیندشان الہ

چار طبع و علت اولے نہ مین — اور تصرف میرا کل آفاق مین
کام بے علت ہے میرا بس سبھی — اور نہین تقدیر علت سے مری
عادت اپنی کو مین پھیر دون تبھی — یہ غبار رہ بٹھاؤن وقت پر
مین کہون دریا کو اب تو نار ہو — مین کہون آتش کو جا گلزار ہو
مین کہون گہ کو سبک ہو مثل پال — مین کہون گردون کو دب جا جون ہلال
مین کہون خورشید ہو نزدیک ماه — اور کرون دونون کو جون ابر سیاه
چشمۂ خورشید کو کردون مین خشک — چشمۂ خون کو کردون مین فن سے مشک
مہر و مہ مین مثل دو گاو سیاه — رکھتا ہل ہے انکی گردن پر الہ

انکار کردن فلسفی را آیۂ ان اصبح ماءکم غورا را

انکار کرنا فلسفی کا اس آیت سے ان اصبح ماءکم غورا

مقرئے میخواند از روئے کتاب ۲؎ — ماءکم غورا ز چشمہ بندم آب
آب را در غور ہا پنہان کنم — چشمہ ہا را خشک و خشکستان کنم
آب را در چشمہ کہ آرد دگر — جز من بے مثل با فضل و خطر
فلسفی منطقی مستہان — میگزشت از سوے مکتب آن زمان
چونکہ بشنید آیہ او را ملند — گفت آریم آب را ما با کلند
ما بزخم بیل و تیزی تبر — آب را آریم از پستی زبر
شب بخفت و دید او یک شیر مرد ۳؎ — زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد

پڑھتا اک قاری تھا اک آیۂ ۲؎ — ماءکم غورا کہ کردون تہ آب
مین زمین مین آب کو پنہان کردن — اور چشمون کو مین خشکستان کردن
آب پھر چشمہ مین لائے کون جا — مجھ سوا بے مثل با خوف و رجا
فلسفی و منطقی اک بس ذلیل — گزرا مکتب کیطرف سے بادلیل
جو سنی یہ آیت اس نے زور سے — یہ کہا مین لاؤن پانی کھود کے
ساتھ تیزی تبر زخم کدال — آب کو نیچے سے مین لاؤن نکال
شب ۳؎ کو سویا دیکھا اک مرد خدا — اک طمانچہ اس نے مار اندھا کیا

۱؎ چار طبع الخ یہ شعر نہ مین چار طبع ہون اور کل عالم مین میرا تصرف ہے میرا کام سب بے علت ہے اور میری تقدیر علت سے نہیں ہے یعنی فلاسفہ کا مقولہ ہے کہ عناصر چار طبع رکھتے ہین اور علت اولی عقل اول ہے پس مولانا فرماتے ہین کہ ذات مقدس نہ چار طبع ہے و نہ علت اولی ہے بلکہ اسکا فعل بے علت ہے بقول بحر العلوم مین اپنی عادت پھیرتا ہون وقت پر اور اس غبار راہ کو بٹھاؤن وقت پر مین کہون کوه کو کہ تو سبک ہو مانند بال کے اور گردون کو کہون تو دوبے مانند ہلال کے مین کہون تو خورشید نزدیک ماه کے ہو اور دونو کو کردون مانند ابر سیاه کے چشمہ خورشید کو مین خشک کردون مہر و ماه مانند دو بیل سیاه کے ہین کہ حق نے انکو ہل مین جوتا ہے یعنی کل مخلوقات دست قدرت مین حق کے ہے جس سے جو چاہتا ہے کام لیتا ہے نہ بقول فلسفی کے کہ فعل حق کا علت سے ہے چنانچہ آگے تردید قول فلاسفہ میں بیان فرماتے ہین ۱۲ اور ۲؎ پڑھتا الخ یہ شعر ایک قاری پڑھتا تھا اس آیت قرآن کو اصبح ماءکم غورا یعنی اگر ہو جائے پانی زمین مین تمھارا جانے والا کہ بند کردون ہت آب کو اپنی زمین آب کو نہان کردون اور چشمون کو خشک کردون پھر چشمہ مین آب کو کون جا کر لائے میرے سوا کہ مین بے مانند ہون ساتھ خوف و رجا کے ایک فلسفی منطقی ذلیل ایک مکتب کیطرف سے گزرا اس نے یہ آیت جو سنی اپنے زور سے پڑھتے تھے پس یہ کہا کہ مین لاؤن پانی کھود کر تیزی تبر و زخم کدال سے آب کو نیچے سے نکال لاؤن باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ شب کو الخ شعر شب کو جو وه سو گیا تو دیکھا کہ ایک مرد خدا نے اسکو ایک طمانچہ مار کر اندھا کیا اور کہا کہ ان دونون آنکھون کے چشمون سے تبر سے کھود کر نور نکال اگر سچا ہے جب کہ وه خواب سے اٹھا خود کو اندھا پایا اور نور آنکھون مین نہ پایا اگر وه استغفار کرتا اور روتا تو اس کا نور گیا ہوا آتا لیکن استغفار کرنا اپنے اختیار مین نہین ہے اور نہ ذوق توبہ گزک ہر ایک مست کی ہے اسکی زشتی اعمال نے راه توبہ کی اس کے دل پر بند کی یعنی توبہ بھی کرنا توفیق حق پر منحصر ہے تو یہ کچھ اپنے اختیار مین نہین چنانچہ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ع۵ اگر ہو وے پانی تمھارا زمین مین جاتیوالا ۱۲

گفت نی بین دو چشمہ چشم اے شقی ‌ ‌ باتبر نور سے بیار از صادقی
روز بر جست و دو چشمش کور دید ‌ ‌ نور فائض از دو چشمش ناپدید
گر بنالیدے و مستغفر شدے ‌ ‌ نور رفتہ از کرم ظاہر شدے
لیک استغفار ہم در دست نیست ‌ ‌ ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست
زشتی اعمال و شومی جحود ‌ ‌ راہ توبہ بر دل او بستہ بود
از نیاز و اعتقاد آن خلیل ‌ ‌ گشت ممکن امر صعب و مستحیل
ہمچنین برعکس آن انکار مرد ‌ ‌ مس کند زر را و صلحے را نبرد
دل بسختی ہمچو روے سنگ گشت ‌ ‌ چون شگافد توبہ آنرا بہر کشت
چون شعیبی کو کہ تا او از دعا ‌ ‌ بہر کشتن خاک سازد کوہ را
یا بدریوزہ مقوقس از رسول ‌ ‌ سنگلاخے مزرعی شد با اصول
کہربای مسخ آمد این دعا ‌ ‌ خاک قابل را کند سنگ و حصا
ہر دلی را سجدہ ہم دستور نیست ‌ ‌ مزد رحمت قسم ہر مزدور نیست
ہین بہ پشت آن مکن جرم و گناہ ‌ ‌ کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
می بباید تاب و آبے توبہ را ‌ ‌ شرط شد برق و سحابے توبہ را
آتش و آبے بباید میوہ را ‌ ‌ واجب آمد ابر و برق این شیوہ را
تا نباشد برق دل آب دو چشم ‌ ‌ کے نشیند آتش تہدید و خشم
تا نباشد گریۂ ابر از مطر ‌ ‌ تا نباشد خندہ برق ای پسر

بولا ان دو چشمہ چشمون سے تو ‌ ‌ لا تبر سے نور گر صادق ہے تو
جو اٹھا تو پایا اندھا آپ کو ‌ ‌ نور آنکھون کا نہ پایا دوستو
کرتا استغفار اور روتا اگر ‌ ‌ رہ گیا نور آتا اسکا سر بسر
پہ نہ استغفار اپنے دست ہے ‌ ‌ توبہ حصے مین نہین ہر مست کے
زشتی اعمال نے اسکے اخی ‌ ‌ راہ توبہ دل پہ اسکے بند کی
اعتقاد و عجز[1] ابراہیم سے ‌ ‌ امر مشکل ہوگیا ممکن اسے
ایسے ہی برعکس انکار اسکے سے ‌ ‌ زر کو تانبا جنگ صلح کو کرے
دل ہوا سختی سے مثل سنگ کے ‌ ‌ کیسے پھاڑے توبہ کھیتی کے لیے
جون شعیب اب کون کھیتی کیلیے ‌ ‌ جو دعا سے کوہ کو مٹی کرے
یا مقوقس نے جو حضرت سے کہا ‌ ‌ سخت پتھر قابل کھیتی ہوا
یہ دعا[2] ہی کہربا سے مسخ ہے ‌ ‌ سنگ سخت اک خاک قابل کو کرے
سجدہ ہر دل کا نہین دستور ہے ‌ ‌ مزد رحمت کی نہ ہر مزدور کے
اس بھروسہ پر نہ کر جرم و گناہ ‌ ‌ کہ کرون توبہ پھر پاؤن پناہ
آب و تاب اک چاہیے توبہ کو بس ‌ ‌ ابر و بجلی شرط ہی توبہ کو بس
آگ پانی چاہیے بس میوہ کو ‌ ‌ ابر و بجلی ہے ضرور اس شیوہ کو
ہو نہ جبتک برق دل اور آب چشم ‌ ‌ کب بجھے آتش غضب کی اور خشم
جبتلک[3] گریان نہو ابر سیاہ ‌ ‌ جبتلک خندان نہووے برق آہ

[1] اعتقاد الخ شعر اعتقاد و عجز ابراہیم سے امر مشکل ان کو ممکن ہوگیا اور اسی طرح انکار اسکے برعکس زر کو مس اور صلح کو جنگ کر دیتا ہے دل کی سختی سے مثل سنگ کے ہوا تو کیسی اسکا پہاڑ سے کھیتی کے لیے کون مانند شعیب کے کوہ کو دعا سے مٹی کرے یا مقوقس نے جو حضرت سے کہا سنگ سخت قابل کھیتی کے ہو یعنی مقوقس کہ ایک اصحاب رسول اللہ سے تھے حضرت سے عرض کی تا دعا سے حضرت کے سنگ قابل زراعت کے ہوا باقی حال آگے سمجھا فہم ۱۲ [2] یہ دعا الخ شعر یہ دعا مسخ کی کہربائی ہے کہ سنگ سخت کو قابل زراعت کرے ہر دل کو سجدہ کرنا دستور نہین ہے مزدوری رحمت کی ہر ایک مزدور لیتا ہے پس تو اس بھروسہ پر گناہ نہ کر کہ مین توبہ کرکے پناہ پاؤنگا توبہ کو بھی ایک آب و تاب چاہیے ابر و بجلی شرط ہے توبہ کو جیسے کہ مثال ہے آگ و پانی چاہیے میوہ کو ابر و بجلی ضرور ہے اس شیوہ کو جب تک برق دل و آب چشم نہ ہو کب آتش غضب و خشم کی بجھے یعنی توبہ کے بھروسہ پر تو گناہ نہ کر کر معلوم کرا ہونگا کیونکہ توبہ کے واسطے سوز و گداز چاہیے جب توبہ قبول ہو باقی حال آگے اس کا بیان فرماتے ہین کہ مثال مین اسکی فافہم ۱۲ [3] جب تک ابر سیاہ گریہ کرنے والا نہ ہووے اور جبتک برق آہ خندہ کرنے والی نہووے کب پیدا سبزہ ہو ذوق وصال کا کب جاری ہووے آب زلال کا کب گلستان ہنسے کب چمن سے بنفشہ عہد باندھے سمن نے کب چنار ہاتھ کھولے واسطے دعا کے اور کب درختون سے میوے جھڑین کب شگوفہ آستین نثار کے لیے جھاڑے ایام بہار مین کب لالہ سرخ ہووے مثل خون کے گلاب کب درافشانی اپنی کرے بلبل داخل ہوا اور گل بو دیوے کب ماند طالب ناکامو کو کرے یعنی جب تک گریۂ ابر چشم اور خندہ برق سوز دل نہ ہو کب توبہ قبول ہو اور کب اثر الٰہی کھلے جیسے بغیر گریۂ ابر و خندہ برق کے سرسبز باغ جہان ترو تازہ نہیں ہوتا ہے باقی حال اسکا مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

کے بروید سبزهٔ ذوق وصال / کے بجوشد چشمہا ز آب زلال
کے گلستان راز گوید با چمن / کے بنفشہ عہد بندد با سمن
کے چنارے کف کشاید در دعا / کے درختے بر فشاند میوه ہا
کے شگوفہ آستین پر نثار / بر فشاندن گیرد ایام بہار
کے فروزد لالہ را رخ ہمچو خون / کے گل از کیسہ بر آرد زر برون
کے بیاید بلبل و گل بو کند / کے چو طالب فاختہ کوکو کند
کے بگوید لک لک آن لک لک بجان / لک چہ باشد ملک تست اے مستعان
کے نماید خاک اسرار ضمیر / کے شود چون آسمان بستان منیر
از کجا آورده اند این حلہ ہا / من کریم و من رحیم کلہا
آن لطافتہا نشان شاہدیست / کہ بہر ساعت وے و صد جانش فدیست
آن شود شاد از نشان کو دیده شاه / چون ندید او را نباشد انتباه
روح آنکس کو بہنگام الست / دید رب خویش و شد بیخویش و مست
او شناسد بوے مے کہ مے بخورد / چون نخورد او چہ داند بوے کرد
زانکہ حکمت ہمچو ناقہ ضالہ است / ہمچو دلالان شہان را دالہ است
تو ببینی خواب در یک خوش لقا / کو دہد وعده و نشانے مر ترا
کہ مراد تو شود اینک نشان / کہ بپیش آید ترا فردا فلان
یک نشانے آنکہ او باشد سوار / یک نشانے کہ ترا گیرد کنار

کب ہو پیدا سبزۂ ذوق وصال / کب ہو جاری چشمۂ آب زلال
کب گلستان بھید کہوے با چمن / کب بنفشہ عہد باندھے با سمن
کب چنار اب ہاتھ کھولے با دعا / کب درختوں سے جھڑیں یہ میوہ ہا
کب شگوفہ آستین بہر نثار / جھاڑنا پکڑے با ایام بہار
کب ہو لالہ سرخ مثل خون کے / کب گلاب اپنی زر افشانی کرے
کب ہو داخل بلبل و گل بو کرے / کب بنے طالب فاختہ کوکو کرے
کب[سلہ] یہ لک لک کرتی ہے لک لک یا / لک ہے کیا الملک لک یا مستعان
کب دکھائے خاک دل کے بھید کو / کب مثال چرخ بستان سبز ہو
پھر کہاں سے لائے ہیں یہ حلہ ہا / من کریم و من رحیم کلہا
وہ لطافت شاہدی کی ہے نشان / دم میں اس پر سیکڑوں قربان ہیں جان
جس نے شہ دیکھا نشان سے ہو وہ خوش / اور نہ دیکھا ہو تو کیسے ہو وہ خوش
روح اسکی ہے نے کہ ہنگام الست / رب کو دیکھا اور ہوئی بیخویش و مست
بو سے مے وہ جانے جسنے کھائی مے / جو نہ کھائے مے کو جانے کیا ہے شے
کیونکہ حکمت مثل ناقہ گم کے ہے / مثل دلالوں کے شہ کو راہ دے
خواب[سلہ] میں اک خوش لقا تجھکو کہے / تجھسے وعدہ وہ کرے اور دے بتے
ہوں مرادیں پوری یہ اسکی نشان / کہ ترے نزدیک آئے کل فلان
اک نشان ہے یہ کہ وہ ہووے سوار / اک نشان ہے یہ تجھے لے در کنار

سلہ کب یہ لک لک الخ شعر لک لک یہ کب کہتی ہے لکلک جان سے لک کیا ہے الملک لک یعنے مترادف ہے کہ لک واسطے تیرے سب ہے اے خدا خاک کب کھائی راز دل کو اور کب بستان سبز ہو مانند فلک کے پھر یہ لباس سبز کہاں سے لائے میں کل کا کریم اور رحیم ہوں آگے حقائق ہیں لیس وہ لطافت شاہدی معشوق کا نشان ہے دم میں اسپر سیکڑوں جان قربان ہے جس نے شاہ کو دیکھا وہ نشان سے خوش ہو اُسکی روح نے کہ ہنگام الست رب کو دیکھا بیخود مست ہوئی کیونکہ بوے مے وہ جانے جس نے مے کھائی ہو اور جو مے کو نہ کھائے وہ کیا جانے کہ یہ کیا شے ہے یعنی یہ لطافت سبزہ نشان یار ہے جس نے یار کو روز الست دیکھا ہے وہ نشان کے دیکھنے سے دنیا میں خوش ہوتا ہے کیونکہ حکمت مثل ایک شتر کھوئے ہوئے کے ہے اور مثل دلالوں کے شاہ کو راہ بتاتی ہے یعنی روز الست اولیاء اللہ کو حکمت مشاہدہ عنایت ہوتی ہے جو جسم عنصری میں مثل شتر کے گم ہو گئی تھی اب وہ حکمت اولیاء اللہ کی رہبری کرتی ہے اسکو نشان و اشارات کہتے ہیں جیسے قرآن ضالۃ المؤمن ہے یعنی مومن کی گمی چیز کو قرآن بتا دیتا ہے خواجہ حافظ فرماتے ہیں سہ آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہ ہاست بسے محرم اسرار کجاست آگے اس مشاہدہ کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ خواب الخ شعر جیسے اک خوش لقا تجھ کو خواب میں دکھائی دے اور تجھ سے وہ وعدہ کرے اور پتے دیوے تیری مراد پوری ہو اور یہ اسکے نشان ہیں کہ تیرے نزدیک کل فلان آدے اک نشان یہ ہے کہ وہ سوار ہووے اور ایک نشان یہ ہے کہ وہ تجھکو بغل میں لیوے اک نشان یہ ہے کہ ہنسے آگے تیرے اور ایک نشان یہ ہے کہ ہاتھ باندھے آگے تیرے اور ایک نشان یہ ہے کہ راز ہو اگے خواب تو کسی سے کل مت کہنا از ان نشانوں سے زکریا کو بھی کہا ہے حضرت یحیی کے پیدا ہونے میں چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲۔

یک نشانی که بخندد پیش تو
یک نشان که دست بندد پیش تو

یک نشانی آنکه این خواب اندرون
چون شود فردا نگوئی پیش کس

زان نشان با والد یحیی بگفت
که نیائی تا سه روز اصلا بگفت

تا سه شب خامش کن این نیک و بدت
این نشان باشد که یحیی آیدت

دم مزن سه روز اندر گفتگو
که سکوت است آیت مقصود تو

هین میاور این نشان را تو بگفت
این سخن را دار اندر دل نهفت

این نشانها گویدش همچون شکر
این چه باشد صد نشانهای دگر

این نشان آن بود کان ملک و جاه
که همی جوئی بیابی از آله

آنکه میگریی به شبهای دراز
وانکه میسوزی سحر گه در نیاز

آنکه بی آن روز تو تاریک شد
همچو دوکی گردنت باریک شد

وانکه دادی هرچه داری در زکات
چون زکات پاکبازان با جهات

رختها دادی و خواب و رنگ رو
سر فدا کردی و گشتی همچو مو

چند در آتش نشستی همچو عود
چند پیش تیغ رفتی همچو خود

زین چنین بیچارگیها صد هزار
خوی عشاق است ناید در شمار

چونکه اندر خواب دیدی حالها
آنکه بودی روز و شب سالها

چونکه شب آن خواب دیدی روز شد
از امید آن دولت پیروز شد

اک نشان ہے یہ ہنسے آگے ترے
اک نشان یہ ہاتھ دے آگے ترے

اک نشان یہ خواب از راہ ہوا
تو کسی سے کل کو مت کہنا ذرا

ان نشانوں سے زکریا کو کہا
تین دن ہرگز نہ کہنا کچھ بھلا

نیک و بد[۱] سے تین شب تو چپ ہو
یہ نشان ہے یحییٰ پیدا ترے ہو

تین دن ہرگز نہ کرنا کچھ بیان
ہے ترا چپ بیٹھنا نصرت کا نشان

یہ نشان ہرگز نہ کہنا تو کبھی
بات یہ تو دل میں رکھنا مختفی

وہ کہے ایسے نشان شیریں تجھے
کیا ہیں یہ بل سیکڑوں تجھ سے کہے

یہ نشان وہ ہیں کہ ملک و جاہ سے
ڈھونڈھے تو اور پائے تو اللہ سے

وہ کہ ساری رات بس روتا ہے تو
وہ کہ تا وقت سحر جلتا ہے تو

وہ کہ دن بے اُسکے تیرہ ہے ترا
اور گھل گھل کر تو تکلا سا بنا

وہ کہ[۲] تھا دیا سب زکات
جون زکات پاکبازان با جہات

اور دیا سامان خواب و رنگ رو
سر کیا قربان ہوا تو مثل مو

آگ میں بیٹھا بہت تو مثل عود
تیغ کے آگے گیا تو مثل خود

اسطرح عشاق کی ہے سو ہزار
عجز کی عادت نہ ہو اسکا شمار

خواب میں دیکھا تھا تو نے جو کہ حال
چند گزرے آرزو میں جسکے سال

جو کہ دیکھے[۳] خواب وہ اور دن ہوا
دل ترا امید سے خورسند ہوا

۱؎ نیک و بد الخ۔ شعر تین شب نیک و بد سے چپ ہو یہ نشان ہے کہ تیرے یحییٰ پیدا ہو اور تین دن ہرگز نہ کچھ کہنا تیرا چپ رہنا ہے نصرت کا نشان یہ نشان تو کبھی ہرگز نہ کہنا یہ بات تو دل میں پوشیدہ رکھنا ایسی ہی نشان شیریں تجھ سے کہے یہ کیا ہیں بلکہ سیکڑا دن کہے یہ نشان وہ ہیں کہ ملک و جاہ سے وہ ڈھونڈھے اور اللہ سے تو پائے وہ نشان کہ تمام شب تو روتا ہے اور وہ نشان ہے کہ سحر تک تو جلتا ہے وہ نشان ہے کہ بغیر اسکے دن تیرا تیرہ ہے اور گھل گھل کے تکلے کے جیسا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔ ۲؎ وہ کہ الخ۔ شعر وہ نشان ہے جو کچھ تو رکھتا تھا سب زکات میں یا مانند زکات پاکبازوں کے جہت میں دے دیا اور سامان خواب و رنگ رو دیا اور سر قربان کرکے تو ہوا مانند بال کے تو آتش میں بہت جلا مانند عود کے اور تیغ کے آگے سر رکھا مانند خود کے اسی طرح عاشقوں کے سو ہزار عادت عجز کی ہے کہ اسکا شمار نہ ہوئے پس خواب میں جو تو نے حال دیکھا تھا اسکی آرزو میں چند سال گزرے یعنی وہ خوش تھا تجھ کو خواب میں ایسے نشان بتائے جیسے حق نے حضرت زکریا کو یحییٰ کے پیدا ہونے میں حسب آرزو انکے نشان بتلائے تھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔ ۳؎ جو کہ دیکھی الخ۔ شعر جبکہ وہ خواب دیکھے اور دن ہوا تیرا دل امید سے خورسند ہوا تو گردہا اپنی آنکھیں پھیر کر دیکھے کہ وہ نشان و علامت کہاں ہیں مانند مثل ہتوں کے کہ ہائے کہ یہ دن گزرا اور وہ نشان ملا نہیں پس تو ہر گلی میں دوڑتا پھرے جیسے گیند کا بچہ گائے کا گم کرتی ہے کہ خواجہ خیر ہے تو کیوں دوڑتا ہے کیا تو رکھتا تھا کہ گم گیا تو کہے کہ خیر ہے لیکن خیر میری کسکو طاقت ہے کہ بغیر میرے جانے اگر میں کہ دن یہ نشان فوت ہوجائے تو میری موت ہے پس ہر ایک سوار کا ستھر تکتا پھرے اور سوار کہے کہ تو مجکو دیوانے کے مانند مت تک یعنی خواب نیا میں مرشد خوش تھا جیسا کہ عارف کو ایسے ہی پتے و نشان یار کے بتا دیتا ہے تو وہ ہر گلی و کوچہ میں یار کو دیکھتا پھرتا ہے اور ہر شخص کے منہ کو وہ تکتا ہے اسی کو سیر تشبیہ و حسن پرستی کہتے ہیں بقول مولانا ؎ نہ من بیہودہ در ہر کوچہ و بازار میگردم باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

چشم گردان کرده بر جیب در است / کان نشان و آن علامتها کجاست
بر مثال برگ می لرزی که وائے / گر رود روز و نشان ناید بجائے
میدوی در کوئے و بازار و سرا / چون کسے کو گم کند گوساله را
خواجه خیرست این دوادو چیست / گم شده اینجا که داری کیست
گوئیش خیرست لیک این خیر من / کس نشاید که بداند غیر من
گر بگویم یک نشانم فوت شد / چون نشان شد فوت وقت فوت شد
بنگری در روئے هر مردے سوار / گویدت منگر مرا دیوانه وار
گوئیش من صاحبے گم کرده ام / رو بجستجوئے او آورده ام
دولتت پاینده باد اے سوار / رحم کن بر عاشقان معذور دار
چون طلب کردی بجد آمد نظر / جد خطا نکند چنین آمد خبر
ناگهان آمد سوارے نیک بخت / پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
تو شدی بیهوش و افتادی بطاق / بیخبر گفت اینت سالوس و نفاق
او چه می بیند درو این شور چیست / او نداند کان نشان وصل کیست
هر زمان کز وے نشانے میرسد / شخص را جانے بجانے میرسد
ماهی بیچاره را پیش آمد آب / این نشانها تلک آیات الکتاب
این نشان آن حق او باشد که دید / آن دگر را کے نشان آید پدید
پس نشانیها که اندر انبیاست / خاص آن جان را بود کو آشناست
این سخن ناقص بماند و بیقرار / دل ندارم بیدلم معذور دار

چشم اپنی پھیر تو گرد جہان / وہ نشان اور وہ علامت ہے کہاں
مثل پتون لگے تو کانپنے / گر یہ دن گزرے نشانی کچھ ملے
ہر گلی میں دوڑتا بس تو پھرے / جون کسیکی گاے کا بچہ گمے
خیر ہے خواجہ تو ہی کیون دوڑتا / کیا تو رکھتا تھا کہ وہ گم ہو گیا
تو کہے ہی خیر لیکن میری خیر / کسکو طاقت ہی کہ جانے مجھ بغیر
گر کہون میں یہ نشان ہو جائے فوت / جو نشان ہو فوت بس ہے میری موت
تو پھرے تکتا ہر اک رُوے سوار / کہوے مجکو مت تکے دیوانہ دار
تو کہے صاحب مرا گم ہو گیا / ڈھونڈھنے نکلا اُسے میں جابجا
اے سوار اب رتبہ تیرا ہو سوا / رحم کر عشاق پر مت ہو خفا
جو طلب کوشش سے کی آیا نظر / کب ہو کوشش میں خطا یہ ہی خبر
ناگہان آیا سوار اک نیک بخت / اور لیا تجھ کو بغل میں اُسنے سخت
تو گرا بیہوش ہو کر خاک پے / بیخبر کہوے ترا یہ مکر ہے
کیا وہ جانے اسمین یہ کیا شور ہے / اور نشان وصل وہ کسکا رکھے
ہر گھڑی پہونچے ہی اس سے اک نشان / شخص کو جان کو ملے ہی ایک جان
جسطرح مچھلی کے آگے آئے آب / یہ نشان ہیں تلک آیات الکتاب
جسنے دیکھا اسکی نسبت ہی نشان / دوسرونکو یہ نشان کب ہو عیان
وہ نشان کہ ہیں درون انبیا / خاص وہ جان جانے جو ہی آشنا
بات یہ ناقص رہی میں ہوں بیقرار / اور نہیں جرأت کہ میں عاشق ہوں زار

لہ تو کہے الخ شعر تو کہے میرا صاحب گم گیا ہے اُسے میں ڈھونڈھنے نکلا ہوں جابجا اے سوار تیرا مرتبہ سوا ہو تو رحم کر عاشق پر اور خفا مت ہو جو طلب کوشش سے کی یار نظر آیا کب خطا کوشش میں ہو کہ حدیث میں آیا ہے ناگہان ایک سوار نیک آیا اور تجکو بغل میں اُسنے لیا تو بیہوش ہو کر گرا خاک پر اور بیخبر کہے کہ تیرا مکر ہے وہ کیا جانے کہ اس میں کیا شور ہے اور وہ کس کا نشان وصل رکھتا ہے تجھ سے یار کو دیکھا اسکی نسبت نشان ہے اور دوسرون کو یہ نشان کب ظاہر ہوا ہے یعنی ناگہان ایک صورت بشر ہنگام تجسس کے عارف کو دیکھے اور وہ اسکو بغل میں لیوے کہ وہ بیہوش ہو جاوے اور غافلان بیخبر اُسکو کہیں کہ یہ مکر کرتا ہے یعنی وہ یار ہے کہ متمثل ہو کر اس صورت میں اندراہ تشبیہ عارف کو وصال دیتا ہے اور کوئی اس بات کو نہیں پہچانتا ہے لیکن اسکا جانتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ لہ ہر گھڑی الخ شعر ہر گھڑی یار سے ایک نشان پہونچتا ہے تو عارف کی جان کو ایک جان ملتی ہے جیسے مچھلی کے آگے پانی آتا ہے یہ نشان ہیں قرآن کے یعنی حق نے یہ اپنی نشانیاں قرآن میں فرمائی ہیں وہ نشان کہ اندر انبیا علیہم السلام کے ہیں خاص وہ جان جانے کہ جو آشنا ہے یہ بات ناقص رہی کہ میں بیقرار ہون اور جرأت نہیں ہے کیونکہ میں عاشق زار ہون کب کوئی گن سکے ذرات اسرار کو خاصکر جو کہ عاشق بے عقل ہو میں گنتا ہون برگہاے باغ کو اور میں گنتا ہون بانگ کبک و زاغ کو یعنی شمار کرتا ہون نعمتہاے حق کو اور نیکی اور بدی کو میں گن نہیں سکتا ہون ولیکن ہدایت کے لیے میں گنتا ہون باقی حال اس کا آگے مولانا رحمہ اللہ تعالے بیان فرماتے ہیں وافہم -

ذره ها را کے تواند کس شمرد	خاصه آن کو عشق از وے عقل برد	کب کوئی بس گن سکے ذرات کو	خاص جو کہ عشق سے بے عقل ہو
می شمارم برگهاے باغ را	می شمارم بانگ کبک و زاغ را	گنتا ہوں میں برگہاے باغ کو	گنتا ہوں میں بانگ کبک و زاغ کو
در شمار اندر نیاید لیک من	می شمارم بہر رشد اے ممتحن	گن نہیں سکتا و لیکن میں گنوں	بہر ہدایت کے لیے اے ذو فتن
نحس کیوان یا که سعد مشتری	ناید اندر حصر اگرچه بشمری	نحس کیوان اور سعد مشتری	گر گنے تو حصر کب ہووے اخی
لیک هم بعضے ازین هر دو اثر	شرح باید کرد بهر نفع و ضر	پر تو ان دونونکے بعض آثار سے	شرح کر نفع و ضرر کے واسطے
تا شود معلوم آثار قضا	شمه مر اهل سعد و نحس را	تاکہ ہوں معلوم آثار قضا	اہل سعد و نحس کو اس سے ذرا
طالع آنکس که باشد مشتری	شاد گردد از نشاط و سروری	ہو اگر طالع کسی کا مشتری	وہ رہے خوش اور کرے وہ سروری
وانکه را طالع زحل از هر شرور	احتیاطش لازم آید در امور	جسکا طالع ہو زحل ہر شر سے وہ	چاہیئے ہر امر میں محتاط ہو
گر بگویم آن زحل استاره را	ز آتشش سوزد مر آن بیچاره را	گر نہیں کہدوں زحل طالع کو میں	وہ جلے بیچارہ اُسکی آگ میں
بس کن اے بیهوده تا زان آفتاب	آتشے ناید بیک پاره بتاب	بس کر اے بیہودہ اُس خورشید سے	دفعۃً آتش نہ بھڑکے اور جلے
از کواکب در سپهر بیکران	در دمے نے نور ماند نے نشان	اور ستارے جو کہ ہیں افلاک پے	نے نشان نور اُن کا کچھ رہے
آنچه بردارد بدان مشغول شو	وز دگر گفتارها معزول شو	جسکے متحمل ہوں بس تو وہ کہو	دوسری باتوں سے تو معزول ہو
جنبش اختر نیاید جز عقیم	بر ندارد جز که آن لطف رحیم	جنبش اختر بجز بیکار کے	نے اُٹھائے جز بہ لطف حق اسے
اذکروا الله شاه ما دستور داد	اندر آتش دیده ها را نور داد	حکم شہ نے اذکروا اللہ کا دیا	نار میں نور آنکھ کو دکھلا دیا
گفت اگرچه پاکم از ذکر شما	نیست لائق مر مرا تصویرها	بولا پاک اب ہوں تمہارے ذکر سے	اور نہیں لائق ہوں میں تصویر سے
لیک هرگز مست تصویر و خیال	در نیابد ذات ما را بے مثال	پر کہیں عشاق تصویر و خیال	پا سکے ہے میری ذات بے مثال
ذکر جسمانه خیال ناقص است	وصف شاهانه ازانها خالص است	ذکر جسمانی خیال ناروا	وصف شاہانہ ہے اس سے خوشنما

١ نحس کیوان الخ یعنی کیوان کا نحس اور مشتری کا سعد اگر تو گنے کب حصر ہو و لیکن ان دونوں کے بعض شدن سے شرح کر نفع اور ضرر کے واسطے تاکہ معلوم ہوں آثار قضاے اہل سعد و نحس کو ذرا اُس سے کسی کا طالع اگر مشتری ہووے وہ خوش اور سروری کرے اور جسکا طالع زحل ہو وہ ہر شر سے احتیاط کرے ہر امر میں اگر میں زحل طالع کو نہ کہوں وہ بیچارہ اسکی آگ میں جلے یعنی شقاوت و سعادت کے نفع و نقصان آثار حسنی کا واسطے ہدایت مخلوق کے میں گنتا ہوں ورنہ نعمات حق کا کب بیان ہوسکتا ہے آگے اسکی تشریح ہے فافہم ١٢ ٢ بس کر الخ ۹ شعر اے بیہودہ بس کر اُس خورشید سے دفعۃً آگ بھڑکے اور جلے اور ستارے جو کہ افلاک پر ہیں نہ کچھ نور و نشان اُن کا رہے وہ جسکے متحمل ہوں تو وہ کہو دوسری باتوں سے تو باز ہو جنبش اختری بجز بیکار عشق کے سوائے لطف حق کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا ہے حکم شاہ نے ذکر کرنے اللہ کا دیا اور نار میں نور آنکھوں کو دکھلا دیا ہے حق نے کہا میں پاک ہوں تمہارے ذکر سے اور لائق نہیں ہوں میں تصویر کے لیکن عاشق تصور و خیال کا کہیں میری ذات بے مثال کو پا سکتا ہے ذکر جسمانہ خیال نا درست ہے اور وصف شاہانہ اس سے بہتر ہے یعنے حق نے حکم ذکر کرنے کا دیا مگر وہ ذکر تشبیہ سے ذات حق کی مل سکتی ہے بجز ذکر تنزیہ کے یعنی حق کا ایک جسم تصور کر کے اگر خیال کرے وہ خیال ناقص ہے بجز تنزیہ کے پس تو ذکر تنزیہ کو کر کہ یہ ملے جیسے کوئی نسبت شاہ کے کہے کہ شاہ جولا ہا نہیں ہے یہ کچھ بہتر تعریف نہیں ہے اگر اُس نے جانا نہیں ہے یعنی بادشاہ کی تعریف جولاہے سے تشبیہ دے کر کے اگر تعریف ہے مگر تعریف بر ہے اسی حق کا ذکر از راہ تشبیہ جو تصویر کے کیا گو ذکر ہے مگر یہ ذکر نادرست ہے مقابل میں ذکر تنزیہ کے چنانچہ اس کی مثالی میں قصہ چرواہے کا آگے بیان کرتے ہیں فافہم ١٢ —

شاه را گوید کسے جولاه نیست	این چه مدح است این مگر آگاه نیست	کوئی کہوے شہ کو جولاہا نہیں	یہ ہے کیا مدحت مگر جانا نہیں

مناجات کردن شبان با حق تعالیٰ در عہد موسیٰ علیہ السلام

دید موسیٰ یک شبانے را براه	کو همی گفت اے خدا و اے اله
تو کجائی تا شوم من چاکرت	چارقت دوزم کنم شانه سرت
اے خدائے من فدایت جان من	جمله فرزندان و خان و مان من
تو کجائی تا سرت شانه کنم	چارقت را دوزم و بخیه زنم
جامهات دوزم شپشهایت کشم	شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیماریے آید به پیش	من ترا غمخوار باشم همچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت	وقت خواب آید بروبم جایکت
گر ببینم خانهات را من دوام	روغن و شیرت بیارم صبح و شام
هم پنیر و نانهاے روغنین	خمرها جغراتها اے نازنین
سازم و آرم به پیشت صبح و شام	از من آوردن ز تو خوردن طعام
اے فدائے تو همه بزهاے من	اے بیادت هی هی و هیهاے من
زین نمط بیهوده میگفت آن شبان	گفت موسیٰ با کیستت اے فلان
گفت با آنکس که ما را آفرید	این زمین و چرخ ازو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیره سر شدی	خود مسلمان ناشدی کافر شدی
اینچه ژاژ است اینچه کفرست و فشار	پنبه اندر دهان خود فشار
گند کفر تو جهان را گنده کرد	کفر تو دیبائے دین را ژنده کرد

مناجات کرنا چرواہے کا بدرگاہ حق بعہد موسیٰ علیہ السلام

دیکھا اک موسیٰ نے چرواہا براہ[1]	کہہ رہا ہے اے خدا و اے اِلٰہ
تو کہاں ہے میں ترا چاکر بنوں	جوتیاں سیوں اور ترے کنگھی کروں
اے خدا قربان تجھ پر میری جان	سب مرے فرزند اور سب خانمان
تو کہاں ہے[2] سر میں ترے کنگھی کروں	جوتیاں میں تیری ٹانکوں اور سیوں
اور جو میں دیکھوں ترے کپڑے سیوں	دودھ آگے میں ترے لا کر رکھوں
اور تجھے بیماری گر آجائے پیش	میں بنوں غمخوار تیرا مثل خویش
ہاتھ چوموں پاؤں تیرے داب لوں	اور سوتے میں تری خدمت کروں
دیکھ لوں میں گر ترا گھر تو مدام	دودھ لاؤں اور گھی میں صبح شام
ہم پنیر اور روٹیاں بھی روغنین	ہم شراب ہم دہی اے نازنین
پس پکا کر دوں تجھے میں صبح و شام	مجھ کو لانا اور تجھے کھانا طعام
بکریاں سب میری تجھ پر ہوں فدا	یاد میں تیری یہ میری ہو و ہا
اسطرح کہتا تھا چرواہا وہاں	بولے موسیٰ کس سے کرتا ہے بیان
بولا[3] وہ جس نے مجھے پیدا کیا	اور زمین و آسمان برپا کیا
بولے موسیٰ ہائے تو بدتر ہوا	نے مسلمان تو ہوا کافر ہوا
کیسی یہ بیہودگی اور کفر ہے	منہ میں اپنے روئی اب ٹھونس لے
کفر نے تیرے جہان گندہ کیا	دین کی دیبا کو گودڑی کر دیا

[1] دیکھا الخ یہ شعر حضرت موسیٰ نے ایک چرواہے کو راہ پر دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے اے خدا تو کہاں ہے میں تیرا چاکر ہوں جوتیاں سیوں کنگھی کردوں اے خدا تجھ پر میری جان قربان اور میرے فرزند اور خانمان باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] تو کہاں الخ یہ شعر تو کہاں ہے تیرے سر میں کنگھی کردوں جوتیاں سیوں اور ٹانکوں اور تیری جوتیں دیکھوں اور کپڑے سیوں دودھ تیرے آگے لاکر رکھوں بیماری اگر تجھے پیش آجاوے میں تیرا غمخوار مثل اپنوں کے ہاتھ چوموں اور تیرے پاؤں دابوں اور تو سووے تیری خدمت کروں اگر میں تیرا گھر دیکھ لوں تو ہمیشہ دودھ لاؤں اور گھی ہر صبح و شام ہم پنیر اور ہم روٹیاں روغنی ہمراہ و شراب و ہم دہی پکا کر تجھے صبح و شام دوں مجھکو لانا اور تجھ کو کھانا طعام کا ہے میری بکریاں تجھ پر قربان ہوں میری ہو حق تیری یاد میں ہو اسی طرح چرواہا وہاں کہتا تھا موسیٰ نے کہا کہ یہ تو کس سے کہتا ہے آگے جواب چرواہے کا ہے فافہم ۱۲ [3] بولا الخ یہ شعر چرواہے نے کہا کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور زمین و آسمان کو قائم کیا ہے موسیٰ نے کہا ہائے تو بدتر ہو گیا ہے تو مسلمان نہیں ہے ہائے تو کافر ہو گیا یہ کیسی بیہودگی اور کفر ہے منہ میں تو روئی ٹھونس تیرے کفر نے جہان کو گندہ کیا دین کی دیبا کو گودڑی کردیا جو تیرا یہ بات ہو جو تم کو لائق ہے کب اس نور کے خورشید کو روا ہے تو اس بیان سے اپنے منہ کو بند کر کہ آتش پیدا ہو اور خلق کو جلادے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

چارق و پاتابہ لائق مر ترا است   آفتابے را چنین ہا کے رواست
گر نہ بندی زین سخن تو حلق را   آتشے آید بسوزد خلق را
آتشے گر نامدست این دود چیست   جان سیہ گشتہ روان مردود چیست
گر ہمیدانی کہ یزدان داور است   ژاژ و گستاخی ترا چون باور است
دوستی بے خرد خود دشمنی است   حق تعالی زین چنین خدمت غنی است
با کہ میگوئی تو این با عم و خال   جسم و حاجت در صفات ذو الجلال
شیر او نوشد کہ در نشو و نما ست   چارق او پوشد کہ او محتاج پاست
ور برائے بندہ است این گفتگو   آنکہ حق گفت او منست و من خود او
آنکہ گفت انی مرضت لم تعد   من شدم رنجور او تنہا نشد
آنکہ بے یسمع و بے یبصر شدہ است   در حق آن بندہ این ہم بیہدہ است
بے ادب گفتن سخن با خاص حق   دل بمیراند سیہ دارد ورق
گر تو مردے را بخوانی فاطمہ   گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
قصد خون تو کند تا ممکن است   گرچہ خوشخوے و حلیم و ساکن است
فاطمہ مدح است در حق زنان   مرد را گوئی بود زخم سنان
دست و پا در حق ما آسایش است   در حق پاکی حق آلایش است
لم یلد لم یولد او را لائق است   والد و مولود را او خالق است

جوتی اور پاتابہ لائق ہے تجھے   کب روا خورشید کو اس طور سے
بند کر تو اس بیان سے حلق کو   ورنہ آگ آ کر جلائے خلق کو
گر نہ آئی آگ یہ کیوں ہے دھواں   دل سیہ مردود کیوں جان و روان
گر تو جانے ہے کہ حق ہے داد در   کیوں یہ گستاخی تو کرتا ہے بشر
دوستی بے عقل کی ہے دشمنی   خدمتوں سے ایسی خالق ہے غنی
کس سے کہتا ہے چچا ماموں سے تو   جسم حاجت نے صفات اللہ کو
دودھ پیوے ہو جسے بالیدگی   جوتی وہ پہنے جو حاجت پاؤں کی
گر یہ بندہ کے لیے ہے گفتگو   جسکو حق فرمائے وہ میں ہوں وہ
جو کہا انی مرضت لم تعد   میں ہوا بیمار وہ تنہا نخود
جو کہ بے یسمع و بے یبصر ہوا   حق میں اس بندہ کے یہ بھی ہے برا
خاص حق کو بے ادب گر کچھ کہے   مردہ دل ہو اور سیہ باطن رہے
فاطمہ گر تو کہے اک مرد کو   مرد و زن گرچہ ہیں ایک ہی جنس تو
مستعد تیری ہلاکت کا ہو وہ   گرچہ خوشخو اور ذی اخلاق ہو
فاطمہ تعریف ہے عورات کی   مرد کو کہویں تو ہے بیہودگی
دست و پا ہے ہم کو آسائش بھی   پاکی حق میں وہ آلائش رکھے
لم یلد لم یولد اسکو چاہیے   باپ و بیٹے کا وہ خلاق ہے

سلہ گر نہ آئی الخ یعنی اگر آگ نہیں آئی ہے تو یہ دھواں کیوں ہے اور دل سیاہ اور جان مردود کیوں ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق انصاف کرتا ہے پھر یہ گستاخی تو کیوں کرتا ہے بے عقل کی دوستی کرنا دشمنی ہے ایسی خدمتوں سے اللہ غنی ہے یہ تو کس سے کہتا ہے کیا چچا ماموں سے جسم کی حاجت اللہ کو نہیں ہے دودھ وہ پیے جسکو بالیدگی ہو جوتی وہ پہنے جسکو حاجت پاؤں کی ہووے اگر یہ گفتگو بندہ کے لیے جسکو حق فرماتا ہے میں تو ہوں اور تو میں اور جو حق نے کہا انی مرضت لم تعد یعنی میں بیمار ہوا تو عیادت کو نہیں آیا سننے والا اور اسکی آنکھ سے دیکھنے والا میں ہوا پس یہ بھی اس بندۂ فانی کے حق میں کتنا برائی ہے اگر بے ادب خاص حق کو کچھ کہے مردہ دل و سیاہ باطن ہووے یعنی بہ نسبت اس بندہ خاص کے حق میں فنا ہو کر ایک ہو گیا ہے تشبیہ کی باتیں کرنا برا ہے نہ کہ نسبت حق کے یہ باتیں کہے مردہ دل و سیاہ باطن ہووے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سہ۲ فاطمہ گر تو الخ یعنی اگر تو ایک مرد کو فاطمہ کہے اگرچہ وہ مرد و عورت ایک جنس سے ہیں لیکن وہ مستعد تیرے مارنے کو ہووے اگرچہ وہ خوشخو ذی اخلاق ہووے کیونکہ فاطمہ عورت کی تعریف ہے اور مرد کو کہیں تو بیہودگی ہے دست و پا سے ہم کو آسائش ملتی ہے اور پاکی حق میں وہ آلائش رکھتی ہے کیونکہ لم یلد و لم یولد یعنی وہ نہ جنا گیا ہے نہ جنتا ہے اسکو چاہیے باپ اور بیٹے کا وہ خالق ہے پیدائش تو صفت جسم کی آتی ہے اور جو پیدا ہے وہ یہاں سے جیسے رکھتا ہے کیونکہ وہ اس دنیا سے فانی ہے اور خلق ہے مخلوقات سے جدا ہے جو دا ہے نے کہا اے موسیٰ تو نے میرا منہ بند کر دیا اور اس ندامت سے میرا بند بند جلا دیا پس کپڑے پھاڑے اور ایک آہ کھینچی اور بیابان کی اس نے راہ لی یعنی چرواہا اس کلام موسیٰ کے سننے سے بسبب گستاخی ذکر تشبیہ سے پریشان ہو کر طرف صحرا کے بھاگا خطاب بہ عتاب الٰہی موسیٰ کو آیا چنانچہ اس کا بیان آگے مولانا فرماتے ہیں فافہم ۱۲ عـہ تحقیق میں بیمار رہا تو عیادت کو نہ آیا ۱۲ عـہ اسکے کانوں سے سننے والا اسکی آنکھوں سے دیکھنے والا ۱۲ سہ دہ جنتا ہے نہ جنا گیا ۱۲ —

هرچه جسم آمد ولادت وصف اوست — هرچه مولود است او زینسوی جوست
زانکه از کون و فساد است و مهین — حادث است و محدث و خواهد یقین
گفت ای موسیٰ دهانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامه را بدرید و آهے کرد تفت — سر نهاد اندر بیابانے و رفت

جسم کی پیدائش آئی وصف ہے — جو ہے پیدا اسجتجو یان سے رکھے
کیونکہ اب دنیائے فانی سے ہے — ہر وہ خلق اور چھوٹا ہے مخلوق سے
بولا اے موسیٰ کیا منھ تو نے بند — اس ندامت سے جلایا بند بند
کپڑے پھاڑے اور کھینچی اک آہ — اور بیابان کیطرف لی اُسنے راہ

وحی آمدن از حق تعالیٰ بعتاب بموسیٰ بجہت شبان

وحی آنا حق تعالیٰ سے موسیٰ کو پُر عتاب بسبب چرواہے کے

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی
تاتوانی پا منہ اندر فراق — ابغض الاشیاء عندی الطلاق
هر کسے را سیرتے بنهاده ایم — هر کسے را اصطلاحے داده ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم — در حق او شهد و در حق تو سم
در حق او نور و در حق تو نار — در حق او ورد و در حق تو خار
در حق او نیک و در حق تو بد — در حق او خوب و در حق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی همه — از گرانجانی و چالاکی همه
من نکردم خلق تا سودے کنم — بلکه تا بر بندگان جودے کنم
هندیان را اصطلاح هند مدح — سندیان را اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیح شان — پاک هم ایشان شوند و درفشان

وحی[سله] بھیجی حق نے موسیٰ سے کہا — کیوں جدا بندہ مرا تو نے کیا
آیا تو ہے وصل کرنے کیلیے — نے تو آیا فصل کرنے کیلئے
جتنا تک سکتا ہے تو مت کر فرق — ابغض[عه] الاشیاء عندی الطلاق
ہر[عه] کسی کی ایک خصلت ہم نے کی — ہر کسیکو اصطلاح ایک ہم نے دی
اُسکے حق مین مدح تیرے حق مین ذم — اُسکے حق مین شہد تیرے حق مین سم
اُسکے حق مین نور تیرے حق مین نار — اُسکے حق مین گل تیرے حق مین خار
اُسکے حق مین نیک تیرے حق مین بد — اُسکے حق مین خوب تیرے حق مین رد
پاک ہون پاکی و ناپاکی سے مین — اور گرانجانی و چالاکی سے مین
نے کیا پیدا کہ نفع اُن سے لون — بلکہ اور بندون پہ مین بخشش کرون
ہندیونکی مدح ہندی اصطلاح — سندیونکی مدح سندی اصطلاح
اُنکی تسبیح سے نہ پاکی ہو مجھے — خود ہو پاکی اُنکو اس تسبیح سے

سلہ وحی بھیجی الخ ۲ شعر حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اور موسیٰ سے کہا کہ تو نے میرے بندہ کو کیون جدا کیا تو وصل کرنے کے واسطے آیا ہے تو جب تک سکتا ہے جدا مت کر ترجمہ میرے نزدیک چیز دشمنی کی گئی طلاق یعنے مفارقت ہے یعنے اے موسیٰ مین نے تجھ کو واسطے وصل کرنے مخلوق کے بھیجا ہے کہ تا بندون کو تو مجھ سے ملادے نہ کہ تو مجھ سے جدا کرے کیونکہ مفارقت کرنے والی چیز پر میرا غضب ہوتا ہے چنانچہ اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہر کسی کی الخ ۸ شعر ہم نے ہر ایک کی ایک خصلت کی ہے اور ہر ایک کو ایک اصطلاح دی ہے کہ وہ اُس کے حق مین مدح تیرے حق مین ذم ہے اور اُس کے حق مین شہد اور تیرے حق مین سم ہے اُس کے حق مین نور اور تیرے حق مین نار ہے اس کے حق مین گل اور تیرے حق مین خار ہے اس کے حق مین نیک اور تیرے حق مین بد ہے اسکے حق مین خوب اور تیرے حق مین رد ہے مین پاکی و ناپاکی سے پاک ہون اور گرانجانی اور چالاکی سے مین نے انکو اسلیے نہین پیدا کیا کہ نفع اُن سے لون بلکہ بندون پر بخشش کرون ہندیون کی مدح ہندی اصطلاح مین ہے اور سندیونکی اصطلاح سندی اصطلاح ہے انکی تسبیح سے مجھکو پاکی نہین ہوتی ہر خود انکو پاکی اس تسبیح سے ہوتی ہے اسکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ عہ مبغوض زیادہ چیز نزدیک میرے طلاق ہے ۱۲

ما برون را ننگریم و قال را	ما درون را بنگریم و حال را	میں[١] نہ باہر دیکھتا ہوں قال کو	میں تو اندر دیکھتا ہوں حال کو
ناظر قلبیم گر خاشع بود	گرچہ گفت لفظ ناخاضع بود	دیکھتا ہوں قلب کو گر ہو خشوع	گرچہ کہتا لفظ ہووے بے خضوع
زانکہ دل جوہر بود گفتن عرض	پس طفیل آمد عرض جوہر غرض	کیونکہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض	پس طفیلی ہے عرض جوہر غرض
چند ازین الفاظ اضمار و مجاز	سوز خواہم سوز با آن سوز ساز	تو ضمیر اور لفظ یہ کب تک کہے	سوز چاہوں سوز پیدا کر تو لے
آتشے از عشق در جان برفروز	سر بسر فکر و عبارت را بسوز	عشق سے تو جان میں آتش لگا	اور عبارت فکر کو بالکل جلا
موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند	موسیا آداب دانان اور ہیں	سوختہ جان دل پریشان اور ہیں
عاشقان را ہر نفس سوزیدنیست	بر دہ ویران خراج و عشر نیست	عاشقوں کا جلنا ہر دم ہی رواج	اجڑے گاؤں سے نہیں لیتے خراج
گر خطا گوید ورا خاطی مگو	گر شود پر خون شہید آن را مشو	گر[٢] کہے جھوٹ اسکو جھوٹا مت کہو	گر لگا ہو خون شہیدوں پر نہ دھو
خون شہیدان را ز آب اولیتر است	این خطا از صد صواب اولیتر است	خون شہیدوں کا ہی بہتر آب سے	سو صوابوں سے خطا یہ خوب ہے
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست	چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست	رسم قبلہ کعبہ کے اندر نہیں	غوطہ زن جوتا نہ رکھے ڈر نہیں
تو ز سرمستان قلاوزی مجو	جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو	رہنمائی ڈھونڈھ مت مستوں سے تو	جامہ چاکوں کو نہ فرما تو رفو
ملت عشق از ہمہ دینہا جداست	عاشقان را مذہب و ملت خداست	عشق کا مذہب ہے ہر دین سے جدا	مذہب و ملت ہے عاشق کا خدا
لعل را گر مہر نبود باک نیست	عشق در دریای غم غمناک نیست	لعل بے مہری سے ہوتا کم نہیں	عشق کو دریائے غم میں غم نہیں

سلہ میں نہ ظاہر الخ۔ شعر میں نہیں دیکھتا ہوں ظاہر قال کو میں دیکھتا ہوں اندر حال کو میں قلب کو دیکھتا ہوں اگر اس میں عجز ہے اگرچہ وہ لفظ ہووے بے عجز کے کیونکہ دل جوہر ہے اور کلام عرض ہے پس عرض طفیلی ہے اور جوہر غرض ہے یعنی حق فرماتا ہے کہ بندہ کے ظاہر قول و فعل نہیں دیکھتا ہوں میں خیال و نیت کو دیکھتا ہوں کیونکہ دل جوہر ہے و قول عرض ہے اس واسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم یعنے اللہ تعالے نظر نہیں کرتا ہے طرف صورتوں کے و مالوں تمھارے کے و لیکن نظر کرتا ہے طرف قلبوں و اعمال تمھارے کے تو ضمیر اور لفظ یہ کب تک کہے گا میں سوز چاہتا ہوں تو سوز دل میں پیدا کر تو جان میں عشق سے آگ لگا اور عبارت و فکر کو بالکل جلا اے موسیٰ عقلمندوں کے آداب اور ہیں اور سوختہ جان و روح اور ہیں ہر دم عاشقوں کا جلنا رواج ہے کہ اجڑے گاؤں سے نہیں خراج لیتے ہیں یعنی دل عاشقوں کا آتش عشق سے سوختہ و شکستہ ہوتا ہے اس سے پرسش اعمال کی کہاں ہے کیونکہ بادشاہ اجڑے گاؤں سے خراج نہیں چاہتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم سلہ٢ اگر کہے الخ شعر اگر عشق میں کوئی جھوٹ کہے تم اسکو جھوٹا مت کہو اگر خون شہید پر لگا ہو مت دھو کیونکہ خون شہیدوں کا آب سے بہتر ہے یہ خطا صوابوں سے بہتر ہے یعنی خون سے جسم ناپاک ہوتا ہے طہارت اس کی آب سے ہے ولیکن شہید پر غسل نہیں ہے کیونکہ خون اس کا آب سے بہتر ہے پس جھوٹا نہ کہنا چاہیے قبلہ کی رسم کعبہ میں نہیں غوطہ زن کو جوتوں کے نہ ہونے سے ڈر نہیں ہے تو رہنمائی مستوں سے مت ڈھونڈھ اور جامہ چاکوں کا رفو کرنے کو مت کہو عشق کا مذہب ہر ایک دین سے جدا ہے لعل بے آب کے کم نہیں ہوتا ہے اور عشق کو دریائے غم میں غم نہیں ہوتا ہے یعنے جب کہ عاشق عشق میں کامل ہوا پھر اس کو حاجت رہبر کی نہیں خود عشق اس کا رہبر ہے جیسے لعل پرتو خورشید سے کامل ہوا پھر اس کو خورشید کی حاجت نہیں ہے بقول خواجہ حافظ ؎ عشق در ہر دل کہ باشد رہبری درکار نیست * سیل بے رہبر بدریا میرساند خویش را۔ پس عاشق وہ کام کرتا ہے کہ جس ترقی عشق کو ہو اس کو پابندی مذہب سے کچھ کام نہیں ہے جو کام خدا کے واسطے کرے وہ بہتر ہے کہ بظاہر خلاف مذہب معلوم ہو جیسے چرواہا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رد کیا اور وہ منزل مقصود کو پہونچا اس کا حال آگے ہے فافہم ١٢۔

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام از بہر عذر آن شبان

بعد ازان در سر موسیٰ حق نہفت ۔ رازہائے کان نمی آید بگفت
بر دل موسیٰ سخنہا ریختند ۔ دیدن و گفتن بہم آمیختند
چند بیخود گشت و چند آمد بخود ۔ چند پرید از ازل سوے ابد
بعد ازان گر شرح گویم ابلہی ست ۔ زانکہ شرح این ورائے آگہی ست
گر بگویم عقلہا را بر کند ۔ ور نویسم بس قلمہا بشکند
ور بگویم شرحہاے معتبر ۔ تا قیامت باشد آن بس مختصر
لاجرم کوتاہ کردم من زبان ۔ گر تو خواہی زدرون خود بخوان
چونکہ موسیٰ این عتاب از حق شنید ۔ در بیابان در پئے چوپان دوید
بر نشان پائے آن سرگشتہ راند ۔ گرد از پردہ بیابان بر فشاند
گام پائے مردم شوریدہ خود ۔ ہم ز گام دیگران پیدا بود
یک قدم چون رخ ز بالا تا نشیب ۔ یک قدم چون پیل رفتہ بر وریب
گاہ چون موجے برافرازان علم ۔ گاہ چون ماہی روانہ بر شکم
گاہ بر خاکے نوشتہ حال خود ۔ ہمچو رمالے کہ رملے بر زند
گاہ حیران ایستادہ گہ دوان ۔ گاہ غلطان ہمچو گوئی ز صولجان

وحی آئی موسیٰ علیہ السلام پر عذر کرنے کیلیے چرواہے سے

بعدہ[1] موسیٰ سے خالق نے نہان ۔ راز وہ رکھے نہ ہو دیں جو بیان
کھولیں باتیں دل پہ موسیٰ کے ذرا ۔ دیکھنے کہنے کو باہم کر دیا
چند بیخود اور چند آئے بخود ۔ چند ازل سے چل پڑے سوئے ابد
شرح اسکی گر کروں ہے ابلہی ۔ کیونکہ ہے شرح سوائے آگہی
گر کہوں میں عقل کو احمق کرے ۔ گر لکھوں میں تو قلم کو شق کرے
گر کہوں میں شرح اسکی اے پسر ۔ تا قیامت جب بھی ہووے مختصر
اس لیئے روکا زبانکو ذوفنون ۔ گر تو چاہے پڑھلے اپنے اندرون
جب[2] سنا موسیٰ نے حق سے یہ عتاب ۔ بھاگا چرواہے کے پیچھے پس شتاب
نقش پا پہ پس پریشان کے گیا ۔ خاک جھاڑی اس صحرا سے جا
مرد شوریدہ کے پاؤں کا نشان ۔ دوسروں کے نقش پا سے ہے عیان
اک قدم جوں رخ کے سیدھا گیا ۔ اک قدم جوں پیل کے آڑا گیا
گاہ مثل موج لہراتا گیا ۔ پیٹ کے بل گاہ جوں مچھلی چلا
گاہ لکھا خاک پر اپنا عمل ۔ جسطرح رمال ڈالے ہے رمل
گاہ بھاگا گہ کھڑا حیران ہو ۔ گاہ لوٹا گیند کے مانند وہ

[1] بعدہ موسیٰ سے الخ، شعر بعدہ حق تعالےٰ نے موسیٰ سے وہ پوشیدہ راز رکھے کہ جو بیان نہ ہو دیں اور باتیں دل پر موسیٰ کے کھولیں کہ کہنے و دیکھنے کو باہم کردیا تھوڑی دیر بیخود اور تھوڑی دیر خود میں آئے اور تھوڑی دیر ازل سے چلدیئے طرف ابد کے یعنے حق تعالےٰ نے بعد اسکے موسیٰ کے دل پر راز تشبیہ و تنزیہ کے باہم کھولے کہ تھوڑی دیر راز تشبیہ و تنزیہ سے ہوش میں رہے اور تھوڑی دیر راز تنزیہ سے بیہوش ہوئے اور تھوڑی دیر ازل سے ابد کو گئے اگر میں اسکی شرح کروں احمقی ہے کیونکہ آگہی سے وہ سوا ہے اگر میں کہوں عقل کو احمق کرے اور اگر میں لکھوں قلم کو شق کرے اگر میں اس کی شرح کروں تا قیامت جب بھی مختصر ہو اس لیے میں نے زبان کو روکا اگر تو چاہے اپنے دل میں پڑھلے یعنی ماہیت حق کا بیان نہیں ہو سکتا ہے اگر تو چاہتا ہے اپنے باطن میں دیکھ لے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم۔

[2] جب سنا الخ، شعر جب کہ موسیٰ نے یہ عتاب حق سے سنا پیچھے چرواہے کے جلد بھاگے نقش قدم پر اس پریشان کے گئے اور دامن صحرا سے جاکر خاک جھاڑی مرد شوریدہ کے قدم کا نشان دوسروں کے نقش قدم سے ظاہر ہے کیونکہ ایک قدم مانند رخ کے سیدھا گیا تھا اور ایک قدم مانند پیل کے آڑا گیا تھا یعنی نقش قدم دیوانہ کا دوسروں کے نقش قدم سے ظاہر ہے کیونکہ اہل عقل مانند رخ شطرنج کے سیدھا گیا اور دیوانہ مانند پیل شطرنج کے آڑا گیا پس نقش قدم عاقل کا نقش قدم دیوانہ سے علٰحدہ ہے گاہ وہ مثل موج کے لہراتا گیا اور گاہ پیٹ کے بل مثل مچھلی کے چلا خاک پر اپنا عمل لکھا جس طرح رمال ڈالتا ہے رمل گاہ بھاگا اور گاہ حیران کھڑا رہا اور گاہ مانند گیند کے وہ لوٹا خاک پر یعنے نقش قدم کے پتے پر حضرت موسےٰ علیہ السلام اس چرواہے کے پیچھے گئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عاقبت دریافت او را و بدید — گفت مژده ده که دستوری رسید
هیچ آدابی و ترتیبی مجو — هرچه میخواهد دل تنگت بگو
کفر تو دین است و دینت نور جان — ایمنی وز تو جهانی در امان
ای معاف یفعل الله ما یشا — بی محابا رو زبان را برگشا
گفت ای موسیٰ از ان بگذشته‌ام — من کنون در خون دل آغشته‌ام
من ز سدرهٔ منتهی بگذشته‌ام — صد هزاران ساله زان سو گشته‌ام
تازیانه برزدی اسپم بگشت — گنبدی کرد و ز گردون برگذشت
محرم ناسوت ما لاهوت باد — آفرین بر دست و بر بازوت باد
حال من اکنون برون از گفتن است — اینچه میگویم نه احوال من است
نقش می‌بینی که در آئینه ایست — نقش تست آن نقش آن آئینه نیست
دم که مرد نائی اندر نای کرد — در خور نایست نی در خورد مرد
هان هان گر حمد گوئی و سپاس — همچو نافرجام آن چوپان شناس
حمد تو نسبت بدان گر بهتر است — لیک آن نسبت بحق هم ابتر است
چند گوئی چون غطا برداشتند — کین نبودست آنکه می‌پنداشتند
این قبول ذکر تو از رحمت است — چون نماز مستحاضه رخصت است
در نماز او چو آلودست خون — ذکر تو آلودهٔ تشبیه و چون

پایا آخرکار او ر دیکھا اسے — بولا مژدہ ہو اجازت ہے تجھے
کچھ نہ کر آداب و ترتیب کو — جو ترا دل چاہے اب تو وہ کہو
کفر تیرا دین و دین ہی نور جان — امن تجھ کو تجھ سے عالم کو امان
اے معاف یفعل اللہ ما یشاء — بے تامل جا زبان کو کر کے وا
بولا موسیٰ میں گزارش سے گیا — خون دل میں اب میں آلودہ ہوا
میں تو سدرہ منتہے سے بڑھ گیا — سیکڑوں برسوں کی رہ کو طے کیا
ایسا کوڑا میرے گھوڑے کو لگا — اک تڑپ میں آسمان طے کر گیا
محرم ناسوت ہے لاہوت سے — آفرین ہو دست و بازو پہ ترے
حال میرا اب ہے باہر قال سے — میں یہ کہتا ہوں نہ میرا حال ہے
نقش آئینہ میں جو تجھ کو دکھے — نقش تیرا ہے نہ آئینہ کا ہے
دم جو مرد نائی نے نے میں بھرے — لائق نے ہو نہ لائق مرد کے
حمد خالق کی جو کرتا ہے بیان — نامبارک مثل چرواہے کے جان
حمد تیری اسکی نسبت گر ہے خوب — پہ بہ نسبت حق کے ہر وہ باعیب
حمد کب تک کہوے جب پردہ اٹھا — وہ نہ نکلے جو کہ تو تھا جانتا
ذکر ہے مقبول رحمت سے ترا — جون نماز استحاضہ ہے روا
اور نماز اسکی جو خون آلودہ ہو — ذکر آلودہ ترا تشبیہ سے

لہ پایا الخ یہ شعر آخرکار اسے پایا و دیکھا اور کہا کہ مژدہ ہو جیو اب تجھ کو اجازت ہے کچھ آداب و ترتیب تو نہ کر جو تیرا دل چاہے اب تو وہ کہہ کہ کفر تیرا دین و دین تیرا نور جان ہے تجھ کو امن اور تجھ سے عالم کو امان ہے اے تو معاف ہے ترجمہ کہ جو چاہتا ہے اللہ فعل کرتا ہے بے تامل تو جا اور زبان کو اپنی کھول یعنے جو تو پہلے کہتا تھا یہ نسبت اللہ کے دی کہ کہ اے عاشق تو اپنے فعل کا مختار ہے آگے جواب چرواہے کا ہے فافہم ۱۲ ٹہ بولا الخ ۵ شعر چرواہے نے کہا کہ اے موسیٰ اس سے میں گزر گیا اور اب میں خون دل میں آلودہ ہوا یعنے مقام تنزیہ اب مجھے کھل گیا میں تو اب سدرۃ المنتہیٰ سے بڑھ گیا اور سیکڑوں برسوں کی راہ کو طے کیا میرے گھوڑے کو ایسا کوڑا لگا کہ ایک تڑپ میں گردون کو طے کر گیا محرم ناسوت کا ساتھ لاہوت کے ہوا آفرین ہو تیرے دست و بازو پر اب میرا حال قال سے جدا ہے جو میں کہتا ہوں میرا حال نہیں ہے آگے اس کے مثال مولانا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سہ نقش آئینہ الخ ۶ شعر جو کہ تجھ کو نقش آئینہ میں دیکھے وہ نقش تیرا ہے آئینہ کا نہیں ہے مرد نائی نے جو دم نے میں بھرے لائق نے کے نہ ہو مرد نائی کے ہو جو تو حمد خالق کی بیان کرتا ہے مثل چرواہے کے نامبارک تو جان حمد تیری اگرچہ اس کی نسبت بہتر ہے ولیکن حق کی نسبت بدتر ہے تو حمد کب تک کہے جب پردہ اٹھا وہ نہیں نکلے جو تو جانتا تھا یعنے جو تو حق کو سمجھتا تھا بوقت پردہ اٹھنے کے وہ نکلے اور وہی حقیقت تجھ پر کھلے تیرا ذکر رحمت سے مقبول ہے مانند نماز استحاضہ والی کے جو کہ خون آلودہ ہے تیرا ذکر تشبیہ سے آلودہ ہے یعنی تیرا ذکر تشبیہ ایسا ہے جیسے نماز استحاضہ والی عورت کی کہ مقبول نہیں ہے ولیکن وہ رحمت سے مقبول فرماتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ —

خون پلیدست و بآبے میرود / این پلیدے جہل قائم تر بود
کان بغیر از آب لطف کردگار / کم نہ گردد از درون مرد کار
در سجودت کاش رو گردانیے / معنے سبحان ربی دانیے
کاے سجودم چون وجودم ناسزا / مر بدی را تو نکوئی دہ جزا
این زمین از حلم حق دارد اثر / تا نجاست برد و گلہا داد بر
تا بپوشد او پلیدیہاے ما / در عوض بردید ازوے غنچہا
پس چو کافر دید کو در داد و جود / کمتر و بے مایہ تر از خاک بود
از وجود او گل و میوہ نہ رست / جز فساد جملہ پاکیہا نجست
گفت واپس رفتہ ام من زین ذہاب / حسرتا یا لیتنی کنت تراب
کاش از خاک سفر نگزیدمے / ہمچو خاکے دانہ می چیدمے
چون سفر کردم مرا رہ آزمود / زین سفر کردن رہ آوردم چہ بود
زان ہمہ میلش سوے خاکست کو / در سفر سودے نہ بیند پیش رو
روے واپس کردنش از حرص و آز / روے در رہ کردنش صدق و نیاز
ہر گیا را کش بود میل علا / در مزید ست و حیات و در نما
چونکہ گردانید سر سوے زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین
میل روحت چون سوے بالا بود / در تزاید مرجعت آنجا بود

خون ہے ناپاک اور جائے آب سے / یہ پلیدی جہل کی قائم رہے
کہ سواے آب لطف اللہ کے / دور کب ہو دل سے مرد آگاہ کے
کاش سجدہ مین تو رخ کو پھیرتا / معنے سبحان ربی جانتا
اے مرا سجدہ ہے جیون تن ناروا / تو بدی کی نیک دے مجکو جزا
حلم حق سے یہ زمین رکھے اثر / کہ نجاست لے دے گل اور ثمر
تا پلیدی کو ہماری وہ چھپائے / اور غنچے اسکے عوض وہ کھلائے
دیکھا جو دو داد مین کفار نے / خود کو کمتر اور بدتر خاک سے
نے اگا گل میوہ انکے جسم سے / جز پلیدی جملہ پاکی سے وسے
بولے ہم نے چھوڑ دی راہ صواب / حسرتا یا لیتنی کنت تراب
ہم نہین کرتے سفر بس خاک سے / مثل خاک ہم دانہ چنتے کاشکے
آزمایا اس سفر مین راہ نے / فائدہ کیا اس سفر سے ہم کو ہے
کیونکہ رغبت انکو تھی بس خاک سے / کب سفر سے دیکھتے وہ فائدے
انکے منہ کا پھیرنا ہے حرص و آز / انکا رہ کو دیکھنا صدق و نیاز
گھاس جو رغبت رکھے سوے علا / زندگی زیادہ ہے اور نشو و نما
اور جو سوے زمین رغبت رکھے / نیستی خشکی اور نقصان ہے
روح کو رغبت تری اعلیٰ سے ہے / ہو ترقی مین کہ مرجع اسکا دہ

لہ خون ہے الخ و شعر خون کی ناپاکی پانی سے جاتی رہتی ہے اور یہ پلیدی جہل کی قائم رہتی ہے کہ سواے لطف اللہ کے کب دور ہو مرد آگاہ کے دل سے کاش تو رخ کو سجدہ مین پھیرتا تب سبحان ربی الاعلےٰ کے معنی جانتا یعنے سجدہ مین تو فنا حق کا ہوتا تو پاکی رب کے معنی جانتا اور کہتا کہ اے حق سجدہ میرا مثل تن کے ناروا ہے تو بدی کی جزا مجکو نیک دے زمین حلم حق سے یہ اثر رکھتی ہے کہ نجاست لیتی ہے اور گل و ثمر دیتی ہے تاکہ ہماری پلیدی کو وہ چھپائے اور اس کے عوض غنچے کھلائے کفار نے بروز حشر جو دو داد مین دیکھا خود کو کمتر و بدتر خاک سے کہ گل و میوہ اُن کے جسم سے نہ اگا جملہ پاکی سے بجز پلیدی کے تو کہا کہ ہم نے چھوڑ دی راہ صواب افسوس کاشکے ہم خاک ہوتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہم نہین کرتے الخ یعنے سفر ہم کاشکے سفر آخرت نہین کرتے خاک سے اور مثل خاک کے دانہ چنتے راہ نے سفر مین آزمایا ہم کو فائدہ اس سفر سے کیا ہے کیونکہ انکو رغبت تھی خاک سے کب سفر مین وہ فائدے دیکھتے اُن کے منہ کا پھیرنا حرص و ہوا ہے اور راہ کو دیکھنا اُنکا صدق و نیاز ہے یعنے کفار بروز حشر جو اپنے عمل نیک کی جزا بجز پلیدی کے نہ دیکھین گے تو کہین گے کہ ہم خاک ہوتے تو بہتر تھا کہ خاک سے غنچہ تو بہتر پیدا ہوتے ہین اور ہم سے بجز پلیدی کے کچھ پیدا نہ ہوا پس راہ آخرت سے اُن کا پھیرنا حرص و ہوا ہے اور راہ کی طرف رجوع کرنا اُن کا صدق و نیاز ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ گھاس الخ یعنے شعر جو گھاس کہ طرف علا کے رغبت رکھتی ہے اس کو زندگی و نشو و نما زیادہ ہے اور جو طرف زمین کے رغبت رکھے نیستی و خشکی و نقصان ہے اگر تیری روح کو رغبت اعلےٰ سے ہو وے تو ترقی ہو کہ وہ اُس کا مرجع ہے اور اگر زمین کی طرف توجہ ہے ذرہ بھی ہے تو حق دوست نہین رکھتا ذوبتے والے کو یعنے کفار کو جو کہ رغبت خاک سے ہے روز حشر کے وہ عذاب دیکھ کر خاک کی ہونے کی تمنا کرینگے اور جو روح کہ رغبت اعلیٰ کی ہے کیونکہ اسکی اصل اعلیٰ ہے وہ بطرف اعلیٰ رغبت کرے گی اور جو بطرف نیوالی کو دوست رکھیگی پس ترقی روح کو طرف علا کے ہے کہ سبب کہ نجات ہو اسکا رجوع بعقبہ ہے فافہم ہ۔

درنگون سازی سرت سوے زمین	اُفلے حق لا احب الآفلین	گر تو جبہ مجکو ہے سوے زمین	اُفلی حق لا احب الآفلین

سوال موسیٰ علیہ السلام از حق تعالیٰ در سر غلبہ ظالمان

گفت موسیٰ اے کریم کارساز — اے کہ یکدم ذکر تو عمر دراز
نقش کژ مژ دیدم اندر آب و گل — چون ملایک اعتراضی کرد دل
کز چہ مقصودست نقشے ساختن — و اندران تخم فساد انداختن
آتش ظلم و فساد افروختن — مسجد و سجدہ کنان را سوختن
مایۂ خون نابہ و زرداب را — جوش دادن از برای لابہ را
من یقین دانم کہ عین حکمت است — لیک مقصودم عیان و رویت است
آن یقین میگویدم خاموش کن — حرص رویت گویدم نے جوش کن
مر ملائک را نمودی سر خویش — کاین چنین نوشی ہمی ارزد بہ نیش
عرضہ کردی نور آدم را عیان — بر ملایک گشت مشکلہا بیان
حشر تو گوید کہ سر مرگ چیست — میوہ ہا گویند سر برگ چیست
سر خون و نطفہ حسن آدمی است — سابق ہر بیشی آخر کمی است
لوح را اول بشوید بیوقوف — آنگہی بروے نویسد او حروف
خون کند دل را و اشک مستہان — بر نویسد بروے اسرار آنگہان
وقت شستن لوح را باید شناخت — کہ مر آنرا دفترے خواہند ساخت

سوال کرنا موسیٰ علیہ السلام کا حق تعالیٰ سے بھید مین غلبہ ظالمونکے

بولے موسیٰ اے کریم کارساز — ذکر اک دم کا ترا عمر دراز
آب و گل مین نقش جو ٹیڑھا ملا — اعتراض اک جون ملک دل نے کیا
کیون بنانا نقش کا مقصود ہے — اور کیون تخم فساد اُسمین رکھے
آگ بھڑکانا فساد و ظلم کی — سجدہ و ساجد جلا دینا بھی
نطفہ و مضغہ کو کرنا منجمد — واسطے بازی درازی کے بجد
عین حکمت ہے یہ مجکو ہے یقین — پر مرا مقصد ہے رویت ہو کہین
وہ یقین کہتا مجھے خاموش ہو — حرص رویت کہتی ہے پر جوش ہو
راز اپنا تو فرشتون کو کہا — نوش ایسا نیش کے لائق ہوا
نور آدم کر دیا تو نے عیان — ہو گئی مشکل ملائک پے عیان
حشر کہتا ہے کہ راز مرگ کیا — میوہ کہتا ہے کہ راز برگ کیا
راز خون و نطفہ ہے حسن آدمی — پہلے ہو زیادہ بھر آخر کو کمی
ایک پہلے دھوئے تختی بیوقوف — بعدہ اُسپر لکھے وہ بس حروف
اشک خواری سے کرے دلکو خون — بعدہ اُسپر لکھے راز درون
تختی دھوتے وقت وہ پہچان لے — کہ کرینگے ایک دفتر ہم اُسے

[۱] بولے موسیٰ الخ و شعر موسیٰ نے کہا کہ اے کریم کارساز تیرا ذکر ایکدم کا عمر دراز کے برابر ہے نقش کج مجکو آب و گل مین ملا دل نے اعتراض مثل فرشتون کے کیا کہ نقش کے بنانے سے مقصود کیا ہے اور تخم و فساد کے اسمین کیون رکھے آگ بھڑکانا فساد اور ظلم کی اور ساجد و مسجد کو جلا دینا بھی نطفہ اور مضغہ کو منجمد کرنا ہے واسطے بازی درازی کے کوشش سے یہ مجکو یقین ہے کہ عین حکمت ہے لیکن میرا مقصد ہے کہ رویت ہو مجھے یقین کہتا ہے تو خاموش ہو اور حرص رویت کہتی ہے کہ جو شخص پر جوش ہو راز اپنا تو حق نے فرشتونکو کہا اور ایسا نوش لائق نیش کے ہوا اور نور آدم تو نے ظاہر کر دیا کہ مشکل ملایک پر ظاہر ہو گئی یعنی فرشتون نے آدم کے پیدا کرنے مین سوال حق تعالیٰ سے کیا اور ظہور نور آدم سے اُنکو وہ راز کھل گیا اور مشکل حل ہو گئی چونکہ دل میرا بھی اس راز پر اعتراض رکھتا ہے پس مجکو بھی رویت کرا دے چنانچہ اس اعتراض کی کہ مخلوق کا جواب آگے ہے کہ ہر ایک خلق اپنا خود راز بیان کرتی ہے اور عارف اسکو جانتا ہے فافہم ۱۲ [۲] حشر کہتا ہے الخ و شعر حشر کہتا ہے کہ راز مرگ کا کیا ہے میوہ کہتا ہے کہ راز برگ کا کیا ہے یعنی نتیجہ مرگ کا حشر ہے اور نتیجہ برگ کا میوہ ہے راز خون و نطفہ کا حسن آدمی ہے کہ اول زیادہ و آخر کو کمی ہے آگے مثال ہے ایک نادانستہ پہلے تختی دھووے بعدہ اُس پر حرف لکھے اشک خواری دل کو خون کرے بعدہ اُس پر راز باطن لکھے تختی دھونے کے وقت وہ پہچان لے کہ ہم کرینگے ایک دفتر اس سے یعنی اسیطرح حق ہر کام پیدائش انسان کی جان لیتا ہے کہ یہ کام اس سے لونگا پھر آگے مثال ہے جو تو نے بنیاد گھر کی ڈالی تو پہلی بنیاد کھود ڈالا اول مٹی کو نکالیں چاہ سے بعدہ زمین سے پانی نکلے لڑکے حجامت سے روتے ہین کہ وہ کام کا بھید نہین جانتے ہین مرد حجام کو دام دیتا ہے اور نوازتا ہے نشتر خون آشام کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] ڈوبنے والا ہے تو حق نہین دوست رکھتا ہے ڈوبنے والون کو ۱۲

چون اساس خانهٔ نو افگنند	اولین بنیاد را بر می‌کنند	جونئی بنیاد ڈالے گھر کی تو	کھود ڈالے پہلی تو بنیاد کو
گل برآرند اول از قعر زمین	تا بآخر بر کشی ماء معین	پہلے مٹی کو نکالیں جاہ سے	بعد وہ نکلے زمین سے آب جب
از حجامت کودکان گریند زار	که نمی‌دانند ایشان سر کار	روتے ہین لڑکے حجامت سے جو زار	کہ نہین وہ جانتے ہین سر کار
مرد خود زر می‌دهد حجام را	می‌نوازد نیش خون آشام را	دام دیتا مرد ہر حجام کو	اور نوازے نیش خون آشام کو
می‌دود حمال زی بار گران	می‌رباید بار را از دیگران	دوڑتا حمال سوے بار ہے	دوسرون سے وہ تو لیجاتا ہی
جنگ حمالان برای بار بین	اینچنین است اجتهاد کاردین	لڑتے ہین حمال بوجھ کے لیے	اجتہاد دین بھی ہے اس طور سے
چون گرانیها اساس راحت است	تلخها هم پیشوای نعمت است	رنج و سختی جو بنا راحت کی ہے	اور تلخی پیشوا نعمت کی ہے
حفت الجنة بمکروهاتنا	حفت النیران من شهواتنا	گھیرے ہین جنت کو مکروہات سب	گھیرے مین دوزخ کو بھی شہوات سب
تخم مایهٔ آتشت شاخ تر است	سوخته آتش قرین کوثر است	تخم آتش کا ہی تیری شاخ پر	سوختہ آتش کا کوثر مین گزر
هر که در زندان قرین محنتی است	آن جزای لقمه و شهوتی است	قرب جو زندان مین محنت سے رکھے	وہ جزا کھانے کی اور شہوت کی ہی
هر که در قصری قرین دولتی است	آن جزای کارزار و محنتی است	قصر مین جو قرب دولت سے رکھے	وہ جزا کوشش کی اور محنت کی ہے
هر که را دیدی بزر و سیم فرد	وانکه اندر کسب کرد آن صبر کرد	سیم و زر مین جسکو یکتا پائے تو	کسب مین اسنے کیا ہے صبر کو
آنکه بیرون از طبائع جان اوست	منصب خرق سببها آن اوست	جسکی جان غالب طبیعت پر رہے	ترک اسباب اسکی جان کا ملک ہے
بی سبب بیند چو دیده شد گذار	تو که در حسی سببها گوش دار	بے سبب دیکھے جو چھوٹے آنکھ سے	تو مطیع حس سبب پہچان لے
بی سبب بیند نه از آب و گیا	چشم چشمهٔ معجزات انبیا	بے سبب دیکھے نہ آب و گھاس سے	چشم چشمہ انبیا کے معجزے
این سبب همچو مریض است و علیل	این سبب همچون چراغ است و فتیل	یہ سبب مثل طبیب اور ہی علیل	یہ سبب مثل چراغ اور ہی فتیل
شب چراغت را فتیلی نو بتاب	پاک دان زینها چراغ آفتاب	بتی ہر شب چاہیے تو تیرا چراغ	پاک جان ان سب سے سورج کا چراغ

ف۱ دوڑتا الخ یہہ شعر حمال بوجھ سے دوڑتا ہی اور دوسرون سے وہ لیجاتا ہی حمال بوجھ کیلیے لڑتا ہی اسیطرح کوشش کامون کی ہی رنج و سختی جو راحت کی بنیاد ہی اور تلخی نعمت کی پیشوا ہی باقی حال آگے بیان کیا جاتا ہی فافہم ۱۲ ف۲ تخم آتش کا الخ شعر تیری شاخ تخم آتش کی ہے آتش کے جلے ہوے کا کوثر مین گزر ہے یعنی آسودگی وہی تخم دوزخ کی ہے اور مفلسی و ریاضت کو جاتا ہے آگے مثال اسکی ہے زندان مین جو قرب محنت سے رکھتا ہے وہ جزا کھانے اور شہوت کی ہے جو قصر مین دولت سے قرب رکھتا ہو وہ جزا کوشش و محنت کی ہی جسکو تو سیم و زر مین یکتا پاتا ہے اس نے کسب مین صبر کیا جسکی جان غالب طبیعت پر ہے جانو کہ ترک اسباب اسکی ملک ہے جو بے سبب دیکھے وہ آنکھ سے چھوٹے تو مطیع حس کا ہے سبب کو پہچان لے بے سبب دیکھے پانی اور گھاس سے چشمہ چشمہ معجزے انبیا علیہم السلام کے یعنی جو کہ بے سبب دیکھے کسی چیز کو چشم پابند حس کی نہ رہے اور جو پابند حس کی ہے اسکو چاہیے کہ اسباب کو نگاہ رکھے گھاس پانی کے سبب سے ظاہر ہووے آگے بیان اسباب کا ہے فافہم ۱۲ ف۳ سبب الخ شعر یہ سبب مثل طبیب اور بیمار کے ہے یہ سبب مثل چراغ اور بتی کے ہے تیرے چراغ کو ہر شب نئی بتی چاہیے اور چراغ خورشید ان سب سے پاک جان جان کی چھت کے واسطے تو کہگل کر چرخ کی چھت کہگل سے پاک ہے یعنی کار دنیا کے لیے سبب ہوتے ہین اور کار حق کے لیے سبب نہین ہین بس تو اسباب کا پابند رہے اور جان کو اپنی صاف کر افسوس جو یار اپنا غم سوز ہو خلوت شب کی گزری اور دن ہو گیا جلوہ ماہ کا بجز شب کے نہین ہوتا ہے تو یار کو مت ڈھونڈھ بجز درد دل کے یعنی افسوس فرقت یار کی جلا دیتی ہے کہ خلوت شب اسباب کی دور ہوئی اور روز بے سببی کا ظاہر ہوا کیونکہ جلوہ ماہ کا شب کو ہوتا ہے یعنی پردہ سبب مین یار ملتا ہے اور وہ سبب جاتا رہے افسوس ہر سبب تو لے عارف یار کو درد دل کے سبب سے تلاش کر کہ یار ملے آگے ان اسباب کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو تو کہگل ساز بہر سقف جان	سقف گردون را ز کہگل پاک دان	تو کہگل جان کی چھت کیواسطے	چرخ کی چھت پاک تو کہگل سے ہے
دہ کہ چون دلدار ما غم سوز شد	خلوت شب درگزشت و روز شد	آہ جو غم سوز یار اپنا ہوا	گزری خلوت شب کی اور دن ہو گیا
جز بشب جلوہ نباشد ماہ را	جز بدرد دل مجو دلخواہ را	ماہ دیتا ہے نہ بجز شب کے نہیں	ڈھونڈھ مت جز درد دل سے یار کو
ترک عیسیٰ کردہ خر پروردہ	لاجرم چون خر برون پردہ	تو نے چھوڑا عیسیٰ اور خر کو لیا[۱]	مثل خر پردہ سے تو باہر رہا
طالع عیسیٰ ہست علم و معرفت	طالع خر نیست ای تو خر صفت	طالع عیسیٰ کا ہے علم و معرفت	خر کا طالع ہے نہیں اے خر صفت
نالۂ خر بشنوی رحم آیدت	پس ندانی خر خرے فرمایدت	خر کا نالہ سنکے رحم آئے تجھے	تو نہ جانے تجھ خرے فرمائے ہے
رحم بر عیسیٰ کن و بر خر مکن	طبع را بر عقل خود سرور مکن	رحم کر عیسیٰ پہ خر پر مت کرے	عقل پر تو طبع کو غلبہ نہ دے
طبع را ہل تا بگرید زار زار	تو ازو بستان و وام جان گزار	طبع کو تو چھوڑ تا روتی رہے	چھین تو اس سے وجان کا قرض دے
سالہا خر بندہ بودے بس بود	زانکہ خر بندہ ز خر واپس بود	خر کا تو برسون سے بندہ ہی تو ہے	کیونکہ خر کے پیچھے خر بندہ چلے
ز آخرون مراد نفس تست	کو بآخر باید و عقلت نخست	آخرون سے مراد اس نفس سے	کہ وہ آخر اور اول عقل ہے
ہم مزاج خر شدست این عقل پست	فکرش این کہ چون علف آرد بدست	ہم مزاج خر ہے تیری عقل پست[۲]	فکر ہے کیسے گھاس آئے بدست
آن خر عیسیٰ مزاج دل گرفت	در مقام عاقلان منزل گرفت	ہم مزاج دل خر عیسیٰ ہوا	عاقلون کی جائے پہ تکیہ کیا
زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف	از سوار زفت گردد خر نحیف	کیونکہ غالب عقل تھی خر تھا ضعیف	ہوئے خر اسوار فربہ سے نحیف
در ضعیفی عقل تو اے خربہا	این خر پژمردہ گشتست اژدہا	اور ضعیفی عقل تیری سے ہوا	یہ خر مردہ مثال اژدہا
گر ز عیسیٰ گشتۂ رنجور دل	ہم ازو صحت رسد او را مہل	دل ترا عیسیٰ سے گر دقت رکھے	اسکو مت چھوڑ اس سے ہے صحت ملے
اے مسیح خوش نفس چونی ز رنج	کہ نبود اندر جہان بے رنج گنج	اے مسیح خوش نفس مت کر تو رنج	کہ جہان میں ہی نہیں بے رنج گنج

[۱] تو نے الخ، شعر تو نے عیسیٰ کو چھوڑا اور خر کو لیا تب مثل خر کے پردہ سے باہر رہا عیسیٰ کا طالع علم و معرفت اور خر کا وہ طالع نہیں ہے یعنی عیسیٰ روح اور جسم خر ہے پس روح کو علم و معرفت نصیب ہے خر کا نالہ سن کر تجھ کو رحم آئے اور تو نہیں جانتا ہے کہ خر اپنا خرپن کرتا ہے رحم عیسیٰ پر کر اور خر پر نہ کر اور طبع کو غلبہ نہ دے عقل پر طبع کو تو چھوڑ دے کہ تا روتی رہے اس سے چھین اور قرض جان کا ادا کر یعنے پرورش طبع کی جو تو کرتا ہے اُس سے چھین لے اور جان کی پرورش کر تو خر کا برسون سے بندہ ہی تو ہے کیونکہ خر بندہ خر کے پیچھے چلتا ہے آخر دہن یعنے عورتین دام شیطان کی ہین مردیس نفس سے ہے کہ عقل اول ہے اور وہ آخر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] ہم مزاج الخ، شعر تو ہم مزاج خر ہوا اور عقل پست ہوئی یہ فکر ہے گھاس کیسے ہاتھ آئے خر عیسیٰ ہم مزاج دل ہوا اور عقلمندون کی جگہ پہ تکیہ کیا کیونکہ عقل غالب تھی اور خر ضعیف تھا خر ضعیف ہوتا ہے سوار فربہ سے اور ضعیفی عقل تیری سے یہ خر مردہ مانند اژدہا کے ہوا دل تیرا اگر عیسیٰ سے دقت رکھتا ہے تو اس کو مت چھوڑ کہ صحت تجھ کو اس سے حاصل ہو اے مسیح خوش نفس تو رنج مت کر کہ جہان میں بغیر رنج کے گنج نہیں یعنے خر حضرت عیسیٰ کا جو ہم مزاج دل ہوا عاقلون کے ہمنشین ہوا اور تیرا خر تن بہ سبب ضعیف ہونے عقل کے اژدہا ہوا اگر تیرا دل روح سے دقت رکھتا ہے تو اس کو مت چھوڑ کہ بعد رنج کے گنج معرفت حاصل ہو گا پس تو پرورش روح کی کر اور نفس کو مار کہ موجب نجات ہو چنانچہ باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

چونکہ اے عیسی ز دیدار یہود	چونکہ اے یوسف ز اخوان حسود	کیسے ہو عیسے یہودون سے تم اب	کیسے ہو یوسف حسودون سے تم اب
تو شب و روز از پئے این قوم غمر	چون شب و روزے بدو بخشائے عمر	رات دن اس قوم احمق کیلیے	دے عمر کو بخشش جون اس رات کے
چونکہ از صفرائیان بے ہنر	چہ ہنر زاید ز صفرا درد سر	کیسے ہو صفرائیان بے ہنر	پیدا کیا صفرے سے ہوا ک درد سر
تو ہمان کن کہ کند خورشید شرق	با نفاق و حیلہ و دزدی و زرق	تو بھی وہ کر جو کرے خورشید ہے	ساتھ دزدی اور نفاق و مکر کے
تو عسل ما سرکہ در دنیا و دین	دفع این صفرا بود سرکنگبین	شہد تو ہم سرکہ با دنیا و دین	دفع صفرا کو کرے سرکنگبین
سرکہ افزودیم ما قوم زحیر	تو عسل بفزا کرم را وا مگیر	اہل بخشش ہم کرین سرکہ سوا	تو سوا کر شہد اے اہل سخا
این سزید از ما چنین آید ز ما	ریگ اندر چشم چہ افزاید عمی	اسکے ہم لائق یہ ہم سے آئے ہے	کیا کرین خاک آنکھ مین اندھا کرے
آن سزد از تو ایا کحل عزیز	کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز	وہ تجھے لائق ہے سرمہ اے عزیز	کہ ہر یک ناچیز پائے تجھ سے چیز
ز آتش این ظالمانت دل کباب	از تو جملہ اہد قومی بد خطاب	ظالمون نے دل کیا تیرا کباب	اور تجھ سے اہد قومی کا خطاب
کان عودی در تو گر آتش زنند	این جہان از عطر و ریحان پر کنند	عود کی تو کان جلائے گر عدو	یہ جہان پر عطر ہووے ای نکو
تو نہ آن عودی کز آتش کم شود	تو نہ آن روحی کہ اسیر غم شود	عود نے تو وہ کہ ہو آتش سے کم	روح نے تو وہ کہ ہووے تجھکو غم
عود سوزد کان عود از سوز دور	باد کے حملہ برد بر اصل نور	عود جلتا اور نہ کان عود ہے	باد کا حملہ کب اصل نور پے
اے ز تو مر آسمان را صفا	اے جفائے تو نکوتر از وفا	اے صفائی تجھ سے گردون کو ملے	اے جفا تیری وفا سے نیک ہے
زانکہ از عاقل جفائے گر رود	از وفائے جاہلان آن بہ بود	کیونکہ عاقل سے اگر ہووے جفا	ہے وہ جاہل کی وفا سے خوشنما
عاقل آرد معرفت را در میان	جاہل آرد معرفت را بر زبان	لائے عاقل معرفت کو درمیان	لائے جاہل معرفت کو بر زبان
گفت پیغمبر عداوت از خرد	بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد	بولے پیغمبر کہ اے عاقلان	بہتر الفت سے جو کہ ہیں جاہلان

ف۱ کیسے ہو الخ اشعر کیسے ہو تم اے عیسی اب یہودیون سے کیسے ہو تم اے یوسف اب حسودون سے یعنی اے عیسے روح یہود نفس سے وا اے یوسف روح حسود نفس سے کیا حال ہے کہ رات دن اس قوم احمق کے لیے مدد عمر کو دے مانند دن رات کے کیسے تم ہو اے صفرائیو بے ہنر کہ صفرا سے کیا پیدا ہوا اک درد سر تو بھی وہ کر جو خورشید کرتا ہے اہل دزدی و نفاق و مکر کے ساتھ تو شہد ہم سرکہ دنیا و دین مین صفرے کو دفع کرے سکنجبین ہم اہل بخشش سرکہ سوا کرین تو شہد سوا کر اے اہل سخا ہم اسکے لائق یہ ہم سے آتا ہے خاک آنکھ کے اندر کیا کرے اندھا کرے وہ تجھے لائق ہے سرمہ اے عزیز کہ ہر ایک ناچیز تجھسے پاوے ظالمون نے تیرا دل کباب کیا اور تو اہد قومی کا حق سے خطاب کرتا ہے یعنی ہدایت کر اے حق قوم میرے کو یعنی یا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم شہد ہو سرکہ مین ہون جب تم مل کر سکنجبین بنو تو صفرا اے نفس دفع ہو کیونکہ ظالمون نے تم کو رنج دیا تم نے اُن کی ہدایت کی دعا مانگی آگے حال حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲
ف۲ عود کی الخ یہ شعر تو عود کی کان ہے اگر عدو تم کو جلا دے تم کو جہان عطر سے بھر جائے تو وہ نہین ہے کہ آتش سے کم ہو جائے تو کہ روح نہین ہے کہ تجھکو غم ہووے عود جلتا ہے اور کان عود نہین جلتی ہے باد کا حملہ کب ہو نور کی اصل پر آئے تجھ سے صفائی گردون کو ملے اے تیرے جفا وفا سے بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ کیونکہ الخ یہ شعر کیونکہ عاقل سے اگر جفا ہووے وہ جاہل کی وفا سے خوشنما ہے عاقل معرفت کو درمیان لاوے ۱۲ اور جاہل معرفت کو زبان پر لائے یعنی عاقل معرفت پر عمل کرے اور جاہل علم قال اسکا کہتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عداوت عاقلون کی بہتر ہے الفت سے جاہلون کی دوستی کر بلوانا سے بہتر ہے اور دانا دشمن سے نادان دوست نہین بہتر ہے یعنی آپ کی جفا سے نادان کی وفا نہین ہے بہتر کہ آپ رحمت للعالمین ہین جیسے سوار نے مار خوار کو مار کر بلا سے چھوڑایا چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم وہ سوار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۱۲

دوستی با مردم دانا نکوست	دشمن دانا به از نادان دوست	دوستی دانا سے بہتر ہے ولا	دانا دشمن دوست نادان سے بھلا

رنجانیدن امیر خفته را که مار در دهانش رفته بود

عاقلی بر اسپ می آمد سوار — در دهان خفته‌ای می‌رفت مار
آن سوار آن را بدید و می‌شتافت — تا رماند مار را فرصت نیافت
چونکه از عقلش فراوان بد مدد — چند دبوسی قوی بر خفته زد
خفته از خواب گران چون برجهید — یک سوار ترک با دبوس دید
بی محابا ترک و دبوس گران — چونکه افزون کوفت و شد زو در دوان
خفته زان زخم گران برجست و دو — گشت حیران گفت آیا این چه بود
زد چو او را زخم آن دبوس سخت — زو گریزان تا بزیر یک درخت
سیب پوسیده بسی بد ریخته — گفت ازین خور ای بدرد آویخته
سیب چندان مر ورا در خورد داد — کز دهانش باز بیرون می‌فتاد
بانگ می‌زد کای امیر آخر چرا — قصد من کردی چه کردم مر ترا
گر ترا ز اصل است با جانم ستیز — تیغ زن یکبارگی خونم بریز
شوم ساعت که شدم بر تو پدید — ای خنک آن را که روی تو ندید
بی خیانت بی گنه بی بیش و کم — ملحدان جایز ندارند این ستم
میجهد خون از دهانم با سخن — ای خدا آخر مکافاتش تو کن
هر زمان میگفت او نفرین نو — اوش میزد کاندرین صحرا بدو
زخم دبوس و سوار همچو باد — می دوید و باز بر رو می‌فتاد

رنجیدہ کرنا امیر کا ایک خفتہ کو کہ سانپ اُسکے منھ مین گھسا تھا

عاقل اک گھوڑے پہ آتا تھا سوار — منھ مین اک خفتہ کے بس گھستا تھا مار
اُسکو دیکھا اور دوڑا وہ سوار — نے ملی فرصت بھگاتا تا وہ مار
جو مدد اسکو تھی از بس عقل سے — گرز اُس خفتہ کے اُسنے جڑ دیے
خفتہ اٹھا خواب شیرین سے جو اُس آن — دیکھا ترک اسوار با گرز گران
بے محابا ترک نے گرز گران — اُسکے بس مارے تو بس بھاگا جوان
کود اُٹھا وہ خفتہ اس ضرب سے — ہوکے حیران بولا یہ کیا بات ہے
بس ہوا زخمی لگا جو گرز سخت — بھاگ کرکے وہ گیا زیر درخت
سیب بوسیدہ پڑے تھے بس وہان — بولا انکو کھا تو اے عاجز جوان
اسقدر سیب اُسکو کھلوائے وہان — کہ اگلنے بس لگا اُسکا دہان
تب وہ بولا اے امیر آخر یہ کیون — بے جفا دیکھے کیے ہی قصد خون
گر حقیقت مین لڑائی مجھ سے ہے — قتل کر ایک بارگی تلوار سے
تھی بری ساعت کہ مین تجھکو ملا — ہے وہ اچھا جسکو نے اب تو ملا
بے خیانت بے گنہ بے بیش و کم — رکھتے ہین جائز نہ ملحد یہ ستم
ٹپکے خون ہر بات مین منھ سے مرے — ای خدا بدلا تو اسکا آپ دے
گالیان دیتا تھا وہ ہر دم لیے — مارتا وہ اسکو چل تو دوڑ کے
ضرب سے وہ گرز کی بس بھاگتا — ٹھہرتا جو وہ اُسے پھر مارتا

سلہ عاقل الخ یہ شعر ایک عاقل گھوڑے پر سوار آیا اور ایک خفتہ کے منھ مین سانپ گھسا دیکھا سوار اُس کو دیکھ کر دوڑا فرصت نہ ملی کہ وہ سانپ بھگاتا جو کہ اُس کو عقل کی مدد تھی اُس خفتہ کے چند گرز اُس نے مارے وہ خفتہ خواب سے بیدار ہوا اور سوار کو با گرز گران دیکھا سوار نے بے محابا گرز مارے کہ وہ جوان اُٹھ کر بھاگا وہ خفتہ اچھل پڑا ضرب گرز سے اور حیران ہو کر کہا یہ کیا بات ہے پس وہ زخمی ہوا جب گرز لگا اور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے گیا سیب بوسیدہ وہان پڑے تھے سوار نے کہا اسکو تو کھا اے مرد عاجز باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس قدر الخ یہ شعر اس قدر سیب دہن اُس کو کھلوائے کہ اُس کا دہان اُگلنے لگا تب مرد نے کہا کہ اے امیر یہ کیوں قصد خون کیا ہے بے تکلف اگر حقیقت مین مجھ سے لڑائی ہے ایک بارگی تلوار سے قتل کر دے وہ بری ساعت تھی کہ مین تجھ کو ملا وہ اچھا ہے کہ جس کو تو نہ ملا بغیر خیانت و بغیر گناہ و بغیر بیش و کم ملحد بھی جائز نہیں رکھتے ہین یہ ستم ہر بات مین خون میرے منھ سے ٹپکتا ہے اے خدا تو اس کا بدلا دے وہ گالیان ہر دم دیتا اس سوار کو اور سوار اُس کو مارتا کہ دوڑ کے چل گرز کی ضرب سے پس وہ بھاگا جو ٹھہرتا تو پھر اُسے مارتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا بشب می کشید و می گشاد	تا ز صفرا قی شدن بر وی فتاد	شام تک اسکو وہ دوڑاتا پھرا	تا وہ بس صفرا سے قے کرنے لگا
زو برآمد خوردہا زشت و نکو	مار با آن خوردہ بیرون جست ازو	نکلا سب کھایا پیا اچھا برا	سانپ بھی کھانے کے ساتھ اسکے گرا
چون بدید از خود برون آن مار را	سجدہ آورد آن نکوکردار را	جو کہ دیکھا مار وہ نکلا موا	سجدہ اُس خوشخو کو وہ کرنے لگا
سہم آن مار سیاہ زشت زفت	چون بدید آن دردہا از وی برفت	ڈر سے اُس مار سیاہ و زشت کے	جو کہ دیکھا رنج سب جاتے رہے
گفت خود تو جبرئیل رحمتی	یا خداوندی کہ ولی نعمتی	بولا تو جبرئیل ہی رحمت ہی تو	یا خداوند و ولی نعمت ہی تو
اے مبارک ساعتی کہ دیدیم	مردہ بودم جان تو بخشیدیم	ہے مبارک یہ گھڑی دیکھا تجھے	مین تھا مردہ تو نے جان بخشی مجھے
اے خنک آن را کہ بیند روے تو	یا در افتد ناگہان در کوے تو	اے وہ اچھا ہی کہ منہ دیکھا ترا	یا ترے کوچے مین وہ جا کر پڑا
تو مرا جویان مثال مادران	من گریزان از تو مانند خران	تو مجھے ڈھونڈھے ہے مثل مادران	اور بھاگون تجھ سے مین مثل خران
خر گریزد از خداوند از خری	صاحبش در پے ز نیکو اختری	بھاگے خر مالک سے از راہ خری	مالک اُسکے پیچھے بہر برتری
نز پے سود و زیان میجویدش	لیک تا گرگش ندراند ددش	نے وہ ڈھونڈھے فائدے کیواسطے	لیک اُسکو گرگ یون ضائع کیے
اے خداوند ستودہ رای ترا	چند گفتم ژاژ بیہودہ ترا	اے تو جان ہی لائق مدح و ثنا	کسقدر تجھکو کہا مین نے برا
اے خداوند و شہنشاہ و امیر	من نگفتم جہل من گفت آن مگیر	اے خداوندا نہ یہ مین نے کہا	جہل نے میرے یہ سب کچھ ہی کہا
شمہ زین حال اگر دانستمی	گفتن بیہودہ کے تانستمی	گر ذرا اس حال سے مین جانتا	کب تجھے بیہودہ مین کہتا بھلا
پس ثنایت گفتمی اے خوش خصال	گر مرا یک رمز میگفتی ز حال	بس ثنا کرتا مین تیری قال سے	جو مجھے اک رمز کہتا حال سے
لیک خامش کردہ می آشوفتی	خامشانہ بر سرم میکوفتی	منہ سے تھا چپ اور مجھکو مارتا	خاموشانہ سر کو میرے کوٹتا
شد سرم کالیوہ عقل از سر بجست	خاصہ این سر را کہ مغزش کمتر است	سر پریشان اور عقل اُس سے گئی	خاص وہ سر مغز کی جس مین کمی
عفو کن اے خوبرو و خوب کار	آنچہ گفتم از جنون اندر گذار	عفو کر اے خوبرو ذو فنون	جو کہا مین نے ہی از راہ جنون

ف۱ شام تک الخ شعر شام تک وہ اُسکو دوڑائے پھرا یہانتک کہ وہ صفرے سے قے کرنے لگا سب کھایا پیا اچھا برا اُسکا نکلا سانپ بھی کھانے کے ساتھ اسکے گرا جبکہ خود سے سانپ نکلتا دیکھا سجدہ اُس خوشخو کو کرنے لگا اُس سانپ سیاہ و زشت کے خوف سے جو کچھ رنج دیکھے تھے دور ہو گئے اور کہا کہ تو جبرئیل رحمت کرنے والا ہے یا خداوند صاحب نعمت ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ ہے مبارک الخ شعر یہ مبارک ساعت ہے کہ تجھے دیکھا مین مردہ تھا تو نے جان مجھکو دی اے وہ شخص اچھا ہے کہ منہ تیرا دیکھا یا تیرے کوچہ مین وہ گیا اور مین بھاگتا ہون تجھ سے مثل خر کے خر مالک سے بھاگتا ہے از راہ خری کے اور مالک اُسکے پیچھے ہے برتری سے وہ فائدہ کے واسطے نہین ڈھونڈھتا ہے لیکن اسلیے کہ اسکو گرگ ضائع نہ کرے اے تو جان ہے لائق مدح و ثنا کے کب تک مین تجھکو برا کہون اے خداوند مین نے نہین کہا یہ میرے جہل نے سب کچھ کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ گر ذرا الخ شعر اگر مین اس حال سے ذرا جانتا تو یہ بیہودہ مین کب کر سکتا بس تیری ثنا مین قال سے کرتا اگر ایک رمز تو کہتا حال سے تو منہ سے چپ تھا اور مجھے مارتا تھا اور خاموشون کی مانند میرا سر کوٹتا تھا اس سے سر پریشان اور عقل گئی تھی خاص کر وہ سر کہ جس مین ہو مغز کی کمی تو معاف کر اے خوبرو جو کچھ مین نے از راہ جنون کے کہا ہے سوار نے کہا اگر مین کہتا اسکی رمز کو تو تیرا پتا پانی ہوتا اگر مین اُس دم تجھ کو سانپ کا حال کہتا خوف سے تیری ایک بارگی جان جاتی یعنے وہ سوار جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور مرد خفتہ غافلان دنیا اور سانپ نفس امارہ کہ حضور نے تہدید غافلون کو مار نفس کے دل مین موت سے واقف کرکے راستی پر لائے چنانچہ آگے حضور کا حال ہے فافہم ۱۲ —

گفت اگر من گفتمی رمزی از آن	زہرۂ تو آب گشتی آن زمان	بولا اگر میں کہتا اُسکے رمز کو	تیرا پتّہ پانی ہوتا جان لو
گر ترا من گفتمی اوصاف یار	ترس از جانت برآوردی دمار	گر تجھے کہتا میں اسدم وصف یار	ڈر سے تیری جان جاتی ایکبار
مصطفےٰ گوید اگر گویم براست	شرح آن دشمن کہ در جان شماست	مصطفےٰ بولے اگر میں سچ کہوں	شرح دشمن کی جو ہے تیرے درون
زہرہ ہاے پُردلان برہم درد	نے رود رہ نے غم کاری خورد	پردلان وقت کا پتا پھٹے	نے ہو کام اور نے وہ رستہ چل سکے
نے دلش را تاب ماند در نیاز	نے تنش را قوت صوم و نماز	نے ہو دل کو طاقت ناز و نیاز	نے ہو تن کو قوت روزہ نماز
ہمچو موشے پیش گربہ لا شود	ہمچو میشے پیش گرگ از جا رود	مثل چوہا پیش گربہ کے ہو لا	گرگ کے آگے ہو جون برہ فنا
اندرو نے حیلہ ماند نے روش	پس کنم ناگفتہ تان من پرورش	نے رہے کچھ اسمیں حیلہ نے روش	نے کیے اُنکے کروں میں پرورش
ہمچو بوبکر ربابی تن زنم	دست چون داؤد در آہن زنم	مثل بوبکر ربابی چپ رہوں	ہاتھ میں داؤد سا آہن کو لوں
تا محال از دست من حالے شود	مرغ پربرکندہ را بالے شود	تا محال اس ہاتھ سے میرے ہو حال	اور ٹوٹے مرغ کے آجائیں بال
چون یداللہ فوق ایدیہم بود	دست ما را دست خود فرمود احد	اور یداللہ فوق ایدیھم جو ہے	ہاتھ میرا ہاتھ اپنا حق کہے
پس مرا دست دراز آمد یقین	برگذشتہ ز آسمان ہفتمین	پس یقین دست دراز آیا مرا	ساتوین افلاک کے اوپر گیا
دست من بنمود بر گردون ہنر	مقریا برخوان کہ انشق القمر	دست قدرت میرے دیکھو چرخ پر	پڑھ تو ای قاری کہ انشق القمر
با ضعیفان شرح قدرت کے رواست	شرح قدرت بہر ضعف عقلہاست	یہ صفت بھی ضعف عقلوں کیلیے	شرح قدرت کب ضعیفوں کیلیے
خود بدانی چون برآری سر ز خواب	ختم شد واللہ اعلم بالصواب	خود تو جانے جو کہ ہو بیدار خواب	ختم کر واللہ اعلم بالصواب
گر ترا من گفتمے این ماجرا	آنزم از تو جان تو گشتی جدا	گر تجھے کہتا یہ ظاہر ماجرا	تجھ سے اُسدم تیری جان ہوتی جدا
مر ترا نے قوت خوردن بدے	نے رہ و پروائے قے کردن بدے	ہوتی نے کھانیکی کچھ قوت تجھے	ہوتی قے کرنیکی نے قدرت تجھے
می شنیدم فحش و خر میراندم	رب یسر زیر لب میخواندم	خر ہنکاتا گالیاں سنتا تھا میں	رب یسر زیر لب پڑھتا تھا میں

سلہ مصطفےٰ الخ، شعر رسول اللہ نے فرمایا اگر میں سچ کہوں شرح دشمن کی جو تیرے دل میں ہے بہادروں کا پتا پھٹے نہ کام ہو اور نہ راہ چل سکے نہ دل کو طاقت ناز و نیاز کی ہو نہ تن کو قوت روزہ نماز کی ہو آگے مثال ہے مثل موش آگے گربہ کے لا ہو اور مثل برہ آگے گرگ کے فنا ہو نہ اسمیں حیلہ و نہ روش رہے اور بے ان کے کیے میں پرورش کروں مثل ابوبکر ربابی کے خاموش رہوں داؤد کے مانند آہن کو ہاتھ میں لوں تا میرے ہاتھ سے موم ہو محال حال اور مرغ ٹوٹے پر کے آجائیں پر و بال باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اور یداللہ الخ، شعر جو ہاتھ اللہ کا غالب ہے اوپر ہاتھ میرے کے ہے حق میرے ہاتھ کو اپنا کہتا ہے پس میرا یقین دست دراز آیا ہے کہ ساتوں فلک پر گیا ہے میرے دست قدرت کو چرخ پر مت دیکھو اے قاری تو پڑھ انشق القمر کو یہ صفت کرنا بھی ضعیف عقلوں کے واسطے ہے، اور شرح قدرت کی کب ضعیف عقلوں کے واسطے ہے یعنی میرا دست قدرت دست خدا ہے کہ آسمان پر تصرف کرتا ہے جیسے شق القمر کرنا پس یہ مثال کم عقلوں کے واسطے ہے ورنہ میری قدرت کا بیان کب ضعیف عقل سمجھ سکتے ہیں اگر تو خواب غفلت سے بیدار ہو تو خود کو جان لے ختم کر اس بات کو کہ اللہ خوب جانتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ گر تجھے الخ، شعر اے مرد اگر تجھے یہ ظاہر ماجرا کہتا تیری جان اُسیدم نکل جاتی نہ تجھے کھانے کی کچھ قوت ہوتی نہ قے کرنے کی قدرت ہوتی میں گالیاں سنتا تھا اور خر کو دوڑاتا تھا رب یسر یعنی اے رب آسان کر زیر لب پڑھتا تھا اور سبب کہنا دستور نہیں ہے اور نہ تجھے چھوڑنے کا مقدور ہے ہر دم ساتھ درد دل کے کہتا تھا ترجمہ اے رب میرے ہدایت کر میری قوم کو تحقیق وہ نہیں جانتے ہیں آگے حال مرد کا ہے فافہم ۱۲ عہ ہاتھ اللہ کا غالب ہے اُن کے ہاتھوں پر

از سبب گفتن مرا دستور نیست — ترک تو کردن مرا مقدور نیست
هر زمان مگفتم از درد درون — اهل قومی انهم لا یعلمون
سجده ها میکرد آن رسته ز رنج — کای سعادت وی مرا اقبال و گنج
از خدا یابی جزا ای شریف — قوت شکرت ندارد این ضعیف
شکر حق گوید ترا ای پیشوا — آن لب و چانه ندارم وان نوا
دشمنی عاقلان زین سان بود — زهر ایشان ابتهاج جان بود
دوستی ابلهان رنج و ضلال — این حکایت بشنو از بهر مثال

اور سبب کہنا نہیں دستور ہے — چھوڑنا تجھ کو نہیں مقدور ہے
ہر گھڑی کہتا تھا با درد درون — اهدِ قومی انهم لا یعلمون
سجدہ[1] پس کرتا تھا وہ وارستہ رنج — اے سعادت تو مرے اقبال و گنج
اور خدا سے تو جزا پائے شریف — شکر کی طاقت نہ رکھے یہ ضعیف
شکر تیرا حق کرے اے پیشوا — وہ دہان و لب رکھتا ہوں ذرا
ایسی جانو دشمنی عاقلان — زہر بھی دیویں تو ہووے فرح جان
دوستی احمقان رنج و ملال — یہ حکایت تم سنو بہر مثال

حکایت آن مرد ابله که مغرور بود بر تملق خرس

حکایت[2] اُس مرد احمق کی کہ مغرور تھا اوپر تملق ریچھ کے

اژدهائی خرس را در می کشید — شیر مردی رفت و فریادش رسید
شیر مردانند در عالم مدد — آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان ز هر جا بشنوند — آن طرف چون رحمت حق میدوند
آن ستونهای خللهای جهان — آن طبیبان مرضهای نهان
محض مهر و داوری و رحمت اند — همچو حق بے علت و بے رشوت اند
این چه یاری میکنی یکبارگیش — گوید از بهر غم و بیچارگیش
مهربانی شد شکار شیر مرد — در جهان دارو نجوید غیر درد

اژدہا[3] اک ریچھ کو تھا کھینچتا — شیر مرد اک اُسکا حامی جا ہوا
شیر مرد عالم میں وہ ہیں مددگرین — پس مرد مظلوم کی جب خبر سنین
بانگ مظلومونکی جس جا سے سنین — اس طرف جون رحمت اللہ پھرین
دو[4] جہان پر خلل کے ہیں ستون — درد دل کے ہیں طبیب ذو فنون
محض رحمت اور مہر و داد ہین — مثل حق بے علت اور رشوت نہین
یہ تو کیا اکبارگی یاری کرے — وہ کہے بیچارگی کے واسطے
مہربانی ہے شکار شیر مرد — نے جہان میں ڈھونڈھتے ار غیر درد

[1] سجدہ الخ ۵ شعر وہ مرد یہ سکر سجدہ کرتا تھا کہ اے اقبال و گنج تو میری سعادت ہے اور ریچھ کو خدا جزائے خیر دے اور میں ضعیف اسکے شکر کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اے پیشوا تیرا شکر حق کہے اور میں وہ دہان و لب نہیں رکھتا ہوں عقلمندوں کی دشمنی ایسی جانو کہ اگر وہ زہر دیویں تو فرحت ہو دے دوستی احمق کی رنج و وبال ہے یہ حکایت تم سنو واسطے مثال کے یعنی دوستی اولیاء اللہ کی مثل اس سوار کے جانو کہ بے خواہش فتح جبر کرکے پہونچاتے ہیں اور دوستی احمقان اہل دنیا کی رنج و ملال پہونچاتی ہے جنانچہ اس کا حال آگے حکایت میں مثالاً بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲

[2] حکایت ششم احمقوں کی دوستی میں رنج و ملال ہو ۱۲ [3] اژدہا الخ ۳ شعر ایک اژدہا ریچھ کو کھینچتا تھا کہ ایک شیر مرد اُس کا جاکر حامی ہوا آگے حقائق میں عالم میں وہ شیر مرد ہیں کہ مددگرین مظلوم کی جب فساد اُس کا سنیں اُس طرف مانند رحمت اللہ کے دوڑیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [4] دو جہان الخ ۲ شعر دو جہان پر خلل کے ستون ہیں اور مرض دل کے طبیب دانا ہیں محض رحمت اور مہر اور داد ہیں اور مثل حق کے بے علت دوست ہیں یہ یکبارگی تو کیا یاری کرتا ہے وہ کہوے کہ بیچارگی کے واسطے کرتا ہوں آگے حقائق میں شیر مرد سے کہے کہ تو ریچھ کی اعانت کیا مدد کرتا ہے شیر مرد کہے کہ اسکی بیچارگی کے واسطے کرتا ہوں آگے حقائق ہیں شیر مرد کی مہربانی شکار ہے کہ جہان میں اور بغیر درد کے نہیں ڈھونڈھتا جس جگہ درد ہے دعا وہاں جاتی ہے جس جگہ فقر ہے توشہ وہاں جاتا ہے تشنگی پیدا کر و پانی کم ڈھونڈ کہ بالا و پست سے تا پانی دستیاب ہو اور خطاب ہو وسقاهم ربهم شرابا طهورا یعنی پلائی اُن کو رب ان کے نے شراب پاک پس تو تشنہ رہو اللہ خوب جانتا ہے یعنی مرشد ان کامل خود جویندہ طالب صادق ہیں پس تو تشنگی و صداقت خود میں پیدا کر۔ پانی تلاش کم کر کہ تیری تشنگی خود مرشد کو کھینچ لائے گی آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ [5] اے رب میرے ہدایت کر قوم میری کو تحقیق وہ نہیں جانتے ہیں ۱۲

ہر کجا دردے دوا آنجا رود	ہر کجا فقرے نوا آنجا رود	جس جگہ ہے درد واں جا دوا	جس جگہ ہے فقر واں جاوے نوا
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست	تشنگی کر پیدا پانی ڈھونڈھ کم	پست و بالا سے ہوتا پانی بہم
تا سقاہم ربہم آید خطاب	تشنہ باش واللہ اعلم بالصواب	تا سقاہم ربہم کا ہو خطاب	تشنہ رہ واللہ اعلم بالصواب
آب رحمت بایدت رو پست شو	وانگہان خور خمر رحمت مست شو	آب رحمت[1] چاہیے تو جا پست ہو	بادۂ رحمت کو پی و مست ہو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر	بر یکے رحمت فرو مائے پسر	رحمت اندر رحمت آئے تا بسر	ایک رحمت پر نہ ٹھہر اے تو پسر
چرخ را در زیر پا آر اے شجاع	بشنو از فوق فلک بانگ سماع	آسمان کو زیر پا لا اے شجاع	تا فلک پر تو سنے بانگ سماع
پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردون خروش	کان سے وسواس کی روئی نکال	تا سنے بانگ خروش اے اہل حال
پاک کن دو چشم را از موئے عیب	تا ببینی باغ و سرستان غیب	عیب کے پر بال سے کر آنکھ پاک	کہ دیکھے باغ غیب اے اہل خاک
دفع کن از مغز و از بینی زکام	تا کہ ریح اللہ آید در مشام	کر دماغ[2] اپنے سے تو دفع زکام	تا کہ ریح اللہ سونگھے تو مدام
ہیچ مگزار از تب صفرا اثر	تا بیابی از جہان طعم شکر	مت تپ صفرا سے چھوڑ اب کچھ اثر	تا جہان سے پائے تو ذوق شکر
دارو مردی کن و عنین مشو	تا برون آیند صدگون خوبرو	کر دوا مردی کی مت عنین ہو	تا کہ پیدا خوب رو بس تجھ سے ہو
کندۂ تن را ز پائے جان بکن	تا کند جولان بپائے این چمن	گر تو کندہ تن کا پائے جان سے دے ول	تا کرے گلگشت باغستان نور
غل بخل از دست و گردن دور کن	بخت نو دریاب اندر چرخ کہن	طوق بخل اب دست و گردن سے نکال	بخت نو چرخ سے اے خوش خصال
ور نمی تانی بکعبہ لطف پر	عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر	گر نہ اڑ سکتا ہے کعبہ لطف پر	چارہ گر پر عجز کو ظاہر تو کر
زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست	رحمت کلی قوی تر دایہ ایست	زاری و گریہ ہے سرمایہ قوی	رحمت کلی ہے اک دایہ قوی
دایہ و مادر بہانہ جو بود	تا کہ کے آن طفل گریان می شود	ماں و دائی ہیں بہانہ ڈھونڈتی	تا کہ کب وہ طفل روئے اے اخی

[1] آب رحمت الخ شعر آب رحمت جو تو چاہتا ہے جا پست ہو اور بادۂ رحمت کو پی و مست ہو یعنی پانی نشیب کی طرف جاتا ہے پس تو خود کو عاجز و پست کر کہ آب رحمت تیری جانب آئے رحمت اندر رحمت سے کہ ہے تو سر تک غرق ہو اور ایک رحمت پر قانع نہ ہو یعنی رحمت پانچوں حواس کی تو حاصل کر آگے حواس خمسہ کا بیان ہے آسمان کو نیچے پاؤں کے لا تا تو فلک پر سنے آواز سماع کو یعنی الہام الٰہی کو کان سے وسوسہ کی روئی کو نکال تا کہ تو سنے خروش اہل حال کو چشم کو عیب کے پر بال سے پاک کر تا کہ تو دیکھے بستان غیب کو باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کر دماغ الخ شعر تو اپنے دماغ سے زکام دفع کر تا کہ خوشبو اللہ کی تو ہمیشہ سونگھے تپ صفرائے نفس سے تلخی کا کچھ اثر مت چھوڑ تا کہ جہاں سے تو شکر پائے مردی کی دوا کر اور عنین مت رہو تا کہ تجھ سے خوب رو پیدا ہوں یعنے روح تیری اس عالم میں جسم سے پیدا ہو اس کندہ تن کو جان کے پاؤں سے دور کر کہ باغ نور میں وہ گلگشت کرے پتنگ اردو میں کندہ فارسی میں اس چوب کو کہتے ہیں کہ قیدی کے پاؤں میں بجائے بیڑی کے ڈالتے ہیں اور بدن سے تشبیہ رکھتا ہے کہ وہ جان کے پاؤں میں پڑا ہے طوق بخل کا دست و گردن سے نکال اور بخت کو آسمان سے حاصل کر اگر کعبہ لطف پر اڑ نہیں سکتا ہے تو اپنی عجز چارہ گر پر ظاہر کر گریہ و زاری پونجی ہے رحمت کلی ایک دایہ قوی ہے ماں اور دائی بہانہ ڈھونڈھتی ہیں تا وہ کب طفل روئے یعنے مادر حق دایہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کہ خلق حق سے پیدا ہیں اور رسول اللہ تربیت کرتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ –

طفل حاجات شمارا آفرید ۔ تا بنالید و شود شیرش مزید

گفت ادعوا اللہ بیزاری مباش ۔ تا بجوشد شیرہای مہرہاش

ہای ہوی باد و شیر افشان ابر ۔ در غم مایند یکساعت تو صبر

فی السماء رزقکم بشنیدہ ۔ اندرین پستی چہ بر چفسیدہ

ترس و نومیدیت دان آواز غول ۔ میکشد گوش تو با قعر سفول

ہر ندائی کہ ترا بالا کشید ۔ آن ندائی دان کہ از بالا رسید

ہر ندائی کہ ترا حرص آورد ۔ بانگ گرگی دان کہ او مردم درد

این بلندی نیست از روی مکان ۔ این بلندیہاست سوی عقل و جان

ہر سبب بالاتر آمد از اثر ۔ سنگ و آہن فائق آمد بر شرر

آن فلانی فوق آن سرکش نشست ۔ گرچہ در صورت بپہلویش نشست

فوقی آنجاست از روی شرف ۔ جای دور از صدر باشد مستخف

سنگ و آہن زین جہت کہ سابق است ۔ در عمل فوقی این لائق است

وان شرر از روی مقصودی خویش ۔ ز آہن و سنگ است زین رو پیش پیش

طفل حاجت کو تری پیدا کیا ۔ تا وہ روئے اور دودھ ہووے سوا

بولا ادعوا اللہ تو زاری سے کر ۔ مہر کے تا دودھ کو ہو جوش تر

شیر بارش اور بادہائے ہُو ۔ ہیں ہمارے غم میں اور کر صبر تو

فی السماء رزقکم تو نے سنا ۔ کسلیے پستی میں ہے لپٹا ہوا

ہے صدائے غول نومیدی تری ۔ کھینچے اسفل کو ترے کان ای اخی

جس ندائے کھینچا اعلی کو تجھے ۔ وہ ندا اعلی سے آئی جان لے

جس ندا سے حرص پیدا تجھ میں ہو ۔ ہے وہ بانگ گرگ پھاڑے مرد کو

یہ بلندی ہے نہ از روئے مکان ۔ یہ بلندی ہے سوئے عقل اور جان

ہر سبب آیا اثر پر فوق ہے ۔ سنگ و آہن کو شرر پر فوق ہے

فوق اس سرکش سے بیٹھا وہ فلان ۔ گرچہ بیٹھا ہے برابر وہ عیان

وہ جگہ ہے فوق از راہ شریف ۔ دور جو جا صدر سے ہو ہے خفیف

سنگ و آہن اسلیے سابق ہوا ۔ اور عمل میں فوق کے لائق ہوا

اور شرر وہ از رہ مقصود کے ۔ سنگ و آہن سے ہے فائق اسلیے

لہ طفل الخ ۵ شعر تیری حاجت کو ایک طفل پیدا کیا ہے تاکہ وہ روئے اور دودھ سوا ہووے کہا ہے کہ یاد کرو تم اللہ کو زاری کے ساتھ تاکہ مہر کے دودھ کو جوش زیادہ ہو شیر بارش ہوا ہو ہائی ہمارے غم میں ہیں اور تو صبر کر اور آسمان کے تمھارا رزق ہے تو نے اس کو سنا پھر تو پستی میں کس لئے آلودہ ہوتا ہے یہ تیری ناامیدی صدائے غول ہے اور اسفل کی طرف تیرے کان کھینچتی ہے یعنی تیرا رزق آسمان پر ہے اور بصورت آب بارش نازل ہوکر زمین میں سے قسم قسم کی صورتیں پکڑ کے ظاہر ہوتا ہے پھر تو آسمان کی طرف کیوں نہیں متوجہ ہوتا ہے یا رزق سے مراد ہے کہ شل ہوا و بارش جان پر برستا ہے اور یہ ناامیدی تیری زمین کی جانب تجھے کھینچتی ہے اسمین تیرا نقصان ہے پس تو آسمان کی جانب رجوع کر تاکہ تیری ترقی ہو بائی اسکا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ جس ندائے الخ ۲ شعر اعلا کو جس ندا سے تجھے کھینچا جان کہ وہ ندا اعلا سے آئی ہے اور جس ندا سے حرص تجھ میں پیدا ہو وہ ندا گرگ مردم پھاڑنے والے کی ہے یہ بلندی از روئے مکان کے نہیں ہے یہ بلندی سوئے عقل و جان کی ہے یعنی یہ عروج عقل و جان سے ہے نہ مکان سے ہر سبب اثر پر فوق سے آیا جیسے سنگ آہن کو شرر پر فوق ہے آگے مثال ہے فوق اس سرکش سے وہ فلان بیٹھا ہے اگرچہ بظاہر وہ برابر بیٹھا ہے وہ جگہ فوق ہے از راہ شرافت کے اور جو دور صدر سے ہو خفیف ہے اسی طرح سے سنگ و آہن اول ہو لو عمل میں لائق فوق ہو یعنی از روئے نشست قربت صدر کے جیسے کوئی فوق ہو سرکش سے ایسے ہی سنگ و آہن فوق میں شرر سے اول آئے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اور شرر الخ ۲ شعر اور شرر از راہ مقصود کے سنگ و آہن کے پہلا اور آخر شرر ہے دیکھو دونوں جسم ہیں اور شرر جان شرر تو بعد ہے زمانہ میں دلیکن سنگ و آہن سے صفت میں بڑھ کے ہے یعنی جیسے سنگ و آہن اول ہوتا ہے وبعدہ شرر ہوتا ہے اور مقصود ہی شرر اول ہے و سنگ و آہن بعد ہے دلیکن مقصود میں اثر اول ہے و سبب بعد ہے مثال دوسری شاخ زمانہ میں اول ہے و ثمر آخر ہے لیکن شاخ سے فائق ہے ثمر میں جو کہ مقصود شجر کا ثمر ہے پس ثمر اول ہے اور آخر شجر ہے یعنی آدم مثل سنگ و آہن کے اندر زمانہ کے اول ہیں و جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثل شرر بعد آدم مثل شجر کے اول حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثل ثمر کے بعد لیکن مقصود ظہور دنیا میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اول ہیں دائم بعد ہیں بموجب حدیث شریف کے نحن الآخرون السابقون یعنی میں پچھلا آگے ہوں اگلوں کے آگے رجوع بقصہ ہے از دریا در ریچھ کا تو پھر حال کہہ کر تشبیہ و مثال طول رکھتی ہے باقی حال قصہ کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

سنگ و آہن اول و پایان شرر | لیک این ہر دو تن اند و جان شرر
کان شرر کاندر زمان واپس ترست | در صفت از سنگ و آہن برترست
در زمان شاخ از ثمر سابق ترست | در ہنر از شاخ او فائق ترست
چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر | پس ثمر اول بود آخر شجر
سوے خرس و اژدہا کردیم باز | زانکہ طولے دارد ضمار و مجاز
خرس چون فریاد کرد از اژدہا | شیر مردے کرد از چنگش رہا
حیلت و مردی بہم دادند پشت | اژدہا را او بدین قوت بکشت
اژدہا را او بدین حیلت ببست | تا کہ آن خرس از ہلاکی تن برست
اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست | لیک فوق حیلۂ تو حیلتے است
ماکران بسیار لیکن باز بین | در نبی واللہ خیر الماکرین
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو | کز کجا آمد سوے آغاز رو
ہرچہ در پستی است آمد از علا | چشم را سوے بلندی نہ ہلا
روشنی بخشد نظر اندر علا | گرچہ اول خیرگی آرد بلا
چشم را در روشنائی خوے کن | گر نہ خفاشی نظر آن سوے کن
عاقبت بینی نشان نور تست | شہوت حالی حقیقت گور تست
عاقبت بینی کہ صد بازی بدید | مثل آن نبود کہ یک بازی شنید
زان یکے بازی چنان مغرور شد | کز تکبر ز اوستادان دور شد
سامری وار آن ہنر در خود چو دید | او ز موسیٰ از تکبر سر کشید

سنگ و آہن پہلے اور ہو آخر شرر | یہ ہیں دونوں تن شرر جان اے پسر
جو شرر تو بعد ہے اندر زمان | سنگ و آہن سے ہے فائق وہ بیان
پہلے شاخ اندر زمان آخر ثمر | شاخ سے فائق ہی پر اندر ہنر
جو کہ مقصود شجر ٹھہرا ثمر | پس ثمر اول ہے اور آخر شجر
اژدہا اور ریچھ کا پھر کہہ تو حال | طول رکھتا ہے یہ تشبیہ و مثال
ل اژدہا کی ریچھ نے فریاد کی | شیر مرد آیا رہائی اُس سے دی
حیلہ مردی نے مدد باہم جو کی | اژدہا کی جان اُس قوت سے لی
باندھا اُس حیلہ سے اُسنے اژدہا | تاکہ وہ ریچھ اُس ہلاکت سے بچا
اژدہا رکھتا ہے قوت حیلہ نے | فوق اک حیلہ ہے حیلہ پر ترے
ہیں بہت مکار لیکن کر یقین | حق کہے واللہ خیر الماکرین
حیلہ اپنے کو جو دیکھے پھر کے جا | جس جگہ سے وہ ہی آیا وہ ہے جا
آیا جو اعلیٰ سے اس پستی میں ہے | سوے اعلیٰ آنکھ رکھنا چاہیے
۲ روشنی اعلیٰ میں بخشے ہے نظر | گرچہ پہلے خیرگی سے ہو ضرر
روشنی کا آنکھ کو عادی کرو | تو نہ چمگادڑ ہے دیکھ اُس سمت کو
عاقبت بینی نشان نور ہے | اور شہوت حال کی کوری رکھے
عاقبت بین وہ کہ سو بازی رکھے | کب ہو مثل اسکے کہ اک بازی کرے
ایسا مغرور ایک بازی سے ہوا | خود کو برتر اوستادوں سے کیا
سامری سان خود میں دیکھا جو ہنر | پھیر لیں مغرور ہو موسیٰ سے سر

لہ اژدہا الخ، شعر ریچھ نے جو اژدہا کی فریاد کی شیر مرد آیا اور اُس سے رہائی دی حیلہ اور مردی نے جو باہم مدد کی اور اُس قوت سے اژدہا کی جان لی اُسنے اس حیلہ سے اژدہا کو باندھا تاکہ ریچھ اُس ہلاکت سے بچا اژدہا قوت رکھتا ہے حیلہ نہین رکھتا ہے لیکن تیرے حیلہ پر ایک حیلہ فوق ہے بہت مکار ہین ولیکن تو یقین کر کہ حق کہتا ہے واللہ خیر الماکرین یعنے اللہ جزا دیتا ہے مکار ون کو اگر اپنے حیلہ کو دیکھتا ہے لوٹ کر جا اور جس جگہ سے وہ آیا ہے وہان پر لوٹ کر جو آیا اعلیٰ سے اس پستی مین تو ہے پس اعلیٰ کی طرف آنکھ رکھنا چاہیے یعنی تو اپنی اصل کی طرف پھر رجوع کر آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ سے ۲ روشنی الخ شعر اعلیٰ مین روشنی تجھ کو نظر دے اگرچہ خیرگی سے اول مضر ہووے آنکھ روشنی کا عادی کر تو چمگادڑ نہین ہے اُس طرف کو دیکھ عاقبت بینی نشان نور کا ہے اور حال شہوت اندھاپن رکھتی ہے عاقبت بین وہ ہے کہ سو بازی رکھے اور اُس کی مثال کب ہو جو ایک بازی کرے ایک بازی سے ایسا مغرور ہوا کہ خود کو برتر استادون سے کیا آگے مثال ہے سامری کے مانند جو خود مین ہنر دیکھا مغرور ہو کر موسیٰ سے منہ پھیرا اپنے عاقبت بینی بہتر ہے نقد حال دیکھنے سے کیونکہ عاقبت بینی میں سو ہنر ہین ایک ہنر پر حال بین کو مغرور نہ ہونا چاہیے جیسے سامری نے ایک ہنر پر غرہ کیا اور موسیٰ سے کہ عاقبت بین تھے غلوب ہوا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲۔

او ز موشی آن ہنر آموختہ	وز معلم چشم را بر دوختہ	اُسنے[۵۱] سیکھا وہ ہنر موشی سے تھا	آنکھ پھیری پھر معلم سے بھلا
لاجرم موشی دگر بازی نمود	تا کہ آن بازی او جانش ربود	اس لیے موشی نے بازی اور کی	تا کہ اُس بازی سے اُسکی جان لی
اے بسا دانش کہ اندر سر دود	تا شود سرور بدان خود سر رود	اے بہت دانش کہ پیدا سر مین ہو	تا ہو سردار اُس سے اور رہے سر کو دو
سر نخواہی کہ رود تو پاے باش	در پناہ قطب صاحب راے باش	سر نہ دینا چاہے گر تو پاؤن ہو	اور پناہِ قطب عالم مین رہو
گرچہ شاہی خویش فوق او مبین	گرچہ شہدی جز نبات او مچین	فوق اُس سے ست ہو گرچہ شہ ہے	شہد گرچہ تو ہے شکر اُس سے لے
فکر تو نقش ست و فکر اوست جان	نقد تو قلب ست و نقد اوست کان	فکر تیری تن ہے اُس کی فکر جان	نقد تیرا کھوٹا اُس کا نقد کان
او توئی خود را بجو در ویے او	گو کو کو فاختہ سان سوے او	وہ تو ہی ہے خود کو اُس مین ڈھونڈھ تو	کر کو کو فاختہ وار اُس کی سو
ور نخواہی خدمت اہل صفا	ہمچو خرسے در دہان اژدہا	اہل[۵۲] دل کی گر نہ تو خدمت کرے	اژدہا کے منہ مین تو جون ریچھ ہے
بو کہ استادے رہاند مر ترا	وز خطر بیرون کشاند مر ترا	ہے امید اُستاد تجکو دے چھڑا	اور خطر سے تجکو کر دے وہ رہا
زارے مسکین چو زورت نیست ہین	چونکہ کوری سر مکش از راہ بین	زور تجکو گر نہین زاری تو کر	کیونکہ تو اندھا ہے وہ ہے راہ بر
تو کم از خرسے نمی نالی ز درد	خرس ست از درد چون فریاد کرد	ریچھ سے تو کم نہین رونے سے پیر	ریچھ چھوٹا درد سے فریاد کر
اے خدا آن سنگ دل را موم کن	نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن	اے خدا اُس سنگدل کو موم کر	اُسکا نالہ تو خوش و مرحوم کر

گفتن نابیناے سائل کہ من دو کورے دارم مرا رحم کنید — کہنا اندھے سائل کا کہ مین دوہرا اندھا ہون مجھپر رحم کر

آن یکے کو رے ہمیگفت الامان	من دو کوری دارم اے اہل زمان	ایک[۵۳] وہ کہتا تھا اندھا الامان	مین ہون دوہرا اندھا اے اہل زمان
پس دو بارہ رحمتم آرید ہان	چون دو کوری دارم از اہل زمان	پس دو بارا رحم تم مجھ پر کرو	دوہرا اندھا پن ہے مجھ مین جان لو

[۵۱] اُس نے الخ یعنی وہ ہنر اس نے موشی سے سیکھا تھا اور پھر معلم سے اس نے آنکھ پھیری اسلیے موشی نے ایک اور بازی کی یہانتک کہ اُس بازی نے اُسکی جان لی آگے حقائق ہین اے شخص بہت سی دانش ہین کہ سر مین پیدا ہوتی کہ اُس سے سردار ہوا اور وہ اُسکا سر لیوین اگر تو سر نہین دینا چاہتا ہے پاؤن ہو اور بناہ قطب عالم مین رہو یعنی الخ دینی عقل سے اگر تجکو نخوت نہین ہے تو اپنے کو عاجز کر اور مرشد کی پناہ مین رہو اگرچہ تو شہد ہے شکر اس سے لے کیونکہ تیری فکر تن ہے اور اُس کی فکر جان ہے تیرا نقد کھوٹا اور اُس کا نقد کان کا ہے وہ تو ہی ہے تو خود کو اس مین ڈھونڈھ اور فاختہ کی مانند کو کو اُس کی طرف کر یعنے خود کو مرشد مین تلاش کر کہ راہ معرفت کی تجھے ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۲] اہل دل الخ شعر اگر تو اہل دل کی خدمت نہ کرے اژدہاے نفس کے منہ مین تو مانند ریچھ کے ہے امید ہے کہ مرشد تجھ کو چھڑا دے اور خطر سے تجکو بچا دے اگر تجکو زور نہین ہے تو زاری کر کیونکہ تو اندھا ہے اور وہ راہبر ہے تو ریچھ سے کم نہین ہے نالہ کر کہ ریچھ درد سے چھوٹا تو فریاد کر اے خدا اُس سنگدل کو موم کر دے اور اُسکے نالہ کو خوش اور مرحوم کر دے یعنے اے خدا اس مخاطب کے دل سنگین کو مثل موم کے نرم کر دے اور نالہ کو اُس کے خوش آواز کر دے کہ مرحوم ہو چنانچہ اُس کا قصہ مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۵۳] ایک وہ الخ شعر ایک اندھا کہتا تھا الامان کہ مین دوہرا اندھا ہون اے اہل زمانہ کے پس دو بار رحم تو مجھپر کرو کیونکہ اندھا پن دوہرا مجھ مین ہے پس مردم تعجب سے یہ کہتے تھے کہ دوہرے اندھے پن کو تو اپنے بیان کر ایک اندھا پن تو ہم کو دکھائی دیتا ہے دوسرا کیا ہے وہ ہم کو دکھلا کہا کہ بد آواز ناخوش صدا ہون میری بد آواز دوسرا اندھا پن ہے کیونکہ دل مین بد آواز غم پیدا کرتی ہے اور محبت خلق کی کم کرتی ہے میری بد آواز جس جگہ جاے غم اور غصہ اور کینہ پیدا کرے پس رحم دوہرا اندھے دوہرے پر کرو اور ایسے نفس کو تم آسودہ کرو کہ جو دوہرا اندھا ہے باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

از تعجب مردمان گفتند لیک / این دو کوری را بیان کن نیک نیک
زانکه یک کوریت می بینیم ما / آن دگر کوری کدام آمد انما
گفت زشت آوازم و ناخوش نوا / زشت آوازی و کوری شد دوتا
بانگ زشتم مایهٔ غم میشود / مهر خلق از بانگ من کم می شود
زشت آوازم بهر جا که رود / مایهٔ خشم و غم و کین می شود
بر دو کوری رحم را دو تا کنید / این چنین ناگنج را گنجا کنید
کرد نیکو چون بگفت این راز را / لطف آواز دلکش آواز را
زشتی آواز کم شد زین گله / خلق شد با وی برحمت یکدله
وانکه آواز دلش هم بد بود / آن سه کوری دوری سرمد بود
لیک وهابان که بے علت دهند / بو که دستے بر سر زشتش نهند
چونکه آوازش خوش و مرحوم شد / ز و دل سنگین دلان چون موم شد
نالهٔ کافر چو زشت است و شهیق / زان نمیگردد اجابت را رفیق
اخسئوا بر زشت آواز آمدست / کو ز خون خلق چون سگ بود مست
چونکه نالهٔ خرس رحمت کش بود / نالهٔ تو نیز این ناخوش بود
وانکه با یوسف تو گرگے کردهٔ / یا ز خون بے گناهے خوردهٔ
توبه کن و ز خورده استفراغ کن / ور جراحت کهنه شد رو داغ کن
باز گرد از گرگی اے روباه پیر / نصرت از حق میطلب نعم النصیر

پس تعجب سے یہ تھے مردمان / دو ہرے اندھے پن کو کہتے ہو بیان
ایک اندھا پن تو ظاہر ہی ہمین / دوسرا کیا ہے تو دکھلادے ہمین
بولا بد آواز ہون ناخوش صدا / میری آواز اندھا پن ہے دوسرا
دل مین بد آواز غم پیدا کرے / اور محبت خلق کی وہ کم کرے
جائے بد آواز میری جس جگہ / کینہ غم غصہ کی وہ پونجی بنے
رحم دوہرا اندھے دوہرے پر کرو / ایسے تم مفلس کو آسودہ کرو
کردیا اچھا کہا جو راز کو / لطف بانگ دل نے اس آواز کو
خوش وہ آواز اس گلہ سے ہوگیا / اس سے بس الفت ہر اک کرنے لگا
جسکا بد آواز دل ہووے اگر / ہے وہ تہرا اندھا بلا زلی اسیر
اہل بخشش دیتے ہین جو بے سبب / سر پہ اسکے ہاتھ رکھین کیا عجب
جو کہ آواز اسکی خوب خوش ہوئی / سنگدل خلق اس سے شل موم تھی
نالۂ کافر ہے بد اور بانگ خر / اس لیے مقبول نے ہوتا مگر
اخسئوا آیا ہے بد آواز پے / خلق کے خون سے وہ جون سگ مست ہے
ریچھ کا نالہ تو رحمت پاے ہے / اور ترا نالہ نہو کمیاب ہے
گرگ پن تو جان یوسف سے کیا / اور خون اک بے گنہ کا کھا لیا
توبہ کر کھائے سے استفراغ کر / زخم کہنہ ہے تو اس کو داغ کر
بھیڑیا پن تو چھوڑ اے روباہ پیر / حق سے نصرت کر طلب نعم النصیر

تتمہ حکایت خرس و آن ابله که بآن خرس اعتماد کرده بود

باقی قصہ ریچھ اور اس بیوقوف کا کہ اسنے ریچھ پر اعتماد کیا تھا

سلہ کردیا الخ ۵ شعر جو راز کہا تو اچھا کردیا اُس کو لطف بانگ دل نے اُس گلہ کرنے سے وہ خوش آواز ہوگیا اور اس سے بس الفت ہر ایک کرنے لگا جسکا دل اگر بد آواز ہووے وہ ازلی اندھا ہے ۱۲ اہل بخشش جو بے سبب دیتے ہین اگر اُسکے سر پہ ہاتھ رکھین کیا تعجب ہے جب کہ آواز اس کی خوب خوش ہوگئی سنگدل اُس سے شل موم کے ہوا یعنی اُس اندھے کی بد آواز خوش ہوئی اور ہر ایک اُس سے الفت کرنے لگا آگے حقائق ہین تا فہم ۱۲ سلہ نالۂ کافر الخ ۲ شعر کافر کا نالہ بد آواز خر ہے اس واسطے مقبول نہیں ہوتا ہے واسطے بد آواز کے قرآن مین آیا ہے قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون یعنی کہا اللہ نے چپ رہو دوزخ مین کلام مت کرو خونریزی خلق سے وہ مانند سگ کے مست تھے ریچھ نالہ تو رحمت پائے اور تیرا نالہ نہیں وہ نالہ ناخوش ہے تو جان لے کہ گرگ پن یوسف سے کیا یا خون ایک بے گنہ کا کھایا ہے توبہ کر دو کھائے ہوئے سے استفراغ کر دو اگر زخم کہنہ ہے اُس کو داغ کر گرگ پن کو چھوڑ دے اے روباہ پیر حق سے نصرت طلب کر کہ نیک مدد کرنے والا ہے یعنے خدا کی طرف تو رجوع کر اور افعال ذمیمۂ ماضیہ سے تو توبہ کر کہ حق تعالے مدد کرنے والا ہے تاکہ دل تیرا نور عرفان سے روشن ہو اور جان تجھ پر مہربان ہو آگے قصہ ریچھ کا ہے فافہم ۱۲ ۔

خرس هم از اژدها چون وا رهید — وان کرم زان مرد مردانه بدید
چون سگ اصحاب کهف آن خرس زار — شد ملازم در پے آن یار غار
آن مسلمان سر نهاد از خستگی — خرس حارس گشت از دل بستگی
آن یکے بگذشت و گفتش حال چیست — اے برادر مر ترا این خرس کیست
قصه وا گفت و حدیث اژدها — گفت بر خرسے منه دل ابلها
دوستی ز ابله بتر از دشمنی ست — او بهر حیله که دانی راندنی ست
گفت والله از حسودے گفت این — ورنه خرسے چه نگر این مهر بین
گفت مهر ابلهان عشوه ده ست — این حسودی من از مهرش به ست
هے بیا با من بران این خرس را — خرس را مگزین مهل تو جنس را
گفت رو رو کار خود کن اے حسود — گفت کارم این بُد و بحثت نبود
من کم از خرسے نباشم اے شریف — ترک او کن تا منت باشم حریف
بر تو دل میلرزدم ز اندیشهٔ — با چنین خرسے مرو در بیشهٔ
این دلم هرگز نه لرزید از گزاف — نور حق ست این نه دعوی نه لاف
مؤمنم ینظر بنور الله شده — هان و هان بگریز ازین آتشکده
این همه گفت و بگوشش در نرفت — بدگمانی مرد را سد ست زفت
دست او بگرفت و دست از وی کشید — گفت رفتم چون نهٔ یار رشید

جو چھٹا[1] ریچھ اژدہا سے بس رہا — اور کرم بھی پایا اُس نے مرد کا
جون سگ اصحاب کہف اس ریچھ نے — پیروی کی واسطے اُس مرد کے
وہ مسلمان تھک کے اُس دم پڑ گیا — اور نگہبان ریچھ اُسکا بس ہوا
ایک نے آ پوچھا اُس سے کیا ہے حال — ریچھ تیرے ساتھ کیون ہے خوشخصال
اژدہا اور ریچھ کا قصہ کہا — بولا مت کر اعتبار اس ریچھ کا
دشمنی سے دوستی ابلہ کی بد — دفع ہر حیلہ سے کر از راہ کد
بولا[2] واللہ یہ حسد ہے مت کہو — ریچھ پن مت دیکھ دیکھ اس مہر کو
بولا مہر ابلہان دے ہے دغا — مہر سے اسکی حسد میرا بھلا
ساتھ میرے چل تو چھوڑ اس ریچھ کو — ریچھ تو مت کھو شریک جنس ہو
بولا جا کام اپنا کر تو اے حسود — بولا مجھ کو بحث سے تیرے نہ سود
مین نہ کم اس ریچھ سے ہون اے شریف — چھوڑ اسکو مین ہون تیرا حریف
تجھ پہ دل دکھتا ہے اس افکار سے — ریچھ کے ہمراہ جنگل مین رہے
یہ نہ دل دکھتا ہے از راہ گزاف — نور حق ہے نہ دعوی ہے نہ لاف
مومن ینظر بنور اللہ ہون ہے — بھاگ اس آتشکدہ سے ذوفنون
کی[3] نصیحت اُس نے تو اُس نے سنی — سد رہ ہے مرد کو یہ بدظنی
ہاتھ پکڑا اُس سے کھینچا ہاتھ کو — بولا جاتا ہون نہیں ہے یار تو

[1] جو ہوا الخ۔ شعر جب ریچھ اژدہا سے چھوٹا اور اُس نے شیر مرد کا کرم پایا مانند سگ اصحاب کہف کے ریچھ نے پیروی اُس مرد کی کی وہ مسلمان اُسی دم تھک کر لیٹ رہا اور نگہبان وہ ریچھ اُس کا ہوا ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے اور یہ ریچھ تیرے ساتھ کس واسطے ہے اُس نے اژدہا اور ریچھ کا قصہ کہا اُس شخص نے کہا کہ ریچھ کا اعتبار نہ کر احمق دوستی دشمنی سے کرتا ہے ہر حیلہ سے اُس کو دفع کر از راہ کوشش کے آگے جواب شیر مرد کا ہے فافہم ۱۲ [2] بولا واللہ الخ۔ شعر شیر مرد نے کہا کہ واللہ یہ حسد سے مت کہہ ریچھ پن کو مت دیکھ اور اُس کی محبت کو دیکھو ناصح نے کہا کہ محبت احمقون کی دغا دیتی ہے اس کی محبت سے میرا حسد بہتر ہے میرے ساتھ تو چل اور اس ریچھ کو چھوڑ ریچھ کو ہمراہی مین نہ رکھ اور شریک جنس ہو مرد نے کہا جا تو اپنا کام کر اے حاسد ناصح نے کہا مجھ کو تیری بحث سے فائدہ نہیں مین نہیں ہون کم اس ریچھ سے اے شریف اسکو چھوڑ کہ مین تیرا یار ہون اس فکر سے دل دکھتا ہے کہ تو ریچھ کے ہمراہ جنگل مین رہے یہ دل از راہ جھوٹ کے نہیں دکھتا ہے یہ نور حق ہے نہ دعوے ہے نہ لاف ہے مین مومن ہون اور دیکھنے والا ہون ساتھ نور اللہ کے آہن و آتشکدہ سے اے ہوشیار بھاگ یعنی یہ نفس تیرا ریچھ ہے اس کے ہمراہ اس صحرائے دنیا مین مت رہ مجھ عارف کے ہمراہ چل آگے حال عارف ہے فافہم ۱۲ [3] کی نصیحت الخ۔ شعر اُس نے نصیحت کی اور اُس نے نہیں سنی یہ بدظنی سد راہ مرد کو ہے ہاتھ جو پکڑا تو اُس سے ہاتھ کو کھینچا اور کہا کہ جاتا ہون تو یار نہیں ہے کہا جا میرا غمخوار مت رہ اور اب معرفت مت تراش اے لاف گو پھر کہا تیرا دشمن نہیں ہون ولیکن لطف ہو وے اگر تو میرے ہمراہ چلے مرد نے کہا میں سوتا ہون تو مجھکو چھوڑ اور جا کہا یار سے آخر باوفا ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت رو با من تو غمخواره مباش	بو الفضولا معرفت کمتر تراش	بولا جا غمخوار میرا مت رہا	مت تراش اب معرفت اے لاف گو
باز گفتش من عدوئے تو نیم	لطف باشد گر بیائی در پیم	پھر کہا دشمن نہ تیرا ہوں ولے	لطف ہو مجھے گر میرے ہمرہ چلے
گفت خوابستم مرا بگذار و رو	گفت آخر یار را منقاد شو	بولا میں سوتا ہوں مجھکو چھوڑ جا	بولا آخر یار سے ہو باوفا
تا بخسپی در پناه مقبلی	در جوار دوستی صاحبدلے	تا کہ مقبل کی پناہ میں سوئے تو	اہل دل کے پاس کے جا پائے تو
در خیال افتاد مرد از جد او	خشمگین شد زو بگردانید رو	اُسکی سعی سے وہ خیال اندر پڑا	غصہ ہو کر اس سے رو گردان ہوا
کین مگر قصد من آمد خونی است	یا طمع دارد گدائے تونی است	آیا میرے قصد کو خونی ہے یہ	یا گدا طامع دلا تو ہی ہے یہ
یا گرو بست است با یاران بمن	کہ بترساند مرا زین ہمنشین	یا کہ آیا شرط کر یاران سے	کہ ڈرائے مجکو اس اعلان سے
یا حسد دارد ز مہر یار من	کاین چنین جد میکند در کار من	یا حسد رکھتا ہے مہر یار سے	کام میں کوشش جو کرتا ہی مرے
خود نیامد ہیچ از خبث سرش	یک گمان نیک اندر خاطرش	خبث باطن سے نہ لایا وہ جوان	اک گمان نیک دل کے درمیاں
ظن نیکش جملگی بر خرس بود	او مگر مر خرس را ہمجنس بود	ریچھ پر اسکو گمان نیک تھا	ریچھ کا شاید کہ وہ ہمجنس تھا
بدگمان و ابلہ و نا اہل بود	وز شقاوت او مطیع جہل بود	بدگمانی اور ابلہ اور نا اہل تھا	اور شقاوت سے مطیع جہل تھا
بدرگ خود رائے و بدبخت بد	گمرہ و مغرور کور خوار رد	اصل بد خود رائے بدکردار تھا	گمرہ و مغرور اندھا خوار تھا
خرس را بگزید بر صاحب کمال	روسیہ حاصل تبہ فاسد خیال	ریچھ چاہا چھوڑا یہ صاحب کمال	روسیہ حاصل تبہ ناقص خیال
عاقلے را از خرے تہمت نہاد	خرس را دانست اہل مہر و داد	ایک عاقل کو خری سے بد کہا	ریچھ کو جانا کہ ہے اہل وفا

گفتن موسیٰ گوسالہ پرست را کہ این خیال اندیشی تو از کجاست
کہنا موسیٰ کا ایک گوسالہ پرست کو کہ یہ خیال اندیشی تیری کہاں سے ہے

گفت موسیٰ با یکے اہل خیال	کاے بداندیش از شقاوت و ضلال	بولے موسیٰ اک خیال اندیش سے	کہ بداندیشی سے تو گمراہ ہے

۱ تا کہ مقبل الخ شعر تا کہ مقبل کی پناہ میں تو سوئے اور اہل دل کے پاس تو جا پائے اُسکی کوشش سے وہ ایک خیال میں پڑا اور غصہ ہو کر اُس سے رو گردان
ہوا کہ یہ میرے قصد کو آیا ہے وہ خونی ہے یا ایک گدا طمع والا ہے یا کہ یاروں سے شرط کر کے آیا ہے کہ مجھکو ڈرائے اس اطلاع سے یا محبت یار سے حسد
رکھتا ہے میرے کام میں جو کوشش کرتا ہے آگے قول مولانا کا ہے وہ جوان خبث باطن سے نہ لایا ایک گمان نیک دل میں ریچھ پر گمان نیک تھا شاید کہ
وہ ریچھ کا ہمنشین تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ بدگمان الخ شعر بدگمان ابلہ اور نا اہل تھا اور شقاوت سے مطیع جہل کا تھا اصل بد
اور خود رائے اور بدکردار تھا گمراہ اور اندھا اور مغرور خوار تھا ریچھ کو چاہا اور صاحب کمال کو چھوڑا اور سیاہ اور خراب حاصل اور خیال
ناقص تھا خری سے ایک عاقل کو بُرا اور ریچھ کو اہل وفا جانا یعنی بندہ نفس کے کاملوں کو بُرا جانتے ہیں اور اُن کی اطاعت سے رو گردان
ہو کر نفس پرستوں کے مطیع رہتے ہیں جیسے موسیٰ نے گوسالہ پرست سے کہا چنانچہ ان کا قصہ مثال کے طور پر آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲
۳ بولے موسیٰ الخ شعر یہ موسیٰ نے ایک خیال اندیش سے کہا کہ اس اندیشۂ بد سے تو گمراہ ہے سو تجھکو گمان میری نبوت میں ہے
باوجود ایسی دلیل و خلق کے کہ صدہا معجزے مجھ سے عیان دیکھے تو خیال و گمان بڑھاتا ہے اور خیال فکر سے تو تنگ ہو کر طعنے کرتا
ہے میری نبوت پر دریا سے میں نے گرد ظاہر کی تب فرعونیوں کی شر سے تم چھوٹے چالیس برس کھانا چرخ سے آیا اور پتھر سے نہر نکال کر
جاری کی میرے ہاتھ میں چوب اژدہا ہوئی و میرے دشمن پر پانی خون ہوا میرا کف دست خورشید اور عصا مار بنا اور آفتاب میرے نور
کے عکس سے روشن ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صد گمانت بود در پیغمبریم	با چنین برہان و این خلق کریم	سو گمان تجکو نبوت مین مرے	باوجود ایسی دلیل و خلق کے
صد ہزاران معجزہ دیدی ز من	صد خیالت میفزود و شک و ظن	دیکھے صدہا معجزے مجھسے عیان	ہے بڑھاتا تو خیالات گمان
از خیال و وسوسہ تنگ آمدی	طعنہ بر پیغمبریم میزدی	تنگ ہوکر تو خیال و فکر سے	طعنے کرتا ہے نبوت پر مرے
گرد از دریا بر آوردم عیان	تا رہیدید از شر فرعونیان	گرد دریا سے کری مین نے عیان	تب چھٹے فرعونیونکے شر سے یان
ز آسمان چل سال کاسہ و خوان رسید	وز دعایم جوی از سنگ دوید	خوان آیا چرخ سے چالیس سال	نہر کردی جاری پتھر سے نکال
چوب شد در دست من تر اژدہا	آب خون شد بر عدوی ناسزا	چوب ہوئی ہاتھو مین میرے اژدہا	دشمنو پر میرے پانی خون ہوا
شد عصا مار و کفم شد آفتاب	آفتاب از عکس نورم شد شہاب	لاٹھی سانپ اور کف مرا سورج بنا	مہر عکس نور سے روشن ہوا
این دو صد چندین و چندین گرم و سرد	از تو ای سرد آن توہم کم نکرد	اسقدر صدہا یہ گرم و سرد نے	وہم کچھ دل سے نہ تیرے کم کیے
بانگ زد گوسالہ از جادوئی	سجدہ کردی کہ خدای من توئی	ایک گوسالہ کی سن آواز کو	کرکے سجدہ بولا میرا رب ہی تو
آن توہمات را سیلاب برد	زیرکی باردت را خواب برد	وہ توہم تیرے بالکل بہہ گئے	وہ خیال اب خواب تیرے ہو گئے
چون نبودی بدگمان در حق او	چون نہادی سر چنان ای زشت خو	کیون نہین تو بدگمان اس سے ہوا	کیون رکھا سر اسکے آگے بس جھکا
چون خیالت نامد از تزویر او	وز فساد سحر احمق گیر او	کیون نہ آیا اسکے دھوکے کا خیال	کہ فساد سحر سے کرتا ہی چال
سامری خود کہ باشد ای مہان	کہ خدائی بر تراشد در جہان	سامری کی کیا حقیقت اے جوان	کہ تراشا اک خدا کو وہ یہان
در خدائی گاو چون یکدل شدی	وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی	کیون خدائے گاو مین اکدل ہوا	اور سب مشکل سے تو عاطل ہوا
گاو می شاید خدائی را بلاف	در رسولیم تو چون کردی خلاف	گاو لائق ہے خدائی کو بلاف	اور نبوت مین مرے تجکو خلاف
پیش گاوی سجدہ کردی از خری	گشت عقلت صید سحر سامری	گاو کو سجدہ کیا از رہ خری	عقل ہوئی تسخیر سحر سامری
چشم دزدیدی ز نور ذوالجلال	اینت جہل وافر و عین ضلال	نور حق کے سے چرالے آنکھ کو	ہے ترا یہ جہل و گمراہی سنو
شہ بر آن عقل و گزینش کہ تراست	چون تو کان جہل را کشتن سزاست	تف یقین و عقل پر جو تجکو ہے	کیونکہ کان جہل کے لائق تو ہی
گاو زرین بانگ زد آخر چہ گفت	کاحمقان را اینہمہ رغبت شگفت	گاو زرین نے یہ کیا آواز دی	احمقونکو اسپہ کیون رغبت ہوئی
زان عجب تر دیدہ از من بسے	لیک حق را کے پذیرد ہر خسے	مجھسے دیکھا بس عجائب اس سے تر	کب کرے حق کو پذیرا ہر بشر

[1] اس قدر الخ ۔ شعر اس قدر صدہا گرم و سرد نے شعر وہم دل مجھ سے وہم نہ کم کیے ایک گوسالہ کی آواز شکر سجدے کیے اور کہا کہ میرا رب ہے وہ تو ہم تیرے بالکل بہہ گئے اور وہ خیال اب تیرے خواب ہو گئے تو اس سے بدگمان کیون نہین ہوا اور کیون اس کے آگے سر جھکایا اور اسکے دھوکے کا کیون نہین خیال آیا کہ فساد سحر سے چال کرتا ہے کیا حقیقت ہے سامری کی کہ ایک خدا کو وہ یہان تراشتا ہے یعنی روح موسیٰ ہے اور سامری نفس ہے اور وجود گوسالہ ہے کہ غافل دنیا باوجود کمالات روح کی اس سے منکر ہو کر اپنے گوسالہ تن کی پرستش بسبب دھوکا دینے نفس کے کرتے ہین اور روح سے منکر رہتے ہین چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] کیون الخ شعر تو خدائے گاو مین کیون ایک دل ہوا اور سب مشکلون سے کیون معطل ہوا واسطے خدائی کے گاو لائق ہے از راہ جھوٹ کے اور نبوت مین میری تجھ کو خلاف ہے گاو کو سجدہ کیا از راہ خری کے اور عقل سحر سامری مین قید ہوئی حق کے نور سے آنکھ چرائی تیری جہل و گمراہی ہے تیرے یقین و عقل پر تف ہے کیون جہل کے کان کو تو لائق ہے گاو زرین نے فقط آواز دی احمقون کو اس پر رغبت ہو گئی اس سے زیادہ عجائب مجھ سے دیکھے کب حق کو قبول کرتا ہے ہر ایک بشر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

باطلان را چه رباید باطلی عاطلان را چه خوش آید عاطلی
باطلون کو کون کھینچے باطلی[۱] عاطلون کو کیا خوش آئے عاطلی

زانکه هر جنسی رباید جنس خود گاو سوی شیر نر کی رو نهد
کیونکر کھینچے جنس کو بس جنس ہی گاؤ کب جاتا ہی جانب شیر کے

گرگ بر یوسف کجا عشق آورد جز مگر از مکر تا او را خورد
گرگ بس یوسف پہ کیونکر عشق لائے پر سوائے مکر تا کہ اُسکو کھائے

چون ز گرگی وارهد محرم شود چون سگ کهف از بنی آدم شود
گرگ پن سے جو چھٹے محرم بنے جون سگ کہف اک بنی آدم بنے

چون محمد را ابوبکر نکو دید صدقش گفت هذا صادقوا
دیکھا جو بوبکر نے صدق نکو مصطفی کا بولا ھذا صادقوا

چون ابوبکر از محمد برد بو گفت هذا لیس وجه کاذبوا
پائی جو بوبکر نے احمد سے بو بولا ھذا لیس وجہ کاذبوا

چون نبد بوجهل از اصحاب درد دید صد شق القمر باور نکرد
جو نہ تھا بوجہل اہل درد سے کب یقین شق القمر پر ہو اُسے

دردمندی کش ز بام افتاد طشت زو نهان کردیم حق پنهان نگشت
دردمند ایسا کہ وہ ظاہر ہوا حق چھپایا ہمنے لیکن کھل گیا

وانکه او جاهل بد از دردش بعید چند بنمودیم داد او را ندید
اور وہ جاہل کہ درد اُسکو نہ تھا جسقدر دکھلایا نے اُسکو دکھا

آئینهٔ دل صاف باید تا درو وا شناسی صورت زشت از نکو
آئینہ ہو صاف دل کا جسمین تا صورت بد نیک سے جانے جدا

ترک کردن آن مرد ناصح پند آن مغرور خرس را
ترک کرنا اُس مرد ناصح کا نصیحت کو اُس مغرور ریچھ سے

آن مسلمان ترک آن ابله گرفت زیر لب لاحول گویان ره گرفت
ترک ابلہ کو مسلمان نے کیا[۲] زیر لب لاحول کہتا چلدیا

گفت چون از جد و پند و از جدال در دل او بیش میزاید خیال
بولا میری جد و کوشش پند سے بس خیال اُسکے بہت دلمین بسے

پس ره پند و نصیحت بسته شد امر اعرض عنهم پیوسته شد
راستہ پند و نصیحت کا رُکا امر اعرض عنهم وارد ہوا

چون دوایت می فزاید درد پس قصه بر طالب بگو بر خوان عبس
ہو دوا سے جسکو افزون درد بس قصہ طالب سے کہو اور پڑھ عبس

چونکه اعمی طالب حق آمده است بهر فقر او نشاید سینه خست
حق کا طالب[۳] ایک اندھا آیا جو فقر کی خاطر نہ دل خستہ کرو

۱ باطلون کو الخ یہ شعر باطلون کو کون کھینچے باطل کیونکہ جنس کو جنس کھینچتی ہے اور کب گاؤ شیر کی طرف جاتا ہے گرگ کیونکر یوسف پر عشق لائے لیکن سوائے مکر کے کہ اسکو کھائے گرگ پن سے چھٹے اور محرم بنے مانند سگ کہف کے ایک بنی آدم بنے آگے مثال ہے دیکھا جو ابوبکر نے احمد سے جو سچائی تو کہا یہ نہیں ہے منہ جھوٹ کہنے والا جو ابوجہل اہل درد سے نہ تھا کب شق القمر پر یقین اُسے ہوا ایسا دردمند کہ وہ ظاہر ہوا ہمنے حق تو چھپایا لیکن ظاہر ہوگیا اور وہ جاہل کہ اُسکو درد نہ تھا جس قدر اُسکو دکھلایا مگر نہ دیکھا آئینہ صاف دل کا ہو کہ اُس مین صورت بد نیک سے جدا جانے یعنے جس کو حقیقت روح کی کھل گئی وہ اس کی طرف مثل ابوبکر صدیق کے راغب ہوا اور جس کو نہ کھلی وہ مانند ابوجہل کے منکر ہوا ایس درد دل مین چاہیے کہ روح و نفس مین اُسکا فرق معلوم ہو نہ مثل مرد مغرور ریچھ کے دربلا گرفتار ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ ترک ابلہ الخ یہ شعر اس مسلمان نے مرد ابلہ کو چھوڑا جو زیر لب لاحول کہتا چلدیا اور کہا کہ میری بحث و کوشش و نصیحت سے اسکے دلمین بہت خیال پیدا ہوئے راستہ پند و نصیحت کا بند ہوا اور حکم وارد ہوا کہ روگردانی کرو تم اُن سے جکو دوا سے درد زیادہ ہو پس قصہ طالب سے کہو اور پڑھ عبس و تولی یعنی ترش رو کیا اپنے کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اور منہ پھیرا قصہ اُس کا یہ ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت صنادید قریش مین مشغول تھے کہ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے آئے و عرض کی یا رسول اللہ مجھے تعلیم کرو جو کچھ تعلیم کی اللہ نے تم کو پس حضرت اُنکے ادھر متوجہ ہونے سے ترشرو ہوئے کہ عبد اللہ باہر مایوس ہو کر چلے گئے کہ آیت مذکور حضور پر نازل ہوئی از بحر العلوم چنانچہ مولانا اسی قصہ کو آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ حق کا طالب الخ یہ شعر ایک نابینا حق کا طالب جو آیا واسطے فقر کے اسکو دل خستہ نہ کر تجھکو امرائے قریش کا خیال ہے تاکہ علم مجھ سے سیکھین اہل قال ای احمد تو نے جانا کہ تم شاہ ہونگے سنکر خوش ہو کر شاید سردار ہوئے ہین کے اور خوش رہین کہ عرب کے سردار ہین تاکہ یہ شہرت ہو بجائے بصرہ و تبوک کو کیونکہ آدمی اوپر دین بادشاہ اپنے کے ہوتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع روگردانی کرو اُن سے ۱۲

تو حریصی بر رشاد مهتران تا بیاموزند علم از سروران
احمدا دیدی که قومی از ملوک مستمع گشتند گشتے خوش که بوک
این رئیسان یار دین گردند خوش بر عرب اینها سرند و بر حبش
بگذرد این صیت از بصره و تبوک زانکه الناس علی دین الملوک[۳]
زین سبب تو از ضریر مهتدی رو بگردانیدی و تنگ آمدی
کاندرین فرصت کم افتد این مناخ تو ز یارانی و وقت تو فراخ
مزدحم میکردیم در وقت تنگ این نصیحت میکنم نے خشم و جنگ
احمدا نزد خدا این یک ضریر بهتر از صد قیصرست و صد وزیر
یاد الناس معادن هین بیار معدنی باشد فزون از صد هزار
معدن لعل و عقیق مکتبس بهترست از صد هزاران کان مس
احمدا اینجا ندارد مال سود سینه باید پر ز عشق و درد و دود
اعمی روشن دل آمد در مبند پند او را ده که حق اوست پند
گر دو سه ابله ترا منکر شوند تلخ کے گردی چو هستی کان قند
گر دو سه احمق ترا تهمت نهند حق برای تو گواهی میدهد
گفت از اقرار عالم فارغم آنکه حق باشد گواه او را چه غم
گر خفاشی را ز خورشیدی خوریست آن دلیل آمد که او خورشید نیست
نفرت خفاشگان باشد دلیل که منم خورشید تابان جلیل

تجکو ہی امرا کی تسکین کا خیال تا کہ سیکھین علم تجھ سے اہل قال
جانا تو نے احمدا قوم شہان خوش ہوئے سنکر کہ شاید سروران
یار ہو دین کے اور خوش ہین کہ عرب کے سرور و سرور زمین
پہونچے یہ آواز با بصرہ تبوک کیونکہ الناس علی دین الملوک[۳]
اس سبب[۱] تجھ سے وہ اندھا ملتجی پھر گیا بس تنگ ہو کر منہ ابھی
ایسا موقع کم یہ فرصت مین پڑے تو ہی یار اور وقت تیرے مین بڑے
ہے ہجوم اب مجھ پر اندر وقت تنگ پند کرتا ہون نہین مین خشم و جنگ
احمدا اندھا یہ ہے پیش خدا سو وزیر اور بادشاہون سے بڑا
یاد الناس معادن کو تو کر معدنی ہوتا ہے بہتر سب سے زر
لعل اور یاقوت کی بہتر ہے کان بس ہزاران کان مس سے رکھ تو کان
احمدا[۲] کھتا نہین یان مال سود چاہیے سینہ مین عشق درد و دود
آیا روشن دل ہے اندھا دردمند پند کر اسکو کہ ہے حقدار پند
گر ہون منکر تجھ سے ابلہ خودپسند تلخ تو کب ہو کہ ہے تو کان قند
تجھ پہ تہمت ایک دو احمق رکھے حق گواہی دیوے تیرے واسطے
بولے کیا انکار عالم سے الم جسکا حق ہووے گواہ کیا اسکو غم
نفع گر خفاش نے خورشید سے ہے دلیل اسکی نہ وہ خورشید ہے
نفرت خفاشگان ہووے دلیل کہ مین ہون خورشید تابان و جلیل

[۱] اس سبب سے الخ ، شعر اس سبب سے وہ اندھا ملتجی تجھ سے پھر گیا بس تنگ ہو کر فرصت مین ایسا موقع کم پڑے تو یار ہے اور وقت تیرا بڑا ہے تنگ وقت مین اب مجھ پر ہجوم ہے مین تجھے نصیحت کرتا ہون غصہ نہین ہوتا ہون اے احمد یہ اندھا نزدیک خدا کے سو وزیر و بادشاہ سے بہتر ہے تو یاد کر کہ آدمی معدن ہے اور زر معدنی بہتر ہوتا ہے سب سے آگے مثال ہے لعل و یاقوت کی کان بہتر ہے ہزار دن کان مس سے تو کان رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] احمدا الخ ، شعر اے احمد یہان مال فائدہ نہین رکھتا ہے سینہ مین چاہیے عشق و سوز و درد اندھا دردمند روشن دل آیا ہے اس کو نصیحت کر کہ حقدار نصیحت ہے اگر ابلہ خودپسند تجھ سے منکر ہون تو تلخ کب ہو کہ وہ کان قند ہے ایک دو احمق تجھ پر تہمت رکھے حق تیرے واسطے گواہی دیوے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا انکار عالم سے کیا الم ہے جس کا حق ہووے گواہ اس کو کیا غم ہے آگے مثال ہے اگر خفاش نفع خورشید سے لے اس کی دلیل ہے کہ وہ خورشید نہین ہے نفرت خفاش کی دلیل ہووے کہ مین خورشید تابان ہون دلیل دن کی یعنے حضرت نے فرمایا کہ انکار عالم سے مجھے رنج نہین ہے کیونکہ جس خورشید سے خفاش کو نفع ہو وہ خورشید نہین بلکہ وہ خورشید ہے کہ جس سے خفاش کو نفرت ہو پس منکرون کا انکار میرے واسطے بہتر ہے چنانچہ اس کی مثال دوسری آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] آدمی اوپر دین بادشاہ اپنے کے ہین ۱۲

گر گلابے را جعل راغب شود ‏— آن دلیل ناگلابے می بود
گر شود قلبے خریدار محک ‏— در محکے اش در آید نقص و شک
دزد شب خواہد نہ روز این بدان ‏— شب نیم روزم کہ تابم در جہان
فارقم فاروقم غربیل وار ‏— تا کہ کاہ از من نمی یابد گذار
آرد را پیدا کنم من از سبوس ‏— تا نمایم این نقوش آن نقوس
من چو میزان خدایم در جہان ‏— وا نمایم ہر سبک را از گران
گاؤ را داند خدا گوسالۂ ‏— خر خریدارے و در خور کالۂ
من نہ گاؤم تا کہ گوسالہ ام خرد ‏— من نہ خارم کاشترے از من چرد
او گمان دارد کہ بر من جلہ کرد ‏— بلکہ از آئینہ من روفت گرد

کیڑا گوبر کا اگر چاہے گلاب ‏— ہے دلیل اُسکی نہ وہ خود ہے گلاب
کھوٹا نہ رچاہے کسوٹی کو اگر ‏— ہے کسوٹی پن میں نقصان و ضرر
چور شب چاہے نہ دن تو اسکو جان ‏— شب نہیں میں تن ہون چمکاؤں جہان
فرق میں کرتا ہون چلنی کی مثال ‏— بھوسی تا آٹے سے دیتا ہون نکال
کردون آٹے کو میں بھوسی سے عیان ‏— تا دکھاؤں نفس اور نقش جہان
میں جہان میں ہون جو میزان خدا ‏— میں کرون ہلکے کو بھاری سے جدا
جانتا گوسالہ رب ہے گاؤ کو ‏— خر کو جانے جو خریدار اُسکا ہو
میں نہیں ہون گاؤ تا گوسالہ لے ‏— خار نے ہون اونٹ تا مجکو چرے
وہ گمان رکھے ستم مجھ پر کیا ‏— بلکہ آئینہ کیا میرا صفا

تعلق دیوانہ با جالینوس و وہم کردن جالینوس

تعلق کرنا دیوانہ کا جالینوس سے اور وہم کرنا جالینوس کا

گفت جالینوس با اصحاب خود ‏— مر مرا تا آن فلان دارو دہید
پس بدو گفت آن یکے کاے ذو فنون ‏— این دوا خواہند از بہر جنون
دور از عقل تو این دیگر مگو ‏— گفت در من کرد یک دیوانہ رو
ساعتے در روے من خوش بنگرید ‏— چشم کم زد آستین من بر درید
گر نہ جنسیت بدی در من ازو ‏— کے رخ آوردے بمن آن زشت رو

بولا جالینوس اپنے یار سے ‏— وہ دوا لا جلد اور تو مجکو دے
ایک نے اس سے کہا اے ذو فنون ‏— یہ دوا ہے واسطے دفع جنون
دور تیری عقل سے مت کہہ یہ تو ‏— بولا اک دیوانہ آیا میرے سو
ایک ساعت اُس نے منھ دیکھا مرا ‏— آنکھ ماری آستین کو شق کیا
جنسیت اُس سے اگر مجھ میں نہ تھی ‏— کیوں توجہ میری جانب اُسنے کی

ف کیڑا الخ یہ شعر اگر کیڑا گوبر کا گلاب چاہے اسکی دلیل ہے کہ وہ خود گلاب نہیں ہے اگر کھوٹا زر کسوٹی چاہے بس کسوٹی پن میں اسکے نقصان ہے اگر چور شب چاہے دن تو اُسکو جان کہ میں شب نہیں دن ہوں کہ جہان روشن کرو نہیں فرق کرتیوالا ہوں مانند چلنی کے کہ تا بھوسی آٹے سے جدا کروں میں آٹے کو بھوسی سے ظاہر کرتا ہوں تا دکھاؤں نفس او نقش جہان کو یعنی دکھاؤں کو دین حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کو دیتا ہوں اور اچھے و برے کو جدا جدا باقی حال آگے ہے فافہم میں جہان میں ہم مثل میزان خدا ہوں میں کرتا ہوں ہلکے کو بھاری سے جدا آگے مثال ہے گوسالہ رب جانتا ہے گاؤ کو خر وہ جانے جو خریدار خر کا ہو میں گاؤ نہیں تا کہ گوسالہ مجھے لے میں خار نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے وہ گمان رکھتا ہے کہ اس نے مجھ پر ستم کیا بلکہ میری آئینہ کو اُس نے صاف کیا یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں میزان ہوں دونکے بھاری کو جدا جدا کر دیتا ہوں سو واسطے ناقص مجھ سے متنفر ہیں در ناقص کو رغبت ناقص کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور مجھ پر اُسکا ستم باعث نفع ہے گو بظاہر وہ مجھ پر ستم کرتے ہیں جیسے دیوانہ جالینوس کے ساتھ تعلق کرتا تھا چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال میں بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ بولا جالینوس الخ یہ شعر جالینوس نے اپنے یار سے کہا کہ وہ دوا لا جلد مجھے دے ایک نے اُس سے کہا اے دانا یہ دوا واسطے دفع جنون کے ہے دور تیری عقل سے یہ تو مت کہہ کر ایک دیوانہ میری طرف آیا ایک ساعت اُس نے میرا منھ دیکھا آنکھ ماری اور میری آستین پھاڑی باقی حال آگے ہے فافہم جنسیت الخ یہ شعر اگر جنسیت مجھ میں اس میں نہ تھی کیونکر توجہ اس نے میری طرف کی اگر مجکو جنس نہ پاتا وہ کب آتا و غیر جنس اپنے سے کب کوئی ملتا ہے آگے مثال ہے جو کہ دو شخص باہم ملیں بے شبہہ اُن کے درمیان قدر اشتراک ہوتا ہے مرغ بغیر جنس اپنے کب اُڑے صحبت ناجنس کی گور کی مانند ہے یعنے جالینوس نے دیوانہ کے لپٹنے سے خود کو دیوانہ جانا کہ بغیر جنسیت کے کوئی کسی سے کب مشترک ہوتا ہے چنانچہ اس کی مثال میں قصہ زاغ و لکلک کا آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

گر ہمے جنس خود رکے آمدے ۔ کے بغیر جنس خود را برزدے
چون دو کس بر ہم زنند بے ہیچ شک ۔ درمیان شان ہست قدر مشترک
کے پرد مرغے بجز با جنس خود ۔ صحبت ناجنس گور ست و لحد

آتا کب گر جنس نے پایا مجھے ۔ غیر جنس اپنے سے کوئی کب ملے
جو کہ دو باہم ملین بے شبہ و شک ۔ درمیان اُنکے ہی قدر مشترک
مرغ کب بے جنس اپنے کے اڑے ۔ صحبت ناجنس مثل گور کے

سبب پریدن و چریدن مرغے کہ مرغ دیگر ہمجنس او نہ بود

سبب اُڑنے و چرنے ایک مرغ کا ساتھ اُس مرغ کے کہ وہ ہمجنس اس کا نہ تھا

آن حکیمے گفت دیدم در تگے ۔ در بیابان زاغ را در لکلکے
در عجب ماندم بجستم حال شان ۔ تا چہ قدر مشترک یابم نشان
چون شدم نزدیک حیران و دنگ ۔ خود بدیدم ہر دو آن بودند لنگ
خاصہ شہبازی کہ او عرشی بود ۔ با یکے جغدے کہ او فرشی بود
آن یکے خورشید علیین بود ۔ وین یکے کرمے کہ بر سرگین بود
آن یکے یوسف رخی عیسیٰ نفس ۔ وین دگر کرمے و یا خر یا خرس
آن یکے پران شدہ در لامکان ۔ وین یکے در کاہدان ہمچون سگان
آن یکے سلطان عالی مرتبت ۔ وین یکے در گلخنے در تعزیت
آن یکے خلقے ز اکرامش خجل ۔ وین دگر از بینوائی منفعل
آن یکے سرور شدہ ز اہل زمن ۔ وین دگر در خاکساری بس نہان
بلبلان را جائے می زیبد چمن ۔ مر جعل را در چمین خوشتر وطن
با زبان معنوی گل با جعل ۔ این ہمی گوید کہ اے گندہ بغل
گر گریزانی ز گلشن بے گمان ۔ ہست آن نفرت کمال گلستان

وہ حکیم اب بولا دیکھا مین نے ہے ۔ ساتھ تھی جنگل مین لکلک زاغ کے
ہو کے حیران ڈھونڈھا انکے حال کو ۔ انکی تا شرکت کا سبب معلوم ہو
جو گیا نزدیک مین حیران ہان ۔ دیکھا لنگڑا مین نے دونو کو عیان
خاص وہ شہباز کہ عرشی ہو وہ ۔ ساتھ اک الو کے جو فرشی ہو وہ
ایک وہ خورشید علیین کا ہو ۔ ایک یہ کیڑا کہ بس سرگین کا ہو
ایک وہ یوسف رخ و عیسیٰ نفس ۔ ایک یہ کیڑا و یا خر یا خرس
ایک وہ کرتا ہے سیر لامکان ۔ ایک یہ گھورے پہ ہی مثل سگان
ایک وہ سلطان عالی مرتبا ۔ ایک یہ گلخن مین با حال تبا
ایک وہ بخشش سے خلق اسکی خجل ۔ ایک یہ افلاس سے ہی منفعل
ایک وہ ہے سرور اہل زمان ۔ ایک یہ ہے گرد خواری مین نہان
بلبلون کو زیب دیتا ہے چمن ۔ آئے خوش کیڑون کو گوبر کا وطن
پھول کیڑون کو زبان حال سے ۔ یہ کہے کہ اے نجاست کے بھرے
تو اگر گلشن سے بھاگے بیگمان ۔ وہ تنفر ہے کمال گلستان

سلہ وہ حکیم الخ یہ شعر اس حکیم نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے جنگل مین ساتھ زاغ کے لک لک تھی حیران ہو کر ان کے حال کو ڈھونڈھا تاکہ انکی شرکت مجھے معلوم ہو جب کہ مین حیران انکے نزدیک گیا مین نے لنگڑا ان دونون کو ظاہرا دیکھا آگے حقائق اس کے ہین خاص کر وہ شہباز کہ عرشی ہو ساتھ ایک الو کے جو فرشی ہو یعنی روح کا ساتھ نفس امارہ کے شریک ہونا اس پیرایہ مین مولانا فرماتے ہین ایک کہ خورشید علیین کا ہو ایک کیڑا گوبر کا ایک وہ کہ یوسف و عیسیٰ نفس ہو ایک یہ کیڑا یا خر یا خرس ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک وہ کہ الخ یہ شعر ایک وہ کہ کرتا ہے سیر لامکان کی ایک یہ گلخن پر با حال تباہ ہے ایک وہ کہ سلطان عالی مرتبہ ہے ایک یہ ہے کہ بخشش سے اس کی خلق خجل ہے ایک یہ کہ افلاس سے خجل ہے ایک وہ کہ سردار ہے اہل زمانہ کا ایک یہ کہ گرد خواری مین پوشیدہ ہے چمن بلبلون کو زیب دیتا ہے اور کیڑون کو وطن گوبر کا خوش آتا ہے کیڑے کو زبان حال سے گل یہ کہے کہ اے نجاست کے بھرے اگر تو گلشن سے بیگمان بھاگے وہ تیرا تنفر کمال گلستان کا ہے یعنی نفس کو روح سے نفرت نقصان روح ہے اور نفس کا متنفر ہونا کمال روح ہے چنانچہ عارفون کا نفس ان کی روح سے بیزار رہتا ہے اور جس کا نفس روح سے خوش ہو جان لو کہ روح اسکی ناقص ہے باقی آئندہ حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

غیرت من بر سر تو دور باش	میزند کاے خس ازین رہ دور باش	[1] میری غیرت مارے چوب دور باش	سر پہ تیرے کہ ہو دور اے بدمعاش
ور بیائی سوی تو با من اے دنی	این گمان آید کہ از کان منی	اور اگر مجھ سے ملے تو آن کے	یہ گمان ہو کہ مرا ہم جنس ہے
گر درآمیزد ز نقصان من است	زانکہ پندارند کہ زان من است	گر ملے تو تجھ سے ہی نقصان مرا	کیونکہ جانے ملک تو میرا ہوا
گرد درآمیزد یمین آن زہرناک	موش در دریا شود ماہی و خاک	مجھ سے گر آکر ملے وہ زہرناک	موش ہو دریا ہووے او مچھلی و خاک
حق مرا چون از پلیدی پاک داشت	چون سزد بر من پلیدی را گماشت	پاک حق نے جو پلیدی سے کیا	پس پلیدی کیسی مجھ پر ہو روا
یک رگم ز ایشان بد و آن را برید	در من آن بد رگ کجا خواہد رسید	مجھ میں اک رگ انکی تھی وہ کاٹ دی	کیسے بد رگ مجھ میں اب وہ آئیگی
یک نشان آدم آن بود از ازل	کہ ملایک سر نہندش از محل	[2] اک نشان آدم کا تھا وہ جان لے	کہ فرشتے سجدہ کرتے تھے اُسے
یک نشان دیگر آن کہ آن بلیس	ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس	اک نشان تھا اور وہ کہ وہ بلیس	نے کیا سجدہ کہ میں ہی ہوں رئیس
پس اگر ابلیس ہم ساجد شدی	او نبودے آدم او غیرے بود	کرتا اگر ابلیس بھی سجدہ اُسے	وہ نہ آدم ہوتا ہوتا غیر سے
ہم سجود ہر ملک میزان اوست	ہم جحود آن عدو برہان اوست	اُسکے ہر سجدہ ملک میزان ہے	اُسکی انکار عدو برہان ہے
ہم گواہ اوست اقرار ملک	ہم گواہ اوست کفران سگک	ہم گواہ اُسکا ہے اقرار ملک	ہم گواہ اُسکا ہے اُس کافر کا شک
این سخن پایان ندارد باز گرد	تا چہ کرد آن خرس با آن شیر مرد	ٹوٹ تو بے انتہا یہ بات ہے	کیا کیا پھر مرد سے اُس ریچھ نے

تتمہ قصہ آن مرد مغرور بر وفاے خرس

باقی قصہ اُس مرد کا مغرور اوپر وفا ریچھ کے تھا

شخص خفتہ و خرس میراندش مگس	وز ستیز آمد مگس زو باز پس	[3] مرد سویا ریچھ جھلتا مکھیاں	ضد سے مکھی بار بار آتی وہاں
چند بارش راند از روے جوان	آن مگس پس باز می آید دوان	چند بار اُسکو اُڑایا ریچھ نے	پھر وہ منہ پر آکے بیٹھی مرد کے

[1] میری غیرت الخ شعر میری غیرت چوب دور باش مارے تیرے سر پر کہ اے بدمعاش تو دور رہو اور اگر تو مجھ سے آن کر ملے یہ گمان ہو کہ میرا ہم جنس ہے اگر مجھ سے آن کر ملے نقصان ہے کیونکہ جانے تو کہ میرا ملک ہوا اگر مجھ سے ملے وہ زہرناک موش دو دریا ہووے اور مچھلی و خاک حق نے پاک جو پلیدی سے کیا پس پلیدی مجھ پر کیسے روا ہو مجھ میں اک رگ اُن کی تھی وہ کاٹ ڈالی بد رگ اب کیسے مجھ میں آملے گی یعنے روح کہتی ہے کہ اگر نفس مجھ سے آکے ملے اُسکو نقصان ہے جیسے موش کو آب میں اور مچھلی کو خاک میں اور جو مجھ میں اشتراک نفس سے ایک رگ پلیدی دنیا کی تھی وہ میں نے کاٹ ڈالی کہ تا مجھ میں نہ آسکے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] اک نشان الخ شعر اک نشان وہ آدم کا تھا تو جان لے کہ فرشتے اُسے سجدہ کرتے تھے ایک نشان اور وہ تھا کہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا کہ میں خود رئیس ہوں یعنی آدم میں ایک نشان عقل کا تھا کہ اُس جنسیت سے فرشتوں نے اُنھیں سجدہ کیا اور دوسرا نشان یہ کہ خودی نہ رکھتے تھے کہ اس سبب شیطان متنفر ہوا اگر ابلیس بھی سجدہ کرتا آدم نہ ہوتا غیر سے ہوتا ہر ایک سجدہ ملک میزان اُسکی ہے انکار عدو برہان اُس کی ہے اقرار ملک کا بھی گواہ اُسکا ہے پھر رشک کا بھی گواہ اسکا ہے تو لوٹ یہ باب بے انتہا ہے کہہ کہ کیا کیا اُس مرد سے ریچھ نے یعنی جس روح میں جنسیت نفس امارہ کی ہے نفس اُس سے رغبت رکھتا ہے اور جس میں نہیں ہے نفس اُس سے بیزار ہے پس شیر مرد کا ریچھ سے ملنا خالی جنسیت سے نہیں چنانچہ باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] مرد سویا الخ شعر مرد سویا اور ریچھ مکھیاں جھلتا تھا اور ضد سے مکھی بار بار آتی تھی ریچھ نے چند بار اُسکو اُڑایا پھر وہ منہ پر مرد کے آکر بیٹھی ریچھ بھی بغصہ ہو کر گیا اور کوہ پہ سے ایک پتھر اُٹھا کر لایا پس مکھی وہاں بیٹھی ہی تھی کہ منہ پر اُس خفتہ کے مکان رکھتی ہے اُس پتھر کو بھی پر اُٹھا کر مارا کہ مکھی اُسمیں فنا ہو پتھر نے منہ کو پارہ پارہ کر دیا اُس مثل کو عالم میں مشہور کیا یعنی دوستی احمق کی وبال جان ہے آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ –

خشمگین شد با مگس خرس و برفت / بر گرفت از کوه سنگے سخت زفت
سنگ آورد و مگس را دید باز / بر رخ خفتہ گرفتہ جاے ساز
بر گرفت آن آسیا سنگ و بزد / بر مگس تا آن مگس واپس خزد
سنگ روے خفتہ را خشخاش کرد / وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد
مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین / کین او مہر است مہر اوست کین
عہد او سستست ویران و ضعیف / گفت او زفت و وفاے او نحیف
گر خورد سوگند ہم باور مکن / بشکند سوگند مرد کژ سخن
چونکہ بے سوگند گفتش بد دروغ / تو میفت از مکر سوگندش بدوغ
نفس او میرست و عقل او اسیر / صد ہزاران مصحفش خود خورده گیر
چونکہ بے سوگند پیمان بشکند / گر خورد سوگند او بدتر کند
زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازان / کہ کنی بندش بہ زنجیر گران
چون اسیری بند بر حاکم نہد / حاکم آن را بر درد بیرون جہد
بر سرش کوبد ز خشم آن بند را / میزند بر روے او سوگند را
تو ز اوفوا بالعقودش دست شو / احفظوا ایمانکم با او مگو
ہر کہ او گوید بہ نزد ما دروغ / در نگیرد گفت سوگندش فروغ
وانکہ اندر عہد ہا کہ می کند / تن کند چون تار و گرد او تند

غصہ ہو کر ریچھ مکھی پر گیا / کوہ پر سے لایا پتھر وہ اُٹھا
لا پتھر دیکھی مکھی پھر وہان / منہ پر اُس خفتہ کے تھی رکھتی مکان
مارا اُس پتھر کو مکھی پر اُٹھا / تا کہ مکھی اُسکے اندر ہو فنا
پارہ پارہ منہ کو پتھر نے کیا / اُس مثل کو فاش عالم پے کیا
مہر ابلہ ریچھ اک ہے یقین / کینہ اُسکا مہر و مہر اُسکی ہے کین
عہد اُس کا سست ہے اور ہے ضعیف / ہے قوی قول اور وفا اُسکی نحیف
گر قسم کھائے تو مت کر اعتبار / لاف گو توڑے قسم کو ایکبار
بے قسم اُس نے کہا جو جھوٹ تھا / تو قسم سُن کر نہ دے سر پر بلا
نفس اُسکا حاکم عقل اُسکی اسیر / سیکڑوں قرآن وہ کھائے ہی شریر
بے قسم کھائے وہ پیمان توڑ دے / گر قسم کھائے تو وہ بدتر کرے
کیونکہ نفس اُس سے زیادہ ہو خفا / بند بھاری مین اُسے رکھے بھلا
جیسے قیدی قید حاکم پر رکھے / حاکم اُسکو توڑے اور جلدی چھٹے
سر پہ مارے خشم سے اُس بند کو / مارے منہ پہ اُسکے وہ سوگند کو
ہاتھ اوفوا بالعقودش سے تو دھو / احفظوا ایمانکم کو مت کہو
جو وہ کہتا ہے مین جاتا ہون دروغ / کس طرح اُسکی قسم پائے فروغ
جانے وہ کہ عہد کرتا کس سے ہے / تار سا تن کو کرے اُس پر سے تنے

یعنی احمق کی محبت ریچھ کی ہے اور کینہ اُس کا محبت اور محبت اُس کی کینہ ہے اقرار اُس کا سُست و ضعیف ہے قول قوی اور وفا اس کی نحیف ہے اگر وہ قسم کھائے تو اُس کا اعتبار نہ کر خلاف گو قسم کو ایک بار توڑے بے قسم اُس نے جو جھوٹ کہا تھا تو مکرر قسم سے بلا مین مت پڑ کیونکہ نفس اُس کا حاکم اور عقل اُس کی اسیر ہے سیکڑون قرآن سر پر اُٹھا تاہے یعنی قسم کھائے گے وہ پیمان توڑتا ہے اگر قسم کھائے تو بدتر کرتا ہے کیونکہ اُس سے زیادہ خفا ہووے اور بھاری قید مین اُسے پھانسے یعنے احمق کا فعل ریچھ کا ہے کہ جو عہد کرتا ہے توڑتا ہے کیونکہ اُس کا نفس طالب ہے اگر قسم کھا کر بدعہدی کرے تو اور رسوا بڑا کرے پس بدعہد کی قسم کا کیا اعتبار ہے اگر قسم کھا کر وہ عہد کرے تو نفس اُس کو زیادہ قید مین پھنسائے چنانچہ اس کی مثال آگے ہے تا فہم ۱۲ منہ جیسے اگلے شعر جیسے ایک قیدی حاکم پر قید رکھے اور حاکم اُس قید کو جلد توڑ ڈالے اور اُس قید کو اُس کے سر پر مارے اسی طرح اسی طرح نفس اُس قسم کو اُس کے منہ پر مارے اور کہے کہ چھوڑ اوفوا بالعقود کو یعنی وفا کرو تم عہد کی اور مت کہو احفظوا ایمانکم کو یعنی نگاہ رکھو تم قسمون کو اپنی جو وہ احمق کہتا ہے مین دروغ جانتا ہون اسکی قسم پھر کس طرح فروغ پائے لیکن یہ بات وہ شخص جانتا ہے کہ عہد کس سے کرتا ہے اور تار کے مانند اپنا جسم اُس پر تنتا ہے یعنے عارف کو چاہیے کہ جو مرشد سے عہد کرے تو اس سے ایفائے عہد مین کوشش کرے اور خود کو ریاضت سے مانند تار کے کرے لیکن بدعہدی نہ کرے کہ آفت و وبال اُس کا نہ آئے جیسے ایک اصحاب نبی سبب گستاخی کے آفت بیماری میں پڑا اور حضور نے اسکی عیادت کو جا کر اُس بلا سے نجات دی چنانچہ وہ قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین۔

رفتن رسول خدا بعیادت صحابی رنجور و فائدۂ آن

از صحابه خواجهٔ بیمار شد / واندر آن بیماری او چون تار شد

مصطفیٰ آمد عیادت سوی او / چون همه لطف و کرم بد خوی او

در عیادت رفتن تو فائده است / فائده آن باز با تو عائده است

فائده اول که آن شخص علیل / بو که قطبی باشد و شاه جلیل

چون تو چشم دل نداری ای عنود / که نمیدانی تو هیزم را ز عود

چونکه گنجی هست در عالم مرنج / هیچ ویران را مدان خالی ز گنج

قصد هر درویش میکن از گزاف / چون نشان یابی بجد میکن طواف

چون ترا آن چشم باطن مین نبود / گنج می پندار اندر هر وجود

ور نباشد قطب یار ره بود / شه نباشد فارس اسپه بود

پس صله یاران ره لازم شمار / هر که باشد گر پیاده در سوار

ور عدو باشد هم این احسان نکوست / که باحسان بس عدو گشتست دوست

ور نگردد دوست کینش کم شود / زانکه احسان کینه را مرهم شود

بس فوائد هست غیر این ولیک / از درازی خائفم ای یار نیک

حاصل این آمد که یار جمع باش / همچو بت گر از حجر یارے تراش

جانا حضرت رسول خدا کا واسطے عیادت بیمار صحابی کے اور فائدہ اُس کا

اک[۱] ہوئے بیمار اصحاب نبیؐ / تن ہوا مانند تار اُن کا سبھی

مصطفیٰ اُنکی عیادت کو گئے / جو کہ تھا لطف و کرم عادت سے

بس عیادت مین ہے تجکو فائدہ / فائدہ تجھپر پھرے ہے قاعدہ

فائدہ اول کہ وہ شخص علیل / ہووے شاید قطب اور شاہ جلیل

جو نہین تو چشم باطن کور رکھے / کہ نہین جانے تو لکڑی عود سے

گنج ہے عالم مین کچھ مت کر تو رنج / رکھتا ہی ہر ایک بس ویرانہ گنج

ڈھونڈھ ہر درویش کو تو جابجا / جب پتا پاوے تو کوشش کر کے جا

چشم باطن مین نہین ہی جو تجھے / جان تو ہر جسم مین اک گنج ہے

گرنہ[۲] ہووے قطب وہ کا یار ہووے / شہ نہووے گر تو شہ اسوار ہو

سالکان راہ سے تیار ہو / کوئی ہو پیادہ ہو یا اسوار ہو

گر ہو دشمن بھی تو یہ احسان کر / دوست ہو احسان سے دشمن بتر

گر نہووے دوست تو کینہ ہو کم / کیونکہ احسان کینہ کا مرہم اتم

فائدے اسکے سوا از بس مین لیک / طول سے ڈرتا ہون میں اے یار نیک

ہے یہ حاصل جمع کا ہو یار باش / مثل بت گر یار پتھر سے تراش

۱؎ اک ہوے الخ۔ شعر ایک اصحاب نبی بیمار ہوے اور اُن کا بدن مثل تار کے ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی عیادت کو گئے جو کہ لطف و کرم عادت سے تھا آگے اسکے حقائق ہین تجکو عیادت مین بہت فائدہ ہے اور فائدہ تجھپر پھرے یہ قاعدہ ہے فائدہ اول یہ ہی کہ وہ شخص بیمار شاید قطب بزرگ ہو تو چشم باطن نہین رکھتا ہے کہ لکڑی کو عود سے نہین جانتا ہے کیونکہ گنج عالم مین ہے اور تو رنج مت کر کہ ہر ایک ویرانہ گنج رکھتا ہے تو ڈھونڈھ ہر ایک درویش کو جابجا اور کوشش کر کے جا جب تو پتا پاوے جو تجھے چشم باطن مین نہین ہی ہر جسم مین تو ایک گنج جان یعنی اولیاء اللہ جسم انسانون مین پوشیدہ ہین پس تو ہر فرد بشر پر گمان اولیا کا رکھ کہ تا تجھے اولیاء اللہ سے ورنہ بسبب غفلت و بے تعظیمی کے مواخذہ گستاخی مین تو پڑے گے پس بہر کیف ساتھ ہر ایک کے بہ طریق مدارات پیش آ کہ نفع ہے چنانچہ باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۲؎ گرنہ ہووے الخ۔ شعر اگر قطب نہ ہووے راہ کا یار ہووے اگر شاہ نہووے شاہ کا پیادہ ہووے سالکان راہ سے تو ملتا رہ کوئی ہو سوار یا پیادہ ہو یعنی تو ہر ایک سے ملتا رہ خواہ وہ کامل ہو یا ناقص ہو اگر دشمن بھی ہووے تو اس سے بھی یہ احسان کر کہ وہ دوست ہووے احسان سے اگر دوست نہ ہووے تو کینہ کم ہو کیونکہ احسان مرہم ہے کینہ کا اور فائدے اس کے از بس سوا ہین لیکن مین ڈرتا ہون طول سے حاصل یہ ہے کہ تو مجمع کا یار رہ اور بت گر کے مانند پتھر کے یار تراش کیونکہ جرگ اور انبوہ قافلہ رہزنون کو بھگاتا ہے راہ سے یعنے تو مرشد کو اختیار کر کہ عوائق نفسانی و خطرات سے بچے رہو کیونکہ صحبت اولیاء صحبت حق ہے چنانچہ اس صحبت کا حال آگے قصۂ موسیٰ مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

زانکہ انبوہ ست در جمع کاروان	رہزنان را بشکند پشت و سنان	کیونکہ جرگہ اور ہجوم کاروان	رہزنوں کو کرتا ہی بس بے نشان

وحی کردن حقتعالے بموسیٰ کہ چرا بعیادت من نیامدی

وحی بھیجنا حقتعالے کا موسیٰ کو کہ کسواسطے ہماری عیادت کو نہیں آیا

آمد از حق سوے موسیٰ این عتیب	کای طلوع ماہ دیدہ تو ز جیب	سمتِ موسیٰ حق سے آیا یہ عتیب	اے طلوعِ ماہ دیکھا تو ز جیب
مشرقت کردم ز نورِ ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی	نورِ یزدان سے تجھے مشرق کیا	تو نہ آیا میں خدا بیمار تھا
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	این چہ رمز است این بکن یا رب بیان	بولا اے حق تو زیان سے پاک ہے	رمز کیا ہی تو کہدے اب مجھے
باز فرمودش کہ در رنجوریم	چون نپرسیدی تو از روے کرم	پھر کہا کہ میں ہوا بیمار تھا	پوچھنا میرا نہ کیوں تو نے کیا
گفت یا رب نیست نقصانے ترا	عقل گم شد این گرہ را برکشا	بولا یا رب تجکو کب نقصان ہے	عقل گم ہے بھید اسکا کھول دے
گفت آرے بندۂ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکش ببین	بولا سچ ہے خاص بندہ اک مرا	ہوگیا بیمار وہ میں ہی تو تھا
ہست معذوریش معذوری من	ہست رنجوریش رنجوری من	اسکی معذوری ہے معذوری مری	اسکی رنجوری ہے رنجوری مری
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	او نشیند در حضورِ اولیا	ہمنشینی چاہے جو اللہ سے	اولیا کی وہ حضوری میں رہے
از حضور اولیا گر بگسلے	تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی	گر نہ ہو تو اولیا کا ہمنشین	تو مٹے گا کیونکہ جز ہے کل نہیں
ہر کرا دیو از کریمان وا برد	بے کسش یابد سرش را او خورد	دیو لیجائے کریموں سے جسے	بیکس اسکو پاکے اور جان کی لے
یک بدست از جمع رفتن یکزمان	مکر شیطان باشد این نیکو بدان	جانا اک بالشت جرگہ سے اک آن	مکر شیطان اسکو ہوے خوب جان

جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از ہم

جدا کرنا باغبان کا صوفی و فقیہ و شریف کو آپس سے

باغبانے چون نظر در باغ کرد	دید چون دزدان بباغ خود سہ مرد	باغبان نے باغ میں جب کی نظر	دیکھے اُسنے تین چور اس جائے پر

سلہ سوے موسیٰ الخ یہ شعر موسیٰ کی جانب حق کی طرف سے یہ عتاب آیا کہ اے طلوع ماہ تو نے نور جیب سے دیکھا اور حق نے تجکو مشرق کیا میں خدا بیمار تھا اور تو بیمار پرسی کے لیے نہ آیا موسیٰ نے کہا کہ اے خدا تو زیان سے پاک ہے اس میں کیا رمز ہے تو مجھ سے کہدے پھر حق تعالے نے کہا میں بیمار ہوا تھا تو میرے پوچھنے کو کیون نہیں آیا کہا یا رب کب تجکو نقصان ہے عقل میری گم ہے اس کا بھید کھول دے حق نے کہا یہ سچ ہے میرا ایک خاص بندہ بیمار ہوگیا وہ میں ہی تو تھا اسکی معذوری میری معذوری ہے اُسکی رنجوری میری رنجوری ہے یعنی خاصان حق حق ہیں چنانچہ اس کے حقائق آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ہمنشینی الخ یہ شعر جو کوئی ہمنشینی چاہے اللہ سے وہ اولیا کی حضوری میں رہے اگر تو اولیا کا ہمنشین نہ ہو تو ہلاک ہو کیونکہ تو جز ہے کل نہیں ہے یعنی تو ابھی قطرہ ہے اور اپنے دریا میں واصل نہیں ہوا ہے پس دیو جسکو کریموں یعنی مرشد سے لے جائے اُس کو بیکس پاجا پائے اور اُس کی جان لے اور ایک بالشت جرگہ سے جانا ایک ساعت وہ مکر شیطان ہے تو خوب جان لے یعنی حضوری مرشد سے دم بھر علٰحدہ ہونا شیطان کا فریب جان کہ وہ تجکو بلا میں پھانسے گا پس اس حضوری مرشد سے مراد حضوری ظاہر یا حضوری باطن ہے کہ بعید مرشد شیطان کو نہیں چھوڑتی اور جو کوئی مرشد سے ظاہر و باطن علٰحدہ ہوا اسکو دیو نے بلا میں پھانسا جیسے ایک باغبان نے تین چوروں کو مارا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ باغبان الخ یہ شعر باغ میں جو ایک باغبان نے نظر کی تین چور اُس نے ایک جا دیکھے ایک صوفی اور ایک فقیہ و ایک شریف اور ہر ایک شوخ اور فضول اور خفیف کہا کہ ان سب سے مجکو سو حجت ہے لیکن جمع ہیں اور جمع ہمت ہے کیونکہ اب میں ان تینوں پر غالب آؤں پہلے ایک ایک نفر کو جدا کردوں جبکہ تنہائی ہو تو ہر ایک کو سزا دوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

یک فقیہ و یک شریف و صوفیی	ہر یکے شوخے فضولے یوخے	ایک صوفی ایک فقیہ اور اک شریف	تھا ہر اک شوخ و فضول و بے خفیف
گفت با انبازم اصد حجت است	لیک جمع اند و جماعت رحمت است	بولا اُن سب سے ہی ہے حجت مجھے	بلکہ ہین سب جمع جمع رحمت آئی ہی
بر نیایم یک تنہ باسہ نفر	پس ببرم شان نخست از یکدگر	کیونکر اک مین آؤن غالب تین پر	پہلے کرون مین جدا اک اک نفر
ہر یکے را من بسوے افگنم	چونکہ تنہا شان کنم سر بر کنم	مین ہر اک کو ہر طرف بھیجون جدا	جبکہ تنہا ہو تو اُسکو دون سزا
حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ	تا کند یارانش را با او تباہ	حیلہ کرکے بھیجا صوفی کو براہ	تا کرے یارونکے ساتھ اُسکے تباہ
گفت صوفی را برو سوے وثاق	یک گلیم آور براے این رفاق	بولا صوفی کو کہ جا چوپال سے	لا تو کمل ان رفیقون کے لیے
رفت صوفی گفت خلوت با دو یار	تو فقیہی وین شریف نامدار	جو گیا صوفی کہا دو یار سے	تو فقیہ اور یہ شریف اک مرد ہے
ما بفتواے تو نانے می خوریم	ما بہ پر دانش تو می پریم	ہم تیرے فتوے سے روٹی کھاتے ہین	عقل کے پر سے تیرے ہم اُڑتے ہین
وین دگر شہزادہ و سلطان ماست	سید ست از خاندان مصطفاست	دوسرا شہزادہ و سلطان مرا	اور سید خاندان مصطفیٰ
کیست آن صوفی شکمخوار خسیس	تا بود با چون شما شاہان جلیس	کون وہ صوفی ہے خوار اک بھک منگا	تاکہ ساتھی ہووے تم سے شاہ کا
چون بیاید مر ورا پنبہ کنید	ہفتہ بر باغ و راغ من تنید	جو وہ آئے اُسکے تم حامی نہ ہو	ایک ہفتہ باغ مین میرے رہو
باغ چہ بود جان من آن شماست	اے شما بودہ مرا چون چشم راست	باغ کیا یہ جان تمہاری ملک ہے	تم مجھے ہو مثل سیدھی آنکھ کے
وسوسہ کرد و مر ایشان را فریفت	آہ کز یاران نمی باید شگفت	دھوکا دیکر اُن کو مائل کرلیا	آہ یارون سے نہو تو بس جدا
چون بہ رہ کردند صوفی را و رفت	خصم شد اندر پیش با چوب زفت	بھیجا صوفی کو جو وان ور وہ گیا	باغبان نے سونٹا پیچھے سے چلا
گفت اے سگ صوفیی کو از ستیز	اندر آید باغ مردم تیز تیز	بولا اے سگ تو نہ صوفی ظلم سے	باغ مین لوگون کے آنے کس لیے
این جنیدت رہ نمود و بایزید	از کدامے شیخ و پیرت این رسید	یہ جنید و بایزید پیر سے نے	رہ بتائی یا ملی کس پیر سے
کوفت صوفی را چو تنہا یافتش	نیم کشتش کرد و سر بشکافتش	مارا صوفی کو جو وہ تنہا ملا	توڑا سر اور کردیا بس ادھ مرا
گفت صوفی آن من بگذشت لیک	اے رفیقان پاس خود دارید نیک	بولا صوفی وقت گذرا میرا پر	اے رفیقو تم رکھو اپنی خبر
مر مرا اغیار دانستید ہان	نیستم اغیار تر زین قلتبان	جانا اک اغیار تم نے اب مجھے	مین نہین ہون غیر تر اس مرد سے

[1] حیلہ کرکے الخ، شعر صوفی کو حیلہ کرکے راہ پر بھیجا تاکہ یارون کو اس کے ساتھ تباہ کرے صوفی سے کہا کہ جا چوپال مین سے کمل تو لا ان رفیقون کے لیئے جب کہ صوفی گیا دونون یار رہے تو فقیہ سے کہا کہ تو مرد شریعت ہے ہم تیرے فتوے سے روٹی کھاتے ہین اور تیری عقل کے پر سے ہم اُڑتے ہین دوسرا شہزادہ اور سلطان میرا ہے اور سید خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے صوفی کون ہے ایک خوار بھک منگا جلیس وہ تم سے شاہ کا ہووے اگر وہ آئے تم اسکے حامی مت ہو اور ایک ہفتہ باغ مین میرے تم رہو باغ کیا چیز ہے یہ جان تمہاری ملک ہے تم مجکو مانند سیدھی آنکھ کے بھاگئے باقی اس کا حال مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] دھوکا الخ، شعر اُن کو دھوکا دے کر اپنا مائل کرلیا افسوس کہ تو لپنے یارون سے جدا نہ ہو جو وہان صوفی کو بھیجا اور وہ گیا تو باغبان سونٹا لے کر پیچھے سے چلا اور کہا کہ اے سگ تو صوفی نہین ہے ظلم سے باغ مین لوگون کے آتا ہے یہ جنید اور بایزید سے تجکو راہ ملی جبکہ وہ تنہا ملا تو صوفی کو مارا اور سر توڑ اور ادھ مرا کردیا صوفی نے کہا میرا وقت گذرا لیکن اے رفیقو تم اپنی خبر رکھو تم نے مجکو ایک اغیار جانا ہین اس مرد سے اغیار سوا نہین ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آنچہ خوردم من شما را خوردنی است | ہم چنین ضرب سزا بہر دنی است
میں نے جو کھایا تمہیں کھانا پڑا | ایسا اٹھنا ہے کمینے کی سزا

رفت بر من بر شما ہم رفتنی است | آنچنین غصہ شما را خوردنی است
مجھ پہ گزرا اب گزرنا تمہیں ہے | ایسا غصہ اب تمہیں کھانا پڑے

این جہان کوہ است گفت و گوی تو | از صدا ہم باز آید سوی تو
یہ جہان ہے کوہ تیری گفتگو | جون صدا یہ پھر کے آئے تیرے سو

چون ز صوفی گشت فارغ باغبان | یک بہانہ کرد زان پس جنس آن
جو ہوا صوفی سے فارغ باغبان | پھر بہانہ اک کیا دونون سے وان

کای شریف من برو سوی وثاق | کز پی چاشت بپختیم رقاق
اے شریف اب جا طرف چوپال کے | روٹی پکی ہے تمہارے واسطے

بر در خانہ بگو قیماز را | تا بیارد آن رقاق و قاز را
در پہ جا نوکر سے میرے تم کہو | تاکہ وہ لا دیوے روٹی گوشت کو

چون بہ رہ کردش بگفت ای مرد دین | تو فقیہی ظاہر است این و یقین
جو گیا وہ تب کہا اے مرد دین | ہے تو عالم یہ ہے ظاہر او یقین

او شریفی میکند دعوی سرد | مادر او را کہ داند تا چہ کرد
ہے شریفی کے یہ لائق مدعی | اسکی ماں کا فعل کیا جانے کوئی

بر زن و بر فعل زن دل می نہید | عقل ناقص وانگہانی اعتمید
عورتون کے فعل پر تجکو یقین | عقل ناقص اعتماد اس پر کہین

خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ | بستہ است اندر زمانہ ہر غبی
خود کو اولاد علیؓ آل نبیؐ | ہر زمانے مین ہی جانے ہر غبی

ہر کہ باشد از زنا و زانیان | این برد ظن در حق ربانیان
جو کہ زانی اور زنا سے ہوتا ہے | یہ گمان رہتا یون پر کرتا ہے

ہر کہ برگردد سرش از چرخہا | ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را
جیسے چرخی پر کسی کا سر پھرے | اسطرح سے اسکا سارا گھر پھرے

آنچہ گفت آن باغبان بو الفضول | حال او بد دور از اولاد رسول
باغبان نے جو کہا از رہ فضول | حال وہ اسکا تھا نے آل رسول

گر نبودے او نتیجہ مرتدان | کے چنین گفتے برای خاندان
گر نہ ہوتا وہ نتیجہ مرتدان | ایسا کب کہتا وہ بہر خاندان

خواند افسونہا شنید آن از فقیہ | در پیش رفت آن ستمگار سفیہ
بس فقیہ نے وہ فسون اسکا سنا | وہ ستمگر اس کے پیچھے ہو لیا

سلہ یعنی الخ یہ شعر مین نے جو کھایا ہے اب تمہین کھانا پڑا ایسی مار کھانا کمینے کی سزا ہے مجھپر جو گزرا ہے تم پر گزرنا ہے ایسا غصہ اب تم کو کھانا پڑے گا آگے اسکے حقائق ہین یہ جہان کوہ ہے اور تیری گفتگو مانند صدا کے پھر کر تیری جانب آتی ہے یعنی جو دوسرے پر کریگا وہی اس پر لوٹ کر آئیگا بقول استاد چاہ کن چاہ در پیش جبکہ باغبان صوفی سے فارغ ہوا پھر ان دونون سے وہان بہانہ کیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اے شریف الخ شعر اے شریف چوپال کی طرف جاکر روٹی تمھارے کھانے کے لیے پکی ہے تو میرے دروازے پر جاکر نوکر سے کہہ کہ وہ گوشت و روٹی لادے جبکہ وہ گیا تب کہا اے مرد دین تو فقیہ ظاہر ہے اور یہ مدعی شریفی کے لائق نہین ہے اسکی ماں کا فعل کوئی کیا جانے عورتون کے فعل پر تجکو یقین ہے عقل ناقص اعتماد اس پر کہین کرتی ہے خودکو اولاد علی و آل نبی ہر زمانہ مین جانتا ہے ہر ایک غبی آگے حقائق ہین جو کوئی زانی اور زنا سے ہوتا ہے یہ گمان سب پر کرتا ہے یعنی جو شخص حرامی بچہ ہوتا ہے اہل سادات کی نسبت یہ گمان بد کرتا ہے جیسے اس باغبان نے بہ نسبت اس شریف کے تیرہ دلی سے کیا عیاذاً باللہ آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ جیسے چرخی الخ شعر جیسے کسی کا چرخے پر سر پھرے اپنے مانند گھر اسے پھرتا ہوا دیکھے باغبان نے جو از راہ فضول کے کہا وہ اس کا حال تھا آل رسول اللہ کا نہ تھا اگر وہ نتیجہ مرتدون کا نہ ہوتا ایسا کب کہتا بہ نسبت خاندان نبوی کے بس فقیہ نے وہ اس کا فسون سنا اور ستمگر وہان اس کے پیچھے گیا اور کہا اے خر بیان کون تجکو لایا چوری پیغمبر کی کیا میراث ہے شیر کا بچہ شیر کی ہمشکل ہوتا ہے تو پیغمبر سے کیا شباہت رکھتا ہے سید کے ساتھ جس نے وہ حرکت کی کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو خارجی کرتے ہین یعنی آل نبی سے اس باغبان نے دنیا کے واسطے گستاخی کی جیسے خارجی کرتے ہین پس عارف کو چاہیے کہ جو خود کو سید کہے بلا تحقیق اسکا ادب و تعظیم کرے کہ در اصل وہ تعظیم جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اگر جو شخص آسودگی حضا کے سبب سے سادات کرام کو حقیر دیکھے گا بلا شک اس کی دنیاداری خراب و برباد ہو جائے گی چنانچہ حقائق اس کے آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

گفت ای خر اندرین باغت که خواند	دزدی از پیغمبرت میراث ماند	بولا ای خر کون یان لایا تجھے	چوری پیغمبر کی کیا میراث ہے
شیر را بچه همی ماند بدو	تو به پیغمبر چه می مانی بگو	شیر کا بچہ مشابہ شیر کے	کیا پیمبر سے شباہت ہے تجھے
با شریف آن کرد آن دون زنجی	که کند با آل یسین خارجی	ساتھ سیّد کے وہ حرکت اسنے کی	آل احمد سے کرے جو خارجی
تا چه کین دارند دایم دیو و غول	چون یزید و شمر با آل رسول	کسقدر کینہ رکھے دیو پلید	آل احمد سے کہ جون شمر و یزید
شد شریف از زخم آن ظالم خراب	با فقیه او گفت با چشم پر آب	زخم ظالم سے ہوا سیّد خراب	پس فقیہ سے بولا با چشم پُر آب
پای دار اکنون که گشتی فرد و کم	چون دهل شو زخم میخور بر شکم	کہ تو اب ٹھہرا رہو تنہا ہوا	پیٹ کٹوا اپنا اب تو ڈھول سا
گر شریف و لائق همدم نیم	از چنین ظالم ترا من کم نیم	مین شریف و لائق ہمدم نہین	ایسے ظالم سے بچے مین کم نہین
مر مرا دادی بدین صاحب غرض	احمقی کردی ترا بئس العوض	جو دیا اہل غرض کو اب مجھے	احمقی کا بد عوض تجھ کو ملے
شد از و فارغ بیامد کای فقیه	چه فقیهی ای تو ننگ هر سفیه	اس سے فارغ ہو کے آیا تو کہا	ای فقیہ تو ننگ ہر بدذات کا
فتویت اینست ای برید دست	کاندر آئی و نگوئی امر هست	ای کٹے ہاتھ اب ترا فتوی یہ ہی	کہ تو اندر آئے او بے حکم کے
بو حنیفه داد این فتوی ترا	شافعی گفتست این ای ناسزا	بو حنیفہؒ نے ہی یہ فتوی دیا	شافعیؒ نے کیا یہی تجھ سے کہا
اینچنین رخصت بخواندی در وسیط	یا بدست این مسئله اندر محیط	یہ اجازت پائی ہے اندر وسیط	یا کہ ہی یہ مسئلہ اندر محیط
این بگفت و دست برجه برکشاد	دست او کین و کشش را داد داد	یہ کہا اور اُسپہ چھوڑا ہاتھ کو	دل کے کینہ سے کہا شاباش ہو
گفت حقست بزن دستت رسید	این سزای آنکه از یاران برید	بولا اب ہر ایک قدرت ہے تجھے	ہے سزا اُسکی جو یارون سے پھرے
من سزاوارم باین و صد چنین	تا چرا ببریدم از یاران یکین	مین ہون لائق اسکے اور بلکہ سوا	کیون ہوا یارون سے اپنے مین جدا
گوش کردم آن همه افسوس تو	به زخم برسر که شد ناموس تو	مکر و حیلہ سب ترا مین نے سنا	مار مجکو تاکہ دل خوش ہو ترا
زد ورا القصه بسیار و بخست	کرد بیرونش ز باغ و در ببست	مار القصہ اُسے بس خوب سا	باغ سے در بند کر خارج کیا
هر که تنها ماند از یاران خود	اینچنین آید مر او را حمله بد	اپنے یارون سے کوئی تنہا ہے	اُسکے اوپر ایسی مار آکر پڑے

ل کس قدر الخ و شعر کس قدر کینہ رکھتا ہے دیو پلید آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانند شمر و یزید کے پس اس ظالم کے زخم سے جو سید خراب ہوا تو فقیہ سے کہا با چشم پر آب کہ تو اب ٹھہرا رہو جو تو تنہا ہوا ہے پیٹ کٹوا اپنا مانند ڈھول کے مین شریف لائق ہمدمی کے نہین ہون اور ایسے ظالم سے مین تجھے کم نہین ہون جو تو نے اہل غرض کو مجھے دیا اس احمقی کا عوض تجھ کو ملے گا پس باغبان اس سے فارغ ہو کر آیا تو کہا کہ اے فقیہ تو ہر بدذات کا ننگ ہے اے دست بریدہ تیرا فتوی یہ ہے کہ تو بغیر اجازت لیے اندر آئے بو حنیفہؒ نے یہی فتوی دیا اور شافعی نے یہی تجھ سے کہا تو نے یہی اجازت پائی ہے وسیط مین یا کہ یہ مسئلہ ہے محیط مین یعنی وسیط محیط نام کتابون فقہ کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ے یہ کہا الخ و شعر یہ کہا اور اس پہ ہاتھ چھوڑا کینہ دل سے اس سے شاباش کہا کہ اب تو مار مجھے قدرت ہے اور یہ اس کی سزا ہے کہ جو یارون سے جدا ہوا ہے مین اس کے لائق ہون بلکہ سوا کے کیون یارون سے اپنے مین جدا ہوا تیرا مکر و حیلہ مین نے سنا تو مجھ کو مار تاکہ تیرا دل خوش ہووے القصہ اس کو خوب مارا اور باغ سے نکال کر دروازہ بند کر دیا آگے حقائق ہین کہ جو کوئی اپنے یارون سے تنہا ہووے اس کے اوپر ایسی گزرے یعنے خود کو یاران طریقت سے علیحدہ نہ کر اور شریک حال رکھ کہ نفس و شیطان سے تجھے امان ہووے اس واسطے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک صحابہ کرام کے شریک حال رنج و راحت مین رہتے تھے چنانچہ عبادت کا یہی نتیجہ ہے آگے حال اس کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

رجعت بہ قصہ مریض و عیادت پیغمبر علیہ السلام

این عیادت از برای این صلہ است — زین صلہ از صد محبت حاملہ است
چون عیادت رفت پیغمبر بدید — آن صحابی را کہ در نزعی رسید
چون شوی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشتۂ دور از خدا
چون نتیجہ ہجر ہمراہان غم است — کی فراق روی شاہان زین کم است
سایۂ شاہان طلب ہر دم شتاب — تا شوی زان سایہ بہتر ز آفتاب
رو بجنب اندر پناہ مقبلی — بو کہ آزادت کند صاحبدلی
گر سفر داری بدین نیت برو — ور حضر باشد ازین غافل مشو
فاختہ سان روز و شب کوکو و کو — گنج پنہانی ز درویشی بجو
در بدر میگرد د میرد کو بجو — جستجو کن جستجو کن جستجو
تا توانی ز اولیا رو بر متاب — جہد کن و اللہ اعلم بالصواب

پھرنا طرف قصہ مریض و عیادت حضرت پیغمبر علیہ السلام

ہے عیادت اس صلے کے واسطے [لہ] — سو محبت کو صلہ یہ رکھتا ہے
جب رسول حق عیادت کو گئے — اس صحابی کو جو دیکھا نزع سے
جو حضور اولیا سے تو ہو دور — درحقیقت جان خود کو حق سے دور
جو نتیجہ ہجر یاروں کا ہے غم — کب فراق روئے شاہان اس سے کم
سایۂ شہ کی طلب ہر دم رہے — تا ہو اس سایہ میں بہتر شمس سے
جا تو رہ اندر پناہ مقبلے — تا کرے آزاد صاحبدل تجھے
گر سفر کو جائے اس نیت سے جا — اور حضر مین گر رہے غفلت نہ لا
رات [لہ] دن جون فاختہ کر کو کو کو — ڈھونڈھ درویشون سے مخفی گنج کو
در بدر پھرتا رہو اور کو بکو — جستجو کر جستجو کر جستجو
اولیا سے تو نہ پھر جبتک ہو تاب — سعی کر واللہ اعلم بالصواب

رفتن بایزید بسطامی بہ کعبہ و در راہ بخدمت بزرگے رسیدن و گفتن آن بزرگ کہ کعبہ منم

جانا بایزید بسطامی کا کعبہ کو اور پہونچنا خدمت مین ایک بزرگ کے راہ مین اور کہنا اس بزرگ کا کہ مین کعبہ ہون

لہ ہے عیادت الخ، شعر عیادت ہے اس صلہ کے واسطے اور یہ صلہ سو محبت رکھتا ہے یعنی اس عیادت سے غرض شریک حال رہنا ہے جب رسول حق عیادت کو گئے تو اس صحابی کو نزع مین دیکھا آگے حقائق ہین جو اولیا کی حضوری سے تو دور ہو حقیقت مین خود کو حق سے جدا جان ے جب کہ ہجر یارون کا نتیجہ غم ہے فراق روے شاہان اس سے کم ہے یعنی ظل پیر سے وہ نور تجھ کو حاصل ہو کہ آفتاب سے تو غالب ہو جائے تو پناہ مقبولون کی میں رہ تا صاحبدل تجھے آزاد کرے اگر سفر کو تو جائے تو اس نیت سے جا اور اگر حضر ہو تو غفلت مت لا یعنی ہمیشہ تو مرشد کی خدمت میں رہ اگر سفر کرے بہ نیت تلاش صاحبدل جا اور اگر حضوری مرشد مین رہے تو غافل مت رہ چنانچہ باقی حال اس کا مولانا آگے اس کے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ لہ رات دن الخ ۲ شعر رات دن مانند فاختہ کے کو کو کر اور ڈھونڈھ گنج پوشیدہ پھرتا رہ در بدر کو بکو جستجو کر جستجو جب تک تجھ کو طاقت ہے اولیا سے مت پھر اور سعی کر اللہ خوب جانتا ہے یعنی ہمیشہ تلاش اولیاء اللہ کی کرتا رہ کہ ان کے پرتو سے ترقی مقامات سلوک و انکشاف اسرار و کشوف و عوارف ہو جیسے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش اولیاء اللہ کی کی چنانچہ ان کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

مرا طواف کن

سوے مکہ شیخ امت بایزید	از براے حج و عمرہ می دوید
او بہر شہرے کہ رفتی از نخست	او عزیزان را بکردی باز جست
گرد می گشتی کہ اندر شہر کیست	کو بر ارکان بصیرت متکی است
گفت حق اندر سفر ہر جا روی	باید اول طالب مردے شوی
قصد گنجے کن کہ این سود و زیان	در تبع آید تو آن را فرع دان
ہر کہ کارد قصد گندم باشدش	کاہ خود اندر تبع می آیدش
کہ بکاری بر نیاید گندمے	مردمے جو مردمے جو مردمے
قصد کعبہ کن چو وقت حج بود	چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود
قصد در معراج دید دوست بود	در تبع عرش و ملائک ہم نمود
سید الاعمال بالنیات گفت	نیت خیرت بسی گلہا شگفت
نیت مومن بود بہ از عمل	ہمچنین فرمود سلطان ازل

میرا طواف کر

سوے مکہ بایزید پیشوا	واسطے حج اور عمرے کے چلا
پہونچتا جس شہر مین تو پہلے وہ	دوستان حق کی کرتا جستجو
گشت کرتا کہ یہان پر کون ہی	تکیہ ارکان بصیرت پر رکھے
حق نے فرمایا سفر جس جا کرو	پہلے مرد حق کے تم طالب ہو
گنج کو تو ڈھونڈھ یہ سود و زیان	اسمین شامل ہین تو اسکو فرع جان
کھیتی بوئے اگر گندم اس سے لے	گھانس شامل اسکے تجکو خود ملے
گھانس بوے گندم اس سے کب اُگے	ڈھونڈھ مرد اور ڈھونڈھ مرد اور ڈھونڈھ
قصد کعبہ کر جو حج کا وقت ہے	جبکہ جائے مکہ دیکھ لے
قصد تھا معراج مین دیدار کا	پر ملک اور عرش مفت انکو ملا
سید الاعمال بالنیات ہے	خیر نیت سے تری بس گل کھلے
نیت مومن فزون اعمال سے	یون ہی فرمایا شہ ابرار نے

حکایت پیر و مرید

خانۂ نو ساخت روزے نو مرید	پیر آمد خانۂ او را بدید

حکایت پیر و مرید

اک مرید نو کا جو اک گھر بنا	دیکھنے کو پیر اس گھر کے گیا

لہ سوے مکہ الخ ۵ شعر جانب مکہ کے بایزید پیشوا واسطے حج کرنے و عمرے کے چلا جس شہر میں وہ پہونچتا تو پہلے دوستان حق کی جستجو کرتا اور گشت کرتا کہ یہان پر کون ہے وہان پر کون ہے جو کہ ارکان بصیرت پر رکھتا ہے یعنے اس شہر کا صاحب خدمت باطنی کون ہے آگے اس کے حقائق مین حق تعالے نے فرمایا کہ جس جا تم سفر کرو اول مرد خدا کے طالب رہو یعنی یہ حکم حق تعالے نے اگلے صحیفون مین کہا ہے قرآن مین نہین تو گنج تو تلاش کر کہ یہ سود و زیان اس مین شامل ہے اور تو اس کو فرع جان لے آگے اس کی مثال ہے تا فہم ۲؎ لہ کھیتی بوئی الخ ۲ شعر کھیتی بوئی اور گندم اس سے لیے اور اس کے شامل گھانس خود تجکو ملی اگر گھانس بوئے گندم اس سے کب اگے مرد ڈھونڈھ اور مرد ڈھونڈھ اور مرد ڈھونڈھ قصد کعبہ کا کر اگر حج کا وقت ہے جب کہ جاوے مکہ کو مفت دیکھے معراج مین قصد دیدار کا تھا لیکن فرشتے و عرش ان کو مفت دکھائی دیئے ترجمہ سردار اعمالون کی نیت ہے بہتر اعمال سے اس طرح فرمایا ہے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب حدیث شریف نیۃ المؤمن خیرٌ من عملہٖ و عمل المنافق خیرٌ من نیتہٖ یعنے نیت مومن کی بہتر ہے عمل اس کے سے و عمل منافق کا بہتر ہے نیت اس کی سے یعنے انسان کام دنیا کا کرے ساتھ نیت خیر کے تو اس مین نفع دنیا ہو وہ مضر نہین ہے چنانچہ نیت کے معاملہ مین حکایت پیر و مرید کی آگے فرماتے ہین ۲؎ فافہم لہ اک مرید الخ ۵ شعر ایک مرید نے گھر بنایا اور پیر اس گھر کے دیکھنے کو گیا اس مرید سے شیخ نے پوچھا اور امتحان اس نیک مرد سے لیا کہ یہ روزن اس مین کیسے رکھا ہے کہا نور آنے کو راستہ کیا ہے پیر نے بیان کیا کہ وہ فرع ہے بیان کر تو نیاز تا کہ اس راہ سے تو بانگ نماز سنے اور نور مفت تجکو ملے تجکو یہ چاہیے کہ نیت اس کی تو کر آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۲؎ ـ

گفت شیخ آن نو مرید خویش را	امتحان کرد آن نکو اندیش را	اس مرید نو سے پوچھا شیخ نے	اور لیا اک امتحان اس نیک سے
روزن از بہر چہ کردی ای رفیق	گفت تا نور اندر آید از طریق	کہ یہ روزن کسلیے اسمین رکھا	بولا نور آنے کو اک رستہ کیا
گفت آن فرع است این باید نیاز	تا ازین رہ بشنوی بانگ نماز	بولا وہ ہے فرع یان کر تو نیاز	تا سنے اس رہ سے تو بانگ نماز
نور خود اندر تبع می آیدت	نیت آنرا کن کہ آن میبایدت	نور آئے مفت خود تجھکو ملے	نیت اسکی کر تجھے یہ چاہیئے
بایزید اندر سفر جستی بسی	تا بیابد خضر وقت خود کسی	اس سفر مین ڈھونڈھتا تھا بایزید	تاکہ خضر وقت پائے وہ سعید
دید پیرے با قدی ہمچون ہلال	بود در وی فر و گفتار رجال	دیکھا اُسنے پیر اک مثل ہلال	اسمین تھا انسان کا کر و فر و قال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب	ہمچو پیلے دیدہ ہندستان بخواب	آنکھ اندھی اور دل جیون آفتاب	جیسے ہاتھی دیکھے ہندستان بخواب
چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب	چون گشاید آن نبیند ای عجب	بند آنکھین خفتہ دیکھے سو طرب	جو کھلے آنکھین نہ دیکھے یہ عجب
بس عجب در خواب روشن میشود	دل درون خواب روزن میشود	ہے عجب دل خواب مین روشن کرے	اور اندر خواب کے روزن کھلے
وانکہ بیدار است و بیند خواب خوش	عارف است او خاک او در دیدہ کش	جو کہ ہے بیدار دیکھے خواب کو	ہے وہ عارف سرمہ کر خاک اُسکی کو
بایزید او را چو از اقطاب یافت	مسکنت بنمود و در خدمت شتافت	بایزید اک قطب اُسکو جان کر	واسطے خدمت کے دوڑا اُسکے گھر
پیش او بنشست و میپرسید حال	یافتش درویش و ہم صاحب عیال	اُسکے آگے بیٹھا پوچھا اُسکا حال	پایا درویش اُسکو اور صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزید	رخت غربت را کجا خواہی کشید	بولا جاتا ہے کہان اے بایزید	اور ارادہ ہے کہان کا اے سعید
گفت قصد کعبہ دارم از ولہ	گفت ہین با خود چہ داری زاد رہ	بولا کعبہ کا ارادہ ہے مرا	بولا رکھتا زاد راہ تجھ سے کیا
گفت دارم از درم نقرہ دویست	نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست	بولا رکھتا ہون مین بس دو سو درم	یہ بندھے چادر مین ہین بیش و نہ کم
گفت طوفے کن بگردم ہفت بار	وین نکوتر از طواف حج شمار	بولا میرا طوف کر لے سات بار	طوف حج سے بہتر اسکو کر شمار
وان درمہا پیش من نہ ای جواد	دانکہ حج کردی و شد حاصل مراد	وہ درم رکھ میرے آگے ای جواد	حج ہوا تو جان اور حاصل مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی	عمر باقی پائے جو عمرہ کیا	صاف تو ہووے صفا مروہ کیا

سلہ اس سفر مین الخ شعر اس سفر مین بایزید ڈھونڈھتا تھا کہ وہ خضر وقت پائے اُس نے ایک پیر کو پایا مانند ہلال کے کہ اسمین کر و فر قابل انسان کے تھا آنکھ اندھی اور دل مانند آفتاب کے جیسے ہاتھی خواب مین ہندوستان دیکھے یعنے وہ بظاہر نابینا تھا لیکن روشن دلی سے غیب مین ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہاتھی خواب مین ہندوستان دیکھتا ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ بند آنکھین الخ شعر خفتہ بند آنکھین کیے سو خوشی دیکھے جو کھلے تو آنکھون سے نہ دیکھے یہ تعجب ہے تعجب ہے کہ دل خواب مین روشن رہے اور اندر خواب کے روزن کھلے جو کہ ہے بیدار اور دیکھے خواب کو وہ عارف ہے اُس کی خاک پا کو سرمہ کر دینے جیسے خواب مین روزن دل کا کھلتا ہے اور خفتہ تماشا اس جہان کا دیکھتا ہے جو کہ بیداری مین تماشا خواب کا دیکھے وہ عارف ہے اسکی خاک ہونا چاہیے آگے قصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بایزید الخ شعر بایزید اس کو ایک قطب جان کر خدمت کے لیے اس کے گھر گیا اُس کے آگے بیٹھا اور حال اُس کا پوچھا اُسکو درویش اور صاحب عیال پایا کہا کہ اے بایزید کہان جاتا ہے اور ارادہ کہان کا ہے بایزید نے کہا کہ میرا ارادہ کعبہ کا ہے کہا کہ اب کیا زاد راہ رکھتا ہے بایزید نے کہا دو سو درم یہ چادر مین بندھے ہین بیش و کم نہین کہا کہ میرا طواف سات بار کر لے اور طواف حج سے اس کو بہتر جان لے وہ درم میرے سامنے رکھدے سمجھ لے کہ تیرا حج ہوا اور مراد حاصل ہوئی تو جان لے کہ عمرہ کیا باقی اور صفا و مروہ گیا تو صاف ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حق آن حقے کہ جانش دیدہ است	کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است	ہے قسم بس حق کی جو تجھکو دکھا	کہ مجھے بہتر گھر اپنے سے کیا
کعبہ ہر چندے کہ خانہ بر او ست	خلقت من نیز خانۂ سر او ست	کعبہ گرچہ خانۂ ستار ہے	میری خلقت خانۂ اسرار ہے
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت	واندرین خانہ بجز آن حی نرفت	گھر بنا اسمیں نہ وہ جیسے گیا	اور نہ اُس گھر میں بجز اسکے رہا
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ	گرد کعبۂ صدق بر گردیدۂ	مجکو دیکھا تونے تو دیکھا خدا	گرد کعبہ صدق کے اب تو پھرا
خدمت من طاعت و حمد خداست	تا نپنداری کہ حق از من جداست	میری خدمت کرنا ہے حمد خدا	تا نہ جانے تو کہ حق مجھ سے جدا
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا ببینی نور حق اندر بشر	کھول اپنی آنکھ مجھ میں کر نظر	تا تو دیکھے نور حق اندر بشر
کعبہ را یکبار بیتی گفت یار	گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار	کعبہ کو اکیبار ہے بیتی کہا	مجھکو ستر بار یا عبدی کہا
بایزید اکعبہ را دریافتی	صد بہا و عز و صد فر یافتی	بایزید اپایا تونے کعبہ کو	بیش ورا بہا و باجاہ و نکو
بایزید آن نکتہا را ہوش داشت	ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت	بایزید اس راز پر رکھتا تھا ہوش	مثل حلقہ زر انھین کرتا بگوش
آمد از وے بایزید اندر مزید	منتہی در منتہے آخر رسید	بایزید اُن سے ترقی میں ہوا	منتہی میں منتہے آخر ملا

دانستن پیغمبر صلعم کہ سبب رنجوری آن شخص گستاخی بودہ است
جاننا پیغمبر علیہ السلام کا کہ بیماری اُس شخص کی بسبب گستاخی کے ہے

چون پیمبر دید آن بیمار را	خوش نوازش کرد یار غار را	جو نبی نے دیکھا اس بیمار کو	خوش نوازا اپنے یار غار کو
زندہ شد او چون پیمبر را بدید	گوئیا آن دم مراو را آفرید	جو نبی کو دیکھا تو زندہ ہوا	گویا اُس دم پھر سے وہ پیدا ہوا
گفت بیماری مرا این بخت داد	کامد این سلطان برمن بامداد	بولا بیماری نے یکھولے نصیب	کہ مرے گھر آئے اللہ کے حبیب
تا مرا صحت رسید و عافیت	از قدوم این شہ بے حاشیت	تا مجھے صحت ملی و رعافیت	شہ کے آنے سے کہ جو ہے باصفت
اے خجستہ رنج و بیماری و تب	اے مبارک درد و بیداری شب	اے مبارک رنج و بیماری و تب	اے مبارک درد و بیداری شب

لہ ہے قسم الخ شعر قسم ہے اُس خدا کی کہ جو مجھکو دیکھا اُسکو اپنے گھر سے بہتر کیا اگرچہ کعبہ خانۂ ستار ہے ولیکن میری خلقت خانۂ اسرار ہے جیسے گھر میں بجز اس کے کوئی نہ رہا تونے مجھکو دیکھا تو خدا کو دیکھا اور اگر کعبہ صدق کے گرد اب تو پھرا میری خدمت کرنا خدا کی خدمت ہے تاکہ تو نہ جانے کہ حق مجھ سے جدا ہے تو اپنی آنکھیں کھول کر مجھ میں نظر کر تاکہ تو دیکھے نور خدا کا بشر میں کعبہ کو گھر اپنا ایک بار کہا ہے اے بندے میرے مجھ سے ستر بار کہا یعنے اولیاء اللہ فانی ذات مطلق ہیں اور خدا سے جدا نہیں ہیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بایزید الخ شعر اے بایزید تونے کعبہ کو پایا بیش قیمت اور باجاہ و نکو بایزید اس راز پر کان رکھتا تھا اور مثل حلقۂ زر کے انھیں کان میں ڈالتا تھا بایزید نے اُن سے ترقی پائی اور منتہی ہوا منتہی کو آخر کو ملا یعنے بایزید علیہ الرحمۃ نے باوجود کمال کے اور کمالی مدارج اولیاء بزرگ سے حاصل کیے آگے قصہ عیادت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہے فافہم ۱۲ سلہ جو نبی نے الخ شعر جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا بہت نوازش کی اس اپنے یار پر جو نبی کو دیکھا تو زندہ ہوا گویا اُس دم وہ پھر نئے سر سے پیدا ہوا اور کہا کہ بیماری نے یہ نصیب کھولے کہ میرے دیکھنے کو آئے اللہ کے حبیب تاکہ مجھ کو صحت ملے اور عافیت شاہ کے آنے سے کہ جو باصفت ہے اے مبارک رنج و بیماری و تب اے مبارک درد و بیداری شب مجھ کو پیری میں اپنی لطف ہے یہ مرض اللہ نے ایسا دیا کہ تا خواب سے نیم شب کو وہ مجھے اٹھا دیتا ہے تاکہ شب بھر میں مانند بھینس کے نہ سوؤں حق نے درد بخشا ہی اپنے لطف سے پس مجھے یعنے وہ مرض اس کو باعث مغفرت ہوا کیونکہ وہ بسبب گستاخی کے گرفتار ہوا تھا چنانچہ آگے حقائق اُس کے ہیں فافہم ۱۲

بلک مرا در پیری از لطف و کرم
درد چشمم داد تا من هم ز خواب
تا نخسپم جملہ شب چون گاومیش
زین شکستن رحم شاہان جوش کرد
رنج گنج آمد کہ رحمتہا در وست
اے برادر موضع تاریک و سرد
چشمہ حیوان و جام مستی است
آن بہاران مضمرست اندر خزان
ہمرہ غم باش و با وحشت بساز
انچہ گوید نفس تو کاینجا بدست
تو خلافش کن کہ از پیغمبران
مشورہ در کارہا واجب شود
سعیہا کردند بسیار انبیا
نفس میخواہد کہ تا ویران کند
گفت امت مشورہ با کہ کنیم
گفت اگر کودک در آید یا زنی

حق چنین رنجوریی داد و سقم
بر جہم ہر نیم شب لابد شتاب
دردہا بخشید حق از لطف خویش
دوزخ از تہدیدشان خاموش کرد
مغز تازہ شد چو بخراشید پوست
صبر کردن بر غم و سستی و درد
کان بلندیہا ہمہ در پستی است
در بہارست آن خزان بگریز از آن
می طلب در مرگ خود عمر دراز
مشنوش چون کار او ضد آمدست
اینچنین آمد وصیت در جہان
تا پشیمانی در آخر کم بود
تا کہ گردان شد برین سنگ آسیا
خلق را گمراہ و سرگردان کند
انبیا گفتند با عقل امیم
کو ندارد عقل و رای روشنی

مجکو اب پیری مین اپنی لطف سے
پس دیا درد کمر تا خواب سے
تا نہ شب بھر سوؤن مین بھینس کے
ہوئے[1] دل شکنی سے رحم شہ کو جوش
رنج گنج آیا کہ رحمت اسمین ہے
اے برادر جائے تیرہ سرد پر
چشمہ حیوان و مستی کا ہے جام
وہ بہار اندر خزان کے ہے چھپی
ہو موافق غم سے کر وحشت سے ساز
نفس[2] گر تجکو کہے یہ ہے بجا
کر خلاف اسکے کہ حضرت نے کہا
مشورہ ہر کام سے واجب سمجھو
انبیا نے جو بہت کوشش کری
نفس چہتا ہے کہ تا ویران کرے
بولی امت مشورہ کس سے کرے
بولے[3] گر عورت ہو یا کہ طفل ہو

یہ مرض ایسا دیا اللہ نے
نیم شب کو وہ اٹھاتا ہے مجھے
درد بخشا حق نے اپنے لطف سے
اور دوزخ ڈر سے انکے ہے خموش
مغز تازہ ہو کہ جب چھلکا چھلے
صبر کرنا اور غموم و درد پر
کہ بلندی ہے وہ پستی مین تمام
اس خزان سے بھاگ تو تو اے اخی
اور طلب کر موت مین عمر دراز
مت سنے جو کام اسکا ضد ہوا
اس وصیت کو جہان مین برملا
تا پشیمانی نہ آخر تمکو ہو
آسیا اس سنگ پر تب ہے پھری
خلق کو گمراہ و سرگردان کرے
انبیا بولے امام عقل سے
کہ نہ انکی روشنی ہے عقل کو

[1] ہوئے الخ شعر دل شکنی سے رحم شاہ کو جوش ہووے اور دوزخ اُن کے ڈر سے خاموش ہو رنج آیا ہے گنج کہ رحمت اُسمین ہے مغز تازہ ہو نے جبکہ چھلکا چھلے اے برادر جائے تیرہ و سرد پر اور غم و درد پر صبر کرنا چاہیے کہ وہ چشمہ حیوان و جام مستی کا ہے کہ وہ بلندی پستی مین بالکل ہے وہ بہار اندر خزان کے ہے پوشیدہ تو اس خزان سے مت بھاگ غم و وحشت سے موافقت کر تو مرگ مین طلب کر عمر دراز کو باقی حال اسکا آگے ہے فافہم [2] نفس گر الخ شعر اگر نفس تجکو کہے کہ جگہ یہ ہے تو اسے مت سن کہ اسکا کام ضد ہے اسکے خلاف کر پیغمبر نے کہا ہے اس وصیت کو جہان مین برملا ہر کام مین مشورہ واجب رکھو کہ آخر تجکو پشیمانی نہ ہووے انبیا علیہم السلام نے جو کوشش بہت کی تب آسیا اس سنگ پر پھری ہے یعنی کوشش انبیا سے تب یہ کام مشکل آسان ہوا ہے یعنی یہ نفس راستی دین پر چلا ہے نفس چاہتا ہے کہ ویران کرے اور خلق کو گمراہ و سرگردان کرے کہو کہ مشورہ امت کس سے کرے انبیا نے کہا کہ امام عقل سے یعنی مرشد سے مشورہ کرو تا نفس اُس سے کشتہ ہو باقی حال آگے ہے فافہم [3] بولے عورت الخ شعر کہ اگر عورت یا طفل ہو کہ اُن کی عقل کو روشنی نہین ہے انبیا نے کہا اُن سے مشورہ کر لیکن بہ خلاف ان کے راہ چل پس نفس کو تو عورت سے بدتر جان کیونکہ عورت جزو ہے اور نفس کل ہے اگر نفس اپنے سے مشورہ کرے بر خلاف اس کے کر جو تجھ سے کہے نفس مکار ہے اور حیلہ کرتا ہے مشورہ افعال مین نفس سے کر اُس کے برعکس چل جو تجھ سے کہے اگر اس کی لڑائی سے غالب ہو تو نہ ہووے یار کے نزدیک جا اور اُس سے ہمت سے یعنے مرشد سے ہمت چاہ اور اگر نفس نماز پڑھنے کو کہے اُس وقت کو ٹال کر پھر پڑھے کہ نماز پھر بھی ہوئی چنانچہ اس کا بیان آگے مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

گفت با او شورہ کن انچہ گفت	تو خلاف آن کن و در راہ اُفت	بڑے شوری کر تو اُس سے جو کہے	برخلاف عقل چل اُس راہ سے
نفس خود را زن شناس از زن بتر	زانکہ زن جزو است نفست کل شر	نفس کو تو جان عورت سے بتر	کیونکہ عورت جزو کل نفس ہے شر
مشورت با نفس خود گر میکنی	ہر چہ گوید کن خلاف آن دنی	مشورہ گر نفس اپنے سے کرے	کر خلاف اُسکے وہ جو تجھ سے کہے
گر نماز و روزہ می فرمایدت	نفس مکارست مکرے زایدت	گر نماز و روزہ کو تجھ سے کہے	نفس ہے مکار وہ حیلہ کرے
مشورہ با نفس خود اندر فعال	ہر چہ گوید عکس آن باشد کمال	مشورہ افعال میں کر نفس سے	چل تو برعکس اُسکے جو تجھ سے کہے
رہ نیابی با وے و استیز او	رو بر یارے بگیر آمیز او	گر نہ ہو غالب تو اُسکی جنگ سے	یار کے جا پاس ہمت اُس سے لے
عقل قوت گیرد از عقل دگر	پیشہ گر کامل شود از پیشہ گر	عقل[1] کو ہے عقل سے جاہ جلال	پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال
من ز مکر نفس دیدم چیزہا	کو برد از سحر خود تمیز ہا	دیکھی کر نفس سے بس میں نے چیز	کہ وہ لیجاتا ہے جادو سے تمیز
وعدہا بدہد ترا تازہ بدست	کو ہزاران بار آنہا را شکست	وعدہ کرتا ہے وہ تجھ سے تازہ تر	اور ہزاروں بار توڑے سر بسر
عمر اگر صد سال خود مہلت دہد	اوت ہر روزے بہانہ نو نہد	سو برس کی عمر مہلت دے جو تجھے	وہ تجھے ہر روز دھوکا ایک دے
گرم گوید وعدہ ہاے سرد را	جادوے مردی ببندد مرد را	گرم کہوے وعدہ ہاے سرد کو	سحر سے نامرد کر دے مرد کو
اے ضیاء الحق حسام الدین بیا	کہ نروید بے تو از شورہ گیا	اے ضیاء الحق حسام الدین تو آ	بے ترے اُگتی نہ شورہ سے گیا
از فلک آویختہ شد پردۂ	از پئے نفرین دل آزردۂ	پردہ[2] لٹکایا گیا افلاک سے	واسطے نفرت دل بیمار کے
این قضا را ہم قضا داند علاج	عقل خلقان در قضا گیجست گیج	اس قضا کی بھی قضا جانے علاج	کب قضا سے عقل خلق ہو ہم مزاج
اژدہا گشتست آن مار سیاہ	آنکہ کرمے بود افتادہ براہ	وہ ہوا مار سیہ اک اژدہا	جو کہ اک کیڑا تھا رستے میں پڑا
اژدہا و مار اندر دست تو	شد عصا اے جان موسیٰ مست تو	ہاتھ میں تیرے ہوا مار اژدہا	پس عصا اے جان موسیٰ برملا
حکم خذہا لا تخف دادت خدا	تا بدستت اژدہا گردد عصا	حکم خذہا لا تخف حق نے کہا	اژدہا ہو ہاتھ میں تیرے عصا
ہین ید بیضا نما اے پادشاہ	صبح نو بکشا ز شبہائے سیاہ	ہاں ید بیضا دکھا اے بادشاہ	صبح نو دکھلا کہ ہیں راتیں سیاہ

[1] عقل کو الخ یہ شعر عقل سے ہے عقل کو جاہ و جلال پیشہ گر کو پیشہ گر سے ہے کمال میں نے کہ نفس سے ایک چیز دیکھی کہ وہ جادو سے تمیز لے جاتا ہے وہ تجھ سے ہے وعدہ کرتا ہے تر و تازہ اور ہزاروں بار اُس کو توڑتا ہے بالکل سو برس کی عمر کی مہلت اگر حق تجھ کو دے نفس ہر روز تجھ کو دھوکا دے سرد وعدوں کو گرم کہے اور سحر سے مرد کو نامرد کر دے آگے حقائق ہیں اے ضیاء الحق حسام الدین تو آ کہ بغیر تیرے زمین شور سے گیاہ نہیں اُگتی ہے یعنے یا رسول اللہ تم میری مدد کرو کہ دل تیرہ سے نور باطن ظہور کرے کیونکہ ظلمت نفس کی غالب ہے اور طول امل میں ڈالتی ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲

[2] پردہ الخ یہ شعر آسمان سے پردہ لٹکایا گیا دل بیمار کے نفرت کے واسطے یعنے تیرہ دلوں کے واسطے نفرت کے آسمان سے پردہ لٹکایا گیا کہ تا انوار باطنیہ کو وہ نہ دیکھ سکیں اس قضا کا علاج قضا جانتی ہے کب قضا سے عقل مخلوق کی ہم مزاج ہو سکے وہ مار سیہ ایک اژدہا ہوا جو کہ راہ میں ایک کیڑا پڑا تھا تیرے ہاتھ میں مار اژدہا ہو عصا اے جان موسیٰ کی اور حق نے حکم دیا ترجمہ پکڑو تم اور مت ڈرو کہ اژدہا تیرے ہاتھ میں عصا ہو جاوے دکھلا اے بادشاہ نور صبح تو دکھلا کہ راتیں سیاہ ہیں یعنے اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دل میرا روشن کرو ظلمت نفس کی چھائی ہوئی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ـ

دوزخی افروختہ بر وی دم فسون ۔ ای دم تو از دم دریا فزون
بحر مکارست بنموده کفی ۔ دوزخ است از مکر بنموده تفی
زان نماید مختصر در چشم تو ۔ تا زبون بینی و جنبد خشم تو
ہمچنانکہ لشکری انبوه بود ۔ مر پیمبر را بچشم اندک نمود
تا بر ایشان زد پیمبر بے خطر ۔ ور فزون دیدی ازان کردی حذر
آن عنایت بود و فضل ایزدی ۔ احمدا ورنہ تو بددل می شدی
کم نمود او را و اصحاب ورا ۔ آن جهاد ظاہر و باطن خدا
تا میسر کرد یسری را برو ۔ تا ز عسری او بگرداند رو
کم نمودن مر ورا پیروز بود ۔ کہ حقش یار و طریق آموز بود
آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر ۔ وای اگر گربہ ش نماید شیر نر
وای گر صد را یکے بیند ز دور ۔ تا بجالش اندر آید از غرور
زان نماید ذوالفقاری حربہ ۔ زان نماید شیر نر چون گربہ
تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ ۔ واندر آردشان بدین حیلت بچنگ
تا بپای خویش باشند آمده ۔ آن فلیوان جانب آتشکده
کاه برگی مینماید تا تو زود ۔ پف کنی و در ربائی از وجود
ہان کہ آنکہ کوہہا برکنده است ۔ زو جہان گریان و او در خنده است
مینماید تا بکعب این آب جو ۔ صد چو عوج بن عنق شد غرق او

بھڑکے ہے دوزخ تو پھونک سے پر فسون[1] ۔ ہے دم دریا سے تیرا دم فزون
بحر ہے مکار جھاگ اپنی دکھائے ۔ اور دوزخ مکر سے گرمی بتائے
مختصر دکھلائے تجکو اسلیے ۔ تو تو عاجز جان کر غصہ کرے
جیسے اک لشکر تھا انبوہ کثیر ۔ نزد پیغمبر وہ تھا از بس حقیر
مارا انکو تا نبی نے بیخطر ۔ گر زیادہ دیکھتے کرتے حذر
وہ عنایت تھی بفضل ایزدی ۔ ورنہ ہوتی تجکو احمد بزدلی
کم دکھایا انکو اصحاب انکے کو ۔ ظاہر و باطن جہاد اللہ نے دیا
گر دیا[2] بس یسر کو حاصل انھین ۔ تا کہ عسرت سے وہ منھ کو پھیر لین
کم دکھانا خاص انکو فتح تھی ۔ حق تھا انکا یار و ہادی راہ کی
حق مدد جسکی نہ نصرت سے کرے ۔ ہائے بلی کو وہ شیر نر کہے
ہائے سو کو ایک دیکھے دور سے ۔ تا کہ مغروری سے وہ آکر لڑے
مثل اک حربہ دکھائے ذوالفقار ۔ اور دکھلائے شیر نر کو گربہ وار
تا دلیری مین پڑے احمق لڑے ۔ وہ اسی حیلہ سے اسکو مارے
تا کہ اپنے پاؤن سے وہ بیہودہ ۔ آئے چلکر جانب آتشکدہ
گھاس[3] کا پتا جو اک تن پر پڑے ۔ پھونک مارے اسکو تو جلدی اڑے
جو پہاڑون کو اکھیڑے جائے ہے ۔ اس سے نالان ہو جہان و وہ ہنسے
ہے بتاتا ٹخنے تک اس آب کو ۔ مثل عوج بن عنق سو غرق ہو

ل۱ بھڑکی ہے الخ یہ شعر دوزخ بھڑکی ہے تو اس پر افسون پھونک کیونکہ دم دریا سے تیرا دم افزون ہے نفس کا دریا مکار ہے کہ اپنے کف دکھاتا ہے اور نفس کی دوزخ مکر سے گرمی بتاتی ہے اس لیے مختصر تجھ کو دکھلائے کہ تو عاجز جان کے غصہ کرے آگے مثال ہے جیسے ایک لشکر انبوہ کثیر تھا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا از بس حقیر تب نبی نے انکو بیخطر مارا اگر زیادہ دیکھتے تو پرہیز کرتے وہ عنایت بفضل خدا تھی ورنہ تجھ کو اے احمد بے دلی ہوتی ان کو اور ان کے اصحاب کو کم دکھایا آیا وہ جہاد ظاہر و باطن یعنے حق تعالے نے لشکر کفار کا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو کم دکھایا کہ تا فتح و نصرت حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ل۲ کر دیا الخ یہ شعر انھین حاصل راحت کر دی تاکہ رنج سے وہ منھ کو پھیر لین کم دکھلانا ان کو خاص فتح تھی کیونکہ حق ان کا یار و ہادی تھا اور جس کی نصرت سے حق مدد نہ کرے افسوس سو کو ایک دیکھے دور سے تاکہ وہ مغروری سے آکر لڑے مثل ایک حربہ کے دکھائے ذوالفقار اور دکھائے شیر نر کو گربہ کے مانند تاکہ دلیری میں پڑے اور احمق لڑے اور وہ اسی حیلہ سے مارے تاکہ اپنے پاؤن سے وہ بیہودہ جانب آتشکدہ کے آئے چل کر آگے مثال اس کی بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ل۳ گھاس الخ یہ شعر ایک پتا گھاس کا اگر تن پر پڑے تو اس کو پھونک مارے تو جلدی اڑے جو کہ پہاڑون کو اکھیڑے تو جان لے کہ اس سے جان نالان ہو اور وہ ہنسے اس آب کو ٹخنے تک بتاتا ہے مگر مثل عوج بن عنق کے سو غرق ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

می‌نماید موج خونش تل مشک / می‌نماید قعر دریا خاک خشک
خشک دید آن بحر را فرعون کور / تا درو راند از سر مستی و زور
چون درآمد در تگ دریا فتاد / زانکه چشمش ز اصل نابینا فتاد
دیدہ بینا از لقای حق شود / حق کجا ہمراز ہر احمق شود
قند بیند خود شود زہر قتول / راہ بیند خود بود آن بانگ غول
ای فلک در فتنۂ آخر زمان / تیز میگردی بدہ آخر امان
خنجر تیزی تو اندر قصد ما / نیش زہر آلودۂ در فصد ما
ای فلک از رحم حق آموز رحم / بر دل موران مزن چون مار زخم
حق آنکہ چرخۂ چرخ ترا / کرد گردان بر فراز این سرا
کہ دگرگون گردی و رحمت کنی / پیش ازان کز بیخ ما را بر کنی
حق آنکہ دایگی کردی نخست / تا نہال ما ز خاک و آب رست
حق آن شہ کہ ترا صاف آفرید / کرد چندان مشعلہ در تو پدید
آنچنان معمور و باقی داشتت / تا کہ دہری از ازل پنداشتت
شکر دانستیم آغاز ترا / انبیا گفتند آن راز ترا
آدمی داند کہ خانہ حادث است / عنکبوتی نی کہ در وی عابث است

سلہ موج خون کو وہ دکھاوے ڈھیر مشک / اور دریا کو کرے وہ خاک خشک
خشک دریا دیکھا جو فرعون نے / جا پڑا اسمین وہ مستی زور سے
جو گھسا دریا کے اندر رہ گیا / کیونکہ اسکو اصل سے اندھا کیا
آنکھ بینا تو لقا سے حق کے ہو / حق کہان ہمراز ہر احمق سے ہو
قند دیکھے زہر قاتل ہووے وہ / راہ دیکھے پر وہ بانگ غول ہو
سلہ اے فلک تو تیز پھرتا ہے ہر آن / فتنۂ آخر زمان مین دے امان
تیز خنجر تیرا میرے قصد مین / تو ہی زہری نیش میرے فصد مین
اے فلک تو رحم حق سے سیکھ رحم / مور پر چون مار تو مت مار زخم
ہے قسم اس کی کہ جس نے چرخ کو / تیرے قربان کردیا اس گھر پہ جو
کہ دگرگون گردش و رحمت کرے / پہلے اس سے کہ ہمین ویران رکھے
ہے قسم اسکی کہ دایہ پن کیا / آب و گل سے تا نہال اپنا اگا
ہے قسم اسکی تجھے پیدا کیا / تجھ مین اتنا شعلہ چمکا دیا
سلہ تجکو وہ معمور اور باقی کیا / دہریون نے تجکو تا ازلی کیا
شکر ہم نے جانا آغاز اب ترا / انبیا نے راز جو تیرا کہا
آدمی جانے کہ حادث گھر وہ ہے / اور نہ مکڑی اسمین جو بازی کرے

سلہ موج الخ یہ شعر موج خون کو اگر دکھائے مشک کا ڈھیر اور دریا خشک کو وہ کرے خاک خشک دریا کو خشک دیکھا جو فرعون نے زور مستی سے وہ اس مین جا پڑا جبکہ دریا کے اندر وہ گھسا رہ گیا کیونکہ اس کو اصل سے اندھا کیا حق تعالی کی لقا سے آنکھ بینا ہو ہر احمق کا حق کب ہمراز ہو کب دیکھے زہر قاتل وہ ہو راہ دیکھے لیکن وہ بانگ غول ہو یعنی حق تعالے جس کا مددگار ہوتا ہے اس کو لشکر گران قلیل دکھلاتا ہے کہ تا وہ اسپر حملہ کرکے فتح و نصرت پائے اور جس کا حق مددگار نہین ہوتا ہے تو اس کو لشکر قلیل گران دکھلاتا ہے تاکہ وہ بھاگے اور اگر لشکر گران قلیل بھی بتائے تاکہ وہ اس پر گرے اور مارا جائے ایسے نفس عارت کی نظر مین قلیل دکھلاتا ہے کہ تا وہ اس دشمن قوی کو مارے اور غافلون کی نظر مین قوی دکھلاتا ہے کہ وہ اس سے عاجز ہو کر اطاعت اسکی کرے چنانچہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ سلہ فلک الخ یہ شعر اے فلک تو ہر آن تیز پھرتا ہے آخر زمانہ کے فتنہ سے امان دے تیرا خنجر تیز ہے میرے قصد مین تو نیش زہر آلودہ ہے میری فصد مین اے فلک تو حق کے رحم سے رحم سیکھ مور پر مانند مار کے زخم مت مار اُس کی قسم ہے کہ جس نے چرخ چرخ کو تیرے قربان اس گھر پر کہ اور یہی ڈھنگ یہ گردش و رحمت کرے اُس سے اول کہ ہم کو ویران کرے اس کی قسم ہے کہ جس نے دایہ پن کیا اور آب و گل سے تا نہال ہمارا اُگا اُس کی قسم ہے کہ تجھے پیدا کیا اور تجھ مین اس قدر شعلہ چمکایا باقی حال آگے ہے فافہم ۵۳ سلہ تجکو الخ یہ شعر اس قدر تجھ کو باقی و معمور کیا کہ تا دہریون نے تجھ کو ازلی کہا شکر ہے کہ ہم نے جانا آغاز تیرا جو کہ انبیا نے راز تیرا کہا آدمی جانتا ہے کہ یہ گھر حادث ہے اور مکڑی نہین ہے کہ جو اُس مین بازی کرے مچھر کب جانتا ہے کہ یہ کس کا باغ ہے کہ خزان مین مرگ اور بہار مین جینا ہے یعنے حقیقت عالم کی آدمی کب جانتا ہے کہ حادث نو پیدا ہے اور مکڑی مچھر کیا جانے کہ خزان و بہار اس کی موت و حیات ہے پس دہریا کہ عالم کو قدیم کہتا ہے وہ مثل مکڑی کے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

پشہ کے داند کہ این باغ از کیست	نو بہاران زاد و مرگش دے است	جانے کب مچھر یہ کسکا باغ ہے	کہ خزان مرگ وہ بہار اندر جے
کرم کاندر چوب آید ست حال	کے بداند چوب را وقت نہال	پیدا ہو لکڑی مین کیڑا ست حال[1]	جانے کب لکڑی کو وہ وقت نہال
ور بداند کرم از ماہیتش	عقل باشد کرم باشد صورتش	کیڑا اُسکی ماہیت گر جان لے	عقل ہو صورت مین وہ کیڑا ہے
عقل خود را مینماید رنگہا	چون پری دورست ازان فرسنگہا	عقل خود کو بس وہ کھلائے رنگ سے	چون پری ہے رہے کوسون دور ہے
از ملک بالاست چہ جائے پری	تو مگس پری بہ پستی می پری	کیا پری کی جا ملک سے بڑھکے ہے	تو ہے اک مکھی کہ پستی مین اُڑے
گرچہ عقلت سوے بالا می پرد	مرغ تقلیدت بہ پستی می شود	گرچہ تیری عقل بالا پر اُڑے	مرغ تقلیدی ہے پستی مین پڑے
علم تقلیدی وبال جان ماست	عاریہ است و ما نشستہ کان ماست	علم تقلیدی وبال جان مجھے	عاریت ہے مین نے جانا ملک ہے
زین خرد جاہل ہمین باید شدن	دست در دیوانگی باید زدن	ہونا جاہل چاہیے اس عقل سے	اور بس دیوانہ ہونا چاہیے
ہر چہ بینی سود خود زان میگریز	زہر نوش و آب حیوان را بریز	فائدہ جو دیکھے اُس سے بھاگ جا[2]	زہر پی اور آب حیوان کو گرا
ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ	سود و سرمایہ بمفلس وام دہ	جو کرے تعریف گالی اُسکو دے	مفلسون کو مال و زر اپنا تو دے
ایمنی بگزار و جائے خوف باش	بگزر از ناموس و رسوا باش و فاش	خوف مین رہ امن کو تو کر رہا	چھوڑ ننگ اور رہ تو رسوا بر ملا
آزمودم عقل دور اندیش را	بعد ازان دیوانہ سازم خویش را	آزمایا عقل دور اندیش کو	بعدہ دیوانہ کر دون خویش کو

عذر گفتن دلقک با سید کہ چرا فاحشہ بنکاح در آوردی

عذر کرنا دلقک کا بادشاہ سے کہ کسواسطے فاحشہ کے ساتھ نکاح تو نے کیا

گفت با دلقک شبے سید اجل	قحبہ را خواستی تو از عجل	مسخرے[3] دلقک سے شہ نے یہ کہا	تو نے کیون قحبہ کو جلدی کر لیا
با من این را باز میبایست گفت	تا بکردم بہر تو مستورہ جفت	چاہیے تھا مجھ سے اُسکو پوچھتا	شادی کرتا تیری مستورہ سے تا
گفت نہ مستورہ صالح خواستم	قحبہ گشتند و ز غم من کاستم	بولا مین نے تو کرین صالح زنان	قحبہ نکلین اُنکے غم سے تھا بجان
خواستم این قحبہ را با معرفت	تا ببینم چون شود در عاقبت	مین نے یہ قحبہ کری عرفان کو	تا کہ دیکھون کیسی آخر مین وہ ہو

۱ پیدا ہوا الخ یہ شعر کیڑا لکڑی مین پیدا ہو ست حال کب جانے لکڑی کے وقت نہال کو اگر کیڑا اُس کی ماہیت جان لے وہ عقل ہو وے اور کیڑا صورت مین رکھے اور عقل خود کو رنگون سے دکھائے اور مانند پری کے صورت سے کوسون دور رہے پری کی کیا جگہ فرشتہ سے بڑھکے ہے اور تو ایک مکھی ہے کہ پستی مین اُڑتا ہے اگرچہ تیری عقل بلندی پر اُڑے لیکن مرغ تقلیدی ہے کہ پستی مین چرے علم تقلیدی مجکو وبال جان ہے اور عاریت ہے لیکن مین نے جانا ملک ہے پس اس عقل سے جاہل ہونا چاہیے باقی حال اسکا مولانا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ فائدہ الخ یہ شعر جو فائدہ دیکھے اُس سے بھاگ جا زہر پے اور آب حیوان پھینک دے جو تیری تعریف کرے اُسکو گالی دے اور مفلسون کو اپنا مال و زر دے خوف مین تو رہ اور امن کو چھوڑ اور ننگ چھوڑ اور رسوا ہو آزمایا عقل دور اندیش کو بعد خود کو دیوانہ کر دون یعنے اس عقل ظاہری کو چھوڑ اور دیوانہ ہو کہ راست بقول اُستاد کے سہ دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند پس اس عقل کے ترک کرنے مین مولانا قصہ دلقک کا مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳ مسخرے الخ یہ شعر بادشاہ نے مسخرے دلقک سے یہ کہا کہ تو نے جلدی کیون قحبہ کو کر لیا تجکو چاہیے تھا کہ اسکو مجھ سے پوچھتا کہ مین تیری شادی کرتا عورت مستورہ سے دلقک نے کہا مین نے نو عورتین صالح کین اور وہ قحبہ نکلین کہ اُنکے غم سے بجان تھا پس یہ قحبہ مین نے عرفان کو کی تا دیکھون کہ آخر اُسکی کیسی ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل اہم آزمودم من بسی	زین سپس جویم جنون را مغرسی	آزمایا بسکہ مین نے عقل کو	بعدہ ڈھونڈھون جنون جسجا پہ ہو

بحیلت در سخن آوردن سائل شیخ بہلول را کہ خود را دیوانہ نمودہ بود

حیلہ سے باتین کرنا سائل کی شیخ بہلول سے کہ اُس نے خود کو دیوانہ بنایا تھا

آن یکے میگفت خواہم عاقلے	مشورت آرم بدو در مشکلے	ایک بولا چاہتا عاقل کو ہون	مشورہ مشکل مین تا اُس سے کرون
آن یکے گفتش کہ اندر شہر ما	نیست عاقل غیر آن مجنون نما	ایک بولا کہ ہمارے اب یہان	غیر اس مجنون کے عاقل ہے کہان
بر نیے گشتہ سوارہ نک فلان	میدواند در میان کودکان	لاٹھی پر اسوار اب بہلول ہے	دوڑتا ہے ساتھ وہ اطفال کے
گوی می بازد بروز ان و شبان	در جہان گنج نہان جان نہان	رات دن وہ گیند کھیلے ہے یہان	گنج پوشیدہ ہے وہ جان جہان
صاحب رائے ست و آتش پارۂ	آسمان قدرست و اختر پایۂ	اہل رائے آگ کا پرکالہ وہ	آسمان قدر اور اختر پایہ وہ
فر او کروبیان را جان شدہ	او درین دیوانگی پنہان شدہ	مرتبہ اُسکا فرشتون کی ہے جان	وہ ہوا دیوانہ پن مین بس نہان
لیک ہر دیوانہ را جان نشمری	سر منہ گوسالہ را چون سامری	جان ہر دیوانہ کو مت جان اخی	سر نہ رکھ گوسالہ کو جون سامری
چون ولی آشکارا با تو گفت	صد ہزاران غیب و اسرار نہفت	جو ولی نے ظاہر اتجہ سے کہا	راز پوشیدہ ہزاران غیب کا
مر ترا آن فہم و آن دانش نبود	وانمیدانستی تو سرگین راز عود	وہ نہین تھی عقل و دانش کچھ تجھے	تو نہین جانے تھا گوہر عود سے
از جنون خود را ولی چون پردہ ساخت	مر ورا اے کور کے خواہی شناخت	جو ولی پردہ جنون مین خود چھپے	اُسکو اے اندھے تو کیونکر پا سکے
گر ترا باز است آن دیدہ یقین	زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بین	گر کھلی ہے تیری وہ چشم یقین	دیکھ پیادہ زیر سنگ اندر کمین
پیش آن چشمے کہ باز و رہبر است	ہر گلیمے را کلیمے در بر است	جو کھلی ہے آنکھ اُسکے سامنے	ہر کلیم اللہ چھپا کمبل مین ہے

لہ آزمایا الخ یعنی شعر اسی طرح مین نے بہت عقل کو آزمایا ہے بعدہ ڈھونڈھون جنون کو جس جا پر ہو کہ راستی حاصل ہو ایک شخص نے کہا کہ مین عقلمند کو چاہتا ہون کہ مشکلات مین مشورہ اُس سے کرون ایک شخص نے کہا کہ ہمارے یہان دیوانہ کے سوا کوئی عاقل نہین ہے چنانچہ شیخ بہلول کا قصہ آگے مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ لاٹھی الخ شعر بہلول لاٹھی پر سوار ہے اور لڑکون کے ساتھ دوڑتا ہے رات دن وہ گیند کھیلتا ہے یہان اور گنج پوشیدہ دیعنی جان سب اہل رائے د آتش کا پرکالہ ہے آسمان قدر اور اختر پایہ ہے اُسکا مرتبہ جان فرشتون کی ہے اور وہ دیوانہ پن مین پوشیدہ ہوا ہے آگے حقائق مین کہ تو ہر دیوانہ کو جان مت جان اور مثل سامری کے گوسالہ کے آگے سر نہ رکھ یعنی ہر دیوانہ کامل و ناصح نہین ہوتا ہے تو مثل گوسالہ کے اُسے مت پوج جو ولی تجھ سے ظاہر کئے ہزارون راز پوشیدہ و غیب کے وہ عقل و دانش تجھکو نہین تھی تو نہین جانتا تھا گوہر کو عود سے اور جو ولی کہ پردہ جنون مین چھپے اے اندھے اُسکو کیونکر پا سکے یعنے اولیاء اللہ نے راز بیان کیا وہ تو سمجھ نہ سکا اور جو ولی کہ دیوانگی مین چھپا ہے اُس کا حال تو کیونکر معلوم کر سکتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ گر کھلی الخ شعر اگر تیری چشم یقین کھلی ہے ہر ایک سنگ کے نیچے پیادہ شاہی دیکھے جو آنکھ کھلی ہے اُس کے سامنے ہر ایک کلیم کمل مین پوشیدہ ہے یعنی ہر وجود مین وہ شاہ موجود ہے چشم بینا چاہیے ولی کو شہرت دیتا ہے نبی اور جس کو وہ چاہے کر دے تجلی کون اُس کی عقل سے آشنا ہو کیونکہ اُس نے خود کو دیوانہ کیا ہے آگے مثال ہے جیسے چور رہنا ایک اندھے کی چوری اگر کرے اُس کو چور راہ مین کیسے ملے اندھا کب جانے کہ یہی چور ہے اگرچہ وہ چور خود آگر اُس سے ملے گھتا کاتے اندھے کر [illegible] پوش [illegible] کہتے کو کب پہچانین یعنے اولیاء اللہ جس کو چاہتے ہین روشن دل کر دیتے ہین اور ان کی عقل کو کوئی نہین پہچان سکتا ہے بسبب کور دلی کے چنانچہ اس کی مثال مین قصہ اندھے فقیر کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

ہر ولی را ہم ولی شہرہ کند ہر کہ را او خواست با بہرہ کند
کس نہ اندر از خرد او را شناخت چونکہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
چون بدزدد دزد بینا رخت کور ہیچ یابد دزد را او در عبور
کور نشناسد کہ دزد او کہ بود گرچہ خود بروے زند دزد عنود
چون گزد سگ کور صاحب ژندہ را کے شناسد آن سگ درندہ را

دیتا ہے شہرت ولی کو بھی ولی اور جسے چاہے وہ کردے منجلی
کون اسکی عقل سے ہو آشنا کیونکہ اس نے خود کو دیوانہ کیا
چور بینا چوری اندھے کی کرے چور اسکو راہ میں کیسے ملے
جانے کیا اندھا کہ وہ ہی چور ہے گرچہ وہ چور آکے اس سے خود ملے
کاٹے کُتا اندھے گداڑی پوش کو کتکھنے کتے کو کب پہچانے وہ

حملہ کردن سگ بر گدائے کور

یک سگے در کوئے بر کورے گدا حملہ می آورد چون شیر وغا
سگ کند آہنگ درویشان بخشم در کشد در خاک درویشان بچشم
کور عاجز شد ز بیم بانگ سگ اندر آمد کور در تعظیم سگ
کاے امیر صید وے شیر شکار دست دست تست دست از من بدار
کز ضرورت دم سگے آن حکیم کرد تعظیم و لقب دادش کریم
گفت ما دہم از ضرورت اے اسد از چو من لاغر شکارے چہ رسد
گور میگیرند یارانت بدشت گور میگیری تو در کوچہ بگشت
گور میجویند یارانت بہ صید کور میجوئی تو در کوچہ بکید
آن سگ عالم شکار گور کرد وین سگ بے مایہ قصد کور کرد
علم چون آموخت سگ رست از ضلال میکند در بیشہ ہا صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک و زفت سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف

حملہ کرنا کتے کا اوپر اندھے فقیر کے

کُتا[۱] کوچے مین گدائے کور پر حملہ کرتا تھا مثال شیر نر
قصد فقرا خشم سے کُتا کرے خاک فقرا ماہ آنکھوں مین رکھے
اندھا عاجز بانگ کتے سے ہوا اسکی تعظیم اندھا بس کرنے لگا
اے امیر صید وے شیر شکار تجکو قدرت ہے نہ رکھ مجھ سے کار
اُس[۲] دم سگ کی ضرورت سے حکیم کرتا تعظیم و لقب رکھا کریم
پس کہا اُسنے ضرورت سے اے شیر مجھ سا لاغر صید کب تجے ہو سیر
گور صحرائی پکڑتے تیرے یار تو کرے اندھے کا کوچہ مین شکار
یار تیرے گور کا ڈھونڈھین شکار ڈھونڈھے تو اندھے کو کوچہ مین یار
وہ سگ عالم تو مارے گور کو اور یہ سگ مستعد اندھے کا ہو
علم سیکھا ہو گیا سگ سے ضلال کرتا وہ صحرا مین ہے صید حلال
سگ[۳] جو عالم ہو تو ہووے تیز رو سگ جو عارف ہو صحاب کہف ہو

[۱] کُتا کوچہ مین الخ یہ شعر ایک کتا کوچہ مین اندھے گدا پر مثل شیر کے حملہ کرتا تھا آگے حقائق ہین قصد فقیرون کا خشم سے کتا کرتا ہے اور خاک پا فقیرون کی ماہ آنکھون مین رکھتا ہے کتے کی آواز سے اندھا عاجز ہوا پس اندھا اُس کی تعظیم کرنے لگا کہ اے امیر صید و اے شیر شکار تجھکو قدرت ہے تو مجھ سے کام مت رکھ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] اس دم سگ الخ یہ شعر وہ حکیم اس دم سگ کی ضرورت تعظیم کرتا اور اس کا کریم لقب رکھا پس اس نے ضرورت سے کہا اے شیر مجھ سے لاغر شکار سے تو کب سیر ہو تیرے یار گور صحرائی پکڑتے ہین تو اندھے کا کوچہ مین شکار کرتا ہے تیرے یار شکار گور خر کا ڈھونڈھتے ہین تو اندھے کو ڈھونڈھتا ہے کوچہ مین علم سیکھا تو سگ سے گمراہی گئی کہ جنگل مین وہ صید حلال کرتا ہے یعنی سگ نفس سے اور اندھا غافلان دنیا سے مراد ہے پس غافلان دنیا اپنے نفس کی اسی طرح خوشامد کرتے ہین یا جو سگ نفس کہ اصلاح پذیر ہوا وہ صحرائے معنی مین گور اسرار و انوار کا شکار حلال کرتا ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ [۳] سگ الخ یہ شعر جو سگ کہ عالم ہو تیز رو ہووے جو سگ کہ عارف ہو اصحاب کہف ہووے سگ نے جانا کہ میر صید کون ہے اے خدا نور آشنا کون ہے اندھا اندھے پن سے کچھ نہین جانتا ہے بلکہ جہل سے نہین پہچانتا ہے زمین اندھے سے اندھی سوا نہین ہے کہ وہ فضل حق سے دشمن کو جانتی ہے ہمیشہ یعنے اندھی سوا ہے اندھے انسان سے مگر وہ زمین اپنے دشمن کو جانتی ہے اور وہ زمین جانتا ہے پس معلوم ہوا کہ اندھے پن سے نہین بلکہ جہل سے نہین جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سنگ شناسا شد که میر صید کیست | ای خدا آن نور اشناسنده چیست
کور نشناسد نه از بے چشمی است | بلکه از جهل است زیرا خشمی است
نیست خود بے چشم ترکو از زمین | این زمین از فضل شد خصم مبین
نور موسیٰ دید و موسیٰ را نواخت | خسف قارون کرد قارون را گداخت
رجف کرد اندر ہلاک ہر دغی | فہم کرد از حق که یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب و نار باشرر | بیخبر از ما و از حق باخبر
مابعکس آن ز غیر حق خبیر | بیخبر از حق با چندین نذیر
لاجرم اشفقن منها جمله شان | کند شد ز امیز حیوان جمله شان
گفت بیزاریم جمله زین حیات | کو بود با خلق حی با حق موات
چون بماند از خلق ماند او یتیم | انس حق را قلب می باید سلیم
چون ز کوری دزد دزدد کالۂ | میکند آن کور عمیا نالۂ
تا نگوید دزد او را کان منم | کز تو دزدیدم که دزد پر فنم
کے شناسد کور دزد خویش را | چون ندارد نور چشم آن ضیا
چون بگوید ہم بگیر او را تو سخت | تا بگوید او علامتہائے رخت
پس جہاد اکبر آمد عصر دزد | تا بگوید که چه برد آن زشت دزد
کالۂ حکمت که گم کرده دل است | پیش اہل دل یقین آن حاصل است
کور دل با جان و با سمع و بصر | می نداند دزد شیطان را اثر
ز اہل دل جو از جماد آن را مجو | که جماد آمد خلائق پیش او

سنگ نے جانا کون میر صید ہے | اے خدا نور آشنا ہین کون سے
اندھے پن سے اندھا نے کچھ جانا | جہل سے بلکہ نہین پہچانت
نے زمین اندھے سے ہے اندھا سوا | فضل حق سے جانے دشمن کو سدا
نور موسیٰ دیکھ ہوئی موسیٰ نواز | کھینچا قارون کو ہوا قارون گداز
جنبشین کرکرکے پھر ہر دغی | تو سمجھ حق سے کہ یا ارض ابلعی
خاک و باد و آب آتش پر شرر | بیخبر ہم سے وحق سے باخبر
ہم ہین اُلٹے غیر حق سے باخبر | بیخبر ہم حق سے با این خوف و ڈر
اسلیئے اشفقن منہا جلد و [illegible] | ربط حیوان سے رہے بس کند مہ[illegible]
بولے ہم اس زندگی سے تنگ ہین | مردہ با حق زندہ با دنیا رہین
خلق کے جو ساتھ ہو وہ ہے یتیم | انس حق کو چاہیے قلب سلیم
چور اک اندھے کی جو چوری کرے | اندھا اندھون کی طرح زاری کرے
چور کب اُسکو کہے ہین پر فن چور | جو تری چوری کرے پُرفن ہون چور
اندھا کب پہچانے اپنے چور کو | جو نہ آنکھو مین رکھے وہ نور کو
جو کہے وہ تو پکڑ مضبوط اُسے | تا بتلائے وہ پتے اسباب کے
ہے جہاد اکبر اب تنگی کو ر[illegible] | تا کہے کیا لیگیا وہ گندہ چور
دل سے جو اسباب حکمت گم گیا | اہل دل کو ہی یقین واصل ہوا
دل کا اندھا جان کان اور آنکھ سے | چور شیطان کا اثر کب پاسکے
اہل دل سے نے جماد [illegible] | اور خلائق کو جماد اک جان لے

سلہ نور موسیٰ الخ شعر نور موسیٰ دیکھکر زمین موسیٰ نواز ہوئی کھینچا قارون کو اور قارون کی گلانے والی ہوئی زمین نے جنبشون سے کافرون کو تباہ کیا ترجمہ کہ اے زمین نگل لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ خاک و باد الخ شعر خاک و باد و آب و آتش ہم سے بیخبر اور حق سے خبردار ہے اور ہم اُس کے برعکس غیر حق سے باخبر اور حق سے بیخبر باوجود اس خوف و ڈر کے اس لیے اشفقن منہا یعنے ڈرے اس سے سب وہ حیوانات کے ربط سے رہ گئے گندہ ہوکر بولے ہم اس زندگی سے تنگ ہین کہ مردہ ساتھ حق کے اور زندہ ساتھ خلق کے ہم رہین جو خلق کے ساتھ ہے وہ یتیم ہے اور نسبت حق کو قلب سلیم چاہیئے آگے مثال ہے ایک چور اندھے کی چوری کرے اور اندھا اندھے کی طرح زاری کرے جب تک چور اس کو کہے اے کور مین ہوں چور جو تیری چوری کرے اندھا کب پہچانے اپنے چور کو جو کہ آنکھوں مین وہ نور نہین رکھتا ہے جب تک کہ وہ کہے تو مضبوط پکڑے اُسے تاکہ وہ اپنے اسباب کو بتلائے آگے حقائق ہین فافہم ۲ سلہ ہے جہاد الخ شعر پس چور کو تنگ کرنا جہاد اکبر ہے تاکہ وہ کہے کہ کیا چورا لے گیا ہے جو اسباب حکمت دل سے گم گیا وہ اہل دل کو یقین سے حاصل ہے جان و کان آنکھ سے دل کا اندھا چور شیطان کا اثر کب پاسکے اہل دل سے لے جمادون سے مت لے اور خلق کو ایک جماد جان لے یعنے وہ چور شیطان ہے اور تیرہ دل اندھا ہے [illegible] کا اسباب نور چشم دل و حکمت بھی شیطان نفس نے چرالی ہے تو اُسے تنگی کر اسی کو جہاد اکبر کہتے ہین آگے رجوع بقصہ

باز میگردیم سوے راز جو	تا شود ہم مشورت با راز گو	اب مین پھر پھرتا ہون سوے راز جو	تا کہ ہو دین ہم مشیر راز گو
مشورت جوینده آمد نزد او	کاے اب کودک شده بالنے بگو	راز جو بہلول کے نزدیک ہو	بولا اے بابا کہو اُس راز کو
گفت رو زین حلقہ کین در باز نیست	باز گرد امروز روز راز نیست	بولا اس حلقہ سے جا در نہ کھلا	آج تو جا دن نہیں ہے راز کا
گر مکان را ره بدے در لامکان	ہمچو شیخان بودمی من بر دکان	گر مکان کو لامکان مین ہوتی راہ	مثل شیخون کے مین ہوتا اہل جاہ

خواندن محتسب مست خراب افتاده را بسوے زندان

لیجانا محتسب کا ایک مست کو زندان مین اور جواب دینا اُسکا

محتسب در نیم شب جاے رسید	در بن دیوار مردے خفتہ دید	نیم شب کو محتسب اک جا گیا	زیر دیوار اُسکو سوتا اک ملا
گفت ہی مستے چہ خوردستی بگو	گفت ازان خوردم کہ ہست اندر سبو	بولا اُٹھ اے مست کیا کھایا کہو	بولا وہ کھایا ہے جو مٹکے مین ہو
گفت آخر در سبو وا گو کہ چیست	گفت ازان کہ خورده ام گفت این خفیست	بولا کیا مٹکے مین ہے کر تو بیان	بولا کھایا اُس سے جو کچھ تھا نہان
گفت آنچہ خورده آن چیست آن	گفت آن کہ در سبو مخفی است آن	بولا جو کچھ کھایا تو نے کیا ہے وہ	بولا وہ مٹکے مین جو مخفی ہے وہ
دور میشد این سوال و این جواب	ماند چون خر محتسب اندر خلاب	دور ہوتا تھا سوال اور یہ جواب	محتسب جیسے خر اندر گل آب
گفت او را محتسب ہین آه کن	مست ہو ہو کرد ہنگام سخن	بولا اس سے محتسب کر آه تو	مست نے کی در جواب آه ہو
گفت گفتم آه کن ہو میکنی	گفت من شادم تو از غم منحنی	بولا مین آه کو کہون تو ہو کرے	بولا مین تو خوش ہون اور تو غم رکھے
آه از درد و غم بیدادی است	ہوے ہوے میکشان از شادی است	آه درد و غم ستم سے ہوتی ہے	ہو نکلتی ہے خوشی و عیش سے

ف۵ اب مین پھر پھرتا ہون الخ یہ شعر اب مین پھر پھرتا ہون طرف راز جو کے تا کہ ہم مشیر راز گو کا ہون راز جو بہلول کے نزدیک جا کر بولا اے بابا اس راز کو کہو بہلول نے کہا کہ اس حلقہ سے جا یہ در نہین کھلتا آج تو جا راز کا دن نہین ہے اگر مکان کی لامکان مین راہ ہوتی مثل شیخون کے مین بھی اہل جاہ ہوتا یعنے معنی قید بیان سے باہر ہے اور اگر راز معنے کا بیان ہوتا تو مین بھی مثل شیخون کے دکاندار ہوتا کیون خراب حال پھرتا چنانچہ محتسب و مست کا قصہ مثال مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ف۶ نیم شب کو الخ یعنے محتسب نیم شب کو ایک جا گیا زیر دیوار اُس کو ایک سوتا ہوا ملا کہا اے مست اُٹھ کیا کھایا ہے کہو کہا وہ کھایا ہے جو مٹکے مین ہو بولا مٹکے مین کیا ہے بیان کر بولا جو کچھ کھایا اس سے ہے بولا وہ پوشیدہ ہے بولا جو کچھ تو نے کھایا ہے وہ کیا ہے بولا جو مٹکے مین کہا کہ وہ پوشیدہ ہے یہی سوال و جواب کا دور ہوتا تھا محتسب مانند خر کے کیچڑ مین حیران رہا دور اُس کو کہتے ہین کہ ایک شئے موقوف ہو اول پر جیسے وجود مرغ کا موقوف ہے بیضہ پر اور وجود بیضہ کا موقوف ہے مرغ پر محتسب نے اُس سے کہا تو آہ کر مست نے جواب اُس کے مین آواز ہو کی محتسب بولا کہ مین تو آہ کرنے کو کہتا ہون تو ہو کرتا ہے بولا مین تو خوش ہون اور تو غم کھاتا ہے آہ درد و غم سے ہوتی ہے اور ہو عیش و خوشی سے نکلتی ہے یعنے وہ مست عشق الٰہی لفظ ہو کہتا تھا کہ مقام ہو عیش عشاق ہے کہ عاشق کو وہان فناء کامل ہوتی ہے اور مقام ہو کو لامکان بھی کہتے ہین اور آہ نفس سے تعلق رکھتی ہے اور حالت فراق مین عاشق سے نکلتی ہے چونکہ وہ مست دل سے وصال رکھتا ہے اس واسطے ہو کہتا ہے اور محتسب آہ نفسانی کرنے سے تنزل معلوم کرنا چاہتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ -

محتسب گفتا ہیچ انم خیز خیز | معرفت متراش بگذار این ستیز
گفت و من از کجا تو از کجا | گفت مستی خیز تا زندان بیا
گفت مست ای محتسب بگذار و رو | از برہنہ کے توان بردن گرو
گر مرا خود قوت رفتن بدی | خانہ خود رفتمی وین کے شدی
من اگر با عقل و با امکانمے | ہمچو شیخان بر سر دکانمے
گر مرا رای و تدبیرے بدی | ہمچو شیخان جاہ و توقیرے بدی
ہم مرا زنبیل و دریوزہ بدی | ہم نذورات ہمہ روزہ بدی

محتسب[1] بولا نہ جا تون ہو کھڑا | مت تراشے معرفت لے جنگ زا
بولا جا تو مین کہان اور تو کہان | بولا چل اے مست تا زندانیان
مست بولا محتسب جا چھوڑ تو | کب برہنہ سے تو لیوے شرط کو
ہوتی چلنے کی اگر قوت مجھے | اپنے گھر جاتا یہ ہوتا کس لیے
ہوتا مین با عقل و با امکان اگر | ہوتا مثل شیخ مین دکان پر
ہوتین گر رائین و تدبیرین مری | ہوتین مثل شیخ توقیرین مری
ہوتی زنبیل و گدائی بھی مجھے | ہوتی نذرین سارے دن کی بھی مجھے

دوم بار در سخن کشیدن سائل آن بزرگ را تا حال او معلوم گردد

دوسری بار کہنا سائل کا اُس بزرگ کو تا حال اُسکا معلوم ہو

گفت آن طالب کہ آخر یک نفس | ای سوارہ بر نی این سو ران فرس
راند سوی او کہ ہان زو تر بگو | کاسپ من بس توسن است و تند خو
تا لگد بر تو نکوبد دور باش | از چہ میپرسی بیان کن خواجہ تاش
او مجال راز دل گفتن ندید | زو برون شو کرد و در لاغش کشید
گفت میخواہم درین کوچہ زنے | کیست لائق از برای چون منے
گفت سہ گونہ زنانند اندر جہان | آن دو رنج و این یکے گنج روان
آن یکے را چون بخواہی کل تراست | وین دگر نیمے ترا نیمے جدا است

بولا[2] وہ طالب کہ اک دم میری سو | اے سوار نے تو دوڑا اسپ کو
گھوڑا دوڑا کر کہا جلدی کہو | گھوڑا ہے منہ زور میرا تند خو
لات ماریگا کہین تو دور ہو | پوچھتا ہے کیا تو اے خواجہ کہو
راز کہنے کی نہ قدرت جو ملی | مسخرے پن سے کہا ہٹ جا ابھی
بولا[3] مین ہون چاہتا عورت یہان | کونسی لائق ہے میرے کر بیان
بولا عورت تین ہین اندر جہان | دو ہین رنج اور ایک ہے گنج روان
ایک وہ جو تو کرے کل ہو تری | دوسری آدھی تری آدھی جدی

سلہ محتسب بولا الخ، شعر محتسب نے کہا مین نہین جانتا تو کھڑا ہو اور معرفت مت تراش اے جنگ جو مست نے کہا تو جا مین کہان اور تو کہان کہا اے مست چل تو زندان تک مست نے کہا تو جا چھوڑ تو کب برہنہ سے شرط لیتے اگر چلنے کی مجھکو طاقت ہوتی تو گھر جاتا یہ کاہے کو ہوتا اگر مین با عقل و با امکان ہوتا مثل شیخ کے دکان پہ ہوتا اگر میری رائین تدبیرین ہوتین مثل شیخ کے میری توقیرین ہوتین تو زنبیل اور گدائی مجھکو ہوتی نذرین تمام دن کی مجھکو ملتین لینے مین بھی مثل پیرون دکاندار کے صاحب مال ہوتا اور اس بینوائی مین کیونکر گرفتار رہتا پس ثابت ہوا کہ جو اہل حق ہین وہ پابند آسایش دنیا نہیں ہین پریشان حال رہتے ہین آگے قصہ سائل کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا وہ الخ ہم شعر اس طالب نے کہا کہ ایک دم میری طرف اے سوار لاٹھی کے دوڑا گھوڑے کو بہلول نے گھوڑا دوڑا کر کہا جلدی کہو کہ میرا گھوڑا منہ زور اور تند خو ہے لات نہ کہین مارے تو دور ہو تو کیا پوچھتا ہے اے خواجہ کہو راز کہنے کی جو قدرت نہ ملی مسخرے پن سے کہا اب ہٹ جا باقی حال قصہ کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا مین الخ، شعر کہا مین نے عورت کرنا چاہتا ہون یہان پر کونسی لائق ہے میرے بیان کر کہا تین قسم کی عورتین جہان مین ہین دو سے رنج اور ایک سے گنج ہے ایک جو تو کرے وہ کل تیری ہو دوسری آدھی تیری آدھی جدی ہو تیسری نہ جو تیری کچھ نہین ہو یہ تو نے سنا اے مدعی جلدی تو گھوڑا لات نہ مارے تجھے کہ تو گرے اور پھر اُٹھ نہ سکے شیخ ہمراہ لڑکون کے چلدیا پھر اُس جوان نے اسکو آواز دی کہ تو آ اور تفسیر اسکی کہہ تو کہتا ہے کہ عورتین مین کر دو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

جوان سوم هیچ او ترا نبود بدان — این شنیدی در شوم رفتم روان
تا ترا اسپم نه پراند لگد ہ ہ — که بعفتی بر نخیزی تا ابد
شیخ راند اندر میان کودکان — بانگ زد بار دگر او را جوان
که بیا آخر بگو تفسیر این — این زنان سه نوع گفتی برگزین
راند سوے او و گفتش بکر خاص — کل ترا باشد ز غم یابی خلاص
وانکه نیمی هست تو بیوه بود — وانکه هیچ ست آن عیال با ولد
چون ز شوے اولش کودک بود — مهر کل خاطرش آن سو رود
دور شو تا اسپ نیندازد لگد — سم اسپ توسنم بر تو رسد
ہاے و ہوے کرد شیخ و باز راند — کودکان را باز سوے خویش خواند
باز بانگش کرد سائل که بیا — یک سوالم ماند اے شاه کیا
باز راند این سو بگو زوتر چه بود — که ز میدان آن بچه گویم ربود
گفت اے شه با چنین عقل و ادب — اینچه شید ست اینچه فعل ست اے عجب
تو ورائے عقل کلی در بیان — آفتابے در جنون چونے نهان
گفت این اوباش راے میزنند — تا درین شهر خودم قاضی کنند
دفع میگویم مرا گویند نے — نیست چون تو عالمے صاحب فنے
با وجود تو حرام ست و خبیث — که کم از تو در قضا گوید حدیث
در شریعت نیست دستوری که ما — کمتر از تو شه کنیم و پیشوا
زین ضرورت گیج و دیوانه شدم — زین گروه از عجز بیگانه شدم
ظاهرا شوریده و شیدا شدم — لیک در باطن همانم که بدم

تیسری وہ کچھ نہیں ہووے تری — یہ سنا تو نے تو جا ای مدعی
تا نہ گھوڑا لات مارے اب تجھے — کہ گرے تو اور کبھی نے اٹھ سکے
شیخ پس لڑکوں کے ہمراہ چل دیا — پھر پکارا اور جوان نے یہ کہا
کہ تو آ تفسیر اس کی تو کہو — عورتیں تو تین کہتا ہے کردا
اسکے پاس آ کر کہا کر باکرا — کل تری ہو غم سے تو ہووے رہا
پھر کہ آدھی ہے نئی وہ رانڈ ہے — وہ نہیں کچھ ہے جو زن بچہ رکھے
اگلے شوہر سے جو اولاد اسکی ہو — کل محبت اسکی اس شوہر سے ہو
دور ہو تو لات گھوڑے کی چلے — سم نہ گھوڑے کا ترے جا کر لگے
ہائے ہو کی شیخ نے پھر چل دیا — اور لڑکوں کو بخود مائل کیا
پھر پکارا اسکو سائل نے کہ آ — اک سوال اور میرا باقی رہ گیا
پھر وہ آیا کہ کہو کیا رہ گیا — کہ وہ لڑکا گیند میرے لیگیا
بولا اے شہ باوجود اس عقل کے — تجھکو یہ فعل و رحیلے کس لیے
تو سوائے عقل کل ہے در بیان — شمس ہے پھر کیوں جنون میں ہے نہاں
بولا کہتے مشورت اوباش ہیں — تا مجھے اس شہر کا قاضی کریں
کرتا ہوں انکار کہتے ہیں نہیں — تجھ سا عالم با عمل جگ میں نہیں
تیرے ہوتے ہے بدتر اور حرام — تجھ سے کم اندر قضا کھولے کلام
ہے نہ دستور اب ہماری شرع میں — پیشوا ہم تجھ سے کمتر کو کریں
اس ضرورت سے میں دیوانہ ہوا — اس گروہ سے آپ بیگانہ ہوا
ظاہرا مجنون و دیوانہ ہوا — پر میں باطن میں وہی ہوں جو کہ تھا

لہ اس کے پاس الخ ہ شعر اس کے پاس آ کر کہا کہ باکرہ کر کہ کل تیری ہووے اور تو غم سے چھوٹے اور آدھی عورت نئی رانڈ ہے اور وہ کچھ نہیں ہے کہ جو عورت بچہ رکھے اگلے شوہر سے جو اسکی اولاد ہو کل محبت اس کی اس شوہر سے ہو تو دور ہو کہ گھوڑے کی لات چلے تیرے سم گھوڑے کا نہ جا لگے ہائے ہو شیخ نے کی اور پھر چل دیا اور لڑکوں کو اپنی طرف مائل کیا پھر سائل نے اسکو پکارا کہ آ میرا ایک سوال اور باقی رہ گیا ہے یعنے عورتیں تین قسم کی ہیں باکرہ لاتکروذی اولاد گر باکرہ بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ہ پھر وہ آیا الخ ہ شعر وہ آیا کہ کہو کیا رہ گیا ہے کہ وہ لڑکا میرے گیند لے گیا ہے کہا اے بادشاہ باوجود اس عقل کے تجکو یہ فعل اور حیلے کس واسطے ہیں تو سوائے عقل کل کے بیان میں ایک شمس ہے جنون میں کیوں پوشیدہ ہے کہا کہ اوباش مشورہ کرتے ہیں کہ مجھے اس شہر کا قاضی کریں میں انکار کرتا ہوں تو کہتے ہیں تجھ سا عالم باعمل جگ میں نہیں ہے تیرے ہوتے بدتر اور حرام ہے کہ تجھ سے کم اندر قضا کے حکم کرے ہماری شرع میں دستور نہیں کہ تجھ سے کمتر کو ہم پیشوا کریں اس ضرورت سے میں دیوانہ ہوا ہوں اور اس گروہ سے خود بیگانہ ہوا ہوں میں ظاہر میں مجنون دیوانہ ہوا لیکن میں باطن میں وہی ہوں جو کہ تھا میری عقل گنج اور میں ویرانہ ہوں گنج اگر ظاہر کروں دیوانہ ہوں تو آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

عقل من گنج ست و من ویرانه ام ۔ گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام
عقل میری گنج و میں ویرانہ ہوں ۔ گنج اگر ظاہر کروں دیوانہ ہوں

او ست دیوانه که دیوانه نشد ۔ این عسس را دید و در خانه نشد
وہ ہے دیوانہ نہ دیوانہ ہوا ۔ دیکھ اس شحنہ کو نہ گھر میں چھپا

دانش من جوهر آمد نے عرض ۔ این بهائے نیست بهر هر غرض
عقل ہے جوہر مری ورنے عرض ۔ یہ نہیں رکھتی ہے قیمت ہر غرض

کان قند و نیستان شکرم ۔ هم ز من می روید و من میخورم
کان قند اور نیستان شکر کا ہوں ۔ مجھسے اگتا ہے وہ میں ہی کھاتا ہوں

علم تقلیدی و تعلیم است آن ۔ کز نفور مستمع دارد فغان
علم تقلیدی و تعلیم اک ہے دو ۔ نے سنے کوئی تو اسکو رنج ہو

چون پئے دانش نه بهر روشنی است ۔ همچو طالب علم دنیاے دنی است
بہر دانش ہے نہ بہر روشنی ۔ جیسے طالب علم دنیاے دنی

طالب علم ست بهر عام و خاص ۔ نے که تا یابد ازین عالم خلاص
چاہتا ہے علم بہر عام و خاص ۔ نے کہ اس عالم سے پاوے وہ خلاص

همچو موشی هر طرف سوراخها ۔ میکند غافل ز انوار بقا
مثل چوہا کرتا وہ سوراخ ہرا ۔ کیونکہ غافل ہے بقاے نور سے

همچو موشے هر طرف سوراخ کرد ۔ چونکه نورش راند از در گشت سرد
ہر طرف سوراخ جوں چوہا کیا ۔ نور نے جو روکا تو الٹا پھرا

چونکه سوے دشت و نورش ره نبود ۔ هم در آن ظلمات جهدی می نمود
نور و جنگل کیطرف جو رہ نہ تھی ۔ اسکو اس ظلمت میں بس کوشش رہی

گر خدایش پر دهد پر خرد ۔ برهد از موشے و چون مرغان پرد
گر خدا پر دیوے اسکو عقل سے ۔ چوہا پن چھوڑے مثال مرغ اڑے

ور نجوید پر بماند زیر خاک ۔ نا امید از رفتن راه سماک
گر نہ ڈھونڈھے پر تو نیچے خاک کے ۔ رہیگا نا امید وہ افلاک سے

علم گفتاری که آن بیجان بود ۔ عاشق روے خریدان بود
علم ذاتی جو کہ وہ بیجان ہے ۔ عاشق روے خریدان ہے

گرچه باشد وقت بحث علم زفت ۔ چون خریدارش نباشد مرد و رفت
علم گرچہ بحث کے وقت ہو قوی ۔ جو نہ پاوے مشتری ہو مردنی

مشتری من خدا ایست او مرا ۔ میکشد بالا که الله اشترے
مشتری حق ہی مرا سوے علا ۔ مجکو کھینچے ہے کہ اللہ اشترے

خونبهاے من جمال ذو الجلال ۔ خونبهاے خود خورم کسب حلال
خونبہا میرا جمال ذو الجلال ۔ کھاؤں اپنا خونبہا کسب حلال

سلہ وہ ہے الخ یہ شعر وہ دیوانہ نہیں ہوا ہے کہ اس شحنہ کو دیکھے کہ گھر میں نہیں چھپا ہے یعنے وہ شخص دیوانہ نہیں ہوا ہے میری عقل جوہر ہے عرض نہیں رکھتی میں کان قند و نیستان شکر کا ہوں کہ مجھسے اگتا ہے وہی میں کھاتا ہوں کہ مجھسے میں عارف ہوں اور ستاوہ یا جو عرفان کشف ہوتا ہے مجھ میں سرور ہوتا ہے آگے علم تقلیدی کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ علم تقلیدی الخ یہ شعر وہ ایک علم تقلیدی ہے و تعلیم ہے کہ جو نہ سنے تو اسکو رنج ہووے، تو وہ علم واسطے دانش کے ہے نہ واسطے روشنی کے جیسے طالب علم دنیا کا علم سیکھتا ہے اور چاہتا ہے علم واسطے خاص و عام کے اس عالم سے خلاص ہونے کو نہیں چاہتا ہے اس کی مثال ہے مثل چوہے کے وہ ہر طرف سوراخ کرتا ہے اور بقاے نور سے غافل ہے مثل چوہے کے ہر طرف سوراخ کیا نور نے جو روکا تو وہ واپس پھرا نور و جنگل کی طرف جو راہ نہ تھی اس واسطے اسکو ظلمت میں کوشش رہی اگر خدا اسکو عقل سے پر دیوے جو اپنا چوہا پن چھوڑے اور مرغ کے مانند اڑے اور اگر پر نہ ڈھونڈھے نیچے خاک کے نا امید ہووے افلاک سے یعنے علم تقلیدی دنیا کمانے کو سیکھنا اور وصول الی اللہ سے باز رہنا مثل چوہے کے ظلمت میں رہنا اور روشنی سے بھاگنا ہے اگر خدا چاہے عرفان دے کہ مثل مرغ کے اڑ جائے باقی حال آگے ہے فافہم سلہ علم فانی الخ یہ شعر جو کہ علم فانی بیجان ہے عاشق خریداران کے منھ کا ہے یعنے اہل قال سامعین منھ کو تکتے ہیں کہ کیا وہ تعریف کرتے ہیں جی کیا پسند ہیں اگرچہ علم بحث کے وقت قوی ہے تو خریدار نہ پائے تو مردہ ہو اور میرا مشتری اللہ ہے اور کھینچتا ہے طرف اعلا کے ترجمہ خریدار اللہ ہے میرا خونبہا جمال حق ہے کسب حلال سے میں اپنا خونبہا کھاتا ہوں یس تو ان خریداران مفلس سے نہ لے مشت گل کیا خریداری کرینگے گل مت کھا اور گل سے نہ خرید کھائیگا تو ہمیشہ زرد ہو گل سے پیدا ہی سب گل ہو تو اسکو مت کھا اور خدا سے تو رکھا کر نور سے نوری ہو کے ورنہ گل کھانے سے زرد ہو گا یعنی شرمندہ روز حشر کے ہوگا باقی حال آگیا ہے فافہم ۱۲

این خریداران مفلس را بهل	چه خریداری کند یک مشت گل	ان خریداران مفلس سے نہ مل	کیا خریداری کرین یہ مشت گل
گل مخور گل را مخر گل را مجو	زانکه گل خوارست دائم زرد رو	گل نہ ڈھونڈھ اور گل نہ کھا گل لے نہ تو	گل جو کھائے ہو ہمیشہ زرد رو
دل بخر تا دائما باشی جوان	از تجلی چہره ات چون ارغوان	مول لے دل تا ہمیشہ ہو جوان	اور تجلی سے ہو منھ جون ارغوان
طالب دل شو که تا باشی چو گل	تا شوی شادان و خندان مثل گل	طالب دل ہو کہ تا ہو مثل گل	تا ہو تو ہشیار و خندان مثل گل
دل نباشد آنکه مطلوب گل ست	این سخن را ادرک بر صاحب دل است	وہ نہین ہے دل جو ہے مطلوب گل	جانتے اس بات کو ہین اہل دل
یا رب این بخشش نہ حد کار ماست	لطف تو لطف خفی را خود سزاست	ای خدا بخشش تری یہ حد ہے مری	لطف تیرا لائق لطف خفی
دستگیر از دست ما ما را بخر	پرده را بردار و پرده ما مدر	مول لے ہم کو ہمارے ہاتھ سے	کھول دے پردہ نہ رسوا مت کرے
باز خر ما را ازین نفس پلید	کاردش تا استخوان ما رسید	مول لے پھر ہمکو تو اس نفس سے	پہونچی ہڈی تک چھری اسکی ہے
از چو ما بیچارگان این بند سخت	که گشاید جز تو ای سلطان بخت	کون ہم بیچارگون سے بند سخت	تجھ سوا اب کھولے اے سلطان بخت
اینچنین قفل گران را ای ودود	که تواند جز که فضل تو گشود	ایسے بھاری قفل کو اے خدا	کون کھولے فضل تیرے کے سوا
ما ز خود سوی تو گردانیم سر	چون توئی از ما بما نزدیک تر	تیری جانب ہم پھرے خود آپ سے	ہمسے تو نزدیک تر ہے ہم سے ہے
با چنین نزدیکی دوریم دور	در چنین تاریکی بفرست نور	باوجود اس قرب کے ہم بس ہین دور	ایسی تاریکی مین اب تو بھیج نور
این دعا ہم بخشش و تعلیم تست	ورنه در گلخن گلستان از چه رست	یہ دعا تعلیم و بخشش تجھ سے ہے	ورنہ گلخن مین گلستان کب اُگے
درمیان خون و روده فهم و عقل	جز به اکرام تو نتوان کرد نقل	درمیان اس خون و رگ کے فہم و عقل	جز کرم تیرے نہ ہو سکتی ہے نقل
از دو پاره پیه این نور روان	موج نورش میرود تا آسمان	نور دو ٹکڑے سے چربی کے یہان	موج مارے نور پھر تا آسمان
گوشت پاره که زبان آمد ازو	میرود سیلاب حکمت همچو جو	گوشت کا ٹکڑا کہ جو ہے وہ زبان	سیل حکمت نہر سان اس سے روان
سوی سوراخی که نامش گوشهاست	تا بباغ جان که میوه ش هوشهاست	جانب سوراخ کہ نام اُسکا گوش	باغ جان تک کہ ہے میوہ اسکا ہوش
شاهراه باغ جانها شرع اوست	باغ و بستانهای عالم فرع اوست	باغ جان کی راہ اسکی شرع ہے	اور جہان کا باغ اسکی فرع ہے

۵ مول الخ، شعر دل کو مول لے تا ہمیشہ تو جوان ہو اور تجلی سے مثل ارغوان کے منھ سرخ ہو طالب دل کا ہو کہ مثل گل ہو تا خوش و خندان مثل گل ہو کہ مثل ہو نا خوش اور وہ دل نہین ہے جو مطلوب دل کا ہو بس اہل دل اس بات کو جانتے ہین آگے مناجات ہے اے خدا بخشش تیری میرے حد امکان سے باہر ہے تیرا لطف لائق لطف پوشیدہ کے ہے ہم کو ہمارے ہاتھ سے مول لے اور پردہ کھول دے اور رسوا مت کرے یعنے ہم کو اس صورت سے چھڑا دے پھر ہم کو مول لے اس صورت سے کہ اسکی چھری ہڈی تک اب پہونچی ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

۶ کون ہم بیچارون سے الخ، شعر ہم بیچارون کا تجھ سے سوا کون ہے اے سلطان تخت اے خدا ایسے بھاری قفل کو تیرے فضل کے سوا کون کھولے تیری جانب ہم خود آپ سے پھرے تو ہم سے زیادہ نزدیک ہم سے ہے باوجود اس قرب کے ہم دور ہین ایسی تاریکی مین اب تو نور بھیج یعنے ہم تیرے قریب ہین مگر بسبب ظلمت نفس کے تجھ کو پہچان نہین سکتے ہین تو نور دل عنایت کر تاکہ پہچانین یہ وہ تعلیم و بخشش تجھ سے ہے ورنہ گلخن مین گلستان کب اُگتا ہے فہم و عقل درمیان اس خون و رگ کے بجز تیرے کرم کے نقل نہین کر سکتے یہ نور دو ٹکڑے چربی سے بظاہر موج مارے آسمان تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ گوشت کا الخ، شعر ٹکڑا گوشت کا کہ جو زبان ہے حکمت کی سیل اس سے روان ہے جانب سوراخ کے نام اس کا گوش ہے باغ جان تک کہ میوہ اس کا ہوش ہے اس کی شرع باغ جان کی راہ ہے اور باغ جہان کا اس کی شاخ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اصل ہر سرچشمۂ خوشی آنست آن — زود تجری تحتہا الانہار خوان
قصۂ رنجور گو با مصطفیٰ — زانکہ لطف حق ندارد منتہا
شکر نعمت چون کنی چون شکر تو — نعمت تازہ بود زاحسان او
عجز تو از شکر شکر آمد تمام — فہم کن زیاب قد تم الکلام

ہے وہ سرچشمہ خوشی کی ایک جڑھا — جلدی تجری تحتہا الانہار پڑھا
قصۂ بیمار کہہ با مصطفیٰ — کیونکہ لطف حق نہ رکھے منتہا
شکر نعمت کب ہو شکر اب کل ترے — نعمت تازہ ہو احسان اسکے سے
ترا عجز شکر شکر آیا تمام — تو سمجھ لے اب ہوا آخر کلام

نصیحت کردن رسول اللہ بیمار را ودعا آموزیدن او را

نصیحت کرنا رسول اللہ کا بیمار کو اور دعا سکھانا اس کو

گفت پیغمبر مر آن بیمار را — چون عیادت کرد یار زار را
کہ مگر نوعے دعائے کردۂ — از جہالت زہر ہائے خوردۂ
یاد آور چہ دعائے گفتۂ — چون ز مکر نفس مے آشفتۂ
گفت یادم نیست الا ہمتے — دار با من یادم آید ساعتے
از حضور نوربخش مصطفیٰ — پیش خاطر آمد او را آن دعا
ہمت پیغمبر روشن کدہ — پیش خاطر آمدش آن گم شدہ
تافت زان روزن کہ از دل تا دلست — روشنی کو فرق حق و باطل ست
گفت اینک یادم آمد ای رسول — آن دعا کہ گفتہ ام من از فضول
چون گرفتار گنہ می آمدم — ہمچو غرقہ دست و پائے میزدم
برگنہ باب کشایش میزند — غرقہ دست اندر حشایش میزند
از تو تہدید و وعیدے میرسید — مجرمان را از عذابات شدید

فرمائے پیغمبر یہ اس بیمار سے — جو عیادت کو گئے اس یار کے
گر کسی صورت دعا تو نے ہی کی — زہر کھایا ہے جہالت سے اخی
یاد کر لے کیا دعا تو نے کری — مکر سے ہے نفس کی حالت بری
بولا مجھکو تو نہین کچھ یاد ہی — تم کرو ہمت تو یاد آئے مجھے
پایا پرتو جو حضور مصطفیٰ — آگئی یاد اسکی دل مین وہ دعا
ہمت پرتو احمد سے دلا — دل مین اسکے یاد آیا وہ گما
جکی روزن سے کہ دل سے دلکو ہے — روشنی کہ فرق حق باطل کرے
بولا اب یاد آئی مجھکو اے رسول — وہ دعا جو کی تھی از راہ فضول
مین گرفتار گنہ ہوتا جو تھا — دست و پا مین مارتا جو ڈوبتا
بخشش اپنی بر گنہ ہی چاہتا — ہاتھ سے پکڑے ہے تنکا ڈوبتا
تجھسے آتی تہین وعید بیشتین — مجرمونکو ان عذابون سے جو ہین

سلہ ہے وہ الخ یہ شعر وہ سرچشمہ خوشی کی ایک جڑ ہے جلدی تجری من تحتہا الانہار کو پڑھ یعنے جان کو شریعت سے تازگی ہے جیسے باغ جنت کو نہرون سے قصہ بیمار کا کہو ساتھ مصطفیٰ کے کیونکہ لطف حق کی انتہا نہین ہے تیرے سب شکر نعمت کب ادا ہون اس کے احسان سے نعمت تازہ ہو یعنے جو شکر کیا وہ شکر اس کے احسان سے نعمت ہو کر لوٹ آیا پھر اس نعمت کا شکر کب ہو کے تیرا عجز شکر تمام آیا ہے تو سمجھ لے اب کلام آخر ہوا یعنے شکر سے عاجز ہونا ہی شکر ہے آگے قصہ نصیحت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولے الخ یہ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ اس بیمار سے جو عیادت کو اس یار کی گئے تھے کہ کسی طرح کی دعا تو نے کی ہے اور زہر کھایا ہے جہالت سے اے اخی یاد کر لے کیا دعا تو نے کی ہے نفس کے مکر سے حالت بری ہے کہا کہ مجھ کو تو کچھ یاد نہین ہے تم ہمت کرو تو ہم کو یاد آئے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پایا الخ یہ شعر جو حضور مصطفیٰ کا پرتو پایا کہ اسکے دل مین تھا وہ دعا یاد آگئی ہمت پرتو احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے دل مین وہ گمان یاد آیا آگے حقائق ہین اس روزن سے کہ دل کو دل سے راہ ہے جکی روشنی کہ فرق حق و باطل میں کرے یعنے توجہ دل سے لگی تھے یاد آئی صحابی نے کہا یا رسول اللہ اب مجھکو یاد آئی وہ دعا جو از راہ فضول کے کی تھی جو مین گرفتار گناہ ہوتا تھا اور ہاتھ پاؤن مارتا تھا مانند ڈوبتے کے اپنی بخشش بر گناہی سے چاہتا تھا جیسے ڈوبتا تنکے کو پکڑتا ہے تجھ سے وعید بیشتین ہین آتی تھین جو کہ مجرمون کو عذابون سے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

مضطرب بگریستم و چارہ نبود ❊ بند محکم بود و قفل ناگشود
نے مقام صبر نے راہ گریز ❊ نے امید توبہ نے جاے ستیز
نے بغیر حق تعالی یار من ❊ اینچنین دشوار آمد کار من
ہمچو ہاروت و چو ماروت از حزن ❊ آہ میکردم کہ اے خلاق من

مضطرب مین ہوتا اور چارہ نہ تھا[۱] ❊ قید سخت اور قفل بھاری نے کھلا
نے مقام صبر نے جانے کی راہ ❊ نے امید توبہ نے لڑنے کی چاہ
نے سوا اللہ کے کوئی میرا یار ❊ ایسی مشکل مین پڑا ہے میرا کام
غم سے جون ہاروت اور ماروت کے ❊ آہ کرتا ہون کہ اے خالق مرے

ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن

از خطر ہاروت و ماروت آشکار ❊ چاہ بابل را بکردند اختیار
تا عذاب آخرت اینجا کشند ❊ گربزند و عاقل و ساحر وشند
نیک کردند و بجاے خویش بود ❊ سہل تر باشد ز آتش رنج دود
حد ندارد وصف رنج آنجہان ❊ سہل باشد رنج دنیا پیش آن
ای خنک آن کو جہادے میکند ❊ بر بدن زجرے و دادی میکند
تا ز رنج آن جہانے وارہد ❊ بر خود این رنج عبادت می نہد
من ہمی گفتم کہ یارب آن عذاب ❊ ہم درین عالم بران بر من شتاب
تا دران عالم فراغت باشدم ❊ درچنین درخواست حلقہ میزدم
اینچنین رنجوری پیدام شد ❊ جان من از رنج بے آرام شد
ماندہ ام از ذکر و از اوراد خود ❊ بیخبر گشتم ز خویش و نیک و بد
گر نمیدیدم کنون من روے تو ❊ اے خجستہ وے مبارک بوے تو
میشدم از دست من یکبارگی ❊ کردیم شاہانہ این غمخوارگی

ذکر مشکلات عذاب آخرت و سختی اُسکی کا

ڈر سے[۲] بس ہاروت و ماروت کے ❊ چاہ بابل کو کیا منظور ہے
تا عذاب آخرت دنیا مین ہو ❊ عاقل و مکار جادوگر ہین دو
پس کیا اچھا و لائق اپنے ہے ❊ ہے دھوین کا رنج آسان آگ سے
اُس جہانکا رنج نے کچھ حد رکھے ❊ اسکے آگے رنج دنیا سہل ہے
وہ بہت[۳] اچھا جو کرتا ہے جہاد ❊ جسم پر اپنے کرے بس ظلم و داد
اُس جہان کے رنج سے تا کہ چھٹے ❊ خود پہ اُس رنج و عبادت کو رکھے
مین یہی کہتا تھا یارب وہ عذاب ❊ مجھ پہ اس عالم مین تو کرلے شتاب
تاکہ اُس عالم مین فارغ مین ہون ❊ اسلیے درخواست مین بھی کرتا ہون
ایسی بیماری ہوئی پیدا مجھے ❊ جان بیماری سے بے آرام ہے
سب ذکر و وظائف چھٹ گئے ❊ بیخبر خود سے ہون بد و نیک سے
گر تمھارا منہ نہ اب مین دیکھتا ❊ نے مبارک بو تمھاری سونگھتا
مین گیا تھا ہاتھ سے اکبارگی ❊ کی مری شاہانہ یہ غمخوارگی

[۱] مضطرب الخ یعنی شعر مین بیقرار ہوتا ہون اور کچھ علاج نہ تھا قید سخت اور قفل بھاری بے کھلا تھا نہ مقام صبر کا نہ جائے پناہ تھی نہ امید توبہ کی اور نہ لڑنے کی قدرت تھی نہ سوا اللہ کے کوئی میرا یار تھا ایسی مشکل مین میرا کام پڑا تھا مین غم سے مانند ہاروت و ماروت کے آہ کرتا تھا کہ اے خالق میرے یعنے مین اس گناہ سے اپنے پریشان تھا ۱۲ [۲] ڈر سے الخ یعنی شعر خوف سے ہاروت و ماروت نے چاہ بابل کو منظور کیا ہے کہ تا عذاب آخرت دنیا مین ہو وہ عاقل و مکار جادوگر مین بس اچھا کیا اور اپنے لائق کیا کہ رنج دھوین کا آگ سے آسان ہے جہان کا رنج انتہا نہین رکھتا ہے رنج دنیا اس کے آگے سہل ہے یعنے دنیا کی فضیحتی بہتر ہے رسوائی عقبی سے باقی حقایق آگے مین فافہم ۱۲ [۳] وہ بہت اچھا الخ شعر اے وہ شخص بہت اچھا ہے جو جہاد کرتا ہے اور اپنے جسم پر ظلم و داد کرتا ہے تاکہ اُس جہان کے رنج سے چھٹے اور اس رنج عبادت کو خود پر رکھے آگے ر جو رنج دیتا ہے پس مین بھی یہی کہتا تھا کہ یارب وہ عذاب مجھ پر اسی عالم مین تو جلد کرے تاکہ مین اُس عالم مین فارغ رہون اس لیے مین یہی درخواست کرتا ہون مجھکو ایسی بیماری پیدا ہوئی اور جان بیماری سے بے آرام ہوئی میرے ذکر و وظائف چھٹ گئے خود سے بد و نیک سے بیخبر ہون اگر اب مین تمھارا منہ نہ دیکھتا اور نے مبارک بو تمھاری سونگھتا مین اکبارگی ہاتھ سے گیا تھا بادشاہون کے مانند یہ آپ نے غمخواری میری کی آگے جواب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہے فافہم ۱۲ —

گفت ہیر این دعا دیگر مکن / بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
تو چہ طاقت داری اے مور سقیم / کہ نہد بر تو چنان کوہ عظیم
گفت توبہ کردم اے سلطان کہ من / از سر جلدی نلافم این سخن
این جہان تیہ است و تو موسیٰ و ما / از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
سالہا رہ میرویم و در اخیر / ہمچنان در منزل اول اسیر

سلہ بولے ہیر یہ دعا تو پھر نہ کر / جڑ سے خود کو مت اکھیڑ اے بشر
کیا تجھے طاقت ہے اے مور سقیم / تو جو رکھے خود یہ بار عظیم
بولا میں نے توبہ کی اے شاہ میں / جھوٹ شیخی سے میں کہتا ہوں نہیں
یہ جہان ہے تیہ اور موسیٰ ہے تو / میں پھنسا ہوں تیہ میں اے خوبرو
راہ برسوں ہم چلے اور بس اخیر / ویسا ہی ہوں پہلی منزل میں اسیر

ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام و پشیمانی ایشان

ذکر قوم موسیٰ علیہ السلام کا اور پشیمان ہونا اس قوم کا

قوم موسیٰ راہ می پیمودہ اند / آخر اندر گام اول بودہ اند
راز می گفتند پیدا و نہان / جملہ مرد و زن و پیر و جوان
گر دل موسیٰ ز ما راضی بُدے / تیہ را راہ و کران پیدا شدے
ور بکل بیزار بودے او ز ما / کے رسیدے خوانہا را ز سما
کے ز سنگے چشمہا جوشان شدے / در بیابان تا امان جان شدے
بل بجائے خوان خود آتش آمدے / اندرین منزل لہب بر ما زدے
چون دو دل شد موسیٰ اندر کار ما / گاہ خصم ماست گاہے یار ما
خشمش آتش میزند در رخت ما / حلم او رد میکند تیر بلا
کے بود کہ حلم گردد خشم تیز / نیست این نادر ز لطفت اے عزیز

سلہ۲ قوم موسیٰ نے بہت سی راہ چلی / پر قدم اول میں آخر کو رہی
راز یہ کہتے تھے ظاہر و نہان / جملہ مرد و زن و کل پیر و جوان
ہوتا ہم سے راضی گر موسیٰ کا دل / تیہ کا جاتا کنارہ ہم کو مل
ہوتا گر بیزار بالکل ہم سے وہ / آسمان سے پاتے ہم کب خوان کو
ہوتے کب پتھر سے چشمے رواں / کرتے صحرا میں وہ کب جان کی امان
بلکہ آگ آتی بجائے خوان کے / مارتی شعلہ ہمیں اس جائے پے
سلہ۳ موسیٰ دو دل ہے ہمارے کام میں / گاہ یار و گہ عدو جانے ہمیں
اسکی نار خشم سامان دے جلا / حلم اسکا پھیر دے تیر بلا
ہووے کب کہ حلم یہ غصہ بنے / لیک تیرے لطف سے کب دور ہے

سلہ بولے الخ شعر حضرت نے فرمایا یہ دعا پھر تو نہ کر اور خود کو جڑ سے مت اکھیڑ اے مور عاجز تجکو کیا طاقت ہے جو تو خود پر رکھے یہ بار عظیم کہا اب میں نے توبہ کی اے شاہ دین میں شیخی سے جھوٹ نہیں کہتا ہوں یہ جہان مثل تیہ کے ہے اور تم مانند موسیٰ کے ہو میں تیہ میں پھنسا ہوں یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں برسوں راہ چلا اور آخر میں ویسا ہی ہوں پہلی منزل میں اسیر یعنے یا رسول اللہ میں نے اس دنیا کے امورات میں بہت سعی و کوشش کی مگر ہنوز روز اول ہے تم موسیٰ کے مانند ہو اس بلا سے نجات دو چنانچہ یہ قصہ موسیٰ کا آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ۲ قوم موسیٰ الخ ۹ شعر قوم موسیٰ نے بہت سی راہ طے کی مگر آخر کو اول قدم میں رہے راز یہ باہم کہتے تھے ظاہر و نہان جملہ زن و مرد کل پیر و جوان کہ اگر موسیٰ ہم سے راضی ہوتے تو کنارہ تیہ کا ہم کو مل جاتا اور اگر بیزار بالکل ہم سے ہوتے تو آسمان سے ہم خوان کب پاتے اور چشمے پتھر سے کب رواں ہوتے اور صحرا میں جان کی کب امان کرتے بلکہ بجائے خوان کے آتش آتی اور ہمیں شعلہ مارتی اس جا پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۳ موسیٰ دو دل الخ ۵ شعر ہمارے کام میں موسیٰ دو دل میں کبھی یار اور کبھی دشمن جانتے ہیں ہمیں اس کے آگے غصہ کے سامان آگ جلادے اور حلم اس کا تیر بلا پھیر دے یہ کب ہووے کہ حلم اس کا غصہ بنے مگر تیرے لطف سے کب دور ہے آگے قول مولانا کا ہے روبرو تعریف کرنا خوش نہ تھا اس لیے نام موسیٰ رکھا ورنہ کب لائق ہے کہ نام موسیٰ کا لوں تیرے آگے اپنے یہاں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام موسیٰ رکھ لیا ہے کہ روبرو نام لینا شایان نہیں ہے اس واسطے یہ حال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنام موسیٰ بیان کیا کہ رموز میں بیان حال بہتر ہے ظاہر کہنے سے آگے رجوع بقصہ بیمار ہے فافہم ۱۲

مدح حاضر وحشت است از بہر این — نام موسیٰ می برم قاصد چنین
ورنہ موسیٰ کے روا دارد کہ من — پیش تو نام آورم از ہیچ تن
عہد ما بشکست صد بار و ہزار — عہد تو چون کوہ ثابت برقرار
عہد ما کاہ و بہر بادے زبون — عہد تو کوہ و ز صد کہ ہم فزون
حق آن قدرت کہ بر تکوین ما — رحمتے کن اے تو میر لونہا
خویش را دیدیم و رسوائی خویش — امتحان ما مکن اے شاہ بیش
تا فضیحتہاے دیگر را نہان — کردہ باشی اے کریم مستعان
بیحدے تو در جمال و در کمال — در کژی ما بیحدیم و در ضلال
بیحدی خویش بگمار اے کریم — بر کژی بیحد مشتے لئیم
ہین کہ از تقطیع ما یک تار ماند — مصر بودیم و یکے دیوار ماند
البقیہ البقیہ اے خدیو — تا نگردد شاد کلی جان دیو
بہر مائی بہر آن لطف نخست — کہ تو کردی گمرہان را باز جست
چون نمودی قدرتت بنماے رحم — اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
این دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مہترا
آنچنان کآدم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت
دیو کہ بود کو ز آدم بگذرد — بر چنین نطعے از و بازی برد
در حقیقت نفع آدم شد ہمہ — لعنت حاسد شدہ آن دمدمہ

سامنے تعریف کرنا خوش تھا — نام موسیٰ اسلیے میں نے لیا
ورنہ کب لائق ہے موسیٰ کا میں یون — نام تیرے آگے اب میں کیا کہون
[1] عہد میرا ٹوٹا سو بار و ہزار — عہد تیرا مثل کہ ثابت قرار
عہد میرا کہ ہوا سے ہو زبون — عہد تیرا کہ د سو کہ سے فزون
برکت اُس قدرت کی تکوین پر مرے — رحم کر تو مالک ہر رنگ ہے
دیکھا خود کو اپنے اور رسوائی کو — امتحان میرا نہ کر اے شاہ تو
تا فضیحت دوسری میری نہان — تو نے کی ہو اے کریم عاجزان
تیرا بیحد ہے جمال و بس کمال — میری گمراہی ہے بیحد اور ضلال
بیحدی اپنی تو کر غالب سوا — میری گمراہی بیحد پر خدا
[2] میرے جامہ سے رہا اک تار ہے — شہر تھا میں اک ہی دیوار ہے
رکھ تو باقی رکھ تو باقی اے خدیو — تا نہ ہووے شاد بالکل جان دیو
میری خاطر نے تو اگلے لطف سے — کی تلاش گمرہان کی تو نے ہے
جو دکھائی قدرت اب دکھلادے رحم — اے رکھا جو رحم اندر شحم و لحم
یہ دعا غصہ کو زیادہ جو کرے — تو دعا تعلیم فرما دے مجھے
[3] جیسے جنت سے نکل آدم گیا — پھر رجوع کی اور شیطان سے چھٹا
دیو کیا جو غالب آدم پر رہے — اس عنایت پر جو وہ بازی کو لے
درحقیقت نفع آدم کو ہوا — مکر وہ ہی لعنت حاسد بنا

[1] عہد میرا الخ شعر عہد میرا ٹوٹا سو ہزار بار اور تیرا عہد مانند کوہ کے ثابت و برقرار عہد میرا کہ ہوا سے خراب ہے عہد تیرا کوہ اور سو ہزار کوہ سے زیادہ ہے برکت اس تکوین کی کہ میری خلقت پر رحم کر تو مالک ہر رنگ ہے میں نے اپنے خود کو اور رسوائی کو دیکھا تو میرا امتحان نہ کر اے بادشاہ تا فضیحت دوسری میری پوشیدہ تو نے کی ہو اے کریم عاجزوں کے تیرا جمال و کمال بیحد ہے اور میری گمراہی و ضلالت بیحد یعنے یا رسول اللہ تم اپنے کمال کو غلبہ دو میرے نقصان پر کہ تا نقصان میرا کمال ہو جاوے آگے رجوع بقصہ ہے ۱۲ [2] میرے جامہ الخ شعر جامۂ عمر سے ایک تار باقی رہا ہے میں شہر تھا ایک دیوار رہی ہے تو باقی رکھ اے بادشاہ تاکہ جان دیو کی خوش بالکل نہ ہو دے میرے واسطے تمہیں اپنے لطف کے واسطے کہ تلاش گمراہوں کی اس سے تو نے کی ہے جو تو نے قدرت دکھلائی ہے اب رحم اے خدا جو تو نے رحم رکھا ہے اندر چربی و گوشت کے اگر یہ دعا تیرے غصہ کو زیادہ کرے تو دعا مجھکو تعلیم کر دے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ [3] جیسے الخ شعر جیسے آدم علیہ السلام جنت سے نکلے اور پھر جنت گئے اور شیطان سے چھٹے دیو کیا شے ہے جو غالب آدم پر ہے وہ اس اوپرے جسم پر جو بازی لے جاوے حقیقت میں وہ نفع آدم کو ہوا اور وہی مکر لعنت حاسد کو ہوا اس نے ایک بار دیٹھی اپنے گھر کے اُتم کی جڑ کاٹ ڈالی آگے مثال ہے دوسرے کھیت کو آگ دی ہوا سے وہ آگ اُسی کے کھیت کی طرف پھیر دی یہ لعنت دیو کی طرف نظر بندی تھی تاکہ وہ مکر نقصان دشمن کا دیکھا اور وہ مکر خود زیان اُس کی جان کا ہوا گویا آدم اُس دیو کا دیو تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بازیی دید و دو صد بازی نه دید
پس ستون خانهٔ خود را برید

ایک بازی دیکھی اور دو سو نہیں
اپنے گھر کی جو جڑ تھی ڈھادین کا

آتشے زد شب بکشت دیگران
باد سوے کشت او گردش وران

دوسرے کے کھیت کو آگ دی
سو کھیت اُسکے ہوا نے پھیر دی

چشم بندی بود لعنت دیو را
تا زیان خصم دید آن ریو را

تھی نظر بندی یہ لعنت دیو کو
تا زیان دشمن کا دیکھا مکر دیو

خود زیان جان او شد ریو را
گوئی آدم بود دیو و دیو را

خود زیان جان مگر اُسکا ہوا
گویا آدم دیو تھا اُس دیو کا

لعنت آن باشد که کژ بینش کند
حاسد و خود بین و پر کینش کند

ہے یہ لعنت کہ سمجھی بد بین سے
حاسد و خود بین اور پر کین کرے

تا بداند که هر آن کو بد کند
بیگمان باز آید و بر وے زند

جانے تا ہر اک بدی مجھسے کرے
بیگمان وہ لوٹے پھر اُسپر پڑے

جمله فرزین بندها بیند بعکس
مات بر وے گردد و نقصان و نکس

جملہ فرزین بند دیکھے عکس وہ
مات اُسکو ہووے اور نقصان ہو

زانکه گر او هیچ بیند خویش را
مهلک و ناسور بیند ریش را

خود کو جانے کچھ نہیں جو کوئی وہ
مہلک و ناسور جانے زخم کو

درد خیزد زین چنین دیدن درون
درد او را از حجاب آرد برون

درد پیدا اُسکو ہو اس دید سے
درد پردہ سے اُسے باہر کرے

تا نگیرد مادران را درد زه
طفل در زادن نیابد هیچ ره

درد زہ ماں کو نہیں جبتک کہ ہو
رہ ملے آنیکی کیونکر طفل کو

این امانت در دل و جان حامله است
این نصیحتها مثال قابله است

یہ امانت حاملہ اُس دل میں ہے
اور نصیحت یہ مثال کہ دائی کے

قابله چه کند چو زن را درد نیست
درد باید درد کودک را رهیست

کیا کرے دائی نہ زن کو درد ہو
راہ بچہ کے لیے ہے درد تو

آنکه او بی درد باشد رهزن است
زانکه بی دردی انا الحق گفتن است

جو کہ ہے بے درد رہزن ہے جان کا
کیونکہ بیدردی انا الحق گوئی ہے

آن انا بی وقت گفتن لعنت است
وین انا در وقت گفتن رحمت است

وہ انا بے وقت لعنت آئی ہے
یہ انا بروقت رحمت آئی ہے

این انا منصور رحمت شد یقین
وان انا فرعون لعنت شد ببین

یہ انا منصور کا رحمت ہوا
وہ انا فرعون کا لعنت ہوا

لاجرم هر مرغ بی هنگام را
سر بریدن واجب است اعلام را

اسلیے ہر مرغ بے ہنگام کو
مارنا واجب ہے تا اعلام ہو

سر بریدن چیست کشتن نفس را
در جهاد و ترک گفتن لمس را

مارنا کیا مارنا ہے نفس کا
جہد میں اور ترک کرنا لمس کا

سلہ یہ وہ لعنت الخ شعر وہ ہے لعنت کہ اُسے بدبین کرے تا وہ جانے کہ ہر ایک بدی مجھسے کرتا ہے بیگمان وہ لوٹے اور پھر اُسی پر پڑے جملہ فرزین بند وہ برعکس دیکھے مات اُس کو ہووے اور نقصان ہووے اور جو کوئی خود کو کچھ نہیں جانے اور زخم کو ناسور مہلک جانے اُس کو درد پیدا ہو اس دید سے اور وہ درد اُسے پردہ سے باہر کرے یعنے شیطان انسانوں کو بڑا جان کر اُن کے ساتھ بُرائی کرتا ہے وہ اُسی بُرائی میں خود مبتلا ہوتا ہے پس یہ لعنت کے معنی ہیں اور جو عارف خود کو کچھ نہیں جانتا ہے اس دید سے ایک درد اُس کو پیدا ہوتا ہے اور وہ درد اُس کو حجاب سے نکال دیتا ہے چنانچہ آگے مثال اُس کی ہے فافہم ۱۲ سلہ درد زہ الخ شعر جب تک درد زہ ماں کو نہ ہو تو اس سے بچہ پیدا ہو کس راہ سے ہو یہ امانت مثل ایک دائی کے ہے دائی کیا کرے اگر درد زہ عورت کے نہ ہووے درد تو بچہ کی راہ کے واسطے ہے جو کہ بیدرد ہے اُس کو رہزن جان کیونکہ بے دردی انا الحق گوئی ہے اور یہ انا بے وقت کہنے پر لعنت ہوا اور بر وقت کہنے پر رحمت الٰہی ہے سلہ یہ انا منصور کا رحمت ہوا وہ انا فرعون کا لعنت ہوا اس لیے ہر مرغ بے ہنگام کو مارنا واجب ہے تا مشہور ہو مارنا کیا مارنا ہے نفس کا کوششوں میں ترک کرنا لمس کا یعنے جماع کا ہے یعنے درد عشق رہبر ہے اور سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور بے درد انا مثل فرعون کے کہتا ہے اور ضلالت و گمراہی میں پڑتا ہے پس فرعون نفس کو مار اور لذت نفسانی ترک کر چنانچہ اس کی مثال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ —

آنچنان کز نیش کژدم برکنی | تا کہ یابد از گزشتن ایمنی
برکنی دندان پر زہری ز مار | تا رہد مار از بلای سنگسار
ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر | دامن آن نفس کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق ہوست | در تو ہر قوت کہ آید جذب اوست
ما رمیت اذ رمیت راست دان | ہر چہ دارد جان بود از جانجان
دست گیرندہ وی است بردبار | دم بدم آن دم ازو امیدوار
نیست غم گر دیر بی او ماندہ | دیر گیر و سخت گیرش خواندہ
دیر گیرد سخت گیرد رحمتش | یکدمت غائب ندارد حضرتش
ور تو خواہی شرح این فصل و دلا | از سر اندیشہ میخوان والضحی
ور تو گوئی این بدیہا از ویست | لیک آن نقصان فضل او کیست
آن بدیہا دان کمال اوست ہم | من مثالی گویمت ای محتشم

جسطرح[1] بچھو کا تو توڑے ڈنک تو | مارنے سے تا وہ پائے امن کو
دانت زہری تو اکھیڑے سانپ کا | مارنے سے سانپ تا ہووے رہا
کون مارے سانپ کو جز ظل پیر | نفس کش کا تو پکڑ دامن فقیر
جو کہ تو پکڑے وہی توفیق ہے | جذب اُسکا ہے جو قوت پائے تو
ما رمیت اذ رمیت سچ تو جان | جو کہ تو رکھے وہ جان ہے جانجان
وہ ہی[2] پکڑے ہاتھ وہ ہی بردبار | اُس سے وہ دم بدم امیدوار
کیا ہے غم گر دیر تک اُس سے رہا | دیر گیر و سخت گیر آیا فتا
دیر مین پکڑے تو رحمت سخت سے | ایکدم غائب نہ وہ تجکو رکھے
شرح گر اُس فضل کی چاہے بھلا | از رہ اندیشہ پڑھ تو والضحی
گر تو کہوے یہ بدی بھی اُس سے ہے | پر وہ نقصان فضل اُسکے کو کرے
وہ بدی دنیا بھی اُسکا ہی کمال | اُسکی مین کہتا ہون تجھ سے اک مثال

مثال در بیان معنی نومن بالقدر خیرہ و شرہ | مثال اندر بیان معنی نومن بالقدر خیرہ و شرہ

کرد نقاشی دو گونہ نقشہا | نقشہای صاف و نقش بی صفا
نقش یوسف کرد و حور خوش سرشت | نقش ابلیسان و عفریتان زشت
ہر دو گونہ نقش استادی دست | زشتی او نیست آن رادی اوست

دو[3] بنائے نقش اک نقاش نے | اک صفا ہی دوسرا بے صاف ہے
نقش یوسف اور حور خوش لقا | نقش شیطان اور دیو بد نما
نقش دونون اُسکی استادی کے ہین | وہ بری کب اُسکی دانائی سے ہین

[1] جس طرح الخ ۵ شعر جیسے بچھو کا تو ڈنک توڑے تا مارے جانے سے وہ امن پائے سانپ کا دانت زہری تو اکھیڑے تا سانپ مارے جانے سے چھوٹے پس سانپ نفس کو کون مارے ظل پیر تو اُس نفس کش کا دامن پکڑ جبکہ تو پکڑے وہی توفیق ہووے اور اُس کا جذب ہے جو تو قوت پائے ما رمیت اذ رمیت کو تو سچ جان لے یعنے جب سایہ مرشد نفس کو مارے پس تو ہرگز دامن مرشد کا نہ چھوڑ اور یہی دامن پکڑنا توفیق خدا ہے کیونکہ دست مرشد دست خدا ہے ۱۲ [2] وہی پکڑے الخ ۲ شعر وہی ہاتھ پکڑے وہی بردبار ہے اور وہ اس دم سے دمبدم امیدوار ہے کیا غم ہے اگر تو دیر تک اس سے جدا رہا دیر گیر سخت گیر آیا ہے یعنے جو دیر مین پکڑتا سخت پکڑے تو رحمت بہت کرے اور ایک دم تجھ کو غائب نہ رکھے اگر تو اس وصل کی شرح چاہتا ہے از راہ فکر و غور کے پڑھ سورہ والضحی کو اور اگر کہے تو کہ یہ بدی بھی اُس سے ہے نقصان اُس کے فعل کو نہین کرتی ہے وہ بری دنیا بھی اُس کا کمال ہے مین اُس کی تجھ سے ایک مثال کہتا ہون یعنے یہ بدی جو تجھ کو پہونچتی ہے وہ بھی اُس کی طرف سے ہے اور یہی اُس کا کمال ہے آگے حقائق مثال مین مولانا فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] دو بنائے الخ ۳ شعر ایک نقاش نے دو نقش بنائے ایک صاف اور دوسرا بے صاف نقش یوسف اور حور کا خوش لقا اور نقش شیطان و دیو کا بد نما مگر وہ دونون نقش اُسکے استادی کی دلیل ہین وہ برے کب ہین بلکہ اُس کی دانائی کے علامات ہین کہ نیکون کو نیک رکھے اور اُس حُسن سے عالم چاشنی چکھے اور بد کو انتہا کا بد اور کل بدی کو اُس کی رد کرے تا کمال عقل اُس کی پیدا ہو اور منکر دانائی کی رسوائی ہو اگر بُرا وہ نہ کرے کے نقص ہے اسلیے گبر و مسلم کا وہ خالق ہے کفر و ایمان اس باعث سے گواہ ہین کہ اُسکی خلاقی پر دونون سر رکھے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع ۵ نہین پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا ۱۲ ع ۵ ایمان لایا مین اوپر اندازہ نیکی و بدی اُسکی کے ۱۲ ۔

خوب را در غایت خوبی کشد — حسن عالم چاشنی از وی چشد
زشت را در غایت زشتی کند — جملہ زشتیہا بگردش بر تند
تا کمال دانشش پیدا شود — منکر استادیش رسوا شود
ور نداند زشت کردن ناقص ست — زین سبب خلاق گبر و مخلص ست
پس ازین رو کفر و ایمان شاہدند — بر خداوندیش ہر دو ساجدند
لیک مومن آنکہ طوعا ساجد ست — زانکہ جویائے رضا و قاصد ست
ہست کرہا گبر ہم یزدان پرست — لیک قصد او مرادی دیگر ست
قلعہ سلطان عمارت میکند — لیک دعوی امارت میکند
گشتہ باغی تا کہ ملک او بود — عاقبت خود قلعہ سلطانی شود
مومن آن قلعہ برائے پادشاہ — میکند معمور نے از بہر جاہ
زشت گوید اے شہ زشت آفرین — قادری بر خوب و بر زشت مہین
خوب گوید اے شہ حسن و بہا — پاک گردانیدیم از عیبہا
حمد لک والشکر لک یا ذوالمنن — حاضری و ناظری بر حال من
حاصل آنکہ او ہر آنچہ خواست کرد — خوب او زشت او چو گل رد و رد
او ست بر ہر بادشاہے بادشاہ — کارساز یفعل اللہ ما یشاء

انتہا کا نیک نیکوں کو رکھے — حسن عالم چاشنی اس سے چکھے
انتہا کا بد بدوں کو بد رکھے — کل بدی کو گرد اسکے تو نے
تا کمال عقل پیدا اسکی ہووے — منکر دانائی کی رسوائی ہو
گر برائی کر سکے وہ نقص ہے — گبر و مسلم کا ہے خالق اسلیے
کفر و ایمان شاید اس باعث سے ہیں — اسکی خلاقی پہ دونوں سر رکھیں
پر خوشی سے مومن اب سجدہ کرے[1] — کیونکہ ڈھونڈھے ہے رضا وہ قصد سے
جبر سے یزدان پرست اب گبر ہے — پر ہے قصد اسکا مراد غیر سے
قلعہ سلطان کی کرے تعمیر ہے — لیک امارت کا وہ دعوی رکھے
پھر ہوا باغی کہ مالک اسکو کرے — قلعہ آخر کار سلطانی رہے
مومن اس قلعہ کو سلطان کیلیے — کرتا ہے معمور نے اپنے لیے
بد کہے اے شاہ خلاق بدی — تو ہے قادر نیک و بد پر آپ ہی
نیک کہوے اے شہ حسن و ضیا — پاک ہمکو عیب سے تو نے کیا
تجھکو حمد و شکر لائق ہے خدا — حاضر و ناظر ہمارے حال کا
الغرض جو کچھ کہ چاہا سو کیا — نیک و بد کو مثل گل و خارہا
ہے وہ ہر اک بادشہ پر بادشاہ — کارساز یفعل اللہ ما یشاء عہ

دعا و توبہ آموختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را

دعا و توبہ سکھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو

گفت پیغمبر مر آن بیمار را — این بگو کہ سہل کن دشوار را
آتنا فی دار دنیانا حسن — آتنا فی دار عقبانا حسن

پس پیمبر نے کہا بیمار کو[2] — یہ کہو اور سہل کر دشوار کو
آتنا فی دار دنیا نا حسن عہ — آتنا فی دار عقبانا حسن عہ

سلہ پر خوشی سے الخ۔ شعر لیکن مومن خوشی سے سجدہ کرے کیونکہ وہ رضا قصد سے ڈھونڈھتا ہے اور گبر جبر سے یزدان پرست ہے لیکن اسکا قصد مراد غیر سے ہے آگے مثال ہے کہ ایک کافر قلعہ سلطان کی تعمیر کرتا ہے لیکن امارت کا وہ خود دعوی کرتا ہے پھر وہ باغی ہوا کہ قلعہ کو اپنا مالک کرتا ہے اور قلعہ آخر کار سلطانی ہے اور مومن اس قلعہ کو سلطان کے لیے معمور کرتا ہے نہ اپنے لیے بد کہے کہ اے شاہ خلاق بدی تو خود ہی قادر ہے نیک و بد پر نیک کہوے کہ اے شاہ حسن و ضیا تو نے ہمکو پاک عیب سے کیا تجکو حمد و شکر لائق ہے اے خدا کیونکہ تو ہمارے حال کا حاضر و ناظر ہے الغرض جو کچھ کہ چاہا وہ کیا نیک و بد کو مثل گل و خار کے وہ ہر ایک بادشاہ پر بادشاہ ہے اور کارساز ہے یفعل اللہ ما یشاء یعنی جو اللہ چاہتا ہے کرتا ہے نیکی و بدی سب اسکی ہے اور ہر کام میں یہی عاقل ہے اور بندہ مثل بے بس کے ہے مگر ادب سے گناہ ہم اپنے ذمہ کرتے ہیں پس بندہ کو چاہیے کہ اپنے گناہ پر نادم ہو اور درد دل سے مغفرت حق سے چاہے جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیمار کو دعا بتائی آگے اس کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ پس پیمبر نے الخ۔ شعر پس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیمار سے کہا کہ یہ تو کہہ اور آسان کر اپنی دشواری کو کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے رب سب سے ہمکو نیکی دے دنیا میں اور نیکی دے عقبیٰ میں اور نگاہ رکھ ہمکو عذاب دوزخ سے باقی حال آگے ہے فافہم عہ اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ۱۲ عہ دے تو دنیا میں ہم کو نیکی ۱۲ عہ دے تو ہم کو عقبیٰ میں نیکی ۱۲ ـ

راه را بر ما چو بستان کن لطیف — مقصد ما باش هم تو ای شریف
مومنان گویند در حشر ای ملک — نی که دوزخ بود راه مشترک
مومن و کافر بر آن یابد گزار — ما ندیدیم اندرین ره دود و نار
نک بهشت و بارگاه ایمنی — پس کجا بود آن گذرگاه دنی
پس ملک گوید که آن روضه خضر — کان فلان جا دیده‌اید اندر گذر
دوزخ آن بود و سیاستگاه سخت — بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوی را — آتشی و گبر فتنه جوی را
جهدها کردید تا شد پر صفا — نار را کشتید از بهر خدا
آتش شهوت که شعله میزدی — سبزهٔ تقوی شده نور هدی
آتش خشم از شما هم حلم شد — ظلمت جهل از شما هم علم شد
آتش حرص از شما ایثار شد — وان حسد چون خار بد گلزار شد
چون شما این جمله آتشهای خویش — بهر حق کشتید تا شد نوش نیش
نفس ناری را چو باغی ساختند — اندرو تخم وفا انداختند

مثل بستان راہ مجھ پر کر لطیف[1] — تو رہے مقصد ہمارا ای شریف
حشر مین مومن کہینگے اے ملک — کہ نہین دوزخ تھی راہ مشترک
مومن و کافر کا اُس پر ہو گزار — ہمنے رہ مین بھی دھوان دیکھا نہ نار
یہ بہشت و بارگہ ہی امن کی — پس کہان ہے وہ گزرگاہ دنی
پس ملک کہوے کہ وہ باغ و بہار — راہ مین دیکھا فلانی جا پہ یار
پس وہی دوزخ تھی و رجائے عذاب — ہو گئی تم پہ وہ گلستان بحساب
تم نے[2] جو اس نفس دوزخ رنگ کو — گبر پُر آتش و فتنہ جنگ کو
گوشہ نشین کرکے کیا اسکو صفا — اور بجھایا آگ کو بہر خدا
نار شہوت کہ تھی شعلہ مارتی — سبزۂ تقوی ہوئی نور جلی
آگ غصہ کی ہوئی ہے تم سے حلم — جہل کی ظلمت ہوئی ہے تم سے علم
تم سے وہ بخشش ہوئی ہے حرص نار — وہ ہوا گلشن حسد تھا جو کہ خار
تم نے اپنی آگ میرے واسطے — جو بجھائی نوش پایا نیش سے
نفس ناری[3] کو جو بستن باغی کیا — اور بویا اسمین اک تخم وفا

سلہ مثل بستان الخ شعر مجھپر راہ مانند بستان کے لطیف کر اور تو ہمارا مقصود ہو حشر مین مومن کہین گے اے فرشتو کیا نہین دوزخ راہ مشترک تھی کہ مومن و کافر کا اُس پر گزر ہو ہم نے راہ مین دھوان و نار دیکھی یہ بہشت اور جائے امن کی ہے پس وہ گزرگاہ کدھر کہان ہے پس فرشتے کہین کہ وہ باغ و بہار دوزخ و جاے عذاب تھی مگر تم پر گلستان ہے فافہم ۱۲ سلہ تم نے الخ شعر جو کہ تم نے اس نفس دوزخ خو کو اور گبر پُر آتش و فتنہ و جنگ کو گوشہ نشین کرکے صاف کیا اور آتش کو بجھایا واسطے خدا کے اور نار شہوت کہ شعلہ زن تھی سبزۂ تقوی و نور جلی ہوئی و آتش غصہ کی تم سے علم ہوئی اور جہل کی ظلمت علم ہوئی نار حرص کی تم سے بخشش ہوئی جو حسد کہ خار تھا وہ گلشن ہوا آگے قول حق تعالے کا ہے تم نے اپنی آتش میرے واسطے جو بجھائی تو نیش سے نوش پایا یعنی جو کام دنیا مین خدا کے واسطے کرے گا اُسکو گلزار نار ہوگا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نفس ناری الخ اشعر نفس نار کے لائق کو جو باغ کے لائق کیا اور اُس مین ایک تخم وفا بویا بلبل خوش نوا کی ذکر اور ہر جگہ نہرین رواں ہوئین تم اپنے پیغمبر کے مطیع ہوے اور دوزخ نفس کی آگ سے سرد کی پس ہمیری دوزخ تمہارے واسطے باغ و گلشن و برگ و ثمر ہے کیا بدل احسان کا ہے لطف و احسان و ثواب معتبر ہے یعنے حق تعالے نے اسی معنی مین فرمایا ہے اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ یعنے احسان کر جیساکہ احسان کیا اللہ نے ساتھ تیرے اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو صوفیہ کرام اس شعر کے یہ معنی فرماتے مین کہ احسان کر ساتھ اللہ کے جیسے احسان کیا اللہ نے ساتھ تیرے کیونکہ ھل جزآء الاحسان الا الاحسان یعنے بدلا احسان کا احسان ہے پس احسان اللہ کا یہ ہے کہ تم کو خودی سے ظاہر کیا اور آپ پوشیدہ ہوا اس بدل مین تم یہ احسان ساتھ حق کے ظاہر کرو پس اسوقت اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والے کو تم نے نہین کہا تھا دنیا مین کہ ہم قربان ہین اور مقابل بقا کے ہم فانی ہین اگرچہ مفلس و دیوانہ ہین لیکن ہم مستی اس جام و ساقی سے رکھتے ہین ہم اُسکے فرمان پر سر رکھتے ہین ہم جان خیرہ کو گرد کرتے ہین تا ہمارا سر خیال اس کار رکھے اور چاکری کرنا ہمارا کام ہے جس جگہ وہ شمع بلا کی روشن کرے عاشقون کی جان سیکڑون وہان پر جائین یعنی حق یاد دلاتا ہے مغرورون کو کہ تم دنیا مین میرے واسطے یہ کام کرتے تھے اس واسطے مین نے نار دوزخ تم پر گلزار کردی آگے حقائق مین فافہم ۱۲

بلبلان ذکر و تسبیح اندرد | خوش سرایان در چمن بر طرف جو
داعی حق را اجابت کرده اید | در جحیم نفس آب آورده اید
دوزخ ما نیز در حق شما | سبزه گشت و گلشن و برگ و نوا
چیست احسان را مکافات ای پسر | لطف و احسان و ثواب معتبر
نے شما گفتید ما قربانیم | پیش اوصاف بقا ما فانیم
ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم | مست آن ساقی و آن پیمانه ایم
بر خط و فرمانش ما سر می نهیم | جان شیرین را گروگان می دهیم
تا خیال دوست در اسرار ماست | چاکری و جانسپاری کار ماست
هر کجا شمع بلا افروختند | صد هزاران جان عاشق سوختند
عاشقانی کز درون خانه اند | شمع روی یار را پروانه اند
ای دل آنجا رو که با تو روشن اند | در بلاها مر ترا چون گلشن اند
در میان جان ترا جا میکنند | تا ترا پر باده چون جامی کنند
در میان جان ایشان خانه گیر | در فلک خانه کن ای بدر منیر
چون عطارد دفتر دل وا کند | تا که بر تو سرها پیدا کند
پیش خویشان باش چون آوارهٔ | بر مه کامل زن ار مه پارهٔ
جزو را از کل خود پرهیز چیست | با مخالف اینهمه آمیز چیست
جنس را بین نوع گشته در روش | غیبها بین گشته عین از پرتوش
تا چو زن عشوه خری ای بی خرد | از دروغ و عشوه کی یابی مدد

بلبلان ذکر الٰہ کا اسکے درمیان | خوش نوا اندر ہر جگہ نہرین بیشمار
تم مطیع اپنے پیمبر کے ہوئے | نفس کی دوزخ بجھائی آپ سے
میری دوزخ بھی تمہارے واسطے | باغ گلشن اور برگ و بار ہے
کیا بدل احسان کا ہے ای پسر | لطف و احسان و ثواب معتبر
نے کہا تم نے تھا قربانی ہین ہم | اور بقا کے روبرو فانی ہین ہم
ہم اگر مفلس و گر دیوانہ ہین | مستی ہم اس جام ساقی سے یقین
اسکے ہم فرمان پہ سر رکھتے ہین | جان شیرین کو گرو ہم کرتے ہین
تا خیال اسکا ہمارا سر رکھے | چاکری کرنا ہمارا کام ہے
جس جگہ شمع بلا روشن کیے | جان عاشق سیکڑون وان پہ جلے
ف۱ جو کہ عاشق اندرون خانہ ہین | شمع روئے یار کے پروانہ ہین
وان پہ جا ای دل کہ روشن تجھ سے ہین | اور بلا مین تجھ سے جو گلشن کرین
جان کے اندر تجھے جان کرتے ہین | جون پیالہ مے سے تجکو بھرتے ہین
ف۲ انکی جان مین گھر پکڑ تو ای امیر | آسمان مین گھر کر اے بدر منیر
جون عطارد دل کا دفتر کھولدے | تا کہ تجھ پر راز کو ظاہر کرے
آگے اپنونکے تو دیوانہ رہو | ماہ مہ کامل پہ مہ پارہ ہی جو
اپنے کل سے جزو کو کیا پرہیز ہے | تو مخالف سے موافق کس لیے
جنس کو دیکھ اسکی رہ مین نوع ہے | عیب بھی ہی عین پرتو اسکے ہے
عورتون کے مثل تو زینت کرے | جھوٹ و زینت سے تجھے کب راہ ملے

ف۱ جو کہ عاشق الخ نمبر شعر جو عاشق کہ اندر خانہ کے ہین وہ شمع روے یار کے پروانہ ہین یعنے جو عاشق کہ صاحب معنی ہین وہ جمال یار کے پروانہ ہین اے دل تو وہان جا کہ جہان روشن ہین اور تجھ پہ بلا مین مانند گلشن کے کرتے ہین یعنے مرشد کی طرف جا کہ وہ تجھ پہ بلا کو راحت کر دے کہ وہ جان کے اندر تجھکو جان کرتے ہین اور مانند جام کے مے سے تجھ کو پر کرتے ہین یعنے وہ مرشد پاک مانند جان کے کرین اور شراب عشق الٰہی سے تجھ کو پر کرین باقی حال اس کا آگے ہی فافہم ۱۲

ف۲ ان کی جان مین الخ نمبر ۲ شعر تو ان کی جان مین گھر پکڑ اے امیر اور مانند آسمان کے گھر کر اے بدر منیر اور مانند عطارد کے دل کا دفتر کھولدے تا راز تجھ پر ظاہر کرے تو آگے بیگانون کے دیوانہ ہو اگر تو ماہ پارہ ہے تو ماہ کامل سے مل یعنے اگر جان تیری روشن ہے تو رسول اللہ سے مل کیونکہ اپنے کل سے جزو کو کب پرہیز ہے تو کس لیے مخالف سے موافق ہے یعنی نفس سے تو جنس کو دیکھ کہ اسکی راہ مین نوع ہے عیب کو دیکھ کہ اس کی پرتو سے عین ہے یعنے عیب مین جنس ہے اور نوع ممکنات مین ہے پس تو نوع کو مت دیکھ جنس کو دیکھ جنس کل ہے اور نوع جزو ہے عورتون کے مانند تو زینت کرتا ہے پس جھوٹ اور زینت سے راہ کب ملتی ہے یعنے تو خوبصورت بن کر بزرگون کے مانند خود کو بناتا ہے اور معنی حاصل نہین کرتا ہے اس ظاہر آرائی سے تجھکو راہ حق کب ملے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

چاپلوسی و لفظ شیرین و فریب | می ستانی می نہی چون زن بجیب
مر ترا دشنام و سیلی شہان | بہتر آید از ثنائے گمرہان
صفع شاہان خور مخور شہد خسان | تا کسے گردی ز اقبال کسان
زانکہ زایشان خلعت و دولت رسد | در پناہ روح و جان گردد جسد
ہر کجا بینی برہنہ بے نوا | دان کہ او بگریختہ از اوستا
تا چنان گردد کہ میخواہد دلش | آن دل کور بدی بے حاصلش
گر چنان گشتی کہ استا خواستی | خویش را او خویش را آراستی
ہر کہ از استا گریزد در جہان | او ز دولت میگریزد این بدان
پیشۂ آموختی در کسب تن | چنگ اندر پیشۂ دینے بزن
در جہان پوشیدہ گشتی و غنی | چون برون آئی از انجا چون کنی
پیشہ را آموز کاندر آخرت | اندر آید دخل کسب مغفرت
آنچنان شہریست پر بازار و کسب | تا نہ پنداری کہ کسب انجاست بس
حق تعالے گفت کین کسب جہان | پیش آن کسب است لعب کودکان
ہمچو آن طفلے کہ بر طفلے تند | شکل صحبت کن مساسے میکند
آن مساس طفل چہ بود بازیے | با جماع رستمے و غازیے

چاپلوسی و خوشامد اور فریب | تو ہے رکھتا مثل عورت کے بجیب
گالی تھپڑ شہ کا بہتر اس سے ہے | کہ ثنا گمراہ بس تیری کرے
شہ کا تھپڑ کھا نہ شہد ناکسان | کر دے ناکس تجکو اقبال کسان
کیونکہ اُن سے خلعت و دولت ملے | اور پناہ روح میں تن جان بنے
بے نوا کو دیکھے تو جس جائے پے | جان تو بھاگا ہے وہ استاد سے
اُسکا جو دل چاہے ویسا ہی ہو | پس وہ دل اندھا نہ کچھ حاصل ہی ہو
ویسا ہوتا جو کہ اُستا چاہتا | کرتا اپنے آپ کو آراستا
جو جہان میں بھاگے ہے اُستاد سے | بھاگے وہ دولت سے اُسکو جان لے
کسب تن کا پیشہ سیکھا تو نے ہے | دین کے پیشہ تو لینا چاہیے
تو غنی و مخفی عالم میں رہے | جو کہ نکلے وان سے تو پھر کیا کرے
سیکھ پیشہ آخرت میں جو کہ ہے | دخل کسب مغفرت تجکو ملے
وہ جہان بازار شہر کسب ہے | تا نجانے تو یہین ہی کسب ہے
حق نے فرمایا یہان کا کسب ہے | بازی اک لڑکون کی پیش اس کسب کے
جیسے اک لڑکا کہ لڑکے پر چڑھے | شکل صحبت کے مساس اُس سے کرے
وہ مساس اُس طفل کا اک کھیل ہے | بس مقابل صحبت مردان کے

سلہ چاپلوسی الخ، شعر تو چاپلوسی اور خوشامد اور فریب رکھتا ہے عورت کے مانند جیب مین اس سے گالی تھپڑ شاہ کا بہتر ہے کہ گمراہ تیری تعریف کرے تو شاہ کا تھپڑ کھا و شہد ناکسان مت کھا ناکس تجکو کر دے اقبال کسان کا یعنے مقبول بزرگون کی دعا تجکو بزرگ کر دے کیونکہ اُن سے تجکو خلعت اور دولت ملے اور روح کی پناہ مین جسم مانند جان کے بنے تو بینوا کو جس جا پر دیکھے جان کہ وہ بھاگا ہے اُستاد سے یعنے مرشد سے روگردان ہے اس واسطے بحال پریشان ہے اس کا جو دل اندھا ہے کچھ حاصل نہین ہوا گر ویسا ہوتا جو کہ اُستاد چاہتا ہے تو اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے یعنی جو مرشد کی راے پر ہے وہ خود کو آراستہ رکھتا ہے اور جو خود راے ہے وہ بحال پریشان مبتلاے غم ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو جہان الخ، شعر جو شخص جہان مین بھاگتا ہے اُستاد سے اُس کو جان لے کہ وہ دولت سے بھاگتا ہے تو نے کسب تن کا پیشہ سیکھا ہے دین کا پیشہ حاصل کرتا ہے تو غنی اور پوشیدہ عالم مین رہے جب کہ تو وہان سے نکلے تو پھر کیا کرے جو پیشہ کہ آخرت کا ہے وہ سیکھ کہ نفع و مغفرت تجھکو ملے وہ جہان بازار اور شہر کسب کا ہے یہ نہ جھنا کہ کسب یہین کا نفع ہے حق نے فرمایا کہ یہان کا کسب کھیل لڑکون کا ہے آگے اس کسب کی مثال فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ جیسے اک لڑکا الخ، شعر جیسے لڑکا لڑکے پر چڑھے اور محبت کے مانند اُس سے مساس کرے اس لڑکے کی وہ مساس کھیل ہے مقابل مین صحبت مردون کے لڑکے کھیل مین دکان بناتے ہین کچھ اس سے فائدہ نہ ہوا در مفت مین زمانہ اُن کا گذرے جب کہ رات ہو تو گھر مین بھوکا آئے سب لڑکے گئے اور وہ تنہا رہا پس رات مرگ اور یہ جہان بازی گاہ ہے لوٹ کر جانا جیب خالی ہر زیان ہے تو تنہا ہو کر طرف خانہ گور کے جائے اور دفتان و حسرت کرے دین کا کسب عشق اور جذبہ دل ہے تو نور حق کی قابلیت سے دل میرا نفس کسب فانی چاہتا ہے تو کسب بزرگ کو چھوڑ پس اگر تیرا نفس ڈھونڈھے کسب نیک تو ایک مکر و حیلہ بھی اسکے ساتھ لگا ہو یعنی کسب دنیا کا کھیل لڑکون کا ہے تو کسب دین کہ عشق ہے ساتھ نور حق کے حاصل کر کہ اس جہان میں کام آئے کیونکہ وہ جہان بازار و شہر کسب کا ہے اور اگر تیرا نفس امارہ نیک کسب ڈھونڈھے تو اسمین ایک مکر بھی اُسکا شریک ہوگا چنانچہ ایک حصہ شیطان کا کہ نیک کام مین اُسکے مکر ہے آگے فرماتے ہین اسی طرح نفس کے نیک کام مین بدی ہے فافہم ۱۲

کودکان سازند در بازی دکان	سود نبود جز کہ تعطیل زمان	طفل بازی مین بناتے ہین دکان	ہو نہ سود اور گذرے مفت ہی کا زمان
شب شود در خانہ آید گرسنہ	کودکان رفتہ بماندہ یک تنہ	گھر مین بھوکا آئے جبکہ رات ہو	سب گئے لڑکے ، وہ تنہا ہے رہ
اینجہان بازی گہ است و مرگ شب	بازگردی کیسہ خالی پر تعب	رات ہے مرگ اور بازی گہ ہے یہ جہان	پھر کے جا جیب خالی پریشان
سوے خانہ گور تنہا ماندۂ	با فغان و احسرتا برخواندۂ	تو ہو تنہا سوے خانہ گور کے	اور فغان و احسرتا کی تو کرے
کسب دین عشق است و جذب اندرون	قابلیت نور حق دان اے حرون	کسب دین کا عشق ہے اور جذب دل	نور حق کی قابلیت سے تو مل
کسب فانی خواہدت این نفس حس	چند کسب خس کنی بگذار بس	کسب فانی چاہتا ہے تیرا نفس	کسب بد کب تک کرے تو چھوڑ بس
نفس خس گر جویدت کسب شریف	حیلہ و مکرے بود آنرا شریف	تیرا ڈھونڈھے نفس گر کسب نیک	مکر و حیلہ ہی لگا ہو ساتھ ایک

بیدار کردن ابلیس معاویہ رضی اللہ عنہ را کہ وقت نماز بیگاہ شد — جگانا شیطان کا معاویہ رض کو وقت نماز صبح کے

در خبر آمد کہ آن معاویہ	خفتہ بد در قصر در یک زاویہ	یہ خبر مین آیا ہے کہ معاویہ	گھر مین سوتے تھے وہ اندر زاویہ
قصر را از اندرون در بستہ بود	کز زیارتہای مردم خستہ بود	گھر کے در کو بند اندر سے کیا	تنگ لوگون کی ملاقاتون سے تھا
ناگہان مردے ورا بیدار کرد	چشم چون بکشاد پنہان گشت مرد	ایک نے ان کو جگایا ناگہان	آنکھ کھولی تو ہوا وہ کس نہان
گفت اندر قصر کس راہ نبود	کیست کاین گستاخی و جرأت نمود	بولا یان پر تو کسی کو رہ نہ تھی	کون ہے گستاخ یہ جرأت کری
گرد برگشت و طلب کرد آن زمان	تا بیابد زان نہان گشتہ نشان	اس مکان مین ڈھونڈھنے گرد وہ لگا	تاکہ پائے اس چھپے کا وہ پتا
در پس در ادبیرے را دید کو	در پس پردہ نہان می کرد رو	پیچھے دروازے کے دیکھا ایک کو	کہ چھپاتا پیچھے پردے کے ہے رو
گفت ہی تو کیستی نام تو چیست	گفت نامم فاش ابلیس شقی است	بولا کیون تو کون تیرا نام کیا	بولا نام ابلیس مجھ بدنام کا
گفت بیدارم چرا کردی بجد	راست گو با من مگو برعکس ضد	بولا کیون مجھکو جگایا سچ کہو	مت کہو کچھ جھوٹ جو برعکس ہو
گفت ہنگام نماز آخر رسید	سوی مسجد زود می باید دوید	بولا اب وقت نماز آخر ہوا	جلد جا مسجد کی جانب دوڑتا
عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت	مصطفیٰ چون دُر حدیث اسفت	عجلوا الطاعات قبل الفوت ہے	مصطفیٰ کا قول و حدث گوئی ہے
گفت نے نے این غرض نبود ترا	کہ بخیرے رہنما باشی مرا	بولا نے نے یہ غرض تیری نہ تھی	کہ کرے تو رہنمائی خیر کی

لہ قصہ ہفتم مکر نفس مین کہ بظاہر و بباطن بدی ہے ۱۲ ۵۳ یہ خبر مین الخ شعر یہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت معاویہ رض گھر کے اندر ایک گوشہ مین سوتے تھے اور دروازہ گھر کا اندر سے بند کیا تھا کیونکہ ملاقات سے خلق کی تنگ تھے ایک شخص نے ناگہان ان کو جگایا جبکہ آنکھ کھولی تو وہ شخص چھپ گیا کہا کہ یہان تو کسی کو راہ نہ تھی کون گستاخ ہے کہ اسنے یہ جرأت کی ہے تب اس مکان مین وہ ڈھونڈھنے لگا کہ اس چھپے کا پتا پائے ایک شخص کو دیکھا پیچھے دروازے کے کہ وہ منھ پیچھے پردے کے چھپاتا ہے کہا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے کہا نام ابلیس مجھ بدنام کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا الخ ہم شعر کہا کہ مجھ کو سوتے سے یون جگایا سچ کہو اور جھوٹ مت کہو کہ برعکس ہو ابلیس نے کہا کہ وقت نماز کا آخر ہوا تو جلد جانب مسجد کے جا **ترجمہ** جلدی کرو بندگی مین آگے فوت ہونے کے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے از راہ حدیث کے یعنے نماز کے پڑھنے مین جلدی کرو حدیث مین آیا ہے اس واسطے مین نے بیدار کیا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یقین نہین کہ یہ تیری غرض تھی کہ جا تب خیر کے تو رہنمائی کرے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ —

دزد پنہان رہ کنم در مسکنم
گویدم کہ پاسبانی میکنم

من کجا باور نمایم دزد را
دزد کے داند ثواب مزد را

چورؒ پوشیدہ مکان میں دے نقب
اور کہے کرتا حفاظت ہوں میں اب

میں یقین کرتا نہیں ہوں چور پہ
چور کب جانے ثواب مزد سے

دوم بار جواب گفتن ابلیس معاویہؓ را

دوسری بار جواب دینا ابلیس کا معاویہؓ کو

خاصہ زدی چون تو قطاع الطریق
از چہ رو گشتی چنین بر من شفیق

گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم
راہ طاعت را بجان پیمودہ

سالکان راہ را محرم بدیم
ساکنان عرش را ہمدم بدیم

پیشۂ اول کجا از دل رود
مہر اول کے ز دل زائل شود

در سفر گر روم بینی یا ختن
از دل تو کے رود حب الوطن

ما ہم از مستان این مے بودہ ایم
عاشقان درگہ وے بودہ ایم

ناف ما بر مہر او ببریدہ اند
عشق او در جان ما کاریدہ اند

روز نیکو دیدہ ایم از روزگار
آب رحمت خوردہ ایم از جویبار

نے کہ ما را دست فضلش کاشتہ است
از عدم ما را نہ او برداختہ است

اے بسا کز وی نوازش دیدہ ایم
در گلستان رضا گردیدہ ایم

بر سر ما دست رحمت می نہاد
چشمہائے لطف بر ما میگشاد

وقت طفلی ام کہ بودم شیر جو
گاہوارہ ام کہ جنبانید او

از کے خوردم شیر غیر از شیر او
کہ مرا پرورد جز تدبیر او

خوے کان با شیر رفت اندر وجود
کے توان او را ز مردم فک شود

خاصؓ تجھ سا چور قطاع الطریق
کس سبب سے ہوگیا مجھ پہ شفیق

بولا ہم پہلے ملائک بھی ہوے
راہ طاعت پائی ہم نے جان سے

سالکان راہ کے محرم تھے ہم
ساکنان عرش کے ہمدم تھے ہم

پیشہ اگلا دل سے کب ہوتا ہے دور
مہر اگلی دل سے کب ہو جائے دور

گر سفر میں روم دیکھے یا ختن
دل سے تیرے جائے کب حب وطن

مستؓ اس مے ناب سے ہم بھی تو تھے
عاشقوں میں ہی درگاہ کے تھے

ناف اپنا مہر پہ اُس کی کٹا
عشق اُسکا جان ہماری میں رکھا

نیک دن دیکھا ہے ہم نے دہر سے
آب رحمت کھایا ہم نے نہر سے

کیا نہ بویا ہمکو اُسکے فضل نے
نہ کیا پیدا عدم سے ہم کو ہے

اےؓ بہت اُسکی نوازش پائی ہے
اور ہوا باغ رضا کی کھائی ہے

دستِ رحمت کا وہ رکھتا ہم پہ تھا
لطف کے چشمے وہ ہم پر کھولتا

بچپن میں جو میں پیتا دودھ تھا
کون تھا جھولا جھلاتا اس سوا

دودھ میں نے کب پیا اُسکے سوا
پالا کس نے مجکو تھا اُسکے سوا

شیر کے ہمراہ جو آئیں عادتیں
دور کب مردم کے تن سے ہو سکیں

سلہ چور پوشیدہ الخ ۲ شعر چور مکان میں نقب پوشیدہ دے اور کہے کہ میں حفاظت کرتا ہوں میں کب یقین کرتا ہوں چور پر کہ چور ثواب و مزد کو کب جانتا ہے یعنے جو شخص کہ دشمن ہے گو وہ کام بہتر کرے مگر اُسمیں اُسکی دشمنی ہوگی کہ جس سے بچ پہونچے آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ سلہ خاص الخ ۸ شعر تجھ سا خاص چور راہزن کس سبب سے مجھ پر شفیق ہوا ابلیس نے کہا کہ ہم بھی تو پہلے ملائک ہوے اور راہ طاعت ہم نے جان سے پائی سالکان راہ کے ہم محرم تھے ساکنان عرش سے ہم ہمدم تھے اگلا پیشہ دل سے کب دور ہوتا ہے اگلی محبت دل سے کب جاتی ہے آگے مثال ہے اگر سفر روم یا ختن دیکھے تیرے دل سے حب وطن کب جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مست الخ ۴ شعر ہم بھی تو مست اس مے سے تھے ہم بھی تو عاشق درگاہ کے تھے اُس کی محبت پر اپنا ناف کٹا ہے اس کا عشق ہماری جان میں رکھا ہے ہم نے زمانہ سے نیک دن دیکھا ہے ہم نے آب رحمت نہر سے کھایا ہے اُسکے دست فیض نے کیا ہم کو نہیں بویا ہے ہم کو پیدا عدم سے کیا نہیں کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اے بہت الخ ۵ شعر اے ہم نے اُس کی نوازش بہت پائی ہے اور باغ رضا کی ہوا کھائی ہے وہ ہم پر دست رحمت کا رکھتا تھا اور چشمے لطف کے وہ ہم پر کھولتا تھا بچپن میں جو میں دودھ پیتا تھا اور کون اُس کے سوا جھولا جھلاتا تھا ہم نے دودھ کب پیا اس کے سوا کس نے پالا اُس کے سوا جو عادتیں کہ شیر کے ہمراہ آئیں وہ مردم کے تن سے کب دور ہو سکیں گی باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ —

گر عتابے کرد دریائے کرم — بستہ کے گردند درہائے کرم
اصل نقدش لطف و داد و بخشش است — قہر بروے چون غبار و غش است
از برائے لطف عالم را بساخت — ذرہ ہا را آفتاب او نواخت
فرقت از قہرش اگر آبستن است — بہر قدر وصل او دانستن است
میدہد جان را فراقش گوشمال — تا بداند قدر ایام وصال
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصد من از خلق احسان بودہ است
آفریدم تا ز من سودے کنند — تا ز شہدم دست آلودی کنند
نے برائے آنکہ من سودی کنم — وز برہنہ من قبائے بر کنم
چند روزے کہ ز پیشم راندہ است — چشم من در روے خوبش ماندہ است
کز چنان روئے چنین قہر اے عجب — ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
من سبب را ننگرم کو حادث است — زانکہ حادث حادثی را باعث است
لطف سابق را نظارہ میکنم — ہرچہ آن حادث دو پارہ میکنم
ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود — این حسد از عشق خیزد نے جحود
این حسد از دوستی خیزد یقین — کہ شود با دوست غیرے ہمنشین
ہست شرط دوستی غیرت پزی — ہمچو بعد عطسہ گفتن دیر زی

گر ہوا غصہ وہ دریائے کرم[۱] — بند کب ہوتے ہین درہائے کرم
اصل نقد اُسکی تو لطف وجود ہے — قہر اس پے جو غبار آلود ہے
لطف ہی کے واسطے عالم بنا[۲] — اُسکے خورنے نور ذرون کو دیا
حاملہ ہے فرقت اُسکی قہر سے — وصل کی قدر اُس سے تا کہ جان لے
اُسکی فرقت جان کو دے ہے گوشمال — تا کہ جانے قدر ایام وصال
بولے پیغمبر کہ حق فرمائے ہے — قصد احسان ہے مرا مخلوق پے
اور کیا پیدا کہ نفع مجھ سے لے — دست آلودہ ہو میرے شہد سے
نے کہ طمع فائدے انسے رکھون — اور برہنون سے قبا کو چھین لون
تھوڑے دنکو راندۂ درگاہ کیا[۳] — اُسکا مین چہرہ سے دلکش دیکھتا
ایسے منہ سے قہر ایسا اے عجب — ہوگیا ہر ایک مشغول سبب
ہے وہ حادث مین سبب کو دیکھون کب — کیونکہ حادث حادثی کا ہے سبب
لطف پہلے پر مین رکھتا ہون نظر — اور اس حادث کو مین جانون بتر
ترک سجدہ کا حسد سے ہے وہ ہے — عشق سے ہے نے حسد انکار سے
دوستی سے ہے حسد یہ کر یقین — دوست ہمرہ غیر کے ہے ہمنشین
کرنا غیرت دوستی کی شرط ہے — جیسے کہنا چھینک پر جیتا رہے

سلہ گر ہو غصہ الخ ۲ شعر اگر وہ دریائے کرم غصہ ہو بند کب ہوتے ہین دروازے کرم کے اُس کی اصل نقد تو لطف و کرم ہے اور قہر اُس پر مانند غبار آلودہ کے ہے یعنے فضل حق قدیم ہے اور قہر حق عارضی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ لطف ہی الخ ۲ شعر لطف کے واسطے عالم بنا اُس کے آفتاب نے نور ذرون کو دیا فرقت اُس کی مہر حاملہ ہے تاکہ اُس سے وصل کی قدرت جان بے فرقت اُس کی جان کو گوشمالی دیتی ہے تاکہ قدر ایام وصال کی جانے آگے اس کے حقائق ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرا قصد احسان کا ہے مخلوق سے اور پیدا کیا کہ نفع مجھ سے لے اور دست آلودہ ہو میرے شہد سے نہ کہ طمع فائدہ کا رکھون اُن سے اور برہنون سے قبا کو چھینون یعنے حق نے عالم کو پیدا کیا کہ احسان اُس پر کرے نہ کہ اُن سے طمع نفع کی رکھے کیونکہ حق تعالےٰ محتاج نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تھوڑے دنکو الخ ۷ شعر مجھ کو بھی تھوڑے دن کو راندہ درگاہ کیا مین اُس کا روے خوشنما دیکھتا ہون اے تعجب ہے کہ ایسے منہ سے ایسا قہر ہو ہر ایک مشغول سبب ہو گیا ہے اور یہ عادت ہے اور مین سبب کو دیکھون کیونکہ حادثہ حادثی کا سبب ہے مین لطف پہلے پر نظر رکھتا ہون اور اس قہر سے حادث کو مین بدتر جانتا ہون یعنے حق کا لطف قدیم ہے اور قہر حادث ہے پھر مین لطف سے اُس کے مغفور ہون گا سجدہ نہ کرنا حسد سے ہے ولیکن وہ حسد عشق سے ہے انکار سے نہین ہے یقین کر کیونکہ دوست ہمراہ غیر کے ہمنشین ہے دوستی مین غیرت کرنا شرط ہے جیسے چھینک مین کہنا کہ جیتا رہے یعنے جیسے دعا چھینک کے ساتھ ملی ہوئی ہے اسی طرح دوستی کو غیرت لازم ملزوم ہے اور یہ عشق کا لوازمہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چونکہ بر نطعش جز این بازی نبود — گفت بازی کن چہ دانم در فزود
آن یکے بازی کہ بد من باختم — خویشتن را در بلا انداختم
در بلا ہم مے چشم لذات او — مات اویم مات اویم مات او
چون رہاند خویشتن را اے سرہ — ہیچکس در شش جہت در ششدرہ
جزو شش از کل شش چون وا رہد — خاصہ کہ بیچون مرا او کژ نہد
ہر کہ در شش او درون آتش است — اوش برہاند کہ خلاق شش است
خواہ اگر کفر است اگر ایمان او — دست باف حضرت است آن او

جبکہ بساط حق پہ بازی نہ تھی — بولا بازیگر نہ جانوں کیوں بڑھی
مین نے کھیلی ایک وہ بازی یہی — جان کو اپنی بلا مین ڈال دی
اسکی لذت اس بلا مین بھی چکھون — مات ہون مین مات ہون مین مات ہون
کسطرح کوئی چھڑائے آپ کو — ششجہت مین ہے کہ ششدر ہو رہے
چھہ کا جز کب کل سے چھہ کے ہو جدا — خاصکر ٹیڑھا جسے حق نے رکھا
ششجہت مین جو ہر وہ آتش مین ہے — وہ چھڑائے جسنے شش پیدا کیے
خواہ کفر و خواہ ایمان اسکا ہے — ساختہ اسکا ہی دامان اسکا ہے

باز تقریر کردن معاویہؓ مکر ابلیس را با او

پھر تقریر کرنا معاویہؓ کا مکر ابلیس کو ساتھ اسکے

گفت امیر او را کہ اینہا راست است — لیک بخش تو ازینہا کاست است
صد ہزاران چون مرا تو رہ زدی — حفرہ کردی در خزانہ آمدی
آتشی از تو نسوزم چارہ نیست — کیست کز دست تو جامہ اش پارہ نیست
طبعت اے آتش چو سوزانیدنیست — تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
لعنت این باشد کہ سوزانت کند — اوستاد جملہ دزدانت کند
با خدا گفتی شنیدے رو برو — من کہ باشم پیش مکرت اے عدو
معرفتہائے تو چون بانگ صفیر — بانگ مرغان است اما مرغ گیر
صد ہزاران مرغ را وا ردہ است — مرغ غرہ کاشنائے آمدہ است
در ہوا چون بشنود بانگ صفیر — از ہوا آید شود اینجا اسیر

اس صحابیؓ نے کہا سچ ہے تو لے — تیرا حصہ اس سے کب ہے جان لے
تو نے مجھ سے لاکھ کو دھوکا دیا — اور خزانہ مین نقب دیکر گھسا
آگ تو تجھ سے جلون چارہ نہین — چارہ کسکا تجھ سے ہر پارہ نہین
طبع تو آتش جلانے کی رکھے — بے جلائے چین کب آئے تجھے
یہ ہے لعنت کہ تجھے سوزان کرے — سارے چورونکا تجھے استا کرے
گفتگو کی تو نے حق سے روبرو — کب مین پا سکتا ہون تیرے مکر کو
معرفت تیری ہے جون وانہ صفیر — مرغ کی ہے بانگ لیکن مرغ گیر
اُسنے صد ہا مرغ کو دھوکا دیا — مرغ نے جانا کہ یہ ہے آشنا
جو ہوا مین وہ سنے بانگ صفیر — وان ہوا سے آئے اور ہووے اسیر

سلہ چونکہ اخیر شعر تک یعنی سوا حق کی بازی نہ تھی کہا بازیگر نے مین نہین جانتا ہون کیونکر بڑھ گئی وہ ایک بازی تھی کہ مین نے کھیلی اور جان بلا مین ڈالدی یعنی وہ بازی عشق حقیقی تھی مین اسکی لذت اس بلا مین بھی چکھتا ہون مین مات ہون یعنی اس بلائے عشق بازی مین اس بازی مین مات کھایا ہے کوئی خود کو کس طرح چھڑائے ششجہت مین ہو وہ ششدر ہے یعنی ششدر تخت نرد مین مات کو کہتے ہین چھہ کا جز کب کل سے چھہ کے جدا ہووے خاصکر حق نے جسکو ٹیڑھا رکھا ہو جو شش جہت مین ہے وہ آتش مین ہے۔ چھڑائے جسنے شش پیدا کیے خواہ کفر خواہ ایمان اسکا ہے اسی کا بنا ہوا اسی کا ملک ہے یعنے حق نے دنیا مین جسکو پیدا کیا ہے وہ جز نہ پانے گے یہ بچا ہے ہم اسکے ہاتھ مین جسطرح وہ چاہے رکھے یعنی ابلیس نے یہ دلیل توحید کی۔ آگے جواب تردید حضرت معاویہ کا ہے فافہم۔ سلہ اس صحابی اخیر شعر حضرت معاویہؓ نے کہا یہ سچ ہے لیکن تیرا حصہ اس سے کم ہے تو نے مجھ جیسے لاکھون کو دھوکا دیا اور نقب دیکر خزانہ مین گھسا تو آتش ہے تجھسے مین جلتا ہون چارہ نہین ہے اور تجھ سے کسکا جامہ چاک نہین ہے تیری طبیعت آتش جلانے والی کی رکھتا ہے اور بے جلائے کب تجھے چین آتا ہے۔ یہ لعنت ہے کہ تجھے سوزان کرے اور سب چورون کا تجھے استاد رکھے تو نے گفتگو حق کے روبرو کی مین تیرے مکر کو کب پا سکتا ہون یعنی کوئی عمل تیرا مکر سے خالی نہین ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم۔
سلہ معرفت اخیر شعر تیری معرفت مانند آواز صفیر کے مرغ کی آواز ہے لیکن مرغ گیر ہے اسنے صد ہا مرغ کو دھوکا دیا اور مرغ نے جانا کہ یہ آشنا ہے جو ہوا مین صفیر سنے تو وہان ہوا سے اترے اور اسیر ہو ۔ سے شرح اسکے مکر و حیلہ کی ہے فافہم ۱۲-

قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند — دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند
عاد را تو باد دادی در جہان — در فگندی در عذاب اندہان
از تو بود این سنگسار قوم لوط — در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط
مغز نمرود از تو آمد ریختہ — اے ہزاران فتنہ ہا انگیختہ
عقل فرعون زکی فیلسوف — کور گشتہ ز نیابد او وقوف
بولہب ہم از تو نا اہلے شدہ — بوالحکم ہم از تو بوجہلے شدہ
اے برین شطرنج بہر یاد را — مات کردہ صد ہزار اُستاد را
اے ز فرزین بندہائے مشکلت — سوختہ جانہا سیہ گشتہ دلت
بحر مکرے تو خلقان قطرۂ — تو چو کوہ دین سلیمان ذرۂ
کہ رہد از مکر تو اے مختصم — غرق طوفانیم الا من عصم
بس ستارہ سعد از تو محترق — بس سپاہ جمع از تو مفترق
بس مسلمان کز تو دین را باختہ — سرنگون تا قعر دوزخ تاختہ
بس چو بلعم از تو نومید آمدہ — بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ

قوم[1] نوح ہے نالان تیرے مکر سے — دل کباب و سینہ زخمی وہ رکھے
عاد کو عالم میں تو نے دی ہوا — اور عذابوں میں کہا تو نے پھنسا
سنگسار[2] تجھ سے ہے قوم لوط کا — کالے پانی میں ہیں ڈوبے تجھ سے وہ
مغز نکلا تجھ سے بس نمرود کا — تو نے صد ہا فتنہ کو برپا کیا
عقل فرعون زکی اندھی ہوئی — اور نہ پایا پھر وقوف اُس نے کبھی
بولہب نا اہل تجھ سے ہو گیا — بوالحکم بوجہل تجھ سے ہو گیا
تو نے اس شطرنج پر بس یاد کو — کردیا ہے مات لاکھوں اُستاد کو
ایسے فرزین بند ہیں مشکل ترے — سوختہ جان تیرہ باطن ہو گئے
تو ہے بحر مکر قطرہ خلق سے — یہ سلیمان ذرہ تو جون کوہ ہے
مکر[3] سے تیرے چھٹیں کیا ایکدم — غرق طوفان ہم ہیں الا من عصم
بس ستارہ سعد تجھ سے محترق — بس سپاہ جمع تجھ سے مفترق
دین مسلمانوں نے ہارا تجھ سے ہی — سرنگون وہ قعر دوزخ میں پڑے
مثل بلعم تجھ سے فاجر ہو گیا — تجھ سے جون برصیصا کافر ہو گیا

باز جواب ابلیس مر معاویہؓ را در اخفائے مکر

پھر جواب دینا ابلیس کا معاویہؓ کو مکر کے چھپانے میں

گفت ابلیسش بگشا این عقد را — من کہ محکم قلب را و نقد را
امتحان شیر و کلبم کرد حق — امتحان نقد و قلبم کرد حق
قلب را من کے سیہ رو کردہ ام — صیرفیم قیمت او کردہ ام

بولا[4] ابلیس اُس سے کھول اس عقد کو — میں محک ہوں قلب کو اور نقد کو
امتحان شیر و سگ میں حق سے ہوں — امتحان کھوٹے کھرے میں حق سے میں
میں نے کھوٹے کو سیہ رو کب کیا — میں پرکھ اُس کو میں ہوں جانچتا

[1] قوم الخ شعر قوم نوح تیرے مکر سے نالان ہے دل کباب و سینہ زخمی وہ رکھے عاد کو جہان میں تو نے ہوا دی اور عذابوں میں تو نے پھانس کہا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سنگسار الخ شعر قوم لوط کو تجھ سے سنگساری ہوئی اور وہ کالے پانی میں ڈوبے تجھ سے مغز نکلا نمرود کا تو نے سیکڑوں فتنہ اُٹھائے عقل فرعون ہوشیار کی اندھی ہوئی اور پھر اُس نے وقوف کبھی نہ پایا ابولہب تجھ سے نا اہل ہوگیا اور ابوالحکم ہوگیا تجھ سے ابوجہل تو نے اس شطرنج دنیا پر یادگاری کے لیے لاکھوں استادوں کو مات دیا ہے تیرے ایسے فرزین بند مشکل ہیں کہ سوختہ جان تیرہ باطن ہو گئے تو دریائے مکر ہے اور خلق قطرہ ہے یہ سلیمان ذرہ اور مانند کوہ کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] مکر سے الخ شعر تیرے ہم مکر سے کب ایک دم چھٹیں ہم غرق طوفان ہیں مگر پناہ دینے والا ہے ستارہ سعد تجھ سے جلنے والا اور سپاہ جمع تجھ سے پریشان ہونے والی مسلمانوں نے دین تجھ سے ہارا اور سرنگون دوزخ میں پڑے بلعم باعور کے مانند تجھ سے فاجر ہوا اور برصیصا کے مانند تجھ سے کافر ہوا یعنے تجھ سے ہزاروں مرد بلائے دنیا میں گرفتار ہوئے پھر تیری راستی کیونکر ثابت ہو یہ مکر کے آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ [4] بولا ابلیس الخ شعر ابلیس نے اُن سے کہا کہ اس عقدہ کو کھولو میں تو کسوٹی ہوں واسطے کھوٹے اور کھرے کے حق کی جانب سے امتحان شیر و سگ میں ہوں میں نے سیاہ رو کھوٹے کو کب کیا میں صراف ہوں اور اُس کو جانچتا ہوں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ —

نیکوان را رہنمائی میکنم	مر بدان را پیشوائی میکنم
صالحان را مقتدا و آمنم	طالحان را نیز ماری میکنم
این علفہا می نہم از بہر چیست	تا پدید آید کہ حیوان جنس کیست
گر سگ از آہو چو زاید کودکے	ہست در گرگی و آہوئی شکے
تو گیاہ و استخوان پیشش بریز	تا کدامے سو کند او گام تیز
گر بسوے استخوان آید سگ است	در گیاہ جوید یقین آہو رگ است
قہر و لطف جفت شد با ہمدگر	زاد ازین ہر دو جہان خیر و شر
تو گیاہ و استخوان را عرضہ کن	قوت نفس و قوت جان را عرضہ کن
گر غذاے نفس جوید ابتر است	در غذاے روح خواہد سرور است
گر کند او خدمت تن ہست خر	در رود در بحر جان یابد گہر
گرچہ این دو مختلف خیر و شر اند	لیک این ہر دو بیک کار اندر اند
انبیا طاعات عرضہ می کنند	دشمنان شہوات عرضہ میکنند
نیک را چون بد کنم یزدان نیم	داعیم من خالق ایشان نیم
خوب را من زشت سازم رب نیم	زشت را و خوب را آئینہ ام
سوخت ہندو آئینہ از درد را	کاین سیہ رو می نماید مرد را
گفت آئینہ گناہ از من نبود	جرم آنرا نہ کہ آئینہ زدود
او مرا غماز کرد و راست گو	تا بگویم زشت کو و خوب گو
من گواہم بر گواہ زندان کجاست	ز اہل زندان نیستم یزدان گواست

نیک کی مین رہنمائی کرتا ہون	اور بد کی پیشوائی کرتا ہون
پیشوا نیکون کا اور مین امن ہون	شاخ جو کہ خشک ہو تو کاٹ دون
گھانس یہ رکھی ہے مین نے کسلیے	تا کہ دیکھون جنس حیوان کون ہے
گر سگ آہو سے جو بچہ اک جنے	گرگی آہوئی مین اُسکی شک ہے
گھانس ہڈی اُسکے آگے ڈال تو	کسکی جانب دیکھ اُسکو میل ہے
جانب ہڈی ہو رغبت سگ ہے وہ	گھانس کو دوڑے تو آہو جان تو
قہر و لطف آپسمین جو جوڑا ہوا	اُنسے خیر و شر یہان پیدا ہوا
گھانس اور ہڈی کو بس تو کر عیان	قوت نفس اور قوت جانکو کر عیان
گر غذائے نفس لیوے ہے بُرا	گر غذائے روح چاہے ہے بھلا
گر کرے خدمت بدن کی ہے وہ خر	گر وہ جائے بحر جان مین لے گہر
گرچہ دونون مختلف ہین خیر و شر	لیک یہ دونون ہین ایک ہی کام پر
انبیا طاعت کو کرتے ہین عیان	اور عدو شہوت کو کرتے ہین عیان
نیک کو جو بد کرون مین حق نہین	مین ہون داعی خالق مطلق نہین
خوب کو مین زشت کرون رب نہین	آئینہ ہون خوب و بد کا بالیقین
آئینہ جیسے جلائے درد سے	کہ سیہ رو کیون دکھاتا ہے مجھے
آئینہ بولا گنہ مجھ سے نہ تھا	جرم اُسکا ہے کہ آئینہ کیا
کر دیا ہے راست گو اُسنے مجھے	تا کہون مین کون زشت و خوب ہے
مین گواہ ہون کب گواہ قیدی کا	اہل زندان سے نہین حق ہے گوا

لہ نیک کی الخ ۲ شعر مین نیک کی رہنمائی کرتا ہون اور بد کی پیشوائی کرتا ہون مین پیشوائی نیکون کی اور امن ہون اور جو شاخ خشک ہوتی ہے کاٹ دیتا ہون یہ مین نے گھانس کس لیے رکھی تا دیکھون جنس حیوان کون ہے کہ اُسکی طرف رغبت کرتا ہے آگے مثال ہے گرگ و آہو سے جو ایک بچہ پیدا ہو تو گرگی و آہوئی مین اُسکی شک ہووے اُسکے آگے گھانس اور ہڈی تو ڈال اور دیکھ کس کی جانب اُسکو میل ہے اگر جانب ہڈی کے راغب ہے وہ سگ ہے اور اگر گھانس کو دوڑے تو آہو جان نے قہر و لطف آپس مین جو جوڑا ہوا تو اُن سے خیر و شر یہان پیدا ہوا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

سلہ گھانس الخ ۳ شعر تو گھانس اور ہڈی کو عیان کر اگر غذائے نفس لیوے بُرا ہے اور اگر غذائے روح چاہے بھلا ہے اگر خدمت بدن کی کرے گدھا ہے اور اگر دریائے جان مین جائے گوہر لیوے یعنی جو کہ طالب خدا ہے روحانی غذا اکا شائق ہے وہ بہتر ہے اور جو غذائے نفسانی کا کہ طعام ہے وہ بُرا ہے آگے قول مولانا کا ہے فافہم ۱۲ سلہ اگرچہ الخ ۲ شعر اگرچہ دونون مختلف ہین خیر و شر لیکن یہ دونون ایک ہی کام پر ہین انبیا طاعت کو ظاہر کرتے ہین اور عدو شہوت کو ظاہر کرتے ہین یعنے یہ خیر و شر دونون طرف حق کی دعوت کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

سلہ نیک کو الخ ۶ شعر مین حق نہین ہون کہ نیک کو بد کر دون مین دعوت کرنے والا ہون خالق نہین ہون مین رب نہین ہون کہ خوب کو زشت کر دون خوب و بد کے واسطے آئینہ کو جلائے درد سے کہ تو مجھکو سیاہ رو کیون رکھتا ہے آئینہ نے کہا مجھ سے گناہ نہ تھا یہ جرم اُسکا ہے کہ جسنے آئینہ کیا ہے مجھکو اُسنے راست گو کر دیا کہ کہدون کہ کون زشت کون خوب ہے مین تو گواہ ہون اور گواہ قیدی کب ہوا اہل زندان سے نہین ہون خدا گواہ ہے آگے مثال اسکی ہے فافہم ۱۲

ہر کجا بینم درختے میوہ دار ‏ ‏ ‏ تربیتہا می کنم من دایہ دار
خشک گوید باغبان اکاے فتا ‏ ‏ ‏ مرمرا چہ می بری سر بے خطا
باغبان گوید خمش اے زشت خو ‏ ‏ ‏ بس نباشد خشکی تو جرم تو
خشک گوید راستم من کژ نیم ‏ ‏ ‏ تو چرا بے جرم می بری ہیم
باغبان گوید اگر مسعود یے ‏ ‏ ‏ کاشکے کژ بودی وتر بودیے
جاذب آب حیاتے گشتۂ ‏ ‏ ‏ اندر آب زندگی آغشتۂ
تخم تو بد بودہ است و اصل تو ‏ ‏ ‏ با درخت خوش نشاید وصل تو
شاخ تلخ ار با خوشی وصلت کند ‏ ‏ ‏ آن خوشی اندر نہادش بر زند
گر ترا بیدار کردم بہر دین ‏ ‏ ‏ خوے اصل من ہمین ست ہمین

دیکھتا[1] جس جا ہون نخل میوہ دار ‏ ‏ ‏ تربیت کرتا ہون اُسکی دایہ وار
باغبان سے خشک کہتا ہے بھلا ‏ ‏ ‏ کسلیے سر میرا کاٹے بے خطا
باغبان کہتا ہے چپ لے بے حیا ‏ ‏ ‏ نے تری خشکی ہی یہ جرم اک بڑا
خشک کہتا ہی نہین مجھ مین کجی ‏ ‏ ‏ کسلیے بے جرم کاٹی جڑ مری
باغبان کہوے اگر ہے بر تری ‏ ‏ ‏ کاشکے کج ہوتا تر ہوتی تری
تو ہوا[2] ہے جاذب آب حیات ‏ ‏ ‏ اور آب زندگانی کے ہے سات
اصل بد او تخم بد تیرا ہوا ‏ ‏ ‏ کب درخت خوش سے پیوند ہوا
خوش سے شاخ تلخ گر پیوند ہو ‏ ‏ ‏ اُسکے تن مین دے خوشی ثمرات کو
گر جگا یا تجکو دین کے واسطے ‏ ‏ ‏ عادت اصلی مری یہ ہی تو ہے

عنف کردن معاویہ رضہ با ابلیس علیہ اللعنۃ | سختی کرنا معاویہ رضہ کا ابلیس علیہ اللعنۃ پر

گفت امیر اے راہزن حجت مگو ‏ ‏ ‏ مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
رہزنے تو من غریب تاجرم ‏ ‏ ‏ ہر لباسا تے کہ آری کے خرم
گرد رخت من مگرد از کافری ‏ ‏ ‏ تو نہ رخت کسے را مشتری
مشتری نبود کسے را راہزن ‏ ‏ ‏ ور نماید مشتری مکر ست و فن
تا چہ دارد این حسود اندر کدو ‏ ‏ ‏ ای خدا فریاد ما را زین عدو

وہ صحابی[3] بولے مت تکرار کر ‏ ‏ ‏ مجھ مین اے رہزن نہ تیرا ہو اثر
تو ہے رہزن مین ہون تاجر او غریب ‏ ‏ ‏ نے خریدون لائے سامان عجیب
کافری سے میرے سامان کو نہ چھوڑ ‏ ‏ ‏ مشتری سامان کسی کا ہو نہ تو ڑ
مشتری کب ہو کسی کا راہزن ‏ ‏ ‏ گر خریداری کرے ہی مکر و فن
کیا کدو مین رکھتا ہے اب یہ حسود ‏ ‏ ‏ مجکو اس دشمن سے فریاد اے ودود

[1] دیکھتا الخ یہ شعر مین جس کا درخت میوہ دار دیکھتا ہون مانند دایہ کے اُسکی تربیت کرتا ہون اور جس جا درخت خشک دیکھتا ہون اُسے کاٹتا ہون نہ باغبان کے کیونکہ گو ہر شک کو جڑ سے کاٹتا ہون درخت خشک باغبان سے کہتا ہے تو نے میرا سر بے خطا کسلیے کاٹا باغبان کہتا ہے چپ رہ اے بے حیا کہ یہ تیری خشکی بڑا جرم ہے یعنے تو خشک مثل درخت خشک کے ہے کہ مجھ مین کجی نہیں ہے تو بے جرم میری جڑ کیون کھودتا ہے اُس سے تب باغبان کہے کہ اگر بر تری تجھ مین ہوتی کاش تو کج ہوتا مگر تری تجھ مین ہوتی یعنے بظاہر تیری صورت کج ہوتی بہتر تھی مگر تری یعنی ہوتی ہے اگر ظاہر بُرا ہو تو ہو مگر صاحب معنی ہونا چاہیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] تو ہوا جاذب الخ یہ شعر تو جاذب آبحیات ہوا ہے اور آب زندگی کے ساتھ ہے یعنے اے شاخ خشک آب حیات تجھ سے جذب ہوا اور آب زندگانی کے تو ساتھ ہے اور تجھ سے کچھ حاصل نہین ہے اس واسطے کھٹنا تیرا بہتر ہے تیرا تخم بد اور اصل بد ہوئی کب درخت خشک سے تیرا پیوند ہو یعنے مرشد سے تو بسبب معنے نہ رکھنے کے واصل نہین ہو سکتا ہے اگر شاخ خشک سے تلخ پیوند ہو اُس کے تن مین خوشی ثمر دیوے اگر مین نے تجھے دین کے واسطے جگایا تو بھی میری عادت اصلی ہے یعنے اصل سے میری عادت نیک ہے بظاہر اب مین بُرا ہون پس عادت نیک ہے اس سبب سے مین نے تجھے بیدار کیا ہے آگے جواب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے فافہم ۱۲ [3] وہ صحابی الخ یہ شعر حضرت معاویہ رضہ نے کہا تو تکرار مت کر اے راہزن مجھ مین تیرا اثر نہ ہوگا تو راہزن اور مین سوداگر ہون اگر تو سامان بہتر لائے مین نہین خریدون گا تو از راہ کافری کے میرے سامان کو مت چھوڑ اور کسی کے سامان کا تو خریدار نہ ہو راہزن کب خریدار ہو اور خریداری کرے تو مکر و فن ہے اب تو کدو مین کیا رکھتا ہے اے حسود مجھ کو اے خدا دشمن سے فریاد ہے اگر ایک اور افسون مجھ پر پھونک دے پس یہ رہزن میرا سامان لوٹ لے یعنے حضرت معاویہ نے مدد چاہی حق تعالےٰ سے کہ مکر شیطان سے مجکو بچا چنانچہ مدد چاہنے کا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گر یکے فصل دگر در من دمد / بر دخواہد از من این رہزن نمد

گر فسون اک ور مجھپر پھونکدے / بس مرا سامان یہ رہزن لوٹ لے

تالیدن معاویہ بحقتعالی از مکر ابلیس و نصرت خواستن

زاری کرنا معاویہ رضہ کا درگاہ حق مین مکر ابلیس سے اور فتح چاہنا

این حدیثش ہمچو دودست اے الٰہ / رحم کن ورنہ گلیمم شد سیاہ

جو دھوئین ہین باتین اسکی اے الٰہ / رحم کر میری نہ کملی ہو سیاہ

من بحجت بر نیایم با بلیس عو / کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

بحث شیطان پر نہ غلبہ ہو مجھے / کہ وہ فتنہ ہر بد و ہر نیک ہے

آدمی چون علم الاسما بگشت / بانگ چون برق این سگ بے پا نگشت

بس ہے آدم علم الاسما لقب / پر مقابل برق سگ نے تڑپ

از بہشت انداختش بر روے خاک / چون سمک در شست او شد ازسماک

اسکو جنت سے گرایا خاک پے / مثل مچھلی شست مین پھانسا اسے

نوحۂ اناظلمنا میزدے / نیست دستان و فسونش را حدے

نالہ تب اناظلمنا کا کیا / ہے نہ مکر و افسون کی اسکے انتہا

اندران ہر حدیث او شرست / صد ہزاران سحر در وے مضمرست

ہے شرارت اسکی ہر اک بات مین / اور بھرے جادو ہزارون اسمین ہین

مردی مردان ببندد و ر نفس / در زن و در مرد افروزد ہوس

مرد کی مردی کو باندھے اک نفس / مرد و عورت مین کرے افزون ہوس

اے بلیس خلق سوز فتنہ جو / بر چیم بیدار کردی است گو

اے بلیس خلق سوز فتنہ جو / کسلیے مجکو جگایا سچ کہو

زانکہ حجت بر نیاید با منے / ہین غرض را در میان بے فنے

کیونکہ حجت مین تو غالب مجھسے ہو / پس غرض نے مکر اپنے تو کہو

باقرار آوردن ابلیس تلبیس خود را با معاویہ رضی اللہ عنہ

پھر بیان کرنا ابلیس کا مکر اپنے کو ساتھ معاویہ رضہ کے

گفت ہر مردے کہ باشد بدگمان / نشنود او راست را با صد گمان

بولا جو کہ مرد ہووے بدگمان / کب سنے وہ بدگمان سچا بیان

ہر درونے کو خیال اندیش شد / چون دلیل آری خیالش بیش شد

جس کسی کا دل خیال اندیش ہے / جو دلیل آئے خیال اسکا بڑھے

چون سخن در وے رود علت شود / تیغ غازی دزد را آلت شود

اسمین جانے جو سخن علت بنے / تیغ غازی چور کی آلت بنے

پس جواب او سکوتست و سکون / ہست با ابلہ سخن گفتن جنون

یہ جواب اسکا کہ مین ساکت رہون / گفتگو ابلہ سے ہوتا ہے جنون

۵۱ دھوان الخ شعر اے خدا اس ابلیس کی باتین مانند دھوئین کے ہین تو رحم کر کہ میری کملی سیاہ اُس سے نہ ہو جائے یعنے میرا دل اس کے مکر سے سیاہ نہ ہو جائے باقی دعا کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ بحث الخ شعر شیطان کی بحث پر مجھے غلبہ نہ ہووے کہ ہر بد و نیک کا وہ فتنہ ہے آگے مثال ہے آدم علم الاسماء کا لقب دیا ہے گر مقابل اس برق سگ کے تڑپ نہین رکھتی ہین پس اس شیطان نے اُن کو جنت سے خاک پر ڈالا اور مثل مچھلی کے اُنھین شست مین پھانسا اُنھون نے تب نالہ اناظلمنا کا کیا کہ اُسکے مکر و فسون کی انتہا نہین ہے اُسکی ہر ایک بات مین شرارت ہے اور اُس مین ہزارون جادو بھرے ہین مرد کی رجولیت ایک دم مین بند کر دے اور عورت و مرد مین ہوس زیادہ کرے تاکہ باہم فساد ہووے اے ابلیس خلق سوز فتنہ جو کس لیے مجھکو جگایا سچ کہہ کیونکہ حجت مین تو غالب مجھسے مت ہو اور غرض بے مکر تو اپنی کہہ دیتے تو وہ غرض اپنی بیان کر جس کے واسطے تو نے مجھے جگایا آگے جواب ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا الخ شعر ابلیس نے کہا کہ جو شخص بدگمان ہووے وہ بدگمان کب سچا بیان سنے اور جس کا دل خیال اندیش ہے جو دلیل آئے اور خیال اُس کا زیادہ ہووے آگے مثال ہے جو بات کہ اُس مین جائے علت بنے تیغ غازی چور کا آلہ بنے یعنے تیغ غازی اگر چور لیوے تو وہ آلہ چور کا ہو جاوے یہ اُس کا جواب ہے کہ مین ساکت رہون ابلہ سے گفتگو کرنا جنون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

تو ز حق ترس و ز حق قطع نفس | کہ تو از سرش باندستی بہ حبس
تو ز من با حق چہ نالی ای سلیم | رو بنال از شر این نفس لئیم
تو خوری حلوا ترا دنبل شود | تپ بگیرد طبع تو مختل شود
بے گنہ لعنت کنی ابلیس را | چون نہ بینی از خود این تلبیس را
نیست از ابلیس از تست ای غوی | کہ چو روبہ سوی دنبہ میدوی
چونکہ در سبزہ بہ بینی دنبہ را | دام باشد این ندانی روبہ را
زان ندانی کت ز دانش دور کرد | میل دنبہ چشم عقلت کور کرد
حبک الاشیاء یعمیک و یصم | نفسک السوداء جنت لا تختصم
تو گنہ بر من منہ کژ کژ مبین | من ز بد بیزارم و از حرص و کین
حرص و کین ہست از طبائع مختلف | مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
من بدی کردم پشیمانم ہنوز | انتظارم تا شبم آید بروز
ہم امیدی میزدم با درد و سوز | تا مگر کاین دی ہمہ گردد تموز
متہم گشتہ میان خلق من | فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن
گرگ بیچارہ اگر چہ گرسنہ ست | متہم باشد کہ او در طنطنہ ست
چونکہ از تو اندر ضعف آن راہ رفت | خلق گوید تخمہ ست از لوت زفت

حق سے ڈر اور ڈھونڈھ اس سے قطع نفس[۱] | کہ ہوا شر سے تو اُسکے قید بس
ساتھ حق کے مجھ سے روئے کسلیے | جا تو شر سے نالہ کر اس نفس سے
کھائے تو حلوا تو دنل ہوں ترے | اور بخار آکے طبع ناخوش کرے
بے گنہ لعنت کرے ابلیس کو | کیوں نہ دیکھے خود سے اس تلبیس کو
یہ نہیں شیطان سے ہرگز ای فتا | مثل روبہ سوئے دنبہ تو چلا
جو کہ سبزہ میں تو دیکھے دنبہ کو | دام ہووے اور نہ جانے روبہ کو
اسلیے نہ جانے تو دانش گئی | خواہش دنبہ نے اندھی عقل کی
حبک الاشیاء یعمی و یصم | نفسک السوء قد جنت لا تختصم
مت گنہ رکھ اور نہ ٹیڑھا دیکھ تو | چاہتا ہوں میں نہ حرص و کینہ کو
حرص[۲] و کینہ اختلاف طبع ہے | ضد نہ چاروں عنصروں کا مجھ میں ہے
اب پشیماں ہوں بُرا میں نے کیا | منتظر ہوں رات میری دن ہوا
ہے مجھے امید درد و سوز سے | موسم سردی مرا گرمی بنے
میں ہوا بدنام مخلوق میں | فعل اپنے مرد و زن مجھپر رکھیں
بھیڑیا بیچارہ بھوکا گرچہ ہے | ہو گیا بدنام جو عشرت کرے
جو ضعیفی سے نہ رستہ چل سکے | خلق کہے تخمہ کھانے ہی سے ہے

بازالحاح کردن معاویہ مر ابلیس را | پھر عاجزی کرنا معاویہ کا ابلیس سے

سلہ حق سے الخ ۹ شعر تو حق سے ڈر اور قطع نفس اس سے ڈھونڈھ کر اُس کے شر سے تو قید ہوا ہے تو خدا کے ساتھ میرے سبب سے کیوں ڈرتا ہے جا تو نالہ کر اس نفس کے شر سے آگے مثال ہے تو حلوا کھائے تو تیرے دُنل ہوا اور بخار آئے وطبیعت ناخوش ہووے بے گناہ تو لعنت کرتا ہے ابلیس کو کیوں نہیں دیکھتا ہے خود سے اس مکر کو یہ شیطان بد سے نہیں ہے تجھ سے ہے اور مثل روبہ کے تو جانب دنبہ کے جاتا ہے جو کہ سبزہ میں دنبہ کو دیکھے دام ہووے اور لے روبہ تو نہ جانے اس سیلیے نہیں جانے کہ عقل گئی اور خواہش دنبہ نے عقل اندھی کی ہے یعنے طمع دنیا نے تجکو حق جوئی سے اندھا و بہرا کیا ہے تیرے نفس نے گناہ کیا تو دوسروں سے دشمنی نہ کر مت گناہ رکھ اور ٹیڑھا مت دیکھ میں نہیں چاہتا ہوں حرص و کینہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ حرص الخ ۶ شعر حرص و کینہ اختلاف طبع سے چاروں عنصروں کی ہے مجھ میں ضد نہیں ہے اب پشیمان ہوں کہ میں نے بُرا کیا منتظر ہوں کہ تا رات میری دن ہو مجھے امید ہے سوز و درد سے کہ موسم سردی میرا گرمی بنے میں مخلوق میں بدنام ہوا ہوں فعل اپنے مرد و زن مجھ پر رکھتے ہیں آگے مثال ہے بھیڑیا بیچارہ اگرچہ بھوکا ہے بدنام ہو گیا ہے جو ضعیفی سے راہ نہیں چل سکتا ہے خلق کہتی ہے کہ تخمہ کھانے سے ہو گیا ہے یعنے میں مخلوق میں بدنام ہو گیا ہوں کہ مخلوق خود گناہ کرتی ہے اور وہ مجھ پر رکھتی ہے بقول استاد سہ کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر + فعل بد تو خود سے ہو لعنت کرے شیطان پر + آگے حضرت معاویہ کا جواب الجواب ہے فافہم ۱۲ سلہ دوستی کسی شے کی تجھے بہرا گونگا کرتی ہے ۱۲ سلہ تیرے نفس نے گناہ کیا تو دوسرے کو بدنام نہ کر ۱۲ م

وجواب او

گفت غیر راستی نرہاندت	داد سوے راستی میخواندت
راست گو تا وارہی از چنگ من	مکر ننشاند غبار جنگ من
گفت چون دانی دروغ و راست را	ای خیال اندیش پر اندیشہا
گفت پیغمبر نشانے دادہ است	قلب و نیکو را محک بنہادہ است
گفتہ است الکذب ریب فی القلوب	باز الصدق طمانین و طرب
دل نیارامد ز گفتار دروغ	آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
در حدیث است آرام دل است	راستیہا دانۂ دام دل است
دل اگر رنجور باشد بد دہان	کو نداند چاشنی این و آن
چون شود از رنج و علت دل سلیم	طعم صدق و کذب را باشد علیم
حرص آدم چون سوے گندم فزود	از دل آدم سلیمی را ربود
پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد	غرہ گشت و زہر قاتل نوش کرد
کژدم از گندم ندانست آن نفس	می پرد تمییز از مست ہوس
خلق مست آرزو اند و ہوا	زان پذیرا اند دستان ترا
ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد	گوش خود را آشنائے راز کرد
ہمچنان کہ در حکایت گفتہ اند	بشنو آن را تا کشاید بستہ بند

اور جواب دینا اُس کا

بولا[۱] کب چھوڑون تجھے بے سچ کہے	داد سوے سچ بلاتی ہے تجھے
سچ کہو تا ہاتھ سے میرے چھٹے	کب غبار جنگ بیٹھے کر سے
بولا کیسے جانے سچ اور جھوٹ کو	ای خیال اندیش پر اندیش کو
بولا پیغمبر نے بتلایا پتا	دل محک کھوٹے کھرے کا ہے کہا
ہے کہا الکذب[عہ] ریب فی القلوب	باز الصدق[عہ] طمانین و طرب
دل نہین خوش ہووے کہنے سے دروغ	تیل پانی سے نہ زیادہ ہو فروغ
دل کو ہے آرام سچی بات سے	سچ ہے دانہ دام دل کیواسطے
گر[۲] ہو دل بیمار منھ ہو بد مزا	کہ نہ جانے چاشنی کا ذایقا
رنج و بیماری سے جو دل ہو سلیم	جھوٹ اور سچ کے مزے سے ہو علیم
حرص گیہون کی جو آدم کو بڑھی	دل سے آدم کے سلیمی لیگئی
تیرے[۳] مکر و جھوٹ کو اُسنے سنا	ہو کے بے غم زہر قاتل کھا لیا
فرق نے گندم و کژدم مین کیا	تو تمیز اہل ہوس سے لے گیا
خلق مست آرزو ہے اور ہوا	جو قبول اب مکر تیرے کو کیا
ہو جو ہوا سے باز اپنے کو رکھے	آشنائے راز گوش اپنا ہے
جس طرح سے اس حکایت مین کہا	اُسکو سُن تا قید سے ہو تو رہا

سلہ بولا الخ شعر حضرت معاویہؓ نے کہا بے سچ کہے تجھے کب چھوڑون تجھکو داد طرف سچ کے بلاتی ہے تو سچ کہہ تاکہ میرے ہاتھ سے چھٹے اور جنگ کر سے غبار بیٹھے کہا ابلیس نے کہ تو کیسے جانے سچ اور جھوٹ کو اسے خیال اندیش و بد اندیش تو کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ محک کھوٹے کھرے پرکھنے کا دل ہے اور کہا ہے ترجمہ جھوٹ سے شک بڑھتا ہے دل مین پھر صدق اطمینان کرتا ہے خوشی سے دل جھوٹ کہنے سے خوش نہین ہوتا اور تیل پانی سے روشنی زیادہ نہین ہوتی ہے دل کو آرام سچی بات سے ہے سچ دانہ ہے دام دل کیواسطے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ گر ہو الخ شعر اگر دل بیمار ہو تو منھ بد مزہ ہو کہ چاشنی کا ذایقہ نہ جانے رنج اور بیماری سے دل سلیم ہو تو جھوٹ اور سچ کے مزے سے علیم ہو جو حرص گندم کی آدم علیہ السلام کو بڑھی سلیمی آدم کی دل سے لیگئی یعنے جیسے بیماری سے منھ بد مزہ ہوتا ہے اور کچھ ذائقہ نہین ہوتا ہے اسی طرح دل جو بیمار ہوتا ہے سچ و جھوٹ کا مزہ نہین پاتا ہے اور جبکہ دل ریاضت عشق سے بیدار ہوتا ہے اور مرض دل کا دور ہو جاتا ہے تو مزہ سچ و جھوٹ کا آتا ہے پس مرادل لے ابلیس اس تیرے قول سے جھوٹ جانکر حیران ہے کہ سچ کہ ہے تو جبتک سچ نہین کہیگا نہ چھوڑون کا تجھے باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ تیرے مکر الخ شعر آدم علیہ السلام نے تیرے مکر و جھوٹ کو سنا بیغم ہو کر زہر قاتل کھا لیا فرق گندم و کژدم مین نہین کیا تو تمیز اہل دل سے لیگیا خلق مست آرزو اور ہوا ہے جو اس سبب سے تیرے مکر کو قبول کر لیا ہے جو شخص خود کو ہوا سے باز رکھے اپنے گوش کو آشنائے راز کرے جس طرح سے اس حکایت مین تو سن تا قید سے چھوٹے یعنے جو شخص دل کو غرض و ذلت سے باز رکھے کان اُسکے اوپر راز الٰہی سے کھلین چنانچہ اسکی مثال مین قصہ قاضی کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ عہ جھوٹ سے شک پڑتا ہے دل مین ۱۲ عہ پھر صدق اطمینان کرتا ہے خوشی سے ۱۲

شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نائب ورا

قاضیے بنشاندند و میگریست / گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست
این نہ وقت گریہ و فریاد تست / وقت شادی و مبارکباد تست
گفت آہ چون حکم راند بیدلے / درمیان آن دو عالم جاہلے
آن دو خصم از واقعۂ خود واقف اند / قاضی مسکین چہ داند زان دو بند
جاہلست و غافلست از حالشان / چون رود در خونشان و مالشان
گفت خصمان عالم اند و علتے / جاہلی تو لیک شمع ملتے
زانکہ تو علت نداری در میان / وان فراغت ہست نور دیدگان
وان دو عالم را غرضشان کور کرد / علمشان را علت اندر گور کرد
جہل را بے علتی عالم کند / علم را علت ز دلہا بر کند
تا تو رشوت نستدی بینندۂ / چون طمع کردی ضریر و بندۂ
از ہوا من خوے را وا کردہ ام / لقمہائے شہوتے کم خوردہ ام
چاشنی گیر دلم شد با فروغ / راست را داند حقیقت از دروغ

شکایت کرنا قاضی کا آفت قضا سے اور جواب دینا نائب کا اسکے

روتا تھا قاضی کیا جو ایک کو[سلہ] / بولا نائب قاضی کیوں روتا ہے تو
یہ نہ وقت گریہ و فریاد ہے / وقت شادی و مبارکباد ہے
بولا کیونکر حکمرانی کر سکوں / جاہل اک مابین دو عالم کے ہوں
اپنا جھگڑا جانتے ہیں دونوں عدو / قاضی بس کیا جانے انکے بھید کو
جاہل و غافل ہے انکے حال سے / کیسے جلنے اُنکے خون و مال سے
بولا وہ دو عالم ہیں پر علت نہیں / تو ہے جاہل پر شمع ہے دین میں
کیونکہ علت کو نہیں رکھتا ہے تو / پاک رکھے آنکھ کے تو نور کو
ان دو عالم کو غرض نے کر دیا[سلہ] / اندھا اور علت سے علم انکا گیا
جہل کو بے علتی عالم کرے / دل سے علت علم کو زائل کرے
جب تلک رشوت نہ لے بینا ہے تو / جب طمع آئے تو بس اندھا ہے تو
میں نے عادت سے کری ترک ہوا / کھانا کم کھایا ہے شہوت کا سدا
روشنی سے دل مرا آگاہ ہے / در حقیقت جانے سچ کو جھوٹ سے

باقرار آوردن معاویہؓ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون جواب من بگو / راست گو و در دروغی مجو
تو چرا بیدار کردی مر مرا / دشمن بیداری تو ای پُر دغا

اقرار کرانا معاویہؓ کا ابلیس لعین سے

اے سگ ملعون دے میرا جواب[سلہ] / سچ کہہ اور جھوٹ سے مت کر خطاب
کس لیے تو نے جگایا ہے مجھے / تو تو جگنے کا ہے دشمن جان سے

سلہ روتا تھا الخ شعر گریہ کرتا تھا ایک شخص جب کہ اُسے قاضی کیا نائب نے قاضی سے کہا کہ تو کیوں روتا ہے یہ وقت گریہ و فریاد کا نہیں ہے وقت خوشی و مبارکباد کا ہے کہا کیونکر میں حکمرانی کر سکوں میں ایک جاہل درمیان دو عالم کے ہوں وہ دونوں عالم یعنے مدعی و مدعا علیہ اپنا جھگڑا جانتے ہیں قاضی اُن کے بھید کو کیا جانے جاہل اور غافل ہے اُن کے حال سے کیسے اُن کے دعوے خون اور دعوے مال کو جانے کہا کہ وہ عالم ہیں مگر علت رکھتے ہیں اور تو جاہل ہے ولیکن شمع دین میں ہے کیونکہ تو علت نہیں رکھتا ہے اور آنکھ کو نور سے پاک رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ان دو عالم الخ شعر ان دونوں عالم کو غرض نے اندھا کر دیا اور علت سے ان کا علم گیا اور بے علتی جہل کو عالم کرے اور علت علم کو دل سے زائل کرے جب تک تو رشوت نہ لے بینا ہے اور جب طمع آئے تو اندھا ہے میں نے عادت سے ترک ہوا کی اور کھانا ہمیشہ شہوت کا کم کھایا سب میرا دل روشنی سے آگاہ ہے حقیقت میں سچ کو جانتا ہوں جھوٹ سے یعنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا دل بسبب ترک کرنے خواہشات دنیا کے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ سچ و جھوٹ تمیز کر لیتا ہے پس جب تک تو سچ نہ کہے گا ہرگز تجھے نہ چھوڑوں گا آگے اقرار کرانا ابلیس کا ہے فافہم ۱۲ سلہ اے سگ الخ شعر اے سگ ملعون میرا جواب دے اور سچ کہہ اور جھوٹ خطاب مت کر تو نے کس لیے مجھے جگایا ہے تو دشمن بیداری کا ہے جان سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہمچو خشخاشی ہمہ خواب آوری	ہمچو خمری عقل و دانش میبری	تو سلاتا[۱] مثل ہے خشخاش کے	عقل لیجاتا ہے مے کی طرح سے
چار میخت کردہ ام من راست گو	راست را دانم تو حیلتہا مجو	کردیا ہے مین نے جو میخہ تجھے	جانتا سچ کو ہون مت حیلہ کرے
من ز ہر کس آن طمع دارم کہ او	صاحب آن باشد اندر طبع و خو	ہر کسی سے مین طمع رکھتا ہون وہ	جو کہ عادت اور طبع مین اُسکی ہو
من ز سرکہ می نجویم شکرے	ور مخنث می نجویم لشکرے	مین نہ سرکے سے شکر ہون ڈھونڈھتا	نے مخنث سے ہون مردی چاہتا
ہمچو گبران می نجویم از بتے	کو بود حق یا ز حق او آیتے	مثل کافر مین نہ بت سے ڈھونڈھتا	کہ وہ حق ہو یا کہ ہو حق کا پتا
من ز سرگین می نجویم بوے مشک	من در آب جو نجویم خشت خشک	مین[۲] نہین گوبر سے ڈھونڈھون بوے مشک	مین نہ آب جو مین ڈھونڈھون اینٹ خشک
من نجویم پاسبانی را ز دزد	کار نا کردہ نجویم ہیچ مزد	مین نگہبانی نہ ڈھونڈھون چور سے	ہون نہ مزدوری بغیر از کام کے
من ز شیطان می نجویم کوسی غیر	کہ مرا بیدار گرداند بہ خیر	مین شیاطین سے نہ ڈھونڈھون غیر ہین	جو جگائین مجکو کار خیر مین

راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ رض | سچ کہنا ابلیس کا بھید اپنے کو معاویہ رض سے

گفت بسیاران بلیس از عذر و مکر	میر ازو نشنید و کرد استیز و صبر	مکر و[۳] حیلے بس کیے ابلیس نے	میر نے کی جنگ نے اُس سے
از بن دندان بگفتش بہر آن	کردمت بیدار میدان ای فلان	تب چھپا کر بات وہ کہنے لگا	اسلیے مین نے جگایا تجکو آ
تا رسی اندر جماعت در نماز	از پے پیغمبر دولت فراز	تا ملے تجکو جماعت کی نماز	پیچھے پیغمبر کے ہی با صد نیاز
گر نماز از وقت رفتے مر ترا	اینجہان تاریک گشتے بے ضیا	گر قضا ہوتا ترا وقت نماز	یہ جہان تاریک ہوتا بند راز
از غبین و درد رفتی اشکہا	از دو چشم تو مثال مشکہا	روتا تو اِس درد اس نقصان سے	اشک جاری ہوتے مثل مشک کے
آن غبین و درد بودی صد نماز	کو نماز و کو فروغ آن نیاز	درد و نقصان ہوتا جا صد نماز	بس کہان ہے وہ نماز اور یہ نیاز
ذوق دارد ہر کسے بر طاعتے	لاجرم نشکیبد از وے ساعتے	ذوق طاعت کا جو رکھتا ہے کوئی	صبر ہرگز ہو نہ اُس سے ایک گھڑی

[۱] تو سلاتا الخ شعر تو خشخاش کے مانند سلاتا ہے اور شراب کی طرح عقل لیجاتا ہے مین نے جو میخہ تجھے کیا ہے مین سچ جانتا ہون تو حیامت کر مین ہر کسی سے وہ طمع رکھتا ہون جو کہ اُس کی عادت اور طبیعت مین ہو مین سرکے سے شکر نہین ڈھونڈھتا ہون مین مانند کافر کے بُت نہین ڈھونڈھتا ہون اور نہ مخنث سے مردی چاہتا ہون کہ وہ حق ہو یا حق کا نشان ہو یعنے مین صورت پرست مثل کافرون کے نہین ہون کہ اپنی حد سے زیادہ بڑھون اور امر واقع کہتا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] مین نہین الخ ۳ شعر مین بوے مشک گوبر سے نہین ڈھونڈھتا ہون اور نہ آب جو مین اینٹ خشک ڈھونڈھتا ہون مین چور سے نگہبانی نہین ڈھونڈھتا ہون اور بغیر کام کے مزدوری نہین لیتا ہون مین شیطان سے نہین ڈھونڈھتا ہون کہ وہ کار خیر مین مجھے جگائے آگے سچ کہنا ابلیس کا ہے فافہم ۱۲
[۳] مکر و حیلہ الخ ۷ شعر بہت ابلیس نے مکر حیلے کیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے جنگ کی اور حیلے نہ سنے تب وہ بات چھپا کر کہنے لگا کہ اس لیے مین نے جگایا تجھے آکر تاکہ تجھ کو جماعت کی نماز ملے کہ پیچھے پیغمبر کے با صد نیاز پڑھے اگر تیرا وقت نماز کا قضا ہوتا یہ جہان تاریک ہوتا اور راز بند تو روتا اشک جاری ہوتے مثل مشک کے پس درد و نقصان بجائے سو نماز کے ہوتا پس وہ نماز اور یہ نیاز کہان برابر ہے جو کوئی کہ ذوق طاعت کا رکھتا ہے اُس سے صبر ایک گھڑی کب ہوتا ہے یعنی خوف نماز سے از بس گریہ ہوتا ہے اور گریہ سے تجکو وہ نفع پہونچتا کہ سو نماز سے بھی فائدہ وہ نہ ہوتا کیونکہ ذوق طاعت سب سے زیادہ ہے چنانچہ اسکی نماز مین قصہ فوت نماز کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۔

فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آن کسے میرفت در مسجد درون — مردم از مسجد ہمی آمد برون
گشت پرسان کہ جماعت را چہ بود — کہ ز مسجد می برون آیند زود
آن یکے گفتش کہ پیغمبر نماز — با جماعت کرد و فارغ شد زراز
تو کجا در میروی ای مرد خام — چونکہ پیغمبر بداد ست السلام
گفت آہ و دود از آن آمد برون — آہ او میداد از دل بوے خون
آن یکے از جمع گفت این آہ را — تو بمن دہ وان نماز من ترا
گفت دادم آہ و پذرفتم نماز — او ستد آن آہ را با صد نیاز
با نیاز و با تضرع باز گشت — باز بود و در پے شہباز گشت
شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے — کہ خریدی آب حیوان و شفے
حرمت این اختیار و این وصول — شد نماز جملہ خلقان قبول

فضیلت حسرت کرنا اس شخص کا اوپر ترک ہونے نماز جماعت کے

اندر[۵۱] اک مسجد کے جاتا تھا جوان — تھے نکلتے اُس سے باہر مردمان
پوچھا اُسنے کیا جماعت ہو گئی — جو چلے مسجد سے جلدی تم سبھی
ایک بولا کہ پیمبر نے نماز — با جماعت کی ادا اور با نیاز
کسلیے جاتا ہے تو ای مرد خام — جبکہ پیغمبر نے پھیرا ہے سلام
آہ و زاری[۵۲] وہ لگا کرنے فزون — آہ اُسکے دل سے دیتی بوے خون
بولا اُس مجمع سے اک اس آہ کو — دے مجھے مین دون نماز اب تجکو دو
بولا مین نے آہ دی اور یہ نماز — اُسنے لی وہ آہ با عجز و نیاز
با نیاز و عجز و زاری وہ پھرا — باز تھا شہباز ہو کر وہ چلا
خواب مین ہاتف نے اُس سے یہ کہا — کہ خریدا آب حیوان و شفا
اُسکی برکت سے کیا جو کہ حصول — ہو گئین سبکی نمازین بس قبول

تتمۂ اقرار ابلیس با معاویہؓ مکر و فریب خود را

پس عزازیلش بگفت ای میرزاد — مکر خود اندر میان باید نہاد
گر نمازت فوت میشد آن زمان — میزدی از درد دل آہ و فغان
آن تاسف وان فغان وان نیاز — درگذشتے از دو صد ذکر و نماز
من ترا بیدار کردم از نہیب — تا نہ سوزاند ترا آہ حبیب

تتمۂ اقرار ابلیس کا معاویہؓ سے مکر و فریب اپنے مین

پس[۵۳] کہا شیطان نے اُس سے اے امیر — مکر اپنا اُسمین ہے بس ناگزیر
گر قضا ہوتی نماز اُس دم تری — کرتا تو آہ و فغان دل سے بڑی
وہ تاسف وہ فغان اور وہ نیاز — بہتر اُسکو پاتے کب دو سو نماز
خوف سے مین نے جگایا بس تجھے — تا نہ جلجائے تجاب اُس آہ سے

---

۵۱ اندر الخ ۸ شعر ایک جوان اندر مسجد کے جاتا تھا اور مردم اُس مسجد سے باہر آتے تھے اُن سے پوچھا کہ جماعت کیا ہو گئی جو تم مسجد سے سب چلدیے ایک شخص نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت ادا کی اور با نیاز تو کس واسطے اے مردم خام جاتا ہے جبکہ پیغمبر نے سلام پھیرا ہے باقی حال آگے سے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ آہ و زاری الخ ۲ شعر آہ و زاری وہ زیادہ کرنے لگا اور آہ اُس کی دل سے بوے خون دیتی تھی اس مجمع سے ایک شخص نے کہا کہ آہ تو مجھے دے مین نماز اپنی تجھے دون کہا کہ مین نے آہ دی اور نماز لی پس اُس نے وہ آہ عجز و نیاز لی تو وہ با عجز و نیاز و زاری تھا باز ہو کر شہباز کے پیچھے گیا یہ خواب مین اس سے ہاتف نے کہا کہ تو نے خریدا آب حیوان و آب شفا جو کچھ حصول کیا اُس کی برکت سے سب کی نمازین قبول ہو گئین یعنے طاعت ظاہر سے شکستگی دل ہزار درجہ بہتر ہے آگے اقرار ابلیس کا بیان ہے فافہم ۱۲ ۵۳ پس کہا الخ ۲ شعر پس شیطان نے حضرت معاویہ سے کہا کہ ای امیر اسمین اپنا مکر ضرور ہے اگر تیری نماز اسدم قضا ہوتی ہے تو وہ آہ و فغان اور وہ نیاز بہتر ہے اُسکو دو سو نماز کب پاوے مین نے خوف سے تجھے جگایا تا حجاب اس آہ سے نہ جلجائے تا اُسی کی تجکو نہ حاصل ہو اور اُس کے ساتھ نہ تجھکو راہ ملے مین ایسا حاسد ہون او حسد کرتا ہون اور مین دشمن ہون مکر و فریب میرے کام ہین اور یعنی بیت طاعت کی سبب سے شکستگی دل سے محروم ہے کہ حصول الی اللہ تجھکو نصیب ہو پس عارف کچاہیے کہ طاعت ظاہری مین زیادہ مصروف نہ ہو بلکہ عبادت باطنی کہ شکستہ دلی ہے عوارف مین کرین کہ منزل مقصود کو پہونچین چنانچہ قبول کرنا دل سے سچی بات کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲

تا چنان آہے نباشد مر ترا	تا بدان رسوائے نباشد مر ترا	تا نہ حاصل تجکو ایسی آہ ہو	تا نہ اُسکے ساتھ تجکو راہ ہو
من حسودم از حسد کردم چنین	من عدوم کار من مکرست وکین	ہون حسود ایسا حسد کرتا ہون مین	مین ہون دشمن مکر میرے کام مین

تصدیق کردن معاویہؓ ابلیس را در ان قول — سچا جاننا معاویہؓ کا ابلیس کو اس قول مین

گفت اکنون راست گفتی صادقی	از تو این آید تو این را لایقی	بولاؓ سچ تو نے کہا سچا ہے تو	ہو سکے یہ تجھسے لائق اُسکے تو
عنکبوتی تو مگس داری شکار	من نیم ای سگ مگس زحمت میار	تو ہے کڑی رکھے مکھی کا شکار	ہون نہین مکھی ہون ای سگ زینہار
باز اسپیدم شکارم شہ کند	عنکبوتے کے بگرد من تند	ہون شکاری شہ کا مین باز سفید	کر نہین سکتی ہے مکڑی مجکو قید
کار تو اینست ای دزد لعین	سوے دوغ آری مگس را انگبین	یہ ترا ای چور ملعون کام ہے	لائے مکھی کو دہی پر شہد سے
رو مگس میگیر تا تانی ہلا	سوے دوغے زن مگسہا را صلا	جا پکڑ تو مکھیان جبتک سکے	مکھیونکو تو دہی پر آنے دے
ور بخوانی تو بسوے انگبین	ہم بود آن دوغ و دوغ باشد آن یقین	گر بلائے شہد کی تو سمت جو	وہ دہی ہو بالیقین اور جھوٹ ہو
تو مرا بیدار کردی خواب بود	تو نمودی کشتیم گرداب بود	جو جگایا تو نے مجکو خواب تھا	جو دکھائی کشتی وہ گرداب تھا
تو درین خیرم ازان میخواندی	تا ز خیر بہترم می راندی	تو مجھے اس خیر مین جو کہ بلائے	تب مجھے تو خیر بہتر سے بچائے

گریختن دزد از دست صاحب خانہ باواز شخص دیگر — بھاگنا چور کا صاحب خانہ کے ہاتھ سے بسبب آواز دینے دوسرے شخص کے

این بدان ماند کہ شخصے دزد دید	در وثاق اندر پے او میدوید	یہ تھی ایسا اک نے دیکھا چور کو	گھر مین اور دوڑا پکڑنے اُسکو وہ
تا دو سہ میدان دوید اندر پیش	تا در افگند از تعب اندر خویش	اور اُسکے پیچھے دوڑا اس قدر	کہ پسینے مین ہوا وہ تر بتر
اندران حملہ کہ نزدیک آمدش	تا بدو اندر جہد دریابدش	وہ جو اُس حملہ مین نزدیک آگیا	چاہا کہ پکڑے اُسے وہ بر ملا
دزد دیگر بانگ کردش کہ بیا	تا ببینی این علامات بلا	دوسرے اک چور نے آواز دی	کہ تو آ کر یہ بلا دیکھ لے اخی

ف۱ بولا الخ حضرت معاویہ نے کہا تو نے سچ کہا ہے تو سچا ہے یہ تجھ سے ہو سکے تو اس کے لائق ہے آگے مثال ہے تو مکڑی اور مکھی کا شکار کرتا ہے مین مکھی نہین ہون ایے کتے مین بادشاہ کا شکاری باز سفید ہون مجکو مکڑی قید نہین کر سکتی ہے اے چور ملعون یہ تیرا کام ہے کہ تو مکھی کو شہد سے دہی پر لائے جب تک تو سکتا ہے مکھیان پکڑ اور مکھیون کو دہی پر بلا دے یعنے حاسدان دنیا کو اپنے فریب مین پھانس اگر تو شہد کی جانب بلائے وہ بالیقین دہی ہو اور جھوٹ ہو جو تو نے مجھے جگایا خواب تھا اور کشتی جو دکھائی وہ گرداب تھا یعنے وہ خواب میری بیداری تھی کہ اسکے ساتھ وصل تھا اور بیداری اس جہان کی خواب ہے کہ جو تو نے مجھے بیدار کیا جو تو مجھے خیر بہتر سے جدا کرتا ہے یعنی عبادت فضیلت اگرچہ خیر ہے مگر عبادت باطنی کے مقابل مین حقیر ہے کیونکہ وہ خیر بڑی ہے پس عارف کو چاہیے کہ عبادت باطنی کی طرف متوجہ رہے کہ جلد کشود کار ہو اور عبادت ظاہری کا متوجہ رہا تو وہ ایسا ہے جیسے چور کو کسی نے دیکھا نقش قدم کی جانب دوڑا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے مین تمام۔

ف۲ یہ تھی الخ شعر یہ ایسا ہے کہ ایک نے چور کو دیکھا گھر مین اور اسکے پکڑنے دوڑا اور اسقدر اُسکے پیچھے دوڑا کہ پسینے مین تر بتر ہوگیا وہ جو اس حملہ مین نزدیک چور کے آگیا چاہا کہ وہ اُسے پکڑے دوسرے چور نے اُسے آواز دی کہ آکر یہ بلا دیکھ جلدی لوٹ اور آکے مردکار دریافت دیکھ تو یہ حال زار جو یہ سنا تو مرد اندیشہ ناک ہوکر دل مین سوچا کہ اب یہ چور گیا سو گیا کہ شاید اُس طرف ایک چور ہو مین یہ پیچھا دوڑا تو دو مجھ پر دو زور سے باقی حال آگے ہے فافہم۔

زود باش و بازگرد ای مرد کار | تا ببینی حال اینجا زار زار
چون شنید آن مرد گشت اندیشناک | گفت با خود گشته گیر این جا چاک
گفت باشد کان طرف دزدی بود | گر نگردم زود این بر من رود
بر زن و فرزند من دستی زند | کشتن این دزد سودم کی کند
این مسلمان از کرم میخواندم | گر نگردم زود پیش آید ندم
بر امید شفقت آن نیکخواه | دزد را بگذاشت باز آمد براه
گفت اینک بین نشان پای دزد | این طرف رفتست دزد زن بمزد
نک نشان پای دزد قلتبان | در پی او رو بدین نقش و نشان
گفت ای ابله چه میگویی مرا | من گرفته بودم آخر دزد را
دزد را از بانگ تو بگذاشتم | من تو خر را آدمی پنداشتم
این چه ژاژست و چه هرزه ای فلان | من حقیقت یافتم چه بود نشان
گفت ای یار نکو احوال چیست | این فغان و بانگ تو از دست کیست
گفت من از حق نشانت میدهم | این نشانست از حقیقت آگهم
گفت طراری تو یا خود ابلهی | بلکه تو دزدی از این حال آگهی
خصم خود را میکشیدم من کشان | تو رهانیدی مرا کاینک نشان
تو جهت گو من برونم از جهات | در وصال آیات کو یا بینات
صنع بیند مرد محجوب از صفات | در صفات آنست کو گم کرد ذات
واصلان چون غرق ذات اند ای پسر | کی کنند اندر صفات او نظر

لوٹ جلدی سے تو آے مرد کار | اور یہان کا دیکھ تو حال زار
جو سنا یہ مرد ہوا اندیشناک | دل مین سوچا کہ ہوا یہ جا مرجاک
سوچا شاید اس طرف کا چور ہو | مین نہ پھر جاؤن تو وہ مجھپہ پڑو
مارڈالے وہ میرے زن و فرزند کو | فائدہ کیا مارنے سے اسکے ہو
یہ مسلمان ہی بلاتا جو مجھے | گر نہ جاؤن تو ندامت ہو مجھے
اسکی شفقت کے بھروسہ پر چلا | چھوڑ کر اس چور کو وہان سے پھرا
بولا یہ ہی کھوج پاؤن چور کا | اسطرف سے ہی گیا وہ چور جفا
یہ نشان ہی دیکھ پاؤن چور کا | اس پتے پر اسکے پیچھے اب تو جا
بولا اے بے عقل کیا کہتا ہی تو | مین نے تو پکڑا تھا آخر چور کو
تیرے کہنے سے تو چھوڑا چور کو | تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا جون
کیا تری بیہودہ گوئی ای فلان | جب حقیقت پائی مین نے کیا نشان
بولا میرے یار کہہ کیا حال ہی | یہ فغان تیری ہی کسکے ہاتھ سے
بولا حق سے مین نشان اب دون تجھے | یہ نشان آگہ حقیقت سے کرے
بولا تو مکار یا بے عقل ہے | بلکہ تو ہے چور واقف حال سے
مین نے پکڑا چور تھا مشکل سے ان | اور چھڑایا تو نے کہکر یہ نشان
تو جہت بتلائے مین دور از جہات | وصل مین آیات کیا اور بینات
دیکھتے غافل ہین محجوب صفات | وہ صفت مین ہے کہ جو بھولا ہی ذات
جو ہین وہ اصل غرق ذات ای باخبر | کب صفاتون پر وہ کرتے ہین نظر

سلہ ارے وہ الخ یہ شعر وہ مارے میرے زن و فرزند کو اسکے مارنے سے کیا فائدہ ہو یہ مسلمان ہے جو کہ مجھے بلاتا ہے اگر نہ جاؤن تو مجھے ندامت ہو اسکی شفقت کے بھروسے چلا اور اس چور کو چھوڑ کر وہان سے پھرا اور کہا اے میرے یار کہہ کیا حال ہے اور یہ فریاد تیری کس کے ہاتھ سے ہے کہا کہ یہ کھوج چور کے پاؤن کا ہے اسطرف وہ چور جفا گیا ہے یہ نشان ہے چور کے پاؤن کا دیکھ لے اس پتے سے اسکے پیچھے کو جا باقی حال سکا آگے ہے فافہم ۱۲
سلہ بولا الخ یہ شعر کہا اے بے عقل تو کیا کہتا ہے مین نے تو آخر چور کو پکڑا تھا تیرے کہنے سے چور کو چھوڑا تجھ گدھے کو آدمی جانا تھا یہ کیا تیری بیہودہ گوئی ہے جب کہ حقیقت پائی مین نے تو نشان کیا شے ہے کہا کہ اب سچ نشان تجھے دیتا ہون کہ یہ نشان تجھے حقیقت سے آگاہ کرے کہا تو مکار یا بے عقل ہے بلکہ تو چور واقف حال سے ہے مین نے چور مشکل سے پکڑا تھا وہان اور تو نے یہ نشان کہہ کر چھڑا دیا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ تو جہت الخ یہ شعر تو جہت بتاتا ہے اور مین جہتون سے دور ہون وصل مین نشانی اور گواہی کیا چیز ہے غافل صفات کی صفتین دیکھتے ہین اور وہ صفات مین ہے کہ جو ذات سے بھولا ہے جو واصل غرق ذات ہین کب صفاتون پر وہ نظر کرتے ہین یعنے جو تشبیہ مین پڑے ہین اور تنزیہ سے بے خبر ہین وہ غافل ہین اور جو سیر تنزیہ مین ہین وہ تشبیہ پر نظر رکھتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

چونکہ اندر قعر جو باشد سرت	کے برنگ آب اُفتد منظرت	نہر کی تہ میں جو ہووے تیرا سر	رنگ پانی کب تجھے آئے نظر
در برنگ آب باز آئی ز قعر	پس پلاسے بستدی دادی تو شعر	رنگ پانی پر پھرے گر تہ سے تو	چھوڑ اطلس اور لیا ہی ٹاٹ کو
طاعت عامہ گناہ خاصگان	وصلت عامہ حجاب خاص دان	عام کی طاعت گنہ ہے خاص کا	وصل عام اب فصل خاصان خدا
گر وزیرے را کند شہ محتسب	شہ عدو او بود نبود محب	شہ وزیر اپنے کو کردے محتسب	شاہ دشمن ہے نہ اُسکا ہے محب

حکایت وزیرے کہ بادشاہ ورا از وزارت عزل کرد و محتسبی داد | حکایت اُس وزیر کی کہ بادشاہ نے اُسکو وزارت سے معزول کرکے محتسب کیا

ہم گناہے کردہ باشد آن وزیر	بے سبب نبود تغیر ناگزیر	تھی گنہ میں پھنس گیا ہو وہ وزیر	بے سبب کب ہو تغیر ناگزیر
زانکہ زاول محتسب بد خود ورا	بخت و روزی آن بدست از ابتدا	محتسب اول سے جو کوئی ہوا	ابتدا سے وہ نصیبہ اُسکا تھا
لیک آن کاول وزیر شہ بدست	محتسب کردن سبب فعل بد است	جو کوئی اول وزیر شہ بنے	فعل بد ہے محتسب ہونا اُسے
چون ترا شہ ز آستانہ پیش خواند	باز بیرون آستانہ باز راند	شاہ ڈیوڑھی سے تجھے دیوے حضور	پھر حضوری سے تجھے کر دیوے دور
تو یقین میدان کہ جرمے کردۂ	جبر را از جہل پیش آوردۂ	کر یقین کوئی گنہ تجھ سے ہوا	جبر تو نے جہل سے ظاہر کیا
گر ترا روزی و قسمت این بدست	پس چرا دی بودت آن دولت بدست	گر یہی تھی روزی و قسمت تجھے	کل یہ کیوں تھی دولت و حشمت تجھے
قسمت خود خود بریدی تو ز جہل	قسمت خود را فزاید مرد اہل	اپنی قسمت آپ کم کی کرکے جہل	اپنی قسمت کو بڑھاوے مرد اہل

قصہ منافقان و مسجد ضرار ساختن ایشان بہر تفرق | قصہ منافقوں کا اور بنانا اُنکا مسجد ضرار کو واسطے تفرق کے

یک مثال دیگر اندر کژروی	شاید ار از نقل قرآن بشنوی	ہے مثال اک کجروی کی دوسری	سُن اُسے قرآن سے تو اے اخی
اینچنین کژ بازئی در جفت و طاق	بانبی می باختند اہل نفاق	ایسی کج بازی کو جفت و طاق سے	تھے نبی سے بھی منافق کھیلتے
کز برائے عز دین احمدی	مسجدے سازیم و بود آن مرتدی	واسطے اعزاز دین احمدی	ہم بنائیں مسجد اور وہ تھی کجی

۵۱ سرک الخ یعنی شعر اگر تیرا سر نہر کی تہ میں ڈوبا ہوا ہے کیا تجھے رنگ پانی کا نظر آئے اگر تو پانی کے رنگ کی طرف تہ سے پھرا تو گویا اطلس کو چھوڑا اور ٹاٹ کو لیا عام کی طاعت کرنا خاص کا گناہ ہے اور وصل ہے اگر بادشاہ اپنے وزیر کو محتسب کرے تو بادشاہ اُس کا دشمن ہے دوست نہیں ہے یعنی بادشاہ اگر مرتبہ گھٹا دے تو جان لو بادشاہ ناخوش ہے اسی طرح مرتبہ عام خاص کا فرق رکھتا ہے جو خاص دعا عام کی برابری کرے اُس کا نقصان ہے جیسے ایک بادشاہ نے وزیر سے ناخوش ہو کر اُسے محتسب کیا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ تھی گنہ میں الخ یہ شعر بھی گناہ میں وہ وزیر پھنس گیا ہووے کہ بے سبب تغیر کب ہوتا ہے جو کوئی اول سے محتسب ہوا ابتدا سے وہ اُسکا نصیب تھا اور جو کوئی شاہ کا اول وزیر بنے اُسکو محتسب بنانا فعل بد ہے اگر بادشاہ دوری سے تجھے حضوری دیوے اور پھر حضوری تجھے دور کر دیوے تو یقین کر کہ کوئی گناہ تجھ سے ہوا ہے اور تو نے جبر و جہل سے ظاہر کیا ہے اگر تیری یہی روزی و قسمت تھی تو کل دولت و حشمت تجھکو کیوں تھی تو نے گویا اپنی قسمت آپ جہل کرکے کم کر دی اور مرد اہل اپنی قسمت بڑھا لئے یعنے تو اے سالک جو درجہ اعلی سے گرا جاتا ہے کہ تجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے کہ اُسکے سبب سے تو کمی میں پڑا ہے اگر مرد اہل ہے تو ریاضت و کوشش کرکے اپنی قسمت سوا کر ورنہ نادانی کے سبب جہل کے تو خرابی میں پڑیگا چنانچہ آگے قصہ مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۳ ہے مثال الخ یہ شعر ایک مثال کجروی کی دوسری ہے تو اُسے قرآن سے سن لے ایسی کج بازی کو طاق و جفت سے ساتھ نبی کے منافق کھیلتے تھے واسطے عزت دین احمد کے ہم بناتے ہیں مسجد اور وہ تھی کجی وہ ایسی کج بازی کھیلتے تھے لیکن جامع مسجد کے سوا ایک مسجد بناتے تھے فافہم ۱۲

اینچنین کژ بازئی می باختند / مسجدی جز مسجد او ساختند
فرش و سقف و قبهٔ اش آراستند / لیک تفریق جماعت خواستند
نزد پیغمبر بلابه آمدند / همچو اشتر پیش او زانو زدند
کای رسول الله برای محسنی / سوی آن مسجد قدم رنجه کنی
تا مبارک گردد از اقدام تو / تا قیامت تازه بادا نام تو
مسجد روز گل ست و روز ابر / مسجد روز ضرورت وقت فقر
تا غریبی یابد آنجا خیر و جا / تا فراوان گردد این خدمت سرا
تا شعار دین شود بسیار و پر / زانکه با یاران شود خوش کار مر
مسجد و اصحاب مسجد را نواز / تو مهی ما شب دمی با ما بساز
ساعتی آن جایگه تشریف ده / تزکیه ما کن ز ما تعریف ده
تا شود شب از جمالت همچو روز / ای جمالت آفتاب جان فروز
ای دریغا کان سخن از دل بدی / تا مراد آن نفر حاصل شدی
لطف کاید بی دل و جان در زبان / همچو سبزهٔ تون بود ای دوستان
هم ز دورش بنگر و اندر گذر / خوردن و بو را نشاید ای پسر
سوی لطف بی وفایان هین مرو / کان پل ویران بود نیکو شنو
گر قدم را جاهلی بر وی زند / بشکند پل و آن قدم را بشکند

کھیلتے تھے ایسی کج بازی کہ ایک / اُس سوا مسجد بنائی مسجد ایک
فرش و چھت قبلہ کیا آراستہ / چاہتے تھے کہ جماعت ہو جدا
نزد پیغمبر خوشامد سے گئے / اونٹ کے مانند زانو تہ کیے
یا رسول اللہ بحق محسنی / چلیے اس مسجد کو ہم ہیں ملتجی
تا مبارک ہو قدم سے آپ کے / حشر تک نام آپکا جاری رہے
ہے یہ مسجد پانی کیچڑ کے لیے / ہے یہ مسجد بس ضرورت واسطے
تا مسافر پائے اسمین خیر و جا / تا زیادہ ہووے یہ خدمت سرا
تا زیادہ قاعدہ دین کا ہو ایک / کار بد ہوتا ہے اُنسے پاک نیک
اہل مسجد اور مسجد پہ کرم / کر کہ تو ہے مثل مہ اور شب ہیں ہم
تو بزرگی اک گھڑی اس جا کو دے / تزکیہ کر کے ہمیں شہرت تو دے
تا ترے جلوہ سے شب ہو جائے دن / اے ترا جلوہ ہے مہر جان فروز
ہائے دل سے بات وہ ہوتی اگر / وہ مرادیں پاتے اپنی بیشتر
بے دلی سے لفظ جو ہو بر زباں / مثل سبزہ گندگی پر ہو عیاں
بر سر رہ دور سے دیکھیں اُسے / اور نہیں لائق کہ اُس کو چکھیں اُسے
بے وفاؤں کی عنایت پر نہ جا / کہ وہ پل ٹوٹا ہے جان اُسکو ذرا
جاہلی سے تو اگر اُس پہ چلے / پل گرے اور پاؤں تیرا توڑ دے

سلہ فرش الخ شعر فرش و چھت و قبلہ آراستہ کیا چاہتے تھے کہ ہم جماعت جدا کریں پاس جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشامد سے گئے اور اونٹ کے مانند دو زانو بیٹھے کہا یا رسول اللہ ببرکت محسنی کے آپ اُس مسجد کو چلیں ہم ملتجی ہیں تا آپ کے قدم سے وہ مبارک ہو اور حشر تک آپ کا نام جاری رہے مسجد پانی کیچڑ کے واسطے ہے اور یہ مسجد ضرورت کے واسطے ہے تا مسافر اسمین جائے خیر پائیں تاکہ یہ خدمت سرا زیادہ ہو وے تا قاعدہ دین کا زیادہ ہو کیونکہ برا کام یاروں سے نیک ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔ سلہ اہل مسجد الخ شعر اہل مسجد و مسجد پر آپ کرم کریں کہ تم ماہ ہو اور ہم شب تار ہیں تم بزرگی اُس جگہ کو ایک گھڑی دو اور تزکیہ کر کے ہمیں شہرت دو تاکہ تمہارے جلوہ سے رات ہو جائے دن آئے تمہارا جلوہ ہے آفتاب روشن کرنے والا آگے حقائق ہیں افسوس دل سے اگر یہ بات ہوتی وہ مرادیں اپنی پاتے یعنے دل میں اُن کے نفاق بھرا تھا اور بظاہر وہ التجا کرتے تھے اس واسطے نامراد تھے آگے مثال ہے بیدلی سے جو لفظ زبان پر ہو وے مثل سبزہ کے کہ گندگی پر اگا ہو وے اُسکو بر سر راہ دور سے دیکھیں اور یہ لائق نہیں ہے کہ اُسکو سونگھیں یعنے جو بظاہر خوشامد کرے اور دل سے نہ ہو وے وہ ثمر پذیر نہیں ہے پھر آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۔ سلہ بے وفاؤں الخ شعر تو بے وفاؤں کی عنایت پر نہ جا کہ اُن کو ایک ٹوٹا پل ہے اُس کو جان اگر تو جہالت سے اُس پر چلے پل گرے اور پاؤں تیرا توڑ دے جب جاہل لشکر کو شکست ہوئی ہے وہ تین نامردوں سے پسپا ہوتا ہے وہ جنگ میں ہتھیار باندھیں مردوں کے مانند اور بھروسہ ہو کہ یہ یار غار ہیں جبکہ شکل زخم کی دیکھیں تو بھاگیں اور بھاگنا اُن کا تیری کمر کو توڑے بات بڑھتی ہے کہ یہ تو بیان طویل ہے جو مقصد ہے وہ پوشیدہ ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے اُن منافقوں نے چاپلوسی کہکے دھوکے دیا اور حضرت کے آگے تھے کہ رکھے اور وہ رسول مہربان خلاق سے تبسم سے ہاں کہتے تھے نہیں نہ کہتے تھے اُس گروہ منافق کا شکریہ فرمانے لگے اور اقرار سے اُنکو خوش کیا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

هر کجا لشکر شکسته می‌شود / از دو سه سست مخنث می‌شود
در صف آید با سلاح او مردوار / دل برد زیشان که اینک یار غار
رو بگرداند چو بیند زخم را / رفتن او بشکند پشت ترا
این دراز است و فراوان می‌شود / وانچه مقصود است پنهان می‌شود
چاپلوسی و فسونها خوانده‌اند / نزل دستان سوی حضرت رانده‌اند
آن رسول مهربان رحم کیش / جز تبسم جز بلی ناورد پیش
شکرهای آن جماعت یاد کرد / در اجابت قاصدان را شاد کرد

جس جگہ لشکر کو ہوتی ہے شکست / ہوتا ہے وہ تین نامردوں سے پست
جنگ میں ہتھیار باندھیں مردوار / اور بھروسہ ہے کہ ہیں یہ یار غار
بھاگیں وہ جو شکل دیکھیں زخم کی / بھاگنا انکا کمر توڑے تری
بات بڑھتی ہے کہ ہے یہ لابیان / جو کہ مقصد ہے وہ ہوتا ہے نہاں
چاپلوسی کر کے پیش ہوکے دیئے / پیش حضرت مکر کے تحفے رکھے
وہ رسول مہربان اخلاق سے / جز تبسم ہاں سوا کہتے نہ تھے
اُس گروہ کا شکر فرمانے لگے / خوش وکیلوں کو کیا اقرار سے

رفتن و فریفتن منافقان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را بمسجد ضرار

لیجانا فریفتہ کرکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تا مسجد ضرار

می‌نمودی مکر ایشان را بدو / یک بیک زان سان که اندر شیر مو
موی را نادیده می‌کرد آن لطیف / شیر را شاباش می‌گفت آن ظریف
صد هزاران مکر و موئی دو دمه / چشم خوابانید آن دم زان همه
رحمت می‌فرمود آن بحر کرم / من شما را از شما مشفق ترم
من نشسته بر کنارهٔ آتشی / با فروغ و شعله بس ناخوشی
همچو پروانه شما آن سو دوان / هر دو دست من شده پروانه ران
چون بر آن شد تا روان گردد رسول / غیرت حق بانگ زد مشنو ز غول
کاین خبیثان مکر و حیلت کرده‌اند / جمله مقلوب است آنچه آورده‌اند
قصد ایشان جز سیه روئی نبود / خیر دین کی جست ترسا و یهود
مسجدی بر جسر دوزخ ساختند / با خدا نرد دغل می‌باختند

مکر دکھلاتے تھے انکا انکو وہ[1] / جیسے اندر دودھ کے اک بال ہو
بال کو نادیدہ کرتے وہ لطیف / دودھ کو شاباش کہتے وہ ظریف
بال سے حیلے وہ لاکھوں جانتے / چشم پوشی کرتے اُس دم سب سے تھے
سچ یہ فرماتے تھے وہ بحر کرم[2] / میں تمہارا تم سے مشفق ہوں اتم
بیٹھا میں ہوں اُس کنارے آگ کے / جو کہ ناخوش روشنی شعلہ سے ہے
مثل پروانہ ہو اُس پر دوڑتے / اور ہٹاتے ہاتھ تم کو ہیں مرے
جبکہ یہ ٹھہرا روانہ ہوں رسول / غیرت حق نے کہا مت سن یہ غول
یہ خبیث اب مکر و حیلہ کرتے ہیں / سب الٹا ہے کہ جو کچھ لائے ہیں
قصد انکا جز سیہ روئی نہ تھا / کب یہودی چاہیں اچھا دین کا
پل پہ دوزخ کے بنائی مسجد یک / اور خدا سے مکر کرتے تھے دلیک

[1] مکر دکھلاتے الخ یہ شعر وہ انکو مکر دکھلاتے تھے جیسے دودھ میں ایک بال ظاہر ہو حضور اُس بال کو نادیدہ کرتے تھے اور دودھ کو شاباش کرتے تھے بال کے مانند وہ لاکھوں حیلے جانتے تھے مگر چشم پوشی اُس دم کرتے تھے یعنی آپ اُنکے فریب خوب جانتے تھے مگر چشم پوشی بسبب حلم کے کرتے تھے عارف کو چاہیے کہ اسی طرح سب چیز سے آگہی رکھے مگر چشم پوشی کرکے انجان بنے کہ یہ شعار انبیا کا ہے بقول اُستاد سب خبر رکھو پر ایسی کر باتیں. جیسے کرتے ہیں بیخبر باتیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سچ یہ فرماتے تھے الخ ۹ شعر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سچ فرماتے تھے کہ میں تمہارا تم سے مشفق زیادہ ہوں میں اُس آتش کے کنارہ پر بیٹھا ہوں جو کہ اُسکے شعلے سے روشنی ناخوش ہے اور مثل پروانہ کے اُس پر دوڑتے ہیں اور میرے ہاتھ تم کو ہٹاتے ہیں جب کہ یہ ٹھہرا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوں غیرت حق نے کہا کہ یہ بات مت سنو یہ غول ہیں یہ خبیث مکر حیلہ کرتے ہیں یہ سب برعکس ہیں کہ جو کچھ لائے ہیں اُن کا قصد سوا اسے روسیاہی کے نہ تھا دین کا اچھا ہونا کب یہودی چاہتے ہیں دوزخ کے پل پر ایک مسجد بناتے ہیں ولیکن خدا سے مکر کرتے ہیں یہ چاہا تھا کہ اصحاب رسول متفرق ہوں مگر فضل حق کو کب کوئی جانتا ہے منقول ہے کہ ایک یہودی جو وعظ میں مشہور ہے بلاد شام سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ

قصد شان تفریق اصحاب رسول	فضل حق را کی شناسد هر فضول	چاہا متفرق ہون اصحاب رسول	فضل حق کو کب کوئی جانے فضول
تا جهودی را ز شام اینجا کشند	که بوعظ او جهودان سرخوش شوند	تا جہودی اک بلاد شام سے	وعظ گوئی مین جو وہ مشہور ہے
گفت پیغمبر که آری لیک ما	بر سر راهیم و بر عزم غزا	[۱] بولے پیغمبر کہ سچ ہے پر ہمین	ہے ضروری جانا اب غزوات مین
زین سفر چون باز گردم آنگهان	سوی آن مسجد روان گردم روان	اس سفر سے جب مین پھر کر آؤنگا	تب مین اس مسجد کیجانب جاؤن گا
دفعشان گفت و بسوی غزوه تاخت	با دغایان از دغا نردی بباخت	دفع کر انکو گئے سوے غزا	ان دغابازون نے کی اُس دم دغا
چون بیامد از غزا باز آمدند	طالب آن وعدهٔ ماضی شدند	جب غزا سے آئے تو وہ پھر گئے	وعدۂ ماضی کے وہ طالب ہوے
گفت حق کای پیمبر فاش گو	عذر او در جنگ باشد باش گو	[۲] بولا حق صاف اے پیمبر تم کہو	عذر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو
گفت ای قوم دغل خامش کنید	تا نگویم رازهاتان تن زنید	بولے ای قوم فریبی چپ رہو	تا کہ کہدون راز مخفی چپ ہو
چون نشانی چند از اسرارشان	در بیان آورد بد شد کارشان	جو کہ اُنکے بھید کے اک دو تھے	کہدیے کام اُنکے بدتر ہو گئے
قاصدان زو باز گشتند آن زمان	حاش لله حاش لله دم زنان	سب کیل اسوقت انکے پھر گئے	حاش للہ حاش للہ کہہ چلے
هر منافق مصحفی زیر بغل	سوی پیغمبر بیاورد از دغل	ہر منافق لے کے قرآن در بغل	پاس پیغمبر کے آیا پر دغل
بهر سوگند آنکه ایمان جنتی است	زانکه سوگندان کژان را سنتی است	تا قسم کھائین کہ وہ اک ڈھال ہے	ہے قسم سنت کجون کیواسطے
چون ندارد مرد کژ در دین وفا	هر زمانی بشکند سوگند را	جو نہ رکھے مرد کج دین مین وفا	ہر گھڑی توڑے قسم وہ پر جفا
راستان را حاجت سوگند نیست	زانکه ایشان را دو چشم روشنی است	[۳] نے قسم کی حاجت اب سچے کو ہی	کیونکہ دونون آنکھ وہ روشن رکھے
نقض میثاق و عهود از احمقی است	حفظ ایمان و وفا کار تقی است	عہد شکنی احمقی سے ہوتی ہے	اور وفا تو متقی سے ہوتی ہے
گفت پیغمبر که سوگند شما	راست گیرم یا که سوگند خدا	بولے پیغمبر تمھاری اب قسم	سچ مین جانون یا خدا کی ہے قسم
باز سوگند دگر خوردند قوم	مصحف اندر دست و بر لب مهر صوم	پھر قسم کھائی مکرر قوم نے	منھ مین روزہ ہاتھ مین قرآن لے
که بحق این کلام پاک راست	که بنای مسجد از بهر خداست	کہ ببرکت اس کلام پاک کے	ہے بنی مسجد خدا کے واسطے
اندر اینجا هیچ مکر و حیله نیست	قصد ما زان صدق و ذکر یا ربیست	کچھ نہ اس جا مین ہمارا مکر ہے	ہے ہمارا قصد ذکر اللہ سے

[۱] بولے پیغمبر الخ ۱۲ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات سچ ہے مگر ہمین ضرور جانا ہے اب غزا مین جب مین اس سفر سے واپس پھر آؤنگا تب اس مسجد کیطرف جاؤنگا انکو دفع کر کے حضور جانب اُنکے گئے اور اُن دغابازون نے دغا کی جبکہ حضور غزوہ سے واپس تشریف لائے تو وہ پھر اُلٹے اور وعدۂ ماضی کے طالب ہوئے یعنی چاہا کہ حضور کو بموجب وعدہ کے اُس مسجد مین لیجائین آگے فرمودہ حق کا ہے فافہم ۱۲ [۲] بولا حق الخ ۱۲ شعر حق نے فرمایا کہ اے پیغمبر تم صاف کہو عذر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو حضرت نے فرمایا اے قوم فریبی تم چپ ہو نہیں تو راز مخفی تمہارا کہدون جو کہ اُنکے بھید کے ایک دو بیتے کہدیے تو کام اُن کا بدتر ہو گیا اُنکے سب کیل واپس پھر گئے وہ سب اللہ بچائے اللہ بچائے کہتے چلے ہر ایک منافق قرآن بغل مین لے کر پاس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا پر مکر سے تا کہ وہ قسم کھائین کہ وہ ایک ڈھال ہے اور کجون کے واسطے قسم سنت ہے جو مرد کج دین مین وفا نہ رکھے ہر گھڑی وہ قسم توڑے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] نے قسم الخ ۱۲ شعر سچے کو اب قسم کی حاجت نہیں کیونکہ وہ دونون آنکھیں روشن رکھتا ہے عہد شکنی تو احمق سے ہوتی ہے اور وفا متقی سے ہوتی ہے پیغمبر نے کہا کہ تمہاری قسم سچ جانون یا خدا کی قسم پھر قسم مکرر قوم نے کھائی منھ مین روزہ اور ہاتھ مین قرآن لیکر کہ ببرکت اس کلام پاک کے مسجد خدا کے واسطے بنی ہے ہمارا اس جگہ مین کچھ مکر نہیں ہے ہمارا ارادہ ذکر اللہ ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

گفت پیغمبر کہ آواز خدا — می‌رسد در گوش من ہمچون صدا
مہر بر گوش شما بنہاد حق — تا بآواز خدا نارد سبق
نک صریح آواز حق می‌آیدم — ہمچو صاف از دُرد می‌پالایدم
ہمچنانکہ موسیٰ از سوے درخت — بانگ حق بشنید کاے مسعود بخت
از درخت انی انا اللہ می‌شنید — با کلام انوار می‌آمد پدید
چون ز نور وحی وا می‌ماندند — باز تازہ سوگندہا می‌خواندند
چون خدا سوگند را خواندہ سپر — کے نہد اسپر ز کف پیکارگر
باز پیغمبر بتکذیب صریح — قد کذبتم گفت با ایشان فصیح

بولے پیغمبر کہ آواز خدا[۱] — کان مین میرے آئی جون صدا
کان پر مہرین تمھارے حق نے کین — تا کہ آواز خدا آئے نہین
ہر ملا آواز حق سنتا ہون مین — صاف تلچھٹ سے جدا کرتا ہون مین
جیسے موسیٰؑ نے سنا سوے درخت — بانگ حق کو ظاہرا اے نیکبخت
نخل سے انی انا اللہ سنتا تھا — نور اُن کلمون سے پیدا ہوتا تھا
نور سے وحی کے جو عاجز ہوتے تھے — پھر نئی قسمین کمر کھاتے تھے
حق نے فرمایا قسم کو ڈھال جب — ڈھال رکھے ہاتھ سے کب جنگجو
جھوٹا کرنے کو پیغمبر نے صریح — قد کذبتم[ع] کو کہا اُن سے فصیح

اندیشیدن یکے از اصحاب کہ چرا رسول خدا ستاری نمی‌کنند

اندیشہ کرنا ایک صحابی کا کہ رسول خدا عیب پوشی کیون نہین کرتے ہین

تا یکے یارے ز یاران رسول — در دلش انکار آمد زان نکول
کاینچنین پیران باشیب و وقار — میکندشان این پیمبر شرمسار
کو کرم کو ستر پوشی کو حیا — صد ہزاران عیب پوشند انبیا
باز در دل زود استغفار کرد — تا نگردد ز اعتراض او روے زرد
لیک آن نقش خبثش از دل نرفت — مہر بد از طبع بیجا اصل رفت
شومی یاری اصحاب نفاق — کرد مومن را چو ایشان زشت و عاق

ایک صحابی[۲] رسول پاک کے — دل مین انکار آیا اُس انکار سے
ایسے بوڑھونکو کہ باعزاز ہین — کرتے شرمندہ پیمبر ہین انھین
کیا ہوئی وہ عیب پوشی وہ حیا — عیب لاکھون ہین چھپاتے انبیا
جلد کی پھر دل مین توبہ مرد نے — تا نہووے زرد رو اس شبہ سے
پر نہ[۳] وہ خطرہ بُرا دل سے گیا — نہ گئی وہ مہر دل سے ذرا
دوستی نے اُن منافق کی کیا — مثل ان کے ایک مومن کو بُرا

[۱] بولے پیغمبر الخ ۸ شعر رسول اللہ نے فرمایا کہ آواز خدا میرے کان مین آتی ہے مانند آواز کے اور تمھارے کان پر مہرین حق نے کین تاکہ آواز خدا نہین آئے مین آواز خدا بر ملا سنتا ہون اور آب حیات کو تلچھٹ سے جدا کرتا ہون یعنے مین آواز حق کو بطور صاف کے سنتا ہون اس سے ثابت ہوا کہ وحی حضور کو کبھی بلا واسطہ بھی آتی تھی اسی طرح اولیا کو الہام آتا ہے آگے مثال ہے جیسے موسیٰ نے آواز حق کو سنا ظاہر درخت سے انی انا اللہ کو سنتا تھا اور نور ان کلمون سے پیدا ہوتا ہے آگے رجوع بر قصہ ہے نور وحی کے جو عاجز ہوتے تھے پھر سے قسمین کمر کھاتے تھے جو حق نے قسم کو ڈھال فرمایا ہے ڈھال ہاتھ سے کب جنگجو رکھے جھوٹا کرنے کو صریح پیغمبر نے قد کذبتم یعنے تحقیق تم جھوٹے ہو اُن سے کہا یعنے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن منافقون سے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو ہر چند اُنھون نے قرآن سے گزشتہ ۱۲ مین چنانچہ ایک صحابی نے اس امر مین شبہہ کیا کہ پیغمبر عیب پوشی کیون نہین کرتے ہین چنانچہ اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

[۲] ایک صحابی الخ ۶ شعر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے دل مین انکار آیا اس انکار سے کہ ایسے بوڑھون کو کہ باعزاز ہین پیغمبر کیون شرمندہ کرتے ہین وہ عیب پوشی اور وہ حیا کیا ہوئی انبیا تو لاکھون عیب چھپاتے ہین جلدی سے پھر مرد نے دل مین توبہ کی تا اس شبہہ سے زرد رو نہ ہووے یعنے گمان بد نسبت اولیاء کے کرنا بلا اپنے اوپر لینا ہے کہ وہ نیک بین خدا اس عوض مین اُن کو بلا مین پھانستا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] پر نہ وہ الخ ۲ شعر لیکن وہ خطرۂ بد دل سے نہ گیا اور نہ وہ محبت دل سے ذرا گئی اُن منافقون کی دوستی نے کیا اُن کے مانند ایک مومن کو بُرا الٰہی کہا رد کر کہ اے خدا میرا دل اس کفر سے گزارشت کر باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [ع] تحقیق کہ مین اللہ ہون ۱۲ [ع] تحقیق کہ تم جھوٹے ہو ۱۲۔

باز میزارید کاسے علام سر — مر مرا مگذار بر کفران مصر

پھر پکارا وہ کہ اے دانائے راز — دل مرا اس کفر سے مت کر گداز

دل بدستم نیست ہمچون دید چشم — ورنہ دل را سوزمی اینم ز خشم

ہاتھ[1] میں میرے نہیں دل جون دید چشم کے — ورنہ میں دل کو جلاتا خشم سے

اندرین اندیشہ خوابش در ربود — مسجد ایشانش پر سرگین نمود

وہ اسی اندیشہ میں جو کہ سو گیا — گندگی سے دیکھا مسجد کو بھرا

سنگہا اندر حدث جائے تباہ — مید مید از سنگہا دود سیاہ

گندگی میں اُسکا ہر پتھر نہان — اور ہر اک پتھر سے نکلے ہی دھوان

دود در حلقش شد و حلقش بخست — از نہیب دود تلخ از خواب جست

حلق پھاڑا جو دھوان اُسکے گھسا — کڑوے کڑوے دھوین کے جگ گیا

در زمان در رو فتاد و میگریست — کاے خدا اینہا نشان منکریست

سرنگون[2] اسدم وہ ہو رونے لگا — منکری کا یہ نشان ہے اے خدا

حلم بہتر از چنین حلم اے خدا — کہ کند از نور ایمانم جدا

ہلکا ہونا بہتر ایسے حلم سے — نور اُسکے سے جدا مجھکو کرے

گر بکاوے کوشش اہل مجاز — تو بتو گندہ بود ہمچون پیاز

گر تو کھودے کوشش اہل مجاز — تہ بتہ بدبو کرے مثل پیاز

ہر یکے از دیگرے بے مغز تر — صادقان را یک ز دیگر نغز تر

ایک سے بس دوسرا بے مغز ہے — صادقوں کا اک سے دیگر نغز ہے

صد کمر بستہ بکرآن قوم سست — از نفاق و زرق دین نادرست

مستعد سو مکر کو وہ قوم ہے — بس نفاق و حیلہ و بددین سے

صد کمر آن قوم بستہ بر قبا — بہر ہدم مسجد اہل قبا

سو کمر باندھے قبا پر قوم وہ — مسجد اہل قبا کے ہدم کو

ہمچو آن اصحاب فیل اندر حبش — کعبہ کردند و حق آتش زدش

جسطرح[3] کعبہ صحاب فیل کا — حق نے پر آتش حبش میں کر دیا

قصد کعبہ ساختند از انتقام — حال شان چون شد فرو خوان از کلام

قصد کعبہ اُسکے بدلے میں کیا — اسکا پڑھ قصہ تو قرآن میں لکھا

مر سیہ رویان دین را خود جہیز — نیست الا حیلت و مکر و ستیز

ان سیہ [illegible] رویوں کا سامان کچھ نہیں — درحقیقت ہے تو لا مکر و کین

ہر صحابی دید زان مسجد عیان — واقعہ تا شد یقین شان سر آن

دیکھا اُس مسجد سے ہر اصحاب نے — واقعہ آیا یقین اس بھید سے

واقعات ار باز گویم یک بیک — پس یقین گردد صفا بر اہل شک

گر کہوں میں واقعہ اک ایک کا — اہل شک کا بس یقین ہووے صفا

لہ ہاتھ میں الخ ۲ شعر میرے ہاتھ میں دل مانند دید چشم نہیں ہے ورنہ میں دل کو جلا تا خشم سے جبکہ وہ اس اندیشہ میں سو گیا تو اس مسجد کو گندگی سے بھرا دیکھا اس کے ہر ایک پتھر سے دھوان نکلتا ہے جو کہ دھوان اُسکے گھسا حلق اُسکے پھاڑا اور دھوین کے کڑوے پن سے وہ جگ گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ہ سرنگون الخ ۲ شعر وہ سرنگون ہو کر اُس دم رونے لگا کہ اے خدا منکری کا یہ نشان ہے ایسے حلم سے سبک ہونا بہتر ہے اُن کے نور سے مجکو جدا کرے گر تو کھودے کوشش کو اہل مجاہد کی تہہ تہہ بدبو کرے مانند پیاز کے یعنے منافقوں کے اعمال اگر ظاہر کرے اُس سے بدبو مانند پیاز کے پیدا ہو ایک سے دوسرا بے مغز ہے سو مکر کو وہ قوم مستعد ہے نفاق و حیلہ و بددینی سے یہ کہ اُنھوں نے مسجد قبا کے ڈھانے کو کیے تھے اس واسطے وہ ایک مسجد نئی بناتے تھے اور مسجد قبا ایک مسجد ہے نواح مدینہ میں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ہ جس طرح الخ ۴ شعر جیسے کعبہ اصحاب الفیل کا حق تعالے نے حبش میں پر آتش کر دیا اس کے بدلے میں قصد کعبہ کا کیا اُس کا قصہ پڑھ تو قرآن میں لکھا ہے اُن سیاہ رویون کا کچھ سامان نہ تھا اور حقیقت میں ہے تو لا مکر و کینہ سے ہر ایک اصحاب نے اُس بھید سے یقین کیا اگر میں واقعہ ایک ایک کا کہوں اہل شک کا یقین صفا ہو جائے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ بھید کھل جائے وہ تازمین ہیں اور اُن کو ناز کرنا زیبا ہے کہ ان صحابہ نے شرع بغیر تقلید کے حاصل کیا و بغیر کسوٹی کے اُنھوں نے نقد دل نے لیا یعنے صحابہ نے اپنے آبا و اجداد کی تقلید مذہب چھوڑ کر اور راہ تحقیق کے بغیر امتحان لیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین حاصل کیا باقی حال آگے ہے قرآن حکمت ہے ضالہ مومنوں کا پس اپنے ضالہ پر جان سے یقین رکھتے ہیں بموجب حدیث الحکمۃ ضالۃ المومن یعنی حکمت ضالہ یعنی کھوئی ہوئی چیز مومن کی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۔

یک مثل گویم ز کشف رازشان	نازنینانند زیبا نازشان	پر میں پڑھتا ہوں کہ ہووے کشف راز	نازنین ہیں اور زیبا انکو ناز
شرع بے تقلید می پذرفتہ اند	بے محک آن نقد را گرفتہ اند	شرع بے تقلید کے حاصل کیا	بے کسوٹی نقد انھوں نے لے لیا
حکمت قرآن چو ضالۂ مومن است	ہر کسے در ضالۂ خود موقن است	حکمت قرآن ہی ضالہ مومنان	اپنے ضالہ پر یقین رکھے بجان
اشترے گم کردی و جستیش چست	چون بیابی چون ندانی کان تست	١ه گم کیا ہی اونٹ تو ڈھونڈھے اسے	کیسے پائے جو نہ تو جانے اسے
ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردہ	از کفت بگریختہ در پردہ	ضالہ کیا ہے اک گمایا اونٹ کو	ہاتھ سے بھاگا ترے مخفی ہو وہ
کاروان در بار کردن آمدہ	اشترے از درمیانہ گم شدہ	کاروان کا چل چلاؤ آ گیا	اونٹ تیرا درمیان سے گم گیا
میدوی اینسو و آنسو خشک لب	کاروان شد دور و نزدیک است شب	ہر طرف تو دوڑتا ہی خشک لب	کاروان ہے دور اور نزدیک شب
رخت ماندہ بر زمین در راہ خوف	تو پئے اشتر روان گشتہ بطوف	خاک پر سامان رہ پر خوف ہے	ڈھونڈھتا تو اونٹ کے پیچھے پھرے
کاے مسلمانان کہ دیدست اشترے	جستہ بیرون بامداد از آخرے	٢ه اے مسلمانو ہی دیکھا اونٹ دو	پاس سے میرے جو بھاگا صبح کو
ہر کہ برگوید نشان از اشترم	مژدگانی میدہم چندین درم	جو کہ میرے اونٹ کا دیوے پتا	میں درم دون اسقدر اجرت کے جا
باز میجوئی نشان از ہر کسے	ریشخندت میکند زین ہر خسے	پھر جو پوچھے تو نشان ہر ایک سے	اسلیے تجھپر ہر اک ناکس ہنسے
کاشترے دیدیم میرفت این طرف	اشترے سرخی بسوے این علف	دیکھا اونٹ ہمنے کہ اس جانب گیا	سرخ اونٹ اس گھانس کا طالب گیا
آن یکے گوید بریدہ گوش بود	وان دگر گوید جلش منقوش بود	ایک کہوے کان اسکے تھے کٹے	دوسرا کہوے منقش جھول ہے
آن یکے گوید شتر یک چشم بود	وان دگر گوید ز گر بے پشم بود	ایک کہوے اونٹ کی تھی ایک چشم	دوسرا کہوے کہ کھجلی سے نہ پشم
از برائے مژدگانے صد نشان	از گزافہ ہر خسے کردہ بیان	بس درم کے واسطے صدہا نشان	جھوٹ ہر کوئی کرے اس سے بیان
ای دل این اسرار را در گوش کن	قسم تو گر ہست زین خوش نوش کن	اے دل اس اسرار کو تو گوش کر	گر ترا حصہ ہے اس سے نوش کر
ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت	میکند موصوف غیبی را صفت	معرفت میں ہر کوئی اسطور سے	وصف اس موصوف غیبی کا کرے

١ه گم کیا ہے الخ ۵ شعر اونٹ گم گیا ہے تو اُسے ڈھونڈھے تو کیسے پائے جو اُسے نجانے ضالہ کیا ہے ایک اونٹ کو گمایا اور تیرے ہاتھ سے وہ پوشیدہ بھاگا یعنے شتر روح جو تیری گمی تو اُس کو نہ پہچانے تو کیسے پائے کاروان کا وقت چل چلاؤ کا آگیا اور اونٹ تیرا درمیان راہ سے گم گیا تو ہر طرف دوڑتا ہے خشک لب کاروان دور اور نزدیک شب ہے سامان خاک پر پڑا ہے اور راہ پرخوف ہے اور تو اونٹ کے پیچھے ڈھونڈھتا پھرے یعنی ہنگام مرگ کے جسم تیرا خاک پر پڑا ہے اور تو اپنے شتر روح کو ڈھونڈھتا ہے تو اس وقت تجھکو کس قدر بے قراری و اضطرابی ہوگی باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ٢ه اے مسلمانو الخ ٩ شعر اے مسلمانو تم نے وہ میرا اونٹ دیکھا ہے کہ میرے پاس سے وہ صبح کو بھاگا ہے جو میرے اونٹ کا پتا دیوے میں اس قدر درم اجرت کے اُسے دون پھر تو ہر ایک سے نشان پوچھے اس واسطے ہر ایک ناکس تجھ پر ہنسے کہ ہم نے اونٹ دیکھا ہے کہ اُس جانب گیا ہے اونٹ سرخ ہے اور گھانس کا طالب گیا ہے ایک کہے کہ اُس کے کان کٹے تھے دوسرا کہے کہ اسکی جھول منقش تھی ایک کہے کہ اونٹ کی ایک چشم تھی دوسرا کہے کہ کھجلی سے اُس پر نہ پشم تھی بس درم کے واسطے صدہا نشان ہر ایک ناکس جھوٹ اُس سے بیان کرے یعنے پیران ریاکار طمع دنیا کے واسطے طالبان حق کو اسی طرح نشان عرفان حق کے از راہ تشبیہ کے بتاتے ہیں اے دل تو اس اسرار کو سن اگر ترا حصہ ہے اس سے حاصل کر بس معرفت میں ہر کوئی اسطور وصف اس موصوف غیبی کا کرتا ہے یعنی معرفت میں حق تعالی کی ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق صفت کرتا ہے جیسے فلسفی و مقلد و محقق مذہب میں بحث کرتے ہیں چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ١٢

متردد شدن در میان مذاہب مختلفہ و بیرون شدن و مخلص یافتن

تردد کرنا درمیان مذاہب مختلفہ کے اور نجات پانا اُس سے

فلسفی از نوع دیگر کرده شرح	باحثے مسگفت او را کرده جرح
وان دگر در ہر دو طعنه میزند	وان دگر از زرق جانی میکند
ہر یکے زین ره نشانہا زان دہند	تا گمان آید که ایشان زان رہند
این حقیقت دان نہ حق اند این ہمه	نے بباطل گمرہانند این رمه
زانکه بے حق باطلے ناید پدید	قلب را ابله ببوے زر خرید
گر نبودی در جہان نقدے روان	قلبہا را خرج کردن کے توان
تا نباشد راست کے باشد دروغ	آن دروغ از راست میگیرد فروغ
بر امید راست کژ را میخرند	زہر در قندے رود آنگه خورند
گر نباشد گندم محبوب نوش	چه برد گندم نمائے جو فروش
پس مگو کاین جمله دمہا باطل اند	باطلان بر بوے حق دام دل اند
پس مگو جمله خیال ست و ضلال	بے حقیقت نیست در عالم خیال
حق شب قدرست در شبہا نہان	تا کند جان ہر شبے را امتحان
نے ہمه شبہا بود قدر ای جوان	نے ہمه شبہا بود خالی ازان
در میان دلق پوشان یک فقیر	امتحان کن وانکه حق است آن بگیر
مومن کیّس ممیز کو که تا	باز داند بادشاه را از گدا

فلسفی[1] نوع دگر کرتا تھا شرح	بولا اک متکلم اُس سے کہ کے جرح
تیسرا دونوں پے طعنہ مارتا	جو تھا کرتا ذوق سے جان کو فدا
دیتا ہے ہر ایک اُس رہ سے پتا	اسلیے تا جانے رہ ہی جانتا
یہ حقیقت[2] دان نہ جملہ حق پے ہین	اور نہ یہ باطل سے گمراہی رکھین
کیونکہ بے حق کے نہین باطل کھلا	کھوٹے کو لے نقد کی امید سے
گر نہ ہوتا نقد عالم مین روان	خرچ کب کرسکتے کھوٹے کو عیان
سچ نہ جبتک ہو تو پھر کب جھوٹ ہو	سچ سے رونق ہوتی ہے اُس جھوٹ کو
ٹیڑھا لے سیدھے کی بس امید پے	زہر شربت مین پڑے اُس سے پیے
گیہون گر ہوتا نہ خود محبوب نوش	لیتا کب گندم نمائے جو فروش
مت کہو باطل ہے جملہ دین ہین	باطلان امید حق پہ دل رکھین
مت کہو جملہ خیال اور ہے ضلال	بے حقیقت کب ہے عالم مین خیال
حق[3] شب قدر اک ہے راتون مین نہان	تا کہ ہے ہر رات کو جان امتحان
ہین نہ سب راتین شب قدر ای جوان	اور نہ سب راتین ہین خالی اس سے جان
گدڑی پوشون مین تو ہر درویش کا	امتحان کر جو کہ حق ہے اُس کو پا
دانا مومن ہے کہان اور پر تمیز	تا گدا سے جان لے شاہ عزیز

[1] فلسفی الخ ۲ شعر فلسفی دوسرے ڈھنگ پر شرح کرتا تھا کہ ایک متکلم نے اس سے جرح کی تیسرا دونوں پر طعنہ کرتا تھا جو تھا ذوق سے جان فدا کرتا تھا ہر ایک اس دلدار سے پتا دیتا ہے اس لیے تا جانے کہ یہ راہ جانتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] یہ حقیقت الخ ۸ شعر یہ حقیقت جاننے والے نہ سب حق پر ہین اور نہ باطل سے گمراہی رکھتے ہین کیونکہ بغیر حق کے باطل نہین کھلتا کھوٹے کو نقد کی امید پر لیتا ہے اگر نقد عالم مین روان نہ ہوتا کھوٹے کو کب خرچ کرسکتے ہین جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہو سچ سے رونق اس جھوٹ کو ہوتی ہے ٹیڑھا لیتا ہے سیدھے کی امید پر زہر شربت مین پڑے تو پی لے آگے مثال ہے اگر گیہون کھانے مین محبوب نہ ہوتا گندم نما جو فروشی کب کرتا مت کہو کہ یہ سب دین اور باطل امید حق پر دل رکھتے ہین درست کہو کہ سب خیال و گمراہی ہے بغیر حقیقت کے کب عالم مین خیال ہوتا ہے یعنے سب صراط المستقیم پر ہین اور اصل مین نہین باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] حق شب قدر الخ ۴ شعر حق ایک شب قدر ہے راتون مین پوشیدہ تاکہ ہر ایک رات کو جان امتحان کرے سب راتین شب قدر نہین ہین اور نہ سب راتین اس سے خالی ہین آگے حقائق ہین گدڑی پوشون مین تو فقیر کو ڈھونڈھ اور امتحان کر جو اس مین سچا ہے اُسکو حاصل کر دانا مومن اور پر تمیز کہان ہے تاکہ گدا سے بادشاہ کو جان لے اگر معیوبات اندر جہان کے نہ ہوتے تو یہ سب احمق سوداگر ہوتے پھر اس بات کا جاننا سہل ہو جائے جو عیب نہین ہے کیا اہل و نا اہل یعنے جہان مین اگر بری شے نہ ہوتا اور سب اچھے ہون تو سب احمق سوداگر ہو جائین اور سب برے بھلے ایک ہون باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

گر نہ معیوبات باشد در جہان / تاجران باشند جملہ ابلہان
پس بود کالا شناسی سخت سہل / چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل
ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست / چون ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست / وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
تاجران انبیا کردند سود / تاجران رنگ و بو کور و کبود
می نماید مار اندر چشم مال / ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
منگر اندر غبطۂ این بیع و سود / بنگر اندر خسر فرعون و ثمود

گر نہ معیوبات ہو اندر جہان / ہووین سوداگر یہ جملہ ابلہان
جاننا اس بات کا ہو جائے سہل / جو نہین ہے عیب کیا نااہل و اہل
سلہ عیب سب ہو عقل سے پھر سود کیا / جو کہ کل لکڑی ہو تو پھر عود کیا
جو کہے سب حق ہے اسکی احمقی / جو کہے باطل ہے سب وہ ہے شقی
تاجران انبیا کو سود ہین / تاجران رنگ بو اندھے رہین
سانپ تیری آنکھ مین دکھتا ہے مال / دونون آنکھین مل تو اپنی کر خیال
دیکھ مت اس غبطہ پر سود کو / دیکھ تو فرعون سے مردود کو

امتحان کردن ہر چیزے تا ظاہر شود چیزے دیگر کہ دران پنہان ست

امتحان کرنا ہر چیز کا تا دوسری چیز ظاہر ہو کہ اسمین پوشیدہ ہے

اندرون گردون مکرر کن نظر / زانکہ حق فرمود ثم ارجع البصر
یک نظر قانع مشو با سقف نور / بارہا بنگر ببین ہل من فتور
چونکہ گفتست کاندرین سقف نکو / بارہا بنگر چو مرد عیب جو
پس زمین تیرہ را دانی کہ چند / دیدن و تمیز باشد در پسند
تا بپالائیم صافان را ز درد / چند باید عقل ما را رنج برد
تاب تابستان بہار ہمچو جان / امتحان ہائے زمستان و خزان
بادہا و ابرہا و برقہا / تا پدید آرد عوارض فرقہا
تا برون آرد زمین خاک رنگ / ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

سلہ پھر تو اس گردون کے اندر کر نظر / حق نے فرمایا ہے ثم ارجع البصر
اک نظر قانع نہ ہو با سقف نور / بارہا تو دیکھ تو ہل من فتور
جو کہا تجکو کہ سقف نیک کو / بارہا تو دیکھ مثل عیب جو
جانتا ہے پھر زمین تیرہ کو / دیکھنے مین کس قدر تمیز ہو
ہم کدورت سے جو چھانین صاف کو / کسقدر دانش کو اپنی رنج ہو
امتحان سردی کا اور فصل خزان / تیزی گرمی کی بہار مثل جان
اور ہوا اور ابر باران برقہا / تا کرے ظاہر عوارض فرقہا
تا کرے ظاہر زمین خاک رنگ / جیب مین رکھتی ہے جو کچھ لعل و سنگ

سلہ عیب الخ شعر اور عیب سے فائدہ کیا ہو جیسے کل لکڑی ہو تو پھر عود کیا ہے جو شخص کہے کہ سب باطل ہے وہ شقی ہے تاجران انبیا کو فائدہ ہے اور تاجران رنگ و بو نابینا ہین آگے مثال ہے سانپ تیری آنکھ مین مال دکھائی دیتا ہے تو دونون اپنی آنکھین مل اور خیال کر اس غبطہ پر سود کو تو مت دیکھ تو فرعون سے مردود کو دیکھ یعنے اولیاء اللہ راہ راست پر گئے ہین اور اہل ظواہر رنگ و بو کو دیکھتے ہین راہ کج مین پڑے پس راہ طریقت اختیار کر کہ راہ مستقیم ہے اور دوسری راہین کہ بظاہر بہتر دکھائی دیتی ہین تو اس کا امتحان کر کہ راہ راست تجکو مل جائے چنانچہ اس تجسس کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ پھر تو اس آسمان کے اندر نظر کر حق تعالے نے فرمایا ثم ارجع البصر یعنے پس پھرا تو نظر کو آسمان کی طرف ایکبار نظر کرنے سے قانع نہ ہو بار بار تو دیکھ ترجمہ کہ ہے اس مین فتور جو تجکو کہا کہ غور سے دیکھ مثل عیب جو کے یعنے جیسے حق نے آسمان کو غور سے دیکھنے کو کہا کہ اچھا برا اسکو بخوبی معلوم ہو اسی طرح تو راہ طریقت کو دیکھ کر راہ راست و راہ کج تجھے معلوم ہو پھر تو جانتا ہے زمین تیرہ کو کہ دیکھنے مین کس قدر تمیز ہو ہم جو صاف کو کدورت سے چھانین کس قدر اپنی دانش کو رنج ہووے امتحان سردی اور فصل خزان کا تیزی گرمی اور بہار مثل جان کا اور ہوا اور ابر اور باران و برق کا تا کرے فرق عوارض کے ظاہر مین تا ظاہر کرے رنگ خاک کے جیب مین جو کچھ رکھتی ہے لعل و سنگ باقی حال اس کا آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

هرچه دزدیدست این خاک دژم — از خزانهٔ حق و دریاے کرم
شحنهٔ تقدیر گوید راست گو — آنچه بردی شرح داده مو بمو
دزد یعنی خاک گوید هیچ هیچ — شحنه او را در کشد در پیچ پیچ
شحنه گاهیش لطف گوید چون شکر — گه برآویزد کند هر چه تبر
تا میان قهر و لطف آن خفیها — ظاهر آید ز آتش خوف و رجا
آن بهاران لطف شحنهٔ کبریاست — و آن خزان تهدید و تخویف خداست
وان زمستان چارمیخ معنوی — تا تو اے دزد خفی ظاهر شوی
پس مجاهد را زمانے بسط دل — یک زمانے قبض و درد و غش و غل
زانکه این آب و گلے کابدان ماست — منکر و دزد ضیاے جانهاست
حق تعالیٰ گرم و سرد و رنج و درد — بر تن ما می نهد اے شیر مرد
خوف و جوع و نقص اموال و بدن — جمله بهر نقد جان ظاهر شدن
این وعید و وعده ها انگیخته است — بهر اینکه نیک و بد آمیخته است
چونکه حق و باطلے آمیختند — نقد و قلب اندر چرمدان ریختند
پس محک می بایدش بگزیدهٔ — در حقائق امتحانها دیدهٔ
تا شود فاروق این تزویرها — تا بود دستور این تدبیرها
شیر ده اے مادر موسیٰ ورا — واندر آب افگن میندیش از بلا
هر که در روز الست آن شیر خورد — همچو موسیٰ شیر را تمییز کرد

اور[۱] جو کچھ کہ چرایا خاک نے — پس خزانہ حق و بحر جود سے
شحنۂ تقدیر کہوے سچ کہو — لیگئی جو کچھ ہے تو کہہ مو بمو
چور یعنی خاک کہوے کچھ نہیں — شحنہ اُسکو پیچ مین پھانسے وہین
گہ کرے شحنہ خوشامد جون شکر — گاہ لٹکاوے کرے زیر و زبر
تاکہ قہر و لطف سے جو ہے نہان — آتش خوف و رجا سے ہو عیان
وہ بہار اک لطف شحنہ کبریا — وہ خزان ہے دہشت و خوف خدا
اور وہ سردی ہے جو میخ نہان — تاکہ تو اے چور مخفی ہو عیان
بسط[۲] ہو دل کو مجاہد کے کبھی — اور قبض و درد و عشق آوے کبھی
پانی مٹی سے یہ تن معمور ہے — روشنی جان کا ہماری چور ہے
حق نے گرمی سردی و تکلیف و درد — تن ہمارے پر رکھا اے شیر مرد
خوف بھوک و نقص تن اور مال کا — واسطے اظہار نقد جان ہوا
یہ وعید و وعدے سب پیدا کیے — اسلیے کہ نیک و بد باہم سے ملے
جو کہ طالب اور حق باہم ملا — نقد کھوٹا چرمی تھیلی مین بھرا
پس[۳] کسوٹی چاہیے مقبول اُسے — امتحان کردہ حقائق مین رکھے
تاکہ فارق ہووے اس تزویر کا — فائدہ ہو تاکہ اس تدبیر کا
دودھ دے اُسکو تو اے موسیٰ کی ماں — ڈال پانی مین نہ ڈر آفت سے یان
جسنے ہے روز الست اس دودھ کو — کھایا مثل موسیٰ جانے دودھ کو

[۱] اور جو کچھ الخ ، شعر جو کچھ خاک نے چرایا خزانہ حق تعالیٰ اور باقی جود سے شحنہ تقدیر کہوے سچ کہہ جو کچھ کہ تو لے گئی ہے مو بمو چور یعنی خاک کہوے کچھ نہیں لیا اُس کو وہین پیچ مین پھانسے شحنہ کبھی شحنہ خوشامد کرے مانند شکر کے اور کبھی لٹکاوے اُسے تو زیر و زبر تاکہ قہر و لطف سے کہ پوشیدہ ہے آتش خوف و رجا سے عیان ہووے وہ بہار ایک لطف شحنہ کبریا ہے اور وہ خزانہ بھی دہشت و خوف خدا ہے اور وہ سردی جو میخ نہان ہے تاکہ تو اے چور پوشیدہ ظاہر ہووے آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۲] بسط ہو الخ ، شعر کبھی مجاہد کے دل کو بسط ہووے یہ بدن پانی مٹی سے معمور ہے اور ہماری روشنی جان کا چور ہے حق نے گرمی و سردی و رنج ، درد ہمارے بدن پر رکھا اور خوف و بھوک و نقصان مال و تن کا نقد جان کے اظہار کے واسطے ہوا ہے یہ وعید اور وعدے سب پیدا کیے اس لیے کہ نیک و بد باہم مل جاوے جب کہ حق و باطل باہم ملا نقد و کھوٹا چمڑے کی تھیلی مین بھرا یعنی نقش تن نے مثل زمین کے چور روشنی جان کی چرائی تھی سردی و گرمی و رنج و درد زمانہ اور وعدہ وعید حق سے نقد جان کو ظاہر کردے اسی طرح مجاہد کو ریاضت کرنا چاہیئے کہ قبض دل سے نجات پاکر بسط حاصل ہو اور عوارف کملین باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] پس کسوٹی الخ ، شعر پس کسوٹی مقبول اُسے چاہیئے کہ وہ امتحان حقائق مین کھتا ہو یعنی مرشد کامل چاہیئے کہ وہ حقائق سے آگہی رکھتا ہو تاکہ وہ فرق کرنے والا ہووے اس تدبیر کا اے مادر موسیٰ تو اسکو دودھ دے اور پانی مین ڈال اور آفت سے مت ڈر جس نے روز ازل مین دودھ کو کھایا ہے مثل موسیٰ دودھ کا مزہ جانتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ –

گر تو بر تمییز طفلت مولعی — این زمان یا ام موسیٰ ارضعی
تا بہ بیند طعم شیر مادرش — تا فرو ناید بدایہ بد سرش
خود بر تو این حکایت روشن ست — کہ غرض نہ این حکایت گفتن ست

گر تجھے طفلی کی ہے خواہش تری[1] — اس گھڑی یا ام موسیٰ ارضعی
تا مزا جانے وہ ماں کے دودھ کا — تا نہ دائی پہ کا احسان ہو ذرا
یہ حکایت تجھ پہ روشن آپ ہے — نے غرض کہنے حکایت سے مجھے

شرح فائدہ حکایت اشتر جوئندہ ، شرح فائدہ حکایت اونٹ ڈھونڈھنے والیکی

اشترے گم کردہ اے معتمد — ہر کسے ز اشتر نشانی میدہد
تو نمیدانی کہ آن اشتر کجاست — لیک دانی کاین نشانہا خطاست
وانکہ اشتر گم نکرد او ہمسری — ہمچو آن گم کردہ جوید اشتری
کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام — ہر کہ یابد اجرتش آوردہ ام
تا در اشتر با تو انبازی کند — بہر طمع اشتر این بازی کند
او نشان کژ نہ بشناسد ز راست — لیک گفتت آن مقلد را عصاست
ہر چہ را گوئی خطا بود آن نشان — او بتقلید تو میگوید ہمان
چون نشان راست گوئید و شبیہ — پس یقین گردد ترا لاریب فیہ
آن شفائے جان رنجورت شود — رنگ روے و صحت و زورت شود
چشم تو روشن شود پایت دوان — جسم تو جان گردد و جانت روان
پس بگوئی راست گفتی اے امین — آن نشانہا بلاغ آمد مبین

اونٹ تو نے گم کیا ہے طالبا[2] — ہر کوئی دیتا پتا ہے اونٹ کا
تو نہ جانے اونٹ وہ کس جا گیا — پر تو جانے یہ پتے ہین سب خطا
ہمسری سے جو کہ اونٹ اسکا گما — مثل گم کردہ کے ڈھونڈھے جابجا
ہان گما یا مین نے اپنے اونٹ کو — دون مین مزدوری بتائے اسکو جو
اونٹ مین تیری شراکت تا کرے — اونٹ کی طمع مین ہو کا تجکو دے
ٹیڑھا سیدھا نے نشان وہ جانتا[3] — قول تیرا اُس مقلد کا عصا
تو جو کہتا ہے خطا تھا وہ نشان — وہ تری تقلید سے کرتا بیان
جو نشان سچا کہے وہ اور شبیہ — پس یقین ہووے تجھے لاریب فیہ[4]
وہ شفا بیمار جان تیری کو ہو — زور تجکو آئے اور اچھا تو ہو
آنکھ روشن ہو تری پا ہو روان — جسم تیرا جان ہو اور جان ہو روان
پس کہے تو سچ کہا تو نے امین — وہ نشانی سب بلاغ آئین مبین

[1] گر تجھے الخ یہ شعر اگر تجھے سمجھ طفل کی خواہش ہے تو اس دم لے مادر موسیٰ کی دودھ پلا تا وہ شخص اُن کے دودھ کا مزا جانے تا کہ دائی پر کا ذرا احسان نہ ہووے مادر موسیٰ مرشد سے مراد ہے کہ اے مرشد شیر معرفت طالب کو پلا اور اس شیر معرفت کا مزا وہ جانے کہ ازل مین اُس نے پیا ہووے جیسے موسیٰ نے اول اپنی ماں کا دودھ پیا تھا اور بعد پانی سے نکلنے کے کسی دایہ کا دودھ نہ پیا حتی کہ اپنی مادر کا دودھ پیا فرعون کے یہان اسی طرح وہ طالب یہان معرفت کو پائے گا کہ جس نے روز الست مین معرفت حق کی پائی ہے یہ حکایت تجھے آپ روشن ہے مجھے حکایت کہنے سے غرض نہیں ہے چنانچہ یہ آگے معرفت کی شتر جو کی حکایت مین آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] اونٹ تو نے الخ شعر اے طالب تو نے اونٹ گم کیا ہر کوئی اونٹ کا پتا دیتا ہے اور تو نہین جانتا کہ وہ اونٹ کس جا گیا ہے لیکن تو یہ جانتا ہے کہ وہ سب اپتے خلاف ہین اور ایک ہمسری سے کہ اونٹ اُس کا گما نہیں ہے مثل گم کردہ اونٹ جابجا ڈھونڈھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہان مین نے اپنے اونٹ کو گمایا ہے مین مزدوری دون جو مجھے اُس کو بتائے تا کہ تیرے اونٹ مین تجھ کو دھوکا دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] ٹیڑھا سیدھا الخ شعر وہ نشان ٹیڑھا سیدھا نہین جانتا تیرا قول اُس مقلد کا عصا ہے یعنی وہ مقلد تیرے کہنے کے موجب اونٹ تلاش کرتا ہے گر پتا اُس کا ٹیڑھا و سیدھا نہین جانتا ہے تو جو کہتا ہے وہ نشان خطا تھا وہ تیری تقلید سے بیان کرتا ہے جو نشان سچا اور تشبیہ وہ کہے پس تجھے یہ یقین ہووے کہ نہیں ہے شک اس مین تیری جان بیمار کو وہ شفا ہووے تو اچھا ہو اور زور تجکو آئے اور آنکھ روشن ہو تیری اور پاؤن روان ہو جسم تیرا جان اور جان روح ہو پس تو کہے کہ اے امین تو نے سچ کہا وہ نشانی بست پہونچی تھا ہر اس مین نشانیان ہین پاک و روشن یہ ایک چٹھی ہو گئی قدر و نجات کی یعنی وہ شتر میرا یار گم گشتہ ہے کہ تو اسکی تلاش مین پھرتا ہے اور وہ چٹھی ہے کہ تجکو اس یار کا پتا بتائے اور وہ پتا تجکو گویا چٹھی ہے کہ تجھے اُس سے نجات ہو باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ [4] نہین شک ہے اس مین ۱۲

فیه آیات ثقات بینات	این براتی باشد و قدر و نجات	فیہ آیات ثقات بینات	یہ برات کہ ہووے اور قدر و نجات
این نشان چون داد گوئی پیش رو	وقت آهنگ است پیش آهنگ شو	یہ نشان[1] جو دے سکے تو آگے چل	وقت اب چلنے کا ہے تو آگے چل
پیروی تو کنم ای راست گو	بوی بردی اشترم بنما که کو	پیروی تیری کروں اے راست گو	اونٹ کا میرے پتا پایا کہو ؟
آن کسی را کو نه صاحب اشتریست	واندرین جست شتر بهر مریست	وہ کوئی کہ جو نہ صاحب اونٹ کا	اونٹ ڈھونڈھے ہمسری کیواسطے
زین نشان راست نفزاید یقین	جز ز عکس ناقه جوی راستین	اس نشان سے تو یقین ہووے سوا	سچے ناقہ جو کے پرتو کے سوا
بوی برد از جد و گرمیهای او	که گزافه نیست این هیهای او	جد و گرمی اسکی سے پائے پتا	کہ نہ بیہودہ ہے اُسکی ہیو ہا
اندرین اشتر نبودش حق ولی	اشتری گم کرده است او هم بلی	حق نہیں اس اونٹ میں کچھ اُسکا پر	اونٹ اُسکا بھی گما ہے جان سے
طمع ناقهٔ غیر روپوشش شده	آنچه زو گم شد فراموشش شده	طمع[2] ناقہ غیر کی پردہ بنی	جو گما اُس سے فراموشی ہوئی
هر کجا این میدود آن میدود	از طمع همدرد صاحب میشود	جس جگہ یہ جاوے وہ بھی جائے ہے	طمع سے ہمدرد اور مالک بنے
کاذبی با صادقی چون شد روان	آن دروغش راستی شد ناگهان	تھا تو جھوٹا ساتھ سچے کے گیا	جھوٹ اُسکا ناگہان سچ ہو گیا
اندران صحرا که آن اشتر شتافت	اشتر خود نیز آن دیگر بیافت	اُس بیابان میں کہ بھاگا اونٹ وہ	دوسرے نے پا لیا اونٹ اپنے کو
چون بدیدش یاد آورد آن خویش	بی طمع شد ز اشتر یاران خویش	دیکھا اُسکو یاد ملک اپنی ہوئی	اور طمع یاروں کی اونٹوں کی گئی
آن مقلد شد محقق چون بدید	اشتر خود را که آنجا می چرید	وہ محقق بس مقلد ہو گیا	اونٹ اپنا دیکھا جو چرتا ہوا
او طلبگار شتر آن لحظه گشت	می نجستش تا ندید او را به دشت	وہ طلبگار اونٹ کا اُس دم ہوا	جب تلک دیکھا نہ تھا طالب نہ تھا
بعد ازان تنها روی آغاز کرد	چشم سوی ناقهٔ خود باز کرد	بعدہ[3] تنہا روی آغاز کی	اونٹ کی جانب نظر اپنی رکھی
گفت آن صادق مرا بگذاشتی	تا به اکنون پاس من میداشتی	بولا صادق تو نے چھوڑا اب مجھے	اب تلک تو پاس تھا میرا تجھے
گفت تا اکنون فسوسی بوده ام	وز طمع در چاپلوسی بوده ام	بولا اب تک کھیل و بازی تھی مجھے	اور طمع سے چاپلوسی تھی مجھے

[1] یہ نشان الخ یعنی شعر یہ جو نشان دے تو کہے کہ آگے چل اور وقت اب آگے چلنے کا ہے میں پیروی تیری کروں اے راست گو میرے اونٹ کا پتا پایا ہے تو کہو اور وہ شخص کہ جو مالک اونٹ کا نہیں ہے اور یہ بسبب ہمسری کے اونٹ ڈھونڈھتا ہے اس کو اس نشان سے یقین ہوا نہیں بجز پرتو کے سچے ناقہ کا اُس پر پڑے اُس کے جد و گرمی سے پتا پائے کہ بیہودہ ہیو ہا نہیں اُس اونٹ میں اُس کا حق نہیں ہے لیکن اُس کا اونٹ بھی گما ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] طمع الخ یعنی شعر ناقہ غیر کی طمع پردہ بنی ہے اور جو اونٹ اُس کا گما ہے فراموش ہو گیا پس جس جگہ یہ جاتا ہے وہ بھی جاتا ہے طمع سے ہمدرد و مالک بنا ہے جھوٹا تھا مگر سچے کے ساتھ جھوٹ اُسکا دفعۃً سچ ہو گیا اُس بیابان میں کہ وہ اونٹ بھاگا اُس دوسرے نے پایا اپنے اونٹ کو جبکہ دیکھا اپنی ملک کا اونٹ کھو گیا اور یاروں کے اونٹ کی طمع کی پس وہ مقلد محقق ہو گیا جب کہ اونٹ اپنا چرتا ہوا دیکھا اُس دم وہ اونٹ کا طلبگار ہوا جب تک نہیں دیکھا تھا طالب نہیں تھا لیکن شخص محقق تھا کہ وہ اونٹ کو اپنے ڈھونڈھتا تھا اور ایک مقلد اس کی دیکھا دیکھی اونٹ از راہ بوالہوسی کے ڈھونڈھتا اور اُس کے اونٹ کو اپنا اونٹ جانتا تھا مگر اس محقق کے ہمراہ تلاش کرتا پھرتا تھا جب کہ اپنے اونٹ کو دیکھا اور پہچان لیا تو خود محقق ہو گیا اور اسی طرح مقلد بوالہوس کبھی محقق کے ہمراہ ہو کر محقق ہو جاتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] بعدہ الخ یعنی شعر پھر تنہا روی آغاز کی اور اپنے اونٹ کی طرف نظر رکھی صادق کہے کہ اب تو نے مجھے چھوڑا اور اب تک تو تجھے میرا پاس تھا وہ کہے کہ اب تک مجھے کھیل و بازی تھی اور طمع سے مجھے چاپلوسی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

این زمان هر دو تو گشتم که من | در طلب زتو جدا گشتم بفن
از تو مید زدید می وصف شتر | جان من پیدا آن خود شد چشم پر
تا نیابیدم نبودم طالبش | پس کنون مغلوب شد زر غالبش
سیئاتم شد همه طاعات شکر | هزل شد فانی و جد اثبات شکر
سیئاتم چون وسیلت شد بحق | پس مزن بر سیئاتم هیچ دق
مر ترا صدق تو طالب کرده بود | مر مرا جد و طلب صدقے نمود
صدق تو آورد در جستن ترا | جستنم آورد در صدقے مرا
تخم دولت در زمین میکاشتم | سخره و بیکاره می پنداشتم
آن نه بیکارے کشتے بُد درست | هر یکے دانه که کشتم صد برست
دزد سوی خانه شد زیر دست | چون در آمد دید کان خانهٔ خود است
گرم باش ای سرد تا گرمی رسد | با درشتی ساز تا نرمی رسد
آن دو اشتر نیست آن یک اشتر است | تنگ آمد لفظ معنی بس پر است
لفظ در معنی همیشه نارسان | زان پیمبر گفت قد کلّ اللسان
نطق اسطرلاب باشد در حساب | چه قدر داند ز چرخ و آفتاب
خاصه چرخے کین فلک زان پره ایست | آفتاب از آفتابش ذره ایست

اس گھڑی ہمدرد میں تیرا ہوا[1] | اور طلب میں میں ہوا تجھسے جدا
چوری کرتا میں ترے وصف اونٹ کی | تک دیکھی جان نے تب سیری ہوئی
جب تلک پایا نہ تھا طالب نہ تھا | تا بنا اب مغلوب نے زر غالب ہوا
سب بدی[2] میری ہوئی طاعات شکر | ہزل زائل وسعی اثبات شکر
جب بدی حق کا وسیلہ ہو گئی | مت بدی پر کر مری طعنہ زنی
تجکو تیرے صدق نے طالب کیا | اور طلب نے صدق بس مجکو دیا
صدق تیرے نے تجھے دی جستجو | جست میری لائی میرے صدق کو
تخم دولت میں زمین میں بوتا تھا | اور بیکار اسکو میں تھا جانتا
وہ نہ تھی بیگار کھیتی خوب تھی | ایک بویا سو اُگے دانے اچھی
ایک[3] گھر میں چور جو مخفی گھسا | اندر آ کر دیکھا گھر اپنا ہی تھا
گرم ہو اے سرد تا گرمی ملے | اور سختی پا کہ تا نرمی ملے
دو نہیں میں اونٹ وہ اک اونٹ ہے | لفظ تنگ اور ہیں بہت معنی بھرے
لفظ معنی میں ہمیشہ نارسان | ہی پیمبر نے کہا کلّ اللسان
ظاہر اسطرلاب سے ہووے حساب | جانے کب مقدار چرخ و آفتاب
چرخ ایسا جسکا گردون پرہ ایک | آفتاب اُسکے کا سورج ذرہ ایک

در بیان آنکه در هر نفسے فتنهٔ مسجد ضرار است | بیان میں اُسکے کہ ہر نفس میں فتنۂ مسجد ضرار ہے

چون پدید آمد که آن مسجد نبود | خانهٔ حیلت بُد و دام جهود
جو ہوا[4] ظاہر کہ وہ مسجد نہ تھی | تھی یہود کی وہ اک جا مکر کی

[1] اس گھڑی الخ شعر اسی دم میں تیرا ہمدرد ہوا اور طلب میں تجھسے میں جدا ہوا میں تیرے اونٹ کے وصف کی چوری کرتا تھا جان نے جب اپنی ملک دیکھی تب سیری ہوئی جب تک میں نے پایا نہ تھا میں طالب نہ تھا اب تابنا مغلوب ہوا وہ زر غالب ہوا یعنی ابتک میں متقلد تھا اور تیرے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اب اپنے اونٹ کو جو پایا محقق ہوا اور میری ملک مجکو ملی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] سب بدی الخ شعر سب میری بدی طاعت ہوئی شکر جو ہزل وہ زائل اور سعی ثابت ہوئی شکر ہے جو میری بدی وسیلہ حق کا ہوئی تو میری بدی پر طعنہ زنی مت کر تیرے صدق نے تجکو جستجو دی اور میری جستجو میرے صدق کو لائی تخم دولت کا میں زمین میں بوتا تھا اور بیکار اسکو میں جانتا تھا وہ کھیتی بیکار نہ تھی بہتر تھی ایک بویا اور سو دانے اُگے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ [3] ایک گھر میں الخ شعر ایک گھر میں چور پوشیدہ گھسا اندر آ کر دیکھا کہ وہ اپنا ہی گھر تھا آگے حقائق ہیں کہ اے سرد گرم ہو کہ تا گرمی ملے اور سختی پا کہ نرمی ملے دو اونٹ نہیں ہیں ایک ہے لفظ تنگ اور بہت معنی کو دیے ہیں لفظ ہمیشہ معنے میں عاجز ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عرف ربہ فقد کل لسانہ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا اُسکی زبان گونگی ہوئی آگے اسکی مثال ہے اسطرلاب سے حساب ظاہر ہو لیکن مقدار چرخ و آفتاب کی کب ظاہر ہووے وہ بھی ایسا چرخ کہ جس کا یہ آسمان ایک پرہ ہے اور اُسکے آفتاب کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے یعنے اسطرلاب لفظ اس آسمان معنی کو کب دریافت کر سکتا ہے پس ہر ایک نفس میں وہ مسجد ضرار کا فتنہ بھرا ہوا ہے چنانچہ اس کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [4] جو ہوا الخ شعر جو ظاہر ہوا کہ وہ مسجد نہ تھی یہود کی ایک جا مکر کی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس نبی فرمود کان را بر کنند — مطرح خاشاک و خاکستر کنند
صاحب مسجد چو مسجد قلب بود — دانہہا بر دام ریزی نیست جود
گوشت کاندر شست تو ماہی رباست — آنچنان لقمہ نہ بخشش نے سخاست
مسجد اہل قبا کان بد جماد — آنچہ کفو او نبد راہش نداد
در جمادات اینچنین حیفے نرفت — زد در آن ناکفو امیر داد تفت
پس حقائق را کہ اصل اصلہاست — دانکہ آنجا فرقہا و فصلہاست
نے حیاتش چون حیات او بود — نے مماتش چون ممات او بود
گور او ہرگز چو گور او مدان — خود چہ گویم حال فرق آنجہان
بر محک زن کار خود اے مرد کار — تا نسازی مسجد اہل ضرار
پس بر ان مسجد کنان تسخر زدی — چون نظر کردی تو خود زیشان بدی

پس پیمبر نے کہا کھود و اُسے[۵۱] — اور کرو گھورا خس و خاشاک سے
اہل مسجد مثل مسجد کلب تھے — دانہ رکھنا دام میں نے جود ہے
مچھلی پکڑے گوشت کانٹے میں لگا — ایسے لقمہ سے نہ بخشش نے سخا
تھی جماد اک مسجد اہل قبا — غیر کفو کو خود میں نے آنے دیا
بس جمادوں میں نہ ظلم ایسا کیا — غیر کفو کو سوخت حضرت نے کیا
پس حقائق کو کہ اصل الاصل ہے — جان اُس جا فرق ہے اور فصل ہے
نے حیات اُسکی ہے مثل اُسکی حیات — نے ممات اُسکی ہے کچھ ویسی ممات
گور اسکی گور اُسکی سی نہ جان — کیا کہوں میں فرق ہے جو وہ جہان
امتحان کر کام اپنے کا ای یار — مت بنا تو مسجد اہل ضرار
اہل مسجد پہ تمسخر تو کرے — غور سے جو دیکھے تو اُنمیں سے ہے

حکایت آن چار ہندوان کہ باہم جنگ میکردند از عیب خود بیخبر

حکایت ان چار ہندوں کی کہ باہم لڑتے تھے اور اپنے عیب سے بیخبر تھے

چار ہندو در یکے مسجد شدند — بہر طاعت راکع و ساجد شدند
ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد — در نماز آمد بہ مسکینی و درد
مؤذن آمد زان یکے لفظے بجست — کاے مؤذن بانگ کردی وقت ہست
گفت آن ہندوے دیگر از نیاز — ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
آن سوم گفت آن دوم را کاے عمو — چون زنی طعنہ باو خود را بگو

چار ہندو ایک مسجد میں گئے[۵۲] — جا وہاں پر ساجد و راکع ہوئے
سب نے اک نیت سے مل تکبیر کی — در نماز الحاح و زاری سے پڑھی
موذن آیا ایک بولا اُنمیں سے — اے مؤذن بانگ دے کیا وقت ہے
بولا ہندو دوسرا بہر نیاز[۵۳] — ہین نہ کر باتیں ہوئی باطل نماز
تیسرے نے دوسرے سے پھر کہا — طعنہ مت دے اسکو اپنی کہہ ذرا

۵۱ پس پیمبر نے الخ۔ اشعر پیغمبر نے فرمایا کہ اس کو کھود دار گھورا خس و خاشاک سے کرو اہل مسجد کے قلب مثل مسجد قلب تھے دام میں دانہ رکھنا بخشش نہیں ہے آگے مثال ہے مچھلی پکڑے کو گوشت کانٹے میں لگاتے ہیں ایسے لقمہ سے نہ بخشش ہے نہ سخا ہے مسجد اہل قبا جماد تھی مگر غیر کفو کو خود میں نہیں آنے دیا پس جمادوں میں ایسا ظلم نہیں ہوا اور غیر کفو کو حضرت نے سوخت کردیا پس حقائق کو کہ اصل کی اصل ہے تو جان کہ اس جگہ فرق ہے اور فصل نہ اسکی حیات ہے مثل اسکی حیات کے اور نہ اسکو موت ہے مثل اُسکی موت کے یعنے مومن منافق کے حقائق میں بھی فرق ہے اسکے حقائق اور ہیں اسکی گور اسکی گور کے مثل تو نہ جان میں کیا کہوں کہ فرق ہے اس جہان میں اور اُس جہان میں امتحان اپنے جسم کا کر نہ مت بنا اپنے باطن کو مسجد اہل ضرار تو اہل مسجد پر تمسخر کرے اور غور سے دیکھے تو تو خود اُن میں سے ہے یعنے تیرا نفس خود منافق ہے تو اس کی اصلاح کر جیسے وہ چار ہندو باہم لڑتے تھے اور اپنا عیب نہیں دیکھتے تھے چنانچہ اس کا حال آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۵۲ چار ہندو الخ ۔ شعر چار ہندو ایک مسجد میں گئے سجدہ اور رکوع کرنے کے لیے سب نے ایک نیت پر تکبیر کی اور نماز الحاح و زاری سے پڑھی ایک موذن آیا ایک اُن میں سے بولا اے موذن بانگ دے کیا وقت ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ بولا ہندو الخ ۔ شعر دوسرے ہندو نے از راہ نیاز کہا نماز میں باتیں مت کر نماز باطل ہوتی ہے تیسرے نے دوسرے سے کہا کہ طعنہ اُسکو مت کر اور اپنی حقیقت ذرا کہہ چوتھے نے کہا کہ الحمد للہ میں تینوں کے مانند چاہ میں نہیں گرا پس اُن چاروں ہندوں کی نماز تباہ ہوئی کہ اکثر عیب گو راہ گم کرتے ہیں آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۔

آن چہارم گفت حمد اللہ کہ من — در نیفتادم بچہ چون آن سہ تن
پس نماز ہر چہاران شد تباہ — عیب گویان بیشتر گم کردہ راہ
ای خنک جانی کہ عیب خویش دید — ہر کہ عیبی دید آن بر خود خرید
زانکہ نیمی او ز عیبستان بدست — وان دگر نیمش ز غیبستان بدست
چونکہ بر سر مر ترا دہ ریش ہست — مرہمت بر خویش باید کار بست
عیب کردن ریش را داروی اوست — چون شکستہ گشت جای ارحمواست
گر ہمان عیبت نبود ایمن مباش — بو کہ آن عیب از تو گردد نیز فاش
لاتخافوا از خدا نشنیدۂ — پس چہ خود را ایمن و خوش دیدۂ
سالہا ابلیس نیکو نام زیست — گشت رسوا بین کہ او را نام چیست
در جہان معروف بد علیای او — گشت معروفی بعکس ای وای او
تا نہ ایمن تو معروفی مجو — پاک شو از خوف پس از امن گو
تا نروید ریش تو ای خوش ذقن — بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن
این نگر کہ مبتلا شد جان او — در چہی افتاد تا شد پند تو
تو نیفتادی کہ باشی پند او — زہر او نوشید تو خور قند او

بولا وہ چوتھا کہ حمد للہ میں — نے گرا ان تینوں کے مثل اب چاہ میں
ہوئی نماز ان چار ہستوں کی تباہ — عیب گو اکثر کہ گم کرتے ہیں راہ
جان[1] وہ بہتر کہ دیکھے اپنا عیب — عیب اپنا جانے دیکھے جسکا عیب
کیونکہ آدھا وہ تو عیبستان سے ہے — دوسرا آدھا وہ غیبستان سے ہے
سر کے اوپر زخم دس جب ہیں ترے — رحم کرنا اپنے اوپر چاہیئے
اسکی دارو عیب کرنا زخم کا — رحم کی جا ہے شکستہ جو ہوا
گر تجھے نے عیب وہ بے غم نہ ہو — عیب تجھ سے ہو کہیں ظاہر نہ دو
لاتخافوا تو نے حق سے نے سنا — کسلیے بے غم و خوش خود کو رکھا
بس ہا ابلیس برسوں نیکنام — دیکھ وہ رسوا ہوا انجام کام
برتری عالم میں مشہور اسکی تھی — اسکی وہ شہرت بس الٹی ہو گئی
تا نہ بے غم ہو تو مت مشہور رہو — خوف سے چھوٹے رہا سے تب کہو
جب[2] تلک داڑھی نہیں نکلے تری — سادہ رویوں پہ کر طعنہ زنی
دیکھ جان اسکی بلا میں جب پھنسی — تب ہدایت اس سے تجکو بس ہوئی
نے پھنسا تو کہ ہدایت اسکو ہو — اسنے کھایا زہر تو کھا قند کو

قصد کردن ترکان غزان بخون مردے کہ تا دیگران بترسند

قصد کرنا ترکان غزان کا ہلاکت میں ایک مرد کی کہ تا دوسروں کو خوف ہو

آن غزان ترک خون ریز آمدند — بہر یغما در یکے دہ در شدند

وہ غزان ترک جو خون ریز تھے — لوٹنے کو ایک گاؤں میں گئے[3]

[1] جان وہ الخ شعر اسکو بہتر جان کہ جو اپنا عیب دیکھے وہ جس کا عیب دیکھے اسے اپنا عیب جانے کیونکہ وہ آدھا عیبستان سے ہے دوسرا آدھا وہ غیبستان سے ہے تیرے سر پہ جب دس زخم ہیں تو اپنے اوپر رحم کرنا چاہیے اس کی دارو عیب کرنا اس کے زخم کا رحم کی جا ہے کہ جو شکستہ ہوا اگر تجھ میں وہ عیب نہیں ہے تو بے غم نہ ہو کہ کہیں وہ عیب تجھ سے ظاہر نہ ہو پس مت خوف کر یہ تو نے حق سے نہیں سنا ہے کس لیے بے غم و خوش آپ کو رکھتا ہے آگے مثال ہے ابلیس برسوں نیکنام رہا ہے دیکھو کہ انجام کار بدنام ہوا ہے اُس کی برتری عالم میں مشہور تھی اُس کی وہ شہرت سب اُلٹی ہو گئی جب تک تو بے غم مشہور نہ ہو یعنے حق تعالے نے اہل خوف کو کہا ہے کہ مت خوف کرو پس تو خوف سے خود کو آراستہ کر اسوقت بے خوف ہو تا تیرا درست ہے ورنہ مانند ابلیس کے تو انجام میں بدنام ہوئے گا باقی مثال اس کی آگے ہے فافہم ۱۲ [2] جب تک الخ شعر جب تلک تیری داڑھی نہیں سادہ رویوں پر طعنہ نہ مار تو دیکھ کہ جان شیطان کی جب بلا میں پھنسی تب تجھکو اس سے ہدایت ہوئی تو نہیں پھنسا ہے کہ اُس کو ہدایت ہو اُس نے کہا زہر کھایا تو قند کھا یعنی ابلیس بلا میں گرفتار ہوا تو عبرت اس سے پکڑے رہتی احتیاط کر اگر آگے اُس نے زہر کھایا ہے تو اسکے برعکس قند کھا کیونکہ ایک سے دوسرے کو عبرت ہوتی ہے جیسے ترکان غزان نے ایک کو ہلاک کیا کہ دوسرے کو عبرت ہو چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں بیان فرماتے ہیں فافہم [3] وہ غزان الخ شعر وہ ترکان غزان کہ جو خون ریز تھے ایک گاؤں میں لوٹنے کو گئے باقی حال آگے ہے ۱۲

دو کس از اعیان آن ده یافتند ۔ در ہلاک آن یکے بشتافتند
دست بستندش کہ قربانش کنند ۔ گفت ای شاہان و ارکان بلند
قصد خون من بچہ رو میکنید ۔ از چہ آخر تشنۂ خون منید
چیست حکمت چہ غرض زین کشتنم ۔ چونکہ من درویشم و عریان تنم
گفت تا ہیبت بریں یارت زند ۔ تا بترسد او و زر پیدا کند
گفت آخر او ز من مسکین تر است ۔ گفت قاصد کردہ است او را زر است
گفت چون وہم است ما ہر دو یکیم ۔ در مقام احتمال و در شکیم
خود ورا بکشید اول ای شہان ۔ تا بترسم من دہم زر را نشان
پس کرمہای الٰہی بین کہ ما ۔ آمدیم آخر زمان در انتہا
آخرین قرنہا پیش از قرون ۔ در حدیث است آخرون السابقون
تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود ۔ عارض رحمت بجان ما نمود
کشت ایشان را کہ ما ترسیم ازو ۔ ور خود این برعکس کردی وای تو

پکڑا اُس گاؤن کے دو سردار کو[1] ۔ مارتے تھے ایک کو اُن میں سے دو
ہاتھ باندھا تا کریں اسکو ہلاک ۔ بولا وہ انسے کہ ای شاہان پاک
قتل کرتے ہو مجھے کسواسطے ۔ تشنۂ خون ہوگے تم کس لیے
کیا ہلاکت میں مری حکمت رکھی ۔ میں ہوں درویش اور مجکو مفلسی
بولے اس سے یار تیرا تا ڈرے ۔ اور ڈر سے زر کو یہ ظاہر کرے
بولا وہ مفلس زیادہ مجھ سے ہے ۔ بولے ہے آسودہ ہم ہیں جانتے
بولا[2] یہ ہی وہم یہ ہم ایک ہیں ۔ احتمال و شک میں یہ ہے اور میں
پہلے اب تم مارو اسکو ای شہان ۔ تا کہ ڈر سے دوں تمھیں زر کا نشان
پس خدا کا فضل یہ دیکھو کہ ہم ۔ آگئے ہیں آخر زمانہ میں اتم
پہلے قرنوں سے پچھلے ہیں قرون ۔ ہے خبر میں آخرون السابقون
تا عذاب قوم نوح و ہود سے ۔ پایا رحمت کو ہماری جان نے
مارا اُنکو تا کہ ہم اس سے ڈریں ۔ گر کرے برعکس تو ہیں حسرتیں

بیان حال خود پرستان و ناشکران از نعمت وجود انبیا و اولیا

بیان حال خود پرستوں و ناشکروں کا نعمت و بخشش انبیا و اولیا سے

ہر کہ از ایشان گفت از عیب و گناہ ۔ وز دل چون سنگ وز جان سیاہ
وز سبک داری فرمانہای او ۔ وز فراغت از غم فردای او

جس[3] نے عیب انبیا ظاہر کیا ۔ سنگدل اور تیرہ جان اُنکو کہا
اور ہلکا رکھنا اُن کے حکم کو ۔ اور نڈر محشر سے رکھنا آپکو

[1] پکڑا الخ یہ شعر اُس گاؤن کے دو سردار کو پکڑا ان میں سے ایک کو دو مارتے تھے ہاتھ باندھا تا کہ اُسکو ہلاک کریں اُس نے کہا کہ اے شاہان پاک تم مجھے قتل کس واسطے کرتے ہو اور میرے تشنہ خون کے تم کس لیے ہو میری ہلاکت میں کیا حکمت ہے میں درویش ہوں اور مجھکو مفلسی ہے کہا اُس نے کہ تا یہ تیرا یار ڈرے اور ڈر سے مال ظاہر کرے اُس نے کہا کہ وہ مفلس زیادہ مجھ سے ہے کہا اُنھوں نے کہ وہ آسودہ ہے ہم جانتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بولا الخ یہ شعر کہا یہ وہم ہے اور یہ اور ہم ایک ہیں مقام احتمال اور شک میں اول اسکو مار دو تا کہ ڈر سے زر کا نشان بتادے آگے حقائق اس کے ہیں فیصلہ خدا کا دیکھو کہ ہم آخر زمانہ میں آئے ہیں پہلے قرنوں سے یہ پچھلے قرن ہیں حدیث میں ہے آخرون السابقون یعنی پچھلے اگلے ہیں اگر عذاب قوم نوح اور ہود سے ہماری جان نے رحمت کو پایا اُن کو مارا کہ ہم اُن سے ڈریں اگر برعکس ہوتا ہم کیا کر سکتے تھے امت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسواسطے بعد کیا کہ اگلی امتوں کا حال دیکھ کر تا زلتی نہ کریں اور عبرت پکڑیں اسواسطے یہ امت مرحومہ ہوئی اور بقول حضور یہ پچھلے اگلے ہیں کیونکہ قطار کی روانگی میں ہنگام پلٹ جانیکے جانب اول کے پچھلے اگلے ہو جاتے ہیں پس یہ امت ہنگام بوٹنے کے اگلی امتوں کے آگے ہوگی اسواسطے حضور نے فرمایا ہے کہ آخرون السابقون ہیں اور اگر برعکس کرتا تو نقصان تھا آگے اس کی مثال فرماتے ہیں فافہم ۱۲ [3] جس نے الخ یہ شعر جس نے عیب نبیون کا ظاہر کیا سنگدل اور تیرہ جان اُن کو کہا ان کے حکموں کو ہلکا رکھنا اور نڈر محشر سے رہنا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

وز ہوس وز عشق این دنیای دون — چون زنان مر نفس را بودن زبون
آن نفور از گفتہای ناصحان — وان رمیدن از لقای صالحان
با دل و با اہل دل دیوانگی — با شہان تزویر و روبہ شانگی
سیر چشمان را گدا پنداشتن — وز حسد شان خفیہ دشمن داشتن
گر پذیرد چیز تو گوئی گداست — ور نہ گوئی زرق و مکرست و دغاست
گر در آمیزد تو گوید طامع است — ور نگوئی در تکبر مولع است
گر تحمل کرد گوئی عاجز است — ور غیور آمد تو گوئی کردہ است
یا منافق وار عذر آری کہ من — ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن
نے مرا پروای سر خاریدنست — نے مرا پروای دین ورزیدنست
ای فلان ما را بہمت یاد دار — تا شویم از اولیا پایان کار
این سخن نے ہم ز درد و سوز گفت — خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت
ہیچ چارہ نیست از قوت عیال — از بن دندان کنم کسب حلال
چہ حلال ای گشتہ از اہل ضلال — غیر خون تو نمی بینم حلال
از خدایت چارہ است و از قوت نے — چارہ است از دین و از طاغوت نے
ای کہ صبرت نیست از دنیای دون — صبر چون داری ز نعم الماہدون
ای کہ صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چون داری ز اللہ کریم
ای کہ صبرت نیست از فرزند و زن — صبر چون داری ز حی ذو المنن

اور اس دنیا کی عشق و حرص سے[۱] — تابع دل ہونا جون عورات کے
ناصحون کے قول کو نا ماننا — اور لقاے صالحون سے بھاگنا
ہونا بس دیوانہ دل والون کے ساتھ — مکر و حیلہ کرنا بس شاہون کے ساتھ
اور آسودونکو مفلس جاننا — اور حسد سے خفیہ دشمن ماننا
گر کوئی[۲] خیرات لے کہوے گدا — ورنہ کہوے کہ ہے یہ مکر و دغا
گر ملے آکر تو طامع تو کہے — ورنہ یہ کہوے تکبر ہے اُسے
گر تحمل ہووے تو عاجز کہے — گر غیور آئے کہے بیہودہ ہے
یا منافق وار عذر اک تو کہے — کہ ہون عاجز نفقۂ فرزند سے
ہے نہ سر کھجلانیکی فرصت مجھے — اور نہ ہے دین پانے کی فرصت مجھے
یاد رکھو ہم کو دعا سے تو یار — ہوویں تا ہم اولیا انجام کار
یہ کہین باتین نہ سوز و درد سے — جیسے سوتا خواب مین برّائے ہے
چھٹ[۳] نہین سکتا ہے جو قوت عیال — کرتا ہون محنت سے مین کسب حلال
کیا حلال ای شامل اہل ضلال — جز ترے خون کے نہ جانون مین حلال
حق سے چارہ قوت جسمی سے نہین — دین سے چارہ بت پرستی سے نہین
صبر دنیا سے نہین تو کر سکے — صبر نعم الماہدون سے کیونکر ہے
ناز و نعمت سے نہ تجکو صبر ہے — صبر کیونکر تو رکھے اللہ سے
صبر تجکو نے زن و فرزند سے — صبر تجکو کیونکر اُس خاوند سے

۱ اور اس دنیا الخ یہ شعر اور دنیا کے عشق و حرص سے مانند عورتون کے تابع نفس ہونا اور ناصحون کے قول کو نہ ماننا اور صالحون کی لقا سے بھاگنا اہل دل کے ساتھ دیوانہ ہونا شاہون کے ساتھ حیلہ کرنا اور آسودون کو مفلس جاننا اور حسد سے پوشیدہ دشمن ماننا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ اگر کوئی الخ یہ شعر اگر کوئی خیرات لیوے تو اُسے گدا کہوے ورنہ کہوے کہ یہ مکر و دغا ہے اگر کوئی ملے تو اُسے طامع کہے ورنہ کہے کہ اسے تکبر ہے اگر تحمل ہووے تو اسے عاجز کہے اگر غیور آئے تو بیہودہ کہے یعنی اے منافق تو بسبب غلبہ یا دیوانگی نسبت بدطینتی سے یہ نہین لگاتا ہے اور ان کی ہدایت کو صادق جانتا ہے منافقون کے مانند ایک تو عذر کرے کہ مین عاجز ہون نفقۂ زن و فرزند سے کہ سر کھجلانے کی فرصت نہیں ہے اے یار تو ہم کو دعا سے یاد رکھو تا انجام کو ہم اولیاء اللہ ہو وین یہ بات اس نے سوز و درد سے نہین کہی جیسے سوتا خواب مین بڑاتا ہے یعنے وہ منافق اسی طرح باتین کرتے ہین بے خواہش دیے جگر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ چھٹ الخ یہ شعر جو قوت عیال چھٹ نہین سکتا ہے پس مین محنت سے کسب حلال کرتا ہون آگے مقولہ مولانا کا ہے کسب حلال اسے شامل گمراہون کے کیا چیز ہے مین تیرے خون کے سوا حلال نہین جانتا ہون حق سے چارہ ہے اور قوت جسمانی سے چارہ نہین ہے دین سے چارہ ہے اور بت پرستی سے چارہ نہین ہے تو دنیا سے صبر نہین کر سکتا پس کیونکر نعم الماہدون سے صبر کرے گا یعنے اچھا بچھونا یا ہم نے تجھ کو ناز و نعمت سے صبر نہین ہے تو کیونکر اللہ سے صبر رکھ سکتا ہے تجھ کو صبر زن و فرزند سے نہین کیونکر تجھ کو صبر اُس خاوند سے ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

ایکہ می گوئی خدا بخشد ترا	آن فریب غول میدان بر ترا
کو خلیلے کو برون آمد زغار	گفت ہذا رب ہان کو کردگار
من نخواہم در دو عالم بنگریست	تا ندانم این دو مجلس آن کیست
بے تماشائے صفتہائے خدا	گر خورم نان در گلو گیرد مرا
چون گوارد لقمہ بے دید او	بے تماشائے گل و گلزار او
جز بامید خدا زین آبخور	کہ خورد یک لقمہ غیر گاؤ خر
آنکہ کالانعام بد بل ہم اضل	گرچہ پر مکرست آن گندہ بغل
مکر او سر زیر او سر زیر شد	روزگارے برد و روزش دیر شد
فکر گاہش کند شد عقلش خرف	عمر شد چیزے ندارد چون الف
انچہ میگوید درین اندیشہ ام	اینہم از دستان این نفس ست ہم
وانچہ میگوید غفورست و رحیم	نیست جز آن حیلۂ نفس لئیم
اے زغم مردہ کہ دستان تہی ست	چون غفورست و رحیم این ترس چیست

سلہ تو جو کہتا ہے خدا بخشے تجھے	وہ فریب غول ہے تو جان لے
نے خلیل اللہ کہ نکلے غار سے	بولا ہذا رب کہاں اللہ ہے
چاہتا ہون دید دو عالم نہین	تا نہ جانون یہ دو مجلس کسکی ہین
بے تماشائے صفات اللہ کے	روٹی گر کھاؤن گلے مین بس پھنسے
کب مزا دے کھانا بے دیدار یار	بے تماشائے گل و گلزار یار
سلہ اس جہان سے غیر امید خدا	کون کھانا کھائے گا و خر سوا
وہ کہ کالانعام ہے بل ہم اضل	گرچہ ہے پر مکر وہ گندہ بغل
مکر اُس کا اور وہ اوندھا ہوا	دن گئے اُس کے نہ دن باقی رہا
عقل سُست و فکر کند اسکی ہوئی	عمر گذری کچھ نہ چیز اُسکی رہی
یہ جو کہتا ہے کہ اندیشہ مین ہون	یہ بھی ہے اک از مکر نفس دون
کہتا ہے جو کچھ غفور اور ہے رحیم	ہے نہ وہ جز حیلۂ نفس لئیم
غم سے تو مردہ کہ نے روٹی رکھے	جو رحیم اب ہے تو پھر ڈر کس لئے

حکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوری خود وجواب او

حکایت کرنا ایک بوڑھے کا آگے طبیب کے بیماری اپنی سے اور جواب دینا اُس کا

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من	در زحیرم از دماغ خویشتن
گفت از پیری ست آن ضعف دماغ	گفت در چشمم زظلمت ہست داغ

سلہ بولا اک پیر اک طبیب نیک سے	درد سر سے مجکو بس تکلیف ہے
بولا پیری سے ہے ضعف دماغ	بولا تاریکی سے آنکھو مین ہے داغ

سلہ تو جو الخ یہ شعر تو جو کہتا ہے کہ تجھے خدا بخشے تو جان لے کہ وہ فریب غول ہے خلیل اللہ نہین ہے کہ غار سے نکلے ہذا رب کہے اللہ کہان ہے اسے عالم نہین چاہتا ہون تا نہ جانون مین کہ یہ دو عمل کس کی ہے بغیر دیکھے صفات اللہ کے اگر روٹی کھاؤن گلے مین پھنسے کیا مزا کھانا دے بغیر دیدار یار کے اور بے سیر گل و گلزار یار کے آگے اس کے حقائق مین فافہم ۱۲ سلہ اس جہان سے الخ، شعر بغیر امید خدا کے اس جہان سے کون کھانا گاؤ خر کے سوا کھائے پس وہ ہے ترجمہ مثل چوپایون کے بلکہ اُن سے بھی گمراہ ہوا ہے اگرچہ وہ پر مکر گندہ بغل ہے اس کا مکر اور وہ اوندھا ہوا اُس کی عمر گئی اور دن باقی نہ رہا عقل سُست اور فکر کند اُس کی ہوئی عمر گذری اور کچھ چیز نہ رہی اور یہ جو کہتا ہے کہ مین اندیشہ مین ہون یہ بھی مکر وحیلہ نفس کمینہ کا ہے جو کچھ کہتا ہے کہ وہ غفور و رحیم ہے وہ نہین ہے بجز حیلہ نفس لئیم کے غم سے تو مردہ ہے کہ نے روٹی رکھے اور جو رحیم ہے تو پھر ڈر کس لئے ہے یعنے از راہ مکر وحیلہ کے ہر کام کو خدا پر حوالہ کرتا ہے یہ سب اُس کے نفس کا دھوکہ ہے انسان کو چاہیئے کہ حتی الامکان امور دنیا مین خود کوشش کرے اور اس کوشش کو خدا کے حوالے کرے نہ کہ بے کوشش ہر کام خدا پر رکھے جیسے طبیب نے ہر مرض پیر کو حوالہ پیری کیا اور خود معالجہ نہ کیا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یہ شعر کہا اک پیر نے ایک طبیب سے درد سر سے مجکو بس تکلیف ہے کہا پیری سے ہے وہ ضعف دماغ بولا آنکھون مین تاریکی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت از پیریست اے شیخ قدیم	گفت پشتم درد می آید عظیم	بولا پیری سے ہے اے شیخ قدیم	بولا ہے درد کمر مجکو عظیم
گفت از پیری ست اے شیخ نزار	گفت ہر چہ میخورم نبود گوار	بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار	بولا جو کھاتا ہون ہوئے ناگوار
گفت ضعف معدہ ہم از پیری است	گفت وقت دم مرا دم گیری ست	بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے	بولا میری سانس آنے مین رکے
گفت آرے انقطاع دم بود	چون رسد پیری دو صد علت شود	بولا سچ ہے کیون نہ دم تیرا رکے	جو کہ پیری باعث صد عیب ہے
گفت کم شد شہوتم یک بارگی	گفت از پیری ست این بیچارگی	بولا میری شہوت اب کم ہو گئی	بولا پیری سے ہے یہ بیچارگی
گفت پایم سست شد از رہ بماند	گفت از پیری ست در کنجت نشاند	بولا میرے پاؤن چلنے سے تھکے	بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے
گفت پشتم چون کمانے شد دوتا	گفت از پیری ست این رنج و عنا	بولا میری پشت ٹیڑھی ہو گئی	بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی
گفت تاریکست چشمم اے حکیم	گفت کز پیریست اے مرد علیم	بولا دھند ہے آنکھ مین میری حکیم	بولا پیری سے ہے اے مرد علیم
گفت اے احمق برین بر دوختی	از طبیبی تو ہمین آموختی	بولا اے احمق تو یہ کہتا ہے کیا	اور طبابت سے یہی سیکھا ہے کیا
اے دمغ عقلت این دانش نہ داد	کہ خدا ہر درد را درمان نہاد	اے تجھے یہ عقل نے دانش نہ دی	کہ دوا ہر درد کی حق نے رکھی
تو خر احمق ز اندک مایگی	بر زمین ماندی ز کوتہ پایگی	تھوڑی پونجی سے تو اے احمق گدھے	کوتہ قدمی سے زمین پر تو ہے
پس طبیبش گفت کاے عمر تو شصت	این غضب وین خشم ہم از پیریست	پس طبیب نیک نے اس سے کہا	یہ بھی پیری سے ہے اب غصہ ترا
چون ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف	خویشتن داری و صبرت شد ضعیف	جو ترے اعضا ہوے ہین سب نحیف	ہو گیا صبر و تحمل بس ضعیف
بر نتابد دو سخن زان ہے کند	تاب یک جرعہ ندارد قے کند	نے تحمل دو سخن کا تو رکھے	گھونٹ پی سکتا نہین قے ہی کرے
جز مگر پیری کہ از حق است مست	در درون او حیات طیب ست	بس سوا اُس پیر کے جو مست ہے	اور حیات پاک و دل مین رکھے
از برون پیرست و در باطن صبی	خود چہ چیز است آن ولی آن نبی	پیر ظاہر طفل ہے وہ باطنا	کیا ہے وہ اک اولیا و انبیا
گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد	چیست با ایشان خسان را این حسد	نے ہین ظاہر نیک و بد کے سامنے	پھر حسد ناکس کا اُنسے کس لئے
در نمیدانند شان علم الیقین	چیست این بغض و حیل سازی و کین	گر نہین وہ جانتے علم الیقین	کس لئے کرتے ہین حیلہ بغض و کین

سلہ بولا الخ دو شعر اے شیخ قدیم بولا درد کمر ہے مجکو عظیم کہا پیری سے ہے اے شیخ نزار بولا جو کھاتا ہون ناگوار ہوتا ہے کہا پیری سے ضعف معدہ ہی کہا میری سانس آنے مین رکتی ہے کہا سچ ہے تیرا دم کیون نہ رکے جو کہ پیری باعث صد عیب ہے کہا میری شہوت کم اب ہو گئی ہے بولا پیری سے یہ حال و بیچارگی ہے باقی حال اس کا آگے مولانا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ - سلہ بولا الخ ۸ شعر کہا میرے پاؤن چلنے سے تھک گئے بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے کہا میری پشت ٹیڑھی ہو گئی بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی ہے کہا میری آنکھ مین دھند ہے اے حکیم بولا پیری سے ہے اے مرد علیم کہا اے احمق تو جو یہی کہتا ہے اور طبابت سے بھی کچھ سیکھا ہے اے تجکو عقل نے دانش نہین دی ہے دوا ہر درد کی حق نے رکھی ہے تھوڑی پونجی سے تو اے احمق گدھے کوتہ قدمی سے زمین پر ہے یعنے حق نے ہر ایک درد کی دوا علحدہ علحدہ رکھی ہے اور تو ہر ایک مرض کو پیری ہی سے بتاتا ہے اسی طرح غافل دنیا ہر ایک کام مین خود کوشش نہین کرتا ہے اور خدا پر رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پس طبیب نیک نے الخ ۷ شعر پس اس سے طبیب نیک نے کہا یہ بھی پیری کے سبب تجکو غصہ ہے جو اعضا تیرے نحیف ہوئے ہین صبر و تحمل بھی ضعیف ہوا ہے تو با دو باتون کا تحمل نہین کرتا گھونٹ نہین پی سکتا ہے قے کرتا ہے آگے حقائق ہین سوا اس پیر کے جو حق سے مست ہے اور حیات پاک وہ دل مین رکھتا ہے ظاہر مین پیر اور باطن مین طفل ہے وہ کون ہین انبیا اور اولیا ہین وہ نیک و بد کے روبرو ظاہر نہین ہین پھر حسد ناکس کا ان سے کس لئے ہے اگر وہ علم الیقین نہین جانتے ہین تو عام لوگ واسطے حیلے بغض کینے کرتے ہین باقی حال آگے ہو فافہم ۲

درہمی دانند بعث در رستخیز	چون زنندی خویش بر شمشیر تیز	۱؎ ایسے ہی گر جانتے ہیں حشر و نشر	ڈالتے خود کو ہیں کیوں شمشیر پر
بر تو بخندند و مبین او در اخبان	صد قیامت در درونستش نہان	ہنستے ہیں تجھ پر تو جان ایسا انہیں	سو قیامت مخفی اُنکے دل میں ہیں
دوزخ و جنت ہمہ اجزائے اوست	ہرچہ اندیشی تو آن بالائے اوست	دوزخ و جنت ہیں اجزا اُنکے سب	جو تو سوچے ہیں وہ بالا اُس سے اب
ہرچہ اندیشی پذیرائے فناست	وانکہ در اندیشہ ناید آن خداست	سوچتا ہے جو کہ تو وہ ہے فنا	سوچنے میں جو نہ آئے وہ خدا
بر در این خانہ گستاخی ز چیست	گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست	در پہ گستاخی ہے گھر کس لئے	گر یہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے
ابلہان تعظیم مسجد مے کنند	در جفائے اہل دل جد میکنند	کرتے ہیں تعظیم مسجد ابلہان	اہل دل کو دیتے ہیں تکلیف جان
آن مجاز است این حقیقت اے خران	نیست مسجد جز درون سروران	وہ مجاز اور یہ حقیقت ہے خران	ہے نہ مسجد جز بطون سروران
مسجدے کو اندرون اولیاست	سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست	۲؎ وہ جو مسجد ہے درون اولیا	سجدہ گہ سب کی ہے اور واں ہے خدا
تا دل مرد خدا نامد بدرد	ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد	اہل دل کا جب تلک نے دل دکھا	حق نے ۔ نے اُس قوم کو رسوا کیا
قصد جنگ انبیا میداشتند	جسم دیدند آدمی پنداشتند	قصد جنگ انبیا وہ رکھتے تھے	جسم دیکھا اور بشر سمجھے جاتے
در تو ہست اخلاق آن پیشینیان	چون نمی ترسی کہ تو باشی ہمان	تجھ پہ یہ اخلاق ان اگلوں کی ہے	کیوں نہیں ڈرتا کہ تو وہ ہی بنے
عادت آن ناسپاسان در تو است	نایدت ہر بار دلو از چہ درست	عادت اُن ناالائقوں کی تجھ میں ہے	نے درست ہر ڈول نکلے چاہ سے
آن نشانہا ہمہ چون در تو ہست	چون وز ایشانے کجا خواہی برست	وہ نشانی جو کہ بالکل تجھ میں ہے	جو تو اُن میں سے ہے کب تو بچ سکے

قصہ کودکے کہ در پیش تابوت پدر مے نالید وسخن جوجی

قصہ اُس لڑکے کا کہ باپ کے جنازے کے آگے روتا اور کہنا جوجی کا

کودکے در پیش تابوت پدر	زار می نالید و بر میکوفت سر	۳؎ ایک لڑکا پیش تابوت پدر	روتا تھا اور پیٹتا تھا اپنا سر
کاے پدر آخر کجایت می برند	تا ترا در زیر خاکی بسپرند	اے پدر تجکو کہاں لیجاتے ہیں	تا کہ نیچے خاک کے تجکو رکھیں

۱؎ ایسے الخ ۔ شعر اگر ایسے ہی حاسد ہیں حشر و نشر جانتے ہیں پھر خود کو شمشیر پر کیوں ڈالتے ہیں انبیا ہنستے ہیں تجھ پر تو انہیں ایسا جان کہ اُن کے دل میں سو قیامتیں پوشیدہ ہیں اُن کے سب اجزا دوزخ و جنت ہیں تو وہ اُس سے بالا ہیں جو تو سوچتا ہے اُسکو فنا ہے جو تیری سمجھ میں نہ آئے وہ خدا ہے تو گھر کے دروازے پر گستاخی کسلئے کرتا ہے اگر یہ تو جانتا ہے کہ گھر میں کون ہے یعنے اس خانہ تن کے در پر گستاخی کیوں کرتا ہے تو جانتا نہیں کہ اس گھر میں حق ہے آگے مثل ہے احمق تعظیم مسجد کی کرتے ہیں اور اہل دل کو تکلیف جان کی دیتے ہیں وہ مجاز ہے اور یہ حقیقت ہے اور باطن اولیا کے میں مسجد ہے یعنی دل اولیا مسجد ہے کیونکہ یہ مسجد مجازی اور یہ دل اولیا مسجد حقیقی ہے پس تعظیم اہل دل کی کرنا چاہیئے باقی حال مسجد کا آگے ہے فافہم ۱۲

۲؎ وہ جو الخ ۔ شعر وہ مسجد جو اولیا کے اندر ہے سب کی سجدہ گاہ ہے اور وہاں خدا ہے اہل دل کا جب تک دل نہ دکھا یا حق نے اس قوم کو رسوا نہیں کیا وہ انبیا سے قصد جنگ کا رکھتے تھے جسم کو دیکھتے اور بشر جانتے تھے تجھ میں اگلوں کی بد اخلاقی ہے تو کیوں نہیں ڈرتا ہے کہ وہ تو ہی ہے تجھ میں عادت اُن ناالائقوں کی ہے ہر ڈول درست چاہ سے نہیں نکلتا ہے وہ نشانی کہ جو تجھ میں ہے ان میں نہیں ہے اور تو کب بچ سکے یعنے وہ منافق جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر جانتے تھے اور مقابلہ جنگ کا کرتے تھے پس تجھ میں بھی وہی بد اخلاقی اُن منافقوں کی ہے پس تو اُن نشانیوں سے کب بچ سکتا ہے چنانچہ آگے نشانیوں کا حال جوجی کے قصہ میں ہے مثالاً فرماتے ہیں فافہم ۱۲

۳؎ ایک لڑکا الخ ۔ شعر ایک لڑکا اپنے باپ کے تابوت کے آگے روتا تھا اور سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پدر تجکو کہاں لئے جاتے ہیں تا کہ خاک کے نیچے تجھے رکھیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

می برندت خانهٔ تنگ و زحیر	نے درو قالین و نے فرش حصیر
نے چراغ در شب و نے روز نان	نے دران بوئے طعام و نے نشان
نے درش معمور و نے سقف و نه بام	نے دران بهر ضیائے ہیچ جام
نے دران از بهر مهمان آب و چاه	نے یکے همسایه کو باشد پناه
جسم تو که بوسه گاه خلق بود	چون شود در خانهٔ کور و کبود
خانهٔ بے زینهار و جائے تنگ	کاندران نے روئے بماند نه رنگ
زین نسق اوصاف خانه می شمرد	وز دو دیده اشک خونین می فشرد
گفت جوحی با پدر اے ارجمند	والله این را خانهٔ ما می برند
گفت جوحی را پدر ابله مشو	گفت اے بابا نشانیها شنو
این نشانیها که گفت او یک بیک	خانهٔ ما راست بے تردید و شک
نے حصیر و نے چراغ و نے طعام	نے درش معمور و نے سقف و نه بام
زین نمط دارند بر خود صد نشان	لیک می بینند آنرا طاغیان
خانهٔ آن دل که ماند بے ضیا	از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریکست چون جان جهود	بینوا از ذوق سلطان ودود
نے دران دل تاب نور آفتاب	نے گشاد عرصه و نے فتح باب
گور خوشتر از چنین دل مر ترا	آخر از گور دل خود بر تر آ
زندهٔ و زنده زادی شوخ و شنگ	دل نمیگیرد ترا زین گور تنگ

[له] تجکو لیجاتے ہین اُس گھر تنگ مین	جسمین نے قالین مین نے فرش ہین
نے چراغ شب نه روزن ہے وہان	اور نه کھانیکی بوئے کچھ نشان
نے وہ گھر آباد نه چھت اور نه باغ	روشنی کیواسطے نے وان چراغ
[له] نے وہان پانی ہے مہمان کیلئے	اور نه ہمسایہ ہے جس سے ملے
جسم تیرا جو ستی تھی خلق جو	خانهٔ تاریک مین کیونکر کہ ہو
بے پناہ اک گھر ہے وہ جائے تنگ	که نه انمین منهه دکھی ہو اور نه رنگ
اسطرح اوصاف گھر کے گنتا تھا	ساتھ خون اشک کے وہ روتا تھا
بولا جوحی باپ سے یون اے پدر	واللہ لیجاتے ہین اسکو میرے گھر
بولا جوحی سے پدر ابلہ نه ہو	بولا اے بابا نشانی سب سنو
یہ نشانی اُس نے جو اک اک کہی	ہین ہمارے گھر کی وہ بیشک سبھی
[له] نے چٹائی نے چراغ و نے طعام	اور نه گھر آباد نے چھت و نه بام
اسطرح رکھتے ہین خود پر سو نشان	پر نه اُن کو دیکھتے ہین گمرہان
خانہ اُس دل کا که جو بے نور ہے	پرتو خورشید اللہ پاک سے
تنگ و تیره مثل جان کفار کے	اور مفلس ذوق سے ستار کے
اور نه اُس دل مین ہی نور آفتاب	نے کھلا میدان اور نے فتح باب
گور بہتر ایسے دل سے ہی تجھے	گور دل سے باہر آ تو آپ سے
پیدا زنده سے ہے اور تو زنده ہے	دل نہین گھبراتا ایسی گور سے

سله تجکو الخ شعر تجکو اس تنگ گھر مین لئے جاتے ہین کہ جسمین نه قالین اور نه فرش ہے نه چراغ شب ہے نه روغن وہان ہے اور چیز کھانے پینے کی کچھ نہین ہے نه وہ گھر آباد ہے اور نه چھت و باغ ہے اور نه روشنی کے واسطے چراغ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله نے وہان الخ شعر نے وہان پانی مہمان کے لئے اور نه ہمسایہ که پناہ اس سے ملے تیرا جسم جو خلق جو ستی تھی خانہ تاریک مین کیونکر ہوگا ایک گھر بے پناہ جائے تنگ ہے کہ اُس مین نه منهه دکھے ہے اور نه رنگ اس طرح اوصاف لڑکا گھر کے کہتا تھا اور اشک خونی کے ساتھ روتا تھا جوحی نے کہا که اے میرے باپ اس کو واللہ ہمارے گھر لئے جاتے ہین جوحی سے کہا احمق نه ہو اے بابا نشانی سب سنو یہ گھر کی نشانی اُس نے جو ایک ایک کہی وہ سب ہمارے گھر کی ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله نے چٹائی الخ شعر نه چٹائی اور نه چراغ و نه طعام نه گھر آباد نه چھت نه بام آگے حقائق ہین اسی طرح اولیاء اللہ سو نشان رکھتے ہین ولیکن گمراہ اُن کو دیکھتے نہین اس دل کا گھر جو بے نور ہے پرتو خورشید حق سے تنگ و تیرہ مثل جان کفار کے اور مفلس ہے ذوق ستار سے اور اس دل مین نور آفتاب نہین ہے اور نه میدان کھلا اور نه فتح باب ہوا ایسے دل سے تجھکو گور بہتر ہے تو گور دل سے آپ باہر آ یعنے اولیاء اللہ کا دل اس طرح سو نشانیان رکھتا ہے اور وہ حاذق اُن نشانیون سے ان کو پہچانتا ہے اور تیرے دل کی مثال مردون کی ہے زندہ در گور دل ہے تو زندہ سے پیدا ہے اور خود تو زندہ ہے تیرا دل اس تنگ گور سے نہین گھبراتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یوسف وقتی و خورشید سما　زین چہ و زندان برآ و بنما
یونست در بطن ماہی پختہ شد　مخلصش را نیست از تسبیح بد
گر نبودے او مسبح بطن نون　حبس و زندانش بدی تا یبعثون
آن بہ تسبیح از تن ماہی بجست　چیست تسبیح آیت روز الست
گر فراموشت شد آن تسبیح جان　بشنو این تسبیحہائے ماہیان
ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست　ہر کہ دید آن بحر را او ماہی ست
این جہان دریا و تن ماہی و روح　یونس محجوب از نور صبوح
گر مسبح باشد از ماہی رہید　ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید
ماہیان جان درین دریا پرند　تو نمی بینی کہ کورے ونژند
بر تو خود را میزنند آن ماہیان　چشم بکشا تا بہ بینی شان عیان
ماہیان جملہ روح بے جسد　نے در ایشان کبر و کین و نے حسد
ماہیان را گر نمی بینی پدید　گوش تو تسبیح شان آخر شنید
صبر کردن جان تسبیحات تست　صبر کن کانست تسبیح درست
ہیچ تسبیحے ندارد آن درج　صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
صبر چون پل صراط آن سو بہشت　ہست با ہر خوب یک لالاے زشت
تا ز لالا میگریزی وصل نیست　زانکہ لالا را ز شاہد فصل نیست
تو چہ دانی ذوق صبر اے شیشہ دل　خاصہ صبر از بہر آن شوخ چگل

تو ہے[۱] یوسف اور خورشید سما　چاہ زندان سے نکل اور منہ دکھا
تو ہی یونس بطن ماہی مین پکا　تو نہ چھٹتا پر تو طاعت سے چھٹا
پڑھتا مچھلی مین نہ وہ تسبیح کو　رہتا بس تا یبعثون زندان مین وہ
برکت تسبیح سے اس سے چھٹا　کیا ہے تسبیح الستی وہ صدا
تو اگر بھولا وہ تسبیح جان　سن تو یہ تسبیحہائے ماہیان
جسنے[۲] اللہ دیکھا اللّٰہی ہوا　جسنے دریا دیکھا وہ ماہی ہوا
یہ جہان دریا و مچھلی جسم ہے　روح یونس ہے چھپی جو نور سے
گر پڑھے تسبیح مچھلی سے چھٹے　ورنہ اسمین فانی ہو اور نے بچے
مچھلیان جان کی ہین دریا مین بھری　تو نہین دیکھے کہ ہے اندھا دلی
ڈالتی مین خود کو تجھپر مچھلیان　کھول آنکھین دیکھ تو انکو عیان
مچھلیان سب روح ہین اور بے جسد　اور نہ ان مین کبر و کینہ نے حسد
مچھلیون کو گر نہ دیکھے ظاہرا　انکی تسبیحون کو آخر تو سنا
صبر[۳] کرنا تیرا طاعت کی ہے جان　صبر کر تسبیح بہتر ہے وہ جان
کوئی طاعت وہ نہ رکھتی ہے درج　صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج
صبر ہے جو پل صراط اس سو بہشت　ساتھ اک ہر خوب کے خادم ہے زشت
بھاگے تو خادم سے جبتک ہو وصل　کیونکہ خادم کو نہین شاہد سے فصل
شیشہ دل تو صبر کا کیا جانے ذوق　صبر شاہد کے لیے ہے سب سے فوق

۱؎ تو ہے الخ یعنی شعر تو یوسف و خورشید فلک ہے تو چاہ و زندان سے نکل اور منہ دکھا تو یونس ہے اور بطن ماہی مین پکا ہے تو نہین چھٹا اگر تو تسبیح سے چھٹا اگر وہ مچھلی مین تسبیح نہ پڑھتا قیامت تک زندان مین وہ رہتا تسبیح کی برکت سے اس قید سے چھٹا وہ تسبیح کیا ہے صدائے الستی ہے اگر چہ وہ تسبیح جان کی بھولا تو سن یہ تسبیحہائے جان ماہیان اولیاء اللہ کی تسبیح صدائے اللہ ہے کہ اس تسبیح کے سبب سے جان اولیا اس ماہی جسم سے نکلکر افلاک پر پہونچی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ جس نے اللہ الخ یعنی شعر جس نے اللہ کو دیکھا اللّٰہی ہوا جس نے دریا سے دنیا کو دیکھا وہ ماہی ہوا آگے حقائق مین جہان دریا و جسم مچھلی ہے روح یونس چھپی جو نور سے اگر تسبیح پڑھے مچھلی جسم سے نجات پائے ورنہ اس مین فانی ہو اور نہ بچے مچھلیان جان کی دریا مین بھری ہین خود کو تجھ پر مچھلیان ڈالتی ہین اور آنکھین کھول اور ان کو دیکھ ظاہر تو وہ مچھلیان سب روح ہین اور بے جسم کی ہین اور نہ ان مین کبر و کینہ و حسد ہے اگر تو ان کو ظاہر نہ دیکھے ان کی تسبیحون کو آخر سنا ہوگا یعنے ارواح اولیاء اللہ کی اس عالم مین ہین اے طالب تجھ پر وہ نور کو ڈالتی ہین مگر تو انھین نہین دیکھتا ہے ان کی تسبیحون کو تو تو نے سنا ہوگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ صبر کرنا تیرا الخ یعنی شعر صبر کرنا تیرا تسبیح کی جان ہے صبر کر وہ تسبیح بہتر ہے کوئی تسبیح وہ درجہ نہین رکھتی ہے صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے صبر مانند پل صراط کے ہے اور خوب بہشت ہے ہر یک خوب کے ساتھ ایک خادم زشت ہے یعنی ہر ایک راحت کے ساتھ ایک رنج و تکلیف ہے جب تک تو خادم سے بھاگے گا کب وصل ہو کیونکہ خادم کو معشوق سے فصل نہین ہے تو مثل شیشے کے نازک دل ہے تو صبر کا کیا ذوق جانے صبر معشوق کے واسطے سب سے فوق ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

مرد را ذوق از غزا و کر و فر ‏ مر مخنث را بود ذوق از ذکر
جز ذکر نے دین او نے ذکر او ‏ سوئے اسفل برد او را فکر او
گر بر آید تا فلک از وے مترس ‏ گر بشوق اسفل آموزید درس
او بسوئے سفل میراند فرس ‏ گرچہ سوئے علو جنباند جرس
از علمہائے گدایان ترس چیست ‏ کان علمہا لقمۂ نان را ہی ست
این سخنہا را نکو دریاب تو ‏ ور نمیدانی شنو از باب تو

مرد کو تو کر و فر سے ذوق ہے[1] ‏ اور مخنث کو ذکر سے ذوق ہے
جز ذکر اُس کو نہ ذکر دین ہے ‏ فکر اُس کو جانب اسفل رکھے
گر فلک تک پہونچے اُس سے تو نہ ڈر ‏ شوق سے اسفل کے سیکھا علم گر
سوئے اسفل گھوڑا وہ دوڑائے ہے ‏ گو بجایا گھنٹہ وہ اعلا پہ ہے
اور گدایوں کے علم سے ڈر کیا ‏ وہ علم روٹی کے ٹکڑے کو بنا
جان اچھی طور سے اس بات کو ‏ گر نہ مانے سُن لے باپ سے تو

ترسیدن کودکے از شخص صاحب جثہ و تسکین او آن کودک را

ڈرنا ایک لڑکے کا مرد فربہ سے اور دلاسا دینا اُس کا اُس لڑکے کو

کنگ زفتی کودکے را یافت فرد ‏ زرد شد کودک ز بیم قصد مرد
گفت ایمن باش اے زیبائے من ‏ کہ تو خواہی بود بر بالائے من
من اگر ہولم مخنث دان مرا ‏ ہمچو اشتر بر نشین میران مرا
صورت مردان معنی این چنین ‏ از برون آدم درون دیو لعین
آن دہل را مانی اے زفت چو باد ‏ کہ بر آن شاخ را میکوفت باد
روبہے اشکار خود را باد داد ‏ بہر طبلے ہمچو خیک پر ز باد
چون ندید اندر دہل او فربہی ‏ گفت خوکے بہ ازین خیک تہی

طفل تنہا مرد فربہ کو ملا[2] ‏ مرد کے بس قصد سے لڑکا ڈرا
بولا مت ڈر مجھ سے اے جانی مرے ‏ کہ تو چاہے مین چڑھاؤن آپ پے
ورنہ تو مجکو مخنث جان کے ‏ چڑھ تو مانند اونٹ کے دوڑا مجھے
مرد صورت معنی مین اس طرح سے ‏ ظاہر آدم اور باطن دیو ہے
جو ہوا سے پھولا وہ اس ڈھول کو ‏ کوٹتا اس چوب سے تھا اُسکو دو
بس شکار اپنے کو چھوڑا روبہ نے ‏ ڈھول کی خاطر کہ مثل مشک ہے
جو نہ دیکھا گوشت اُسنے ڈھول مین ‏ بولی خوک اس مشک سے خوش ہے مین

[1] مرد کو الخ یعنی شعر مرد کو کر و فر سے ذوق ہے اور مخنث کو ذکر سے ذوق ہے یعنی پیران ریاکار طالب دنیا مخنث ہین سوائے ذکر کے اُس کو نہ ذکر دین ہے فکر اس کو جانب اسفل کے رکھتی ہے اگر فلک تک پہونچے اس سے نہ ڈر کہ اس نے اسفل کے شوق مین علم سیکھا طرف اسفل کے وہ گھوڑا دوڑاتا ہے گو اعلیٰ پر وہ گھنٹہ بجاتا ہے اور گدایوں کے علم سے کیا ڈر ہے وہ علم روٹی کے ٹکڑے کے لئے ہے یعنے وہ ذکر فکران ریاکاروں کا مثل مداری کی جھیری کے ہے روٹی مانگنے کے لئے ہے تو اس بات کو اچھی طور سے جان اگر تو نہین جانتا ہے اپنے باپ سے سُن لے یعنے یہ راز مرشد سے معلوم کر لے کہ پیران ریاکار بظاہر صورت مارکی رکھتے ہین چنانچہ اس کی مثال مین قصہ مخنث کا آگے فرماتے ہین خافہم ۱۲

[2] طفل الخ یعنی شعر ایک طفل تنہا مرد فربہ کو ملا قصد سے مرد کے لڑکا ڈرا کہا کہ مجھ سے مت ڈر اے جانی میرے کہ جو تو چاہے مین خود پر چڑھاؤن تو مت ڈر مجھ کو مخنث جان تو مجھ پر سوار ہو اور اونٹ کے مانند چلا آگے حقائق ہین صورت مین مرد اور معنی مین ایسے کہ ظاہر آدم اور باطن مین دیو جو ہوا سے پھولا ہے اس ڈھول کو وہ اُس چوب سے کوٹتا تھا بجاتا تھا آگے اس کی مثال ہے روبہ نے اپنے شکار کو چھوڑا اُس ڈھول کی خاطر جو کہ مانند مشک کے پھولا تھا جب تک کہ اُس نے گوشت اس ڈھول مین نہ دیکھا کہا اس مشک سے خوک بہتر ہے اور وہ ڈرتی ہے صدائے ڈھول سے اور عاقل اُس کو اس قدر کوٹے کہ چپ رہے یعنے یہ ریاکار دنیا کے مخنث ہین طالبان دنیا اس سے ڈرتے ہین اور عارفون کے مقابل مین چپ ہین جیسے تیرانداز کے مقابل مین سوار عاجز ہوا چنانچہ اس کا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین خافہم ۱۲۔

روبہان ترسند ز آواز دہل | عاقلش چندان زند کہ لا تقل
ڈرتے ہیں روبہ صدائے ڈھول سے | عاقل اتنا کوٹے تا وہ چپ رہے

قصہ تیر اندازے و ترسیدن او از سوارے کہ در بیشہ می رفت

یک سوارے با سلاح و بس مہیب | میشد اندر بیشہ بر اسپے نجیب
تیر اندازے بحکم او را بدید | پس ز خوف او کمان را در کشید
تا زند تیرے سوارش بانگ زد | من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد
ہان و ہان منگر تو در زفتی من | کہ کمم در وقت جنگ از پیرزن
گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش | بر تو می انداختم از ترس خویش
بس کسان را آن سلح بستن بکشت | بے رجولیت چنان تیغے بہ مشت
گر بپوشی تو سلاح رستمان | رفت جانت چون نباشی مرد آن
جان سپر کن تیغ بگزار اے پسر | ہر کہ بے سر بود زین شر برد سر
آن سلاحت حیلہ و مکر توست | ہم ز تو زائیدہ ہم جان تو خست
چون نکردی ہیچ سودے زین حیل | ترک حیلہ کن کہ پیش آید دول
چون یکے لحظہ نخوردی بر ز فن | ترک فن گو میطلب رب المنن
چون مبارک نیست بر تو این علوم | خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
چون ملائک گو کہ لا علم لنا | یا الٰہی غیر ما علمتنا
یک حکایت بشنو اے صاحب قبول | در میان عقل و جہل بو الفضول

قصہ ایک تیر انداز کا اور ڈرنا اسکا ایک سوار سے کہ جنگل میں جاتا تھا

ایک کس[1] ہتھیار بند و باوقار | جاتا جنگل میں تھا گھوڑے پر سوار
ایک تیر انداز نے دیکھا اُسے | بس کمان کو کھینچا اُسنے خوف سے
تیر تا مارے کہا اسوار نے | میں ہوں بڈھا گرچہ فربہ جسم ہے
ہاں نظر مت کر مٹاپے پر مرے | کم ہوں بڑھیا سے میں وقت جنگ کے
بولا جا اچھا کیا ورنہ ترے | مارتا اک تیر اپنے خوف سے
اُس سلح بندی نے مارا بیر کو | بے جوانمردی کے باندھے تیغ جو
رستموں کے باندھے گر ہتھیار تو | جان جائے مرد اُس کا جو نہ ہو
جان کو کر ڈھال پھینک اب تیغ کو | سر بچائے شر سے بے سر جو کہ ہو
وہ ترے ہتھیار حیلہ مکر ہیں | تجھسے پیدا ہیں وہ تیری جان لیں
جو نہ پایا فائدہ اس مکر سے | مکر کو تو چھوڑ تا دولت ملے
تو نے پھل کھایا نہ دم بھر فن سے جو | چھوڑ فن کو طالب رزاق ہو
یہ علوم اب نا مبارک ہیں تجھے | خود کو کر بے عقل بھاگ آفات سے
جوں ملائک کہہ کہ لا علم لنا | یا الٰہی غیر ما علمتنا
اک حکایت تم سنو اہل بیان | عقل کے اور جہل کے درمیان

[1] ایک کس الخ ہ شعر ایک شخص ہتھیار بند اور باوقار جنگل میں جاتا تھا گھوڑے پر سوار ایک تیر انداز نے اُسے دیکھا اور خوف سے کمان کو کھینچا تاکہ تیر مارے سوار نے کہا میں ضعیف ہوں اگرچہ فربہ جسم ہوں خبردار تو میرے مٹاپے پر نظر مت کر میں بڑھیا سے بھی کم ہوں وقت لڑائی کے تیر انداز بولا اچھا کیا تو جا ورنہ تیرے ایک تیر مارتا اپنی خوف جان سے آگے اس کے حقائق ہیں فانہم ۱۲ اس سلح بندی نے الخ ہ شعر بیر کو اس سلح بندی نے مارا جو کہ بغیر جوانمردی کے تیغ باندھی یعنی بیر سلح بندی کے سبب سے مارا گیا آگے رستموں کے ہتھیار باندھے جان جائے جو اس میں مرد نہ ہووے جان ڈھال کر اور تیغ کو پھینک شر سے سر کو بچائے جو کوئی کہ بے سر ہو وہ ہتھیار ترے مکر و حیلے ہیں تجھ سے پیدا ہیں اور جان تیری لیں جو فائدہ اس مکر سے نہ پایا پس مکر کو چھوڑ تاکہ دولت ملے تو نے جو دم بھر پھل نہ کھایا فن سے تو فن کو چھوڑ اور طالب رزاق ہو یہ علوم تجھ سے نامبارک ہیں خود کو بے عقل کر اور بھاگ آفتوں سے اور ملائک کے مانند کہہ کہ نہیں ہے علم مجھ کو اے خدا سوا اس کے وہ جو علم دیا تو نے ہم کو یعنے یہ عقل علم دنیا نامبارک ہے تو اس کو چھوڑ دے دنیا سے خود کو بچا کہ نجات ہو ایک حکایت تم سنو اے لوگو عقل اور جہل کے درمیان فہم من فہم ۱۲ عسہ نہیں ہے علم ہم کو ۱۲ سگوہ جو علم تو نے دیا ہم کو ۱۲۔

حکایت آن اعرابی که ریگ در جوال کرد وملامت دانشمند

یک عرابی بار کرده اشترے | در جوال زفت از گندم پرے
وان جوال دیگرش از ریگ پر | هر دو را او بار کرده بر شتر
او نشسته بر سر هر دو جوال | یک حدیث انداز کرد او را سوال
از وطن پرسید و آوردش بگفت | واندر آن پرسش بسے درہا بسفت
بعد از ان گفتش که آن هر دو جوال | چیست آگنده بگو مصدوق حال
گفت اندر یک جوالم گندم است | در دگر ریگے نه قوت مردم است
گفت تو چون بار کردی این رمال | گفت تا تنها نماند آن جوال
گفت نیمے گندم آن تنگ را | در دگر ریز از پئے فرهنگ را
تا سبک گردد جوال و هم شتر | گفت شاباش اے حکیم اهل حر
این چنین فکر دقیق و رائے خوب | تو چنین عریان پیاده در لغوب
رحمش آمد بر حکیم و عزم کرد | که بر اشتر بر نشاند نیک مرد
باز گفتش اے حکیم خوش سخن | شمهٔ از حال خود هم شرح کن
این چنین عقل و کفایت که تراست | تو وزیرے یا شہے برگوے راست
گفت این هر دو نیم از عامه ام | بنگر اندر حال اندر جامه ام
گفت اشتر چند داری چند گاو | گفت نے این و نه آن ما را مکاو

حکایت[1] اُس اعرابی کی که ریتا گون مین بھرا اور ملامت کرنا عقلمند کا

ایک اعرابی نے لادی اونٹ پر | ایک جانب گون گیہون سے بھر
دوسری جانب کو گون اک ریت سے | بھر کے لادی دونون اُسنے اونٹ پر
بیٹھا دونون گون کے سر پر وہ جا | ایک سخن گو نے سوال اُس سے کیا
پس[2] وطن کو پوچھا باتین اس سے کین | اور باتون مین حکایتین کہین
پوچھا دونون گون مین کیا ہے بھرا | سچ کہو مجھسے کہ کیا اس مین کہا
بولا گیہون مین بھرے اک گون مین | ریت سے پر دوسری کہتا ہون مین
بولا ریتا کس لئے تو نے بھرا | بولا گون اک کیسے تنہا لادتا
بولا اک مین گیہون آدھے بھرتا تو | اور آدھے دوسرے مین رکھتا تو
تاکہ ہلکی ہوتی گون اور اونٹ بھی | بولا شاباش اے حکیم فلسفی
ایسی[3] عالی فکر اور رائے نکو | ایسا ننگا اور پیادہ پا ہے تو
رحم آیا اس حکیم اوپر اُسے | کہ بٹھائے اسکو اپنے اونٹ پے
پھر کہا کہ اے حکیم راز گو | حال اپنا کچھ ذرا سا تو کہو
اس طرح کی عقل و دانش ہے تجھے | ہے وزیر اب سچ کہو یا شاہ ہے
بولا دونون سے نہین مین عام ہون | دیکھ میرا جامہ اور حال زبون
بولا کتنے اونٹ کتنے گاو ہین | بولا نے یہ اور نہ وہ ہون رنج مین

---

[1] حکایت ہشتم عقل وجہل کے فرق مین ہے ایک ترجمہ شعر ایک اعرابی نے اونٹ پر لادی ایک جانب گون گیہون سے بھری دوسری جانب ایک گون ریت سے بھر کر دونون گون کے سر پر جا کے بیٹھا ایک سخن گو نے اس سے سوال کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پس وطن کو الخ ترجمہ شعر پس وطن کو پوچھکر اس سے باتین کہین اور باتون مین حکایتین اس سے کہین اور پوچھا دونون گون مین کیا بھرا ہے مجھ سے سچ کہہ اس مین کیا رکھا ہے کہا کہ ایک گون مین گیہون بھرے ہین اور دوسرے گون مین ریت رکھتا ہون مین نے کہا ریت تو نے کس لئے بھرا ہے کہا ایک گون تنہا کیسے لادتا کہا ایک گون مین گیہون آدھے تو بھرتا آدھے دوسری مین تو رکھتا تاکہ گون ہلکی ہوتی اور اونٹ بھی کہا شاباش اے حکیم فلسفی باقی [illegible] کے مولانا بیان فرمائے ہین فافہم ۱۲ [3] ایسے الخ ترجمہ شعر ایسی عالی فکر اور رائے نیک والا اور پیادہ پا ہے تو رحم [illegible] حکیم پر [illegible] آیا کہ اس کو بٹھا دے اپنے اونٹ پر پھر کہا اے حکیم اپنے راز تو بتا اپنا حال کچھ تو کہہ ایسی عقل و دانش ہے تو وزیر ہے سچ کہہ یا بادشاہ ہے کہا مین دونون سے نہین ہون ایک عام آدمی ہون [illegible] کہا کتنے اونٹ گاو تیرے پاس ہین کہا نہ یہ نہ وہ مین تو رنج مین ہون کہا اسباب تیرے دکان [illegible] ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

گفت رختت چیست بارے در کان — گفت یارا کو دکان و کو مکان
نے ز قوت و نے رخوت و نے قماش — نے متاع و نیست مطبخ نیست آش
گفت پس از نقد پرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند
کیمیائے زر عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است
گنج بنہادہ باشی در دکان — نیست عاقل تر ز تو کس در جہان
گفت واللہ نیست یا وجہ العرب — در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب
پا برہنہ تن برہنہ میدوم — ہر کہ نانے میدہد آنجا روم
مر مرا زین حکمت و فضل و ہنر — نیست حاصل جز خیال و درد سر
پس عرب گفتش کہ رو دور از برم — تا نبارد شومی تو بر سرم
دور بر آن حکمت شومت ز من — نطق تو شوم است بر اہل زمن
یا تو آنسو رو من اینسو میروم — ور ترا رہ پیش من واپس شوم
یک جوالم گندم و دیگر ز ریگ — بہ بود زین حیلہائے مرد ریگ
احمقی ام پس مبارک احمقی است — کہ دلم با برگ و جانم متقی است
گر تو خواہی کت شقاوت کم شود — جہد کن تا از تو حکمت کم شود
حکمتے کز طبع آید در خیال — حکمتے نے فیض نور ذوالجلال
حکمت دنیا فزاید ظن و شک — حکمت دینی برد خوف فلک
روبہان زیرک آخر زمان — بر فزودہ خویش بر پیشینیان

بولا کیا اسباب ہے دوکان میں — بولا دوکان ہے نہ مکان رکھتا ہوں میں
نے ہے کھانا کپڑا نے سامان ہے — نے ہے نوکر مطبخ و نے نان ہے
بولا کتنا نقد تیرے پاس ہے — کہ نصیحت دوست تو تنہا چلے
کیمیائے زر عالم تجکو ہے — عقل و دانش کا گہر بس تو رکھے
تو خزانہ گھر میں رکھتا ہوئیگا — ہے نہ عاقل تر جہاں میں تجہ سوا
بولا واللہ کچھ نہیں رکھتا ہوں میں — قوت شب کا بھی نہ اپنے ملک میں
میں برہنہ پا و تنہا ننگے سر — دے جو روٹی جاؤں فوراً اسکے گھر
ہے جو حاصل حکمت و فضل و ہنر — فائدہ مجکو نہیں بجز درد سر
بولا اے اعرابی یاں سے اب تو جا — تا نہ شومی تیری مجہپر ہو بلا
حکمت اپنی شوم مجہ سے دور کر — شوم ہے تیرا کلام کہ خلق پر
تو ادھر جا میں اُدھر کو جاتا ہوں — گر تو آگے جائے میں پیچہے رہوں
گون اک گیہوں کی اور اک ریت کی — بہتر ان حیلوں سے ہے اے اخی
احمقی میری مبارک احمقی — دل ہے باسامان و جان ہے متقی
گر تو چاہے کہ شقاوت ہووے کم — کر تو کوشش تا ہو حکمت تجہ سے گم
جو کہ حکمت ہو خیال و طبع سے — فیض نور حق نہ وہ حکمت رکھے
حکمت دنیا سے شک ہووے فزوں — حکمت دیں فلک پر لیجاتی ہوں
روبہان آخر زمانہ کے عقیل — جانتے ہیں خود کو دانا اگلوں کو ذلیل

۱؎ نے ہے الخ یہ شعر کہا کہ نہ کپڑا ہے نہ سامان ہے نہ نوکر ہے نہ مطبخ و نہ نان ہے کہا نقد تیرے پاس کتنا ہے کہ اے نصیحت گر تو تنہا پھرتا ہے کیمیائے زر عالم رکھتا ہے عقل و دانش کا گوہر تو رکھتا ہے تو گھر میں خزانہ رکھتا ہوگا تیرے سوا عاقل تر جہان میں نہیں ہے کہا واللہ میں کچھ نہیں رکھتا ہوں شب کا کھانا بھی میرے پاس موجود نہیں ہے اور نہ میرے ملک میں ہے میرے پاس شام کے کھانے کو بھی نہیں میں برہنہ پا و تنہا دوڑتا ہوں اس کی طرف جو مجھے روٹی دے میں وہان جاتا ہوں جو حکمت عقل و ہنر حاصل کیے بجز درد سر کے کچھ فائدہ مجکو نہیں ہے آگے جواب اعرابی کا ہے فافہم ۱۲ ۲؎ بولا الخ یہ شعر اعرابی نے کہا اب تو جا یہاں سے تا شومی تیری مجھ میں بلا نہ ہو تو اپنی حکمت شوم مجھ سے دور کر تیرا کلام اب خلق پر شوم ہے تو اُدھر کو جا میں اُدھر کو جاتا ہوں گون ایک گیہوں اور ایک ریت کی تیرے ان حیلوں سے بہتر ہے میری احمقی مبارک احمقی ہے دل باسامان و جان متقی ہے اگر تو چاہے کہ شقاوت کم ہووے کوشش کر تاکہ حکمت تجھ سے گم ہووے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۱۲ ۳؎ جو کہ حکمت الخ یہ شعر جو کہ حکمت خیال و طبیعت سے ہووے فیض حق کا سے وہ حکمت نہیں رکھے دنیا کی حکمت سے شک زیادہ ہووے دین کی حکمت آسمان پر لے جاوے عقلمند آخر زمانے کے خود سے اگلوں کو ذلیل جانتے ہیں یعنے ریاکاران دنیا خود کو اگلوں سے عقلمند جانتے ہیں حیلے سیکھے اور رہگزر ہو زمان ہوئے اور مکر و حیل سب حاصل کیے صبر و بخشش و سخاوت نفس وجود سب چھوڑا جو کہ اکسیر اور فائدے کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

حیلہ آموزان جگرہا سوختہ / فعلہا و مکرہا آموختہ
صبر و ایثار و سخاے نفس و جود / باز دادہ کان بود اکسیر سود
فکر آن باشد کہ بکشاید رہے / راہ آن باشد کہ پیش آید شہے
شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود / نے بمخزنہا و گوہر شہ شود
تا بماند شاہی او سرمدی / ہمچو عز ملک دین احمدی
تا قیامت نیست شرعش را زوال / گشتہ دور از ملک او عین الکمال

حیلے سیکھے اور جگر سوزاں ہوئے / اور مکر و حیل سب حاصل کیے
صبر و بخشش اور سخاوت نفس و جود / سب کو چھوڑا جو کہ تھے اکسیر سود
فکر وہ ہی ہے جو کہ کھولے راہ کو / راہ وہ ہی جو ملاوے شاہ کو
شاہ وہ ہی جو کہ خود سے شاہ ہو / نے زر و گوہر سے ہو اور شاہ ہو
اسکی شاہی تا کہ ہووے سرمدی / جیسے عز ملک دین احمدی
تا قیامت شرع اسکی لازوال / دور ہے اسکے ملک سے عین الکمال

کرامات ابراہیم ادہم بر لب دریا

ہم ز ابراہیم ادہم آمدہ است / کو ز راہے بر لب دریا نشست
دلق خود میدوخت آن سلطان جان / یک امیرے آمد آنجا ناگہان
آن امیر از بندگان شیخ بود / شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود
خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او / گشتہ دیگر گون ز خلوت خلق او
کو رہا کرد آنچنان ملک شگرف / برگزید از فقر بس باریک حرف
ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را / می زند بر دلق سوزن چون گدا
ملک ہفت اقلیم ضائع می کند / چون گدا بر دلق سوزن می زند
شیخ واقف گشت از اندیشہ اش / شیخ چون شیر است و دلہا بیشہ اش
چون رجا و خوف در دلہا روان / نیست مخفی بر وے اسرار نہان
دل نگہدارید اے بیحاصلان / در حضور حضرت صاحب دلان

کرامات ابراہیم ادھم کی کنارۂ دریا پر

ذکر ابراہیم ادہم کا سنو / راہ چلتے بیٹھے اک دریا پہ وہ
گدڑی اپنی سیتے تھے سلطان جاں / اک امیر اس جا پہ آیا ناگہاں
وہ امیر اک بندگان شیخ تھا / شیخ کو پہچان کے سجدہ کیا
شیخ و گدڑی اسکی سے حیران تھا / اسکی تنہائی سے حیران وہ ہوا
اسنے چھوڑا ایسا بس ملک شگرف / اور لیا ہے فقر سے باریک حرف
چھوڑ کر اس ملک ہفت اقلیم کو / سیتا ہے مثل گدا گدڑی کو وہ
ملک ہفت اقلیم ضائع کرتا ہے / اور گدڑی جوں گدا کے سیتا ہے
شیخ آگہ اسکے خطرہ سے ہوا / شیر ہے وہ اور دل ہے بیشہ سا
دل میں جیسے خوف و رجا رکھے روان / اسپہ سب ظاہر ہیں اسرار نہاں
دل نگہ رکھو تم اے بے حاصلو / اہل دل کی جو حضوری تم کو ہو

لہ فکر وہ ہے الخ ۲ شعر فکر وہ ہے جو کھولے راہ کو اور راہ وہ ہے جو کہ ملادے شاہ کو اور شاہ وہ ہے جو کہ خود سے شاہ ہو نہ کہ زر و گوہر الکمل شاہ ہو کہ اس کی شاہی ہمیشہ ہووے جیسے عزت دین احمدی کی قیامت تک ہے اور اسکی منزلت لازوال ہے اُن کے ملک سے دور ہے نظر بد یعنی عقل و فکر وہ ہے جو راہ باطن کی کھولے اور بادشاہ وہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملادے یا مرشد سے واصل کر دے کہ بادشاہی اُن کی ہمیشہ لازوال ہے پس بلند شاہت حق کی بہتر ہے جیسے حضرت ابراہیم ادہم نے بادشاہت دنیا کو چھوڑا اور بادشاہت عقبی کو حاصل کیا چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ ذکر ابراہیم الخ ۸ شعر ذکر ابراہیم ادہم کا سنو راہ چلتے ہوئے دریا پر بیٹھے اپنی گدڑی سیتے تھے ایک امیر ناگہان اس جا آیا وہ امیر ایک بندگان شیخ سے تھا شیخ کو پہچان کر سجدہ کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ شیخ الخ ۵ شعر شیخ سے اور گدڑی اس کی سے وہ حیران ہوا اور اس کی تنہائی سے متعجب رہا کہ اس نے چھوڑا ایسے بڑے ملک کو اور فقر سے باریک پیشہ کو اختیار کیا اس ملک ہفت اقلیم کو چھوڑ کر سیتا ہے گدڑی کو مثل گدا کے شیخ اس کے خطرے سے آگاہ ہوا کیونکہ شیخ مانند شیر کے اور دل مانند جنگل کے ہے آگے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ دل میں الخ ۲ شعر وہ دل میں مانند خوف و رجا کے رواں ہے اور اسرار جہان اس پر پوشیدہ نہیں تم دل کو حفاظت رکھو جو اہل دل کی حضوری تم کو حاصل ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پیش اہل تن ادب بر ظاہر است
کہ خدا زیشان نہان را ساتر است

پیش اہل دل ادب بر باطن است
زانکہ دلشان بر سرائر فاطن است

تو بعکسے پیش کوران بہر جاہ
با حضور آئی نشینی پایگاہ

پیش بینایان کنی ترک ادب
نار شہوت را از ان گشتی حطب

چون نداری فطنت و نور ہدی
بہر کوران روے را میزن جلا

پیش بینایان حدث در روے مال
ناز میکن با چنین گندیدہ حال

شیخ سوزن زود در دریا فگند
خواست سوزن را بآواز بلند

صد ہزاران ماہی اللہیے
سوزن زر بر لب ہر ماہیے

سر برآوردند از دریاے حق
کہ بگیر اے شیخ سوزنہاے حق

رو بدو کرد و بگفتش کاے امیر
ملک دل بہ یا چنین ملک حقیر

سوے شہر از باغ شاخے آورند
باغ و بستان را کجا آنجا برند

این نشان ظاہر است این بہر است
باطنی جوے و بظاہر پایت

خاصہ باغے کاین فلک یک برگ اوست
بلکہ آن مغزست وین عالم چو پوست

بر نمیداری سوے آن باغ گام
بوے افزون جوے و کن دفع زکام

تا کہ آن بو جاذب جانت شود
تا کہ آن بو نور چشمانت شود

تا کہ آن بو سوے بستانت کشد
دو اتاید مرترا را مدشد

۱ پیش اہل تن ادب ظاہر پہ ہے
کہ خدا پنہان و مخفی اُنسے ہے

پیش اہل دل ادب باطن پہ ہے
کہ ہیں دل اُن کا بھرا اسرار سے

تو بعکس اندھونکے آگے بہر جاہ
بیٹھتا ہے جون مؤدب پیش شاہ

آگے بینا کے ادب چھوڑے تو ہے
اسلیے تو نار شہوت مین پڑے

جو نہین رکھتا ہے تو نور ہدی
لے ہر اندھونکے لیے منھ کو جلا

آگے بینا کے رکھے ناپاک رو
نازمت کر ایسی بدحالت سے تو

۲ پھینکدی دریا مین سوئی شیخ نے
اور پکارا سوئی کو آواز سے

سیکڑون ماہی اللہی نے آ
سوئیان سونیکی زیر لب دبا

سر نکالا اُس حق کے دریا سے عیان
بولین لے اے شیخ حق کی سوئیان

رو بروا اُس سے کہا کہ اے امیر
ملک دل اچھا کہ یہ ملک حقیر

شہر مین لاتے ہین شاخ کُنج باغ سے
اور نہین لاتے ہین باغ اس جگہ سے

یہ نشان ظاہر کا ہے یہ کچھ نہین
ڈھونڈھ باطن کو نہ ظاہر کا یقین

باغ ایسا جسکا پتا آسمان
مغز وہ اور پوست شاخی جہان

۳ کیون نہین اس باغ کو جاتا ہے تو
کر زکام اب دفع زیادہ ڈھونڈھ بو

تاکہ وہ بو کھینچے تیری جان کو
تاکہ وہ بو تیری نور چشم ہو

تاکہ وہ گلشن کو لیجاوے تجھے
اور دکھاوے رہ ہدایت کی تجھے

۱ پیش اہل تن الخ یہ شعر آگے اہل ظاہر کے چاہئے ادب ظاہر پر ہے کہ خدا اُن سے پنہان و پوشیدہ ہے آگے اہل دل کے ادب باطن پر ہے کہ دل اُن کا اسرار سے بھرا ہے تو برعکس آگے اندھون کے مودب ہوتا ہے اور شاہون کی طرح ادب کرتا ہے اور آگے بینا کے تو ادب چھوڑتا ہے اس لیے تو اس آتش شہوت مین پڑتا ہے جو تو نور ہدایت کا نہین رکھتا ہے اندھون کے لیے منھ کو صاف کرتا ہے اور آگے بینا کے ناپاک منھ کو رکھتا ہے تو نازمت کر ایسی بدحالت سے یعنے حکام ظاہر کے روبرو ادب کرتا ہے اور حکام باطن کے روبرو کہ اولیاء اللہ ہین ادب پیش نظر نہین رکھتا ہے کہ اُن کا ضرر عارضی اور اِنکا ضرر ابدی ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۲ پھینکدی الخ پس شیخ نے سوئی دریا مین پھینک دی اور سوئی کو آواز سے پکارا سیکڑون ماہی اللہی آئین اور سوئیان سونے کی ایک ایک منھ مین لے کر سر نکالا اور بولین کہ اے شیخ تو ماہی حق کی سوئیان لے شیخ نے روبرو ہو کر اس سے کہا کہ ملک دل اچھا یا یہ ملک حقیر تا ظاہر یہ تقریبات کر آگے اس کے مثال ہے شہر مین باغ سے ایک شاخ لاتے ہین باغ یہان نہین لاسکتے ہین یعنی کرامت اولیاء اللہ کی ایک قطرہ نمونہ ہے اُس دریاے معنی سے مثل ایک شاخ باغ کے ہے کہ آسمان جسکا پتہ ہے اور وہ مغز ہے اور جہان مانند پوست کے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۳ کیون نہین الخ یہ شعر تو کیون نہین اس باغ کو جاتا ہے زکام دور کر اور زیادہ بو ڈھونڈھو یعنی صفات کو تاکہ وہ بو تیری جان کو کھینچے وہ بو تیری نور چشم ہووے یعنی مشاہدہ صفات سے نور دل زیادہ ہووے تا وہ بو تجھے گلشن کو لیجاوے اور راہ ہدایت سے تجھے دکھاوے تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے اور تیرے سینہ کو منور کرے کہا یوسف ابن یعقوب نے واسطے بو کے ڈالو میرے باپ کے منھ پر [illegible] اس بو کیواسطے احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا روشنی میری آنکھ کی نماز مین ہے ہمیشہ یعنی نماز مین نور چشم دل کا زیادہ ہوتا ہے اور [illegible] مشاہدہ انوار معرفت پر کھلتا ہے صفات الٰہی سے چنانچہ اس دید کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

چشم نابینات را بینا کند	سینہ ات را سینۂ سینا کند	تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے	اور منور سینہ چون سینا کرے
گفت یوسف ابن یعقوب نبی	بہر بوی القوا علی وجہ ابی	بولا یوسف ابن یعقوب نبی	بہر بو القوا علے وجہ ابی
بہر این بو گفت احمد در عظات	دائما قرة عینی فی الصلوٰۃ	واسطے اُس بو کے احمد نے کہا	قرہ عینی فی صلوٰۃ دائما
پنج حس با یکدگر پیوستہ اند	زانکہ این ہر پنج ز اصلی رستہ اند	پانچون حس آپس مین باہم ہین ملے	کیونکہ پانچون ایک جڑ سے ہین اُگے
قوت ہر یک قوت باقیہا شود	مابقی را ہر یکے ساقی شود	قوت ہے ہر اک کا قوت اور دونکا پھر	باقیون کا وہ ہر اک ساقی بنے
دیدن دیدہ فزاید عشق را	عشق اندر دل فزاید صدق را	آنکھ کے دیکھے سے پیدا عشق ہو	عشق سے دل مین زیادہ صدق ہو
صدق بیداری ہر حس میشود	حسہا را ذوق مونس می شود	صدق ہر اک حس کی بیداری کھے	اور حسونکا ذوق بس مونس بنے
چون یکے حس در روش بگشاد بند	مابقی حسہا ہمہ مبدل شوند	ایک حس باطن جو کھولے بند کو	مابقی ہر ایک حس تبدیل ہو

آغاز منور شدن حواس عارف بنور غیب

شروع منور ہونا حواس عارف کا ساتھ نور غیب کے

چون یکے حس غیر محسوسات دید	گشت غیبی بر ہمہ حسہا پدید	غیر محسوس ایک حس کو جو ملا	سب حسون پر غیب بس ظاہر ہوا
چون ز جو جست از گلہ یک گوسفند	پس پیاپے جملہ زانسو بر جہند	بھیڑ اک گلہ کی کودی نہر سے	اُسکے پیچھے کودین جملہ اس جگہ سے
گوسفندان حواست را بران	در چرا از اخرج المرعی چران	ہانک بھیڑون کو جو ہونگی چرین	اخرج المرعی کے صحرا مین چرین
تا در آنجا سنبل و ریحان چرند	تا بگلزار حقائق رہ برند	اُس جگہ تا سنبل و ریحان چرین	راہ گلزار حقائق کی چلین
ہر حست پیغمبر حسہا شود	جملگی حسہا دران جنت رود	تیری ہر حس ہو حسونکی اک رسول	ہوئے اس جنت مین ہر حس کا نزول
حسہا با حس تو گویند راز	بے زبان و بے حقیقت بے مجاز	تیرے حس سے سب حسین کہوین راز	بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
کین حقیقت قابل تاویلہاست	وین توہم مایہ تخییلہاست	یہ حقیقت ذاتی تاویلون کی ہے	یہ توہم پونجی تخئیلون کی ہے

سلہ پانچون حس الخ۔ شعر پانچون حس آپس مین باہم ملے ہین کیونکہ پانچون ایک ہی جڑ سے اُگے ہین عند اسہ ایک حس کی قوت اور دونکی ہوتی ہے یعنی عارف کی جبکہ ایک حس مشاہدہ یار سے رنگین ہوتی ہے تو وہ حس دوسری حسون کو رنگین کر دیتی ہے مگر آنکھ کے دیکھنے سے عشق زیادہ ہوتا ہے اور صدق ہر ایک حس کو بیدار کرتا ہے اور حسون کا ذوق مونس بنتا ہے ایک حس باطن مین حجاب کو کھولے ہر ایک حس کا حال مستور بدل جائے یعنے حس چشم باطن جبکہ بینا ہوتی ہے تو باقی حسین بھی رنگین ہو جاتے ہین چنانچہ حسون کے رنگین ہونے کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ غیر محسوس الخ۔ شعر ایک حس کو جب غیر محسوس دکھائی دیا سب حسون پر غیب ظاہر ہوا یعنے ایک حس کو جب معنی کشوف ہو تو باقی سب حسون کو غیب کھلا آگے اس کی مثال ہے ایک بھیڑ گلون سے کودی نہر مین اس کے پیچھے سب بھیڑین کودین اس جگہ یعنے حس کو بھیڑ چال کہتے ہین جو کہ حواسون کی بھیڑین ہین اُن کو ہانک تا چراگاہ خارج کی صحرا مین چرین یعنے باطن مین ایک جگہ تا سنبل و ریحان کھائین اور سیر گلزار حقائق کی کرین تیری ہر ایک حس دوسرے حواسون کی رسول ہو اور سب حسون کا جنت مین نزول ہو تیری حس سے سب حسین راز کہین بے زبان اور بے حقیقت اور بے مجاز سے یہ حقیقت ذاتی تاویل کی ہے یہ توہم پونجی تخئیلون کی ہے یعنی حقیقت پر راہ ہے لفظ سے کوئی تاویل اس مین نہین ہوتی ہے اور یہ توہم خیالات ہین پس اور حسین راز تیری حس سے بغیر اس حقیقت لفظی و توہم خیالی اور زبان ظاہر کی بجھے کہین باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ عسہ ڈالو اوپر منہ میرے باپ کے ۱۲ عسہ روشنی میری آنکھ کی نماز مین ہے ۱۲ عسہ خارج کیا چراگاہ مین ۱۲۔

آن حقیقت کان بود عین عیان — هیچ تاویلے نگنجد در میان
چونکه هر حس بندهٔ حس تو شد — مر فلکها را نباشد از تو بد
چونکه دعوی میرود در ملک پوست — مغز آن که بود قشر آن اوست
چون تنازع افتد اندر تنگ گاه — دانه از کیست آن را کن نگاه
پس فلک قشرست و نور روح مغز — این پدیدست آن خفی زین رو بلغز
جسم ظاهر روح مخفی آمده است — جسم همچون آستین جان همچو دست
باز عقل از روح مخفی تر بود — حس بسوے روح زوتر ره برد
جنبشے بینی بدانی زنده است — این ندانی کو ز عقل آگنده است
تا که جنبشهاے موزون سر کند — جنبش مس را بدانش زر کند
زان مناسب آمدن افعال دست — فهم آید مر ترا که عقل هست
روح وحی از عقل پنهان تر بود — زانکه او غیبست او زان سر بود
عقل احمد از کسے پنهان نشد — روح وحیش مدرک هر جان نشد
روح وحی را مناسبهاست نیز — در نیابد عقل کان آمد عزیز
که جنون بیند گهے حیران شود — زانکه موقوفست تا او آن شود
چون مناسبهاے افعال خضر — عقل موسی بود در دیدش کدر
نامناسب می نمود افعال او — پیش موسی چون نبودش حال او

وہ حقیقت کہ وہ عین عیان ہی[1] — نے کوئی تاویل اسمین ہو سکے
تیری حس کی بندہ ہر حس جو ہوئی — کب فلک کو تجھسے ہو چارہ گری
کیسے دعوی ہوئے ملک پوست سے — تخم جسکا ملک اُسکا پوست ہی
اس جہان میں جبکہ اک جھگڑا پڑے — دانہ کسکی ملک ہے تو جان لے
آسمان ہی پوست دانہ روح ہی — یہ ہی ظاہر اور وہ مخفی رہے
جسم ظاہر روح مخفی آئی ہی — آستین سا جسم جان جون ہاتھ ہی
پھر روح سے مخفی زیادہ عقل ہے — عقل سے حس جلد روح کو پا سکے
دیکھکر حرکت کو زندہ جانتے ہی[2] — پہ یہ کب ہی جانے کہ اسمین عقل ہے
جبکہ موزون حرکتین جاری رہینگے — عقل سے تانبے کی حرکت زر کرے
وہ مناسب فعل ہاتھون سے کئے — جب سمجھ آئے تجھے کہ عقل ہے
روح وحی کی ہی خفی تر عقل سے — کیونکہ وہ ہی اس سے آگے غیب سے
عقل احمد کی کسی سے نے چھپی — روح وحی اسکی نہ ہر جان پر کھلی
روح وحی کو نسبتین ہین اے عزیز — کر سکے ہے عقل کب اُسکو تمیز
گہ جنون دیکھے گہے حیران ہو — کیونکہ موقوف ہی نہ جبتک ویسے ہو وہ
جیسے[3] احوال خضر کی نسبتین — عقل موسی پر مکدر تہین
نامناسب سارے وہ افعال تھے — جو کہ موسی کو نہ وہ احوال تھے

سلہ وہ حقیقت الخ، شعر اور وہ حقیقت کہ بالکل عیان ہے اس مین تاویل نہین ہو سکتی ہے تیرے حس کی ہر ایک حس تابع ہوئی کب فلک کو تجھ سے چارہ گری ہو کیسے دعوی ملک پوست دنیا پر ہووے جس کا ملک تخم ہے اُس کا پوست ہے جہان مین جب کہ ایک جھگڑا پڑے دانہ کسکی ملک ہے تو جان لے آگے حقائق ہین آسمان پوست اور دانہ باغ ہے جسم ظاہر ہے اور روح پوشیدہ ہے آئی روح جسم مثل آستین کے اور جان مانند ہاتھ کے ہے اور روح سے زیادہ پوشیدہ ہے پس حس روح کو عقل سے جلد پا سکتی ہے آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲
سلہ دیکھکر الخ، شعر حرکت کو دیکھکر زندہ جانتے دلیکن یہ نہ جانے کہ اسمین عقل ہے جبکہ وہ حرکت موزون کرے عقل سے حرکت تانبے کی زر کرے دو فعل مناسب ہاتھ سے کرے جب سمجھ مین تیری آئے کہ عقل ہے یعنی حس اُنکو جلدی سمجھے بہ نسبت عقل کے کہ عقل روح سے زیادہ پوشیدہ ہے کیونکہ اور روح اُس کی عقل سے زیادہ پوشیدہ ہے کیونکہ وہ غیب کی اس رمز سے ہے عقل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پوشیدہ نہین ہے اور انکی روح رگ نہ ہر جان ہے اے عزیز روح وحی کو نسبتین ہین عقل اسکو کب تمیز کر سکتی ہے کہ جنون دیکھے دگاہ حیران ہو کیونکہ موقوف ہو جب تک وہ ایسا نہ ہووے یعنے حس بہ نسبت عقل کے روح کو جلد معلوم کر سکتی ہے اور بہ نسبت روح وحی کے عقل بھی نہین تمیز کر سکتی ہے کیونکہ موقوف ہے اس بات پر جبتک کہ عقل وحی نہین ہو جائے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲
سلہ جیسے احوال الخ، شعر جیسے نسبتین احوال خضر علیہ السلام کی حضرت موسی علیہ السلام کی دید مین مکدر تہین وہ احوال نامناسب سمجھے تھے کہ احوال موسی کا حال نہ تھا جبکہ عقل موسی غیب مین بند ہو تہے پھر موسی کی عقل کیا چیز ہے علم تقلید رونق کیواسطے ہے اگر مشتری پائے تو رونق دکھاو اور علم تحقیق کا حق مشتری ہے اسکے بازار کی ہمیشہ رونق ہے یعنی دینے مین ہمیشہ ست ہوتے ہین مشتری بعید کو کہ اللہ خریدار ہے باقی مثال اسکی آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

عقل جزوی چون شود در غیب بند ، عقل جزوی چون بود ای ارجمند
عقل جزوی غیب میں جب ہووے بند ، جزوی کی پھر عقل کیا اے ارجمند

علم تقلیدی بود بہر فروخت ، چون بیابد مشتری خوش برفروخت
عقل تقلیدی ہے رونق کیلیے ، مشتری جب پائے تو رونق رکھے

مشتری علم تحقیقی حق است ، دائما بازار او با رونق است
علم تحقیقی کا حق ہے مشتری ، اسکی رونق ہو سدا بازار کی

لب ببسته مست در بیع و شری ، مشتری بیحد که الله اشتری
مست خاموش لیتے دیتے ہیں سدا ، مشتری بیحد کہ اللہ اشتری

درس آدم را فرشته مشتری ، محرم درسش نه دیو است و پری
۱ درس آدم کا فرشتہ مشتری ، درس اسکا جانے کب دیو و پری

آدم انبئهم باسما درس گو ، شرح کن اسرار حق را مو بمو
آدم انبئهم باسما کہتا ہے ، شرح کرنیوالا اسرار حق کا ہے

آنچنان کس را که کوته بین بود ، در تلون غرق و بی تمکین بود
ایسے مردم کو کہ کوتہ بین ہو وہ ، اور تلون طبع بے تمکین ہو وہ

موش گفتم زانکه در خاک است جاش ، خاک باشد موش را جائے معاش
اسلیے چوہا کہا کہ خاک سے ، کہاتا ہے اور خاک میں رہتا وہ ہے

راہہا دارد ولے در زیر خاک ، ہر طرف او خاک را کردست چاک
راستے جانے ہے لیکن زیر خاک ، ہر طرف وہ خاک کو کرتا ہے چاک

نفس موشی نیست الا لقمه رند ، قدر حاجت موش را عقلے دہند
نفس ہے چوہا نفس لیکن لقمہ سے ، قدر حاجت کے چوہا حس پائے ہے

زانکه بے حاجت خداوند عزیز ، کے ببخشد ہیچ کس را ہیچ چیز
کیونکہ بے حاجت خداوند عزیز ، کب کسی کو دیتا ہے وہ کوئی چیز

گر نبودے حاجت عالم زمین ، نافریدے ہیچ رب العالمین
۲ ہوتی گر بیکار عالم کی زمین ، پیدا کب کرتا وہ رب العالمین

وین زمین مضطرب محتاج کوه ، گر نبودے نافریدے پر شکوه
رکھتی نے حاجت زمین کو بیقرار ، کوہ کو پیدا نہ کرتا باوقار

ور نبودے حاجت افلاک ہم ، ہفت گردون نافریدے از عدم
گر نہوتی حاجت افلاک بھی ، ہوتی پیدا آتش نہ سات افلاک کی

آفتاب و ماه و این استارگان ، جز بحاجت کے پدید آید عیان
چاند سورج اور ستارے کہکشان ، کب سوا حاجت کے آئے ہیں عیان

پس کمند ہستہا حاجت بود ، قدر حاجت مرد را آلت بود
ہستیوں کی بس کمند حاجت بنی ، قدر حاجت مرد کی آلہ ہوئی

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود ، تا بجوشد از کرم دریائے جود
جلد حاجت کو بڑھا محتاج تو ، تاکہ آئے جوش میں بحر جود کو

این گدایان رہ و ہر مبتلا ، حاجت خود می نماید خلق را
۳ یہ گدا او مبتلا سے راہ رو ، حاجت اپنی ہیں بتاتے خلق کو

کوری و لنگی و بیماری و درد ، تا ازین حاجت بجنبد رحم مرد
اندھاپن اور مفلسی اور درد و ، رحم اس حاجت سے تا ہمرد کو

ا؎ درس آدم الخ یعنی شعر درس آدم کے فرشتے مشتری ہیں درس اُس کا کب جانتا دیو اور پری ترجمہ اے آدم خبردار کر ہم کو ساتھ اُن کے ناموں کے کہ سر حق کا شرح کرنے والا ہے ایسے مردم کو کہ وہ کوتہ بین ہو اور تلون طبع بغیر تمکین کے ہو اس لیے اس کو چوہا کہا کہ خاک سے وہ کہاتا ہے اور خاک میں رہتا ہے لیکن زیر خاک ہر طرف وہ خاک کو کھودتا ہے نفس چوہا نہیں ہے لیکن کھاتا ہے مقدار بات سے پاتا ہے کیونکہ بغیر حاجت کے حق تعالےٰ کب کسی کو کوئی چیز دیتا ہے یعنی علم تقلیدی رونق دنیا کے واسطے ہے اور علم تحقیق خدا کے واسطے ہے اہل تقلید مثل موش کے خاک میں رہتے ہیں اور خاک کھاتے ہیں آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲ ۲؎ ہوتی گر الخ یعنی شعر اگر بیکار عالم کی زمین ہوتی زمین کب پیدا کرتا وہ رب العالمین اگر زمین بیقراری نہ کرتی کوہ با وقار پیدا نہ کرتا اگر حاجت افلاک نہ ہوتی پیدا آتش ساتوں فلک کی نہ ہوتی چاند و سورج ستارے و کہکشان کب سوا حاجت کے پیدا ہوئے ہیں بس ہستیوں کی کمند حاجت بنی ہے اور بقدر حاجت وہ مرد کی آلہ ہوتی ہے اے حقائق کے محتاج تو جلد حاجت کو بڑھا تاجوش میں دریا جود کا آئے یعنی جبکہ کل ہستی پابند حاجت کی ہوتی ہے لہٰذا محتاج تو بھی اپنی حاجت زیادہ کر کہ مراد بر آئے آگے مثال ہے فافہم ۱۲ ۳؎ یہ گدا الخ یعنی شعر گدا اور مبتلا وغیرہ گو اپنی حاجت بتاتے ہیں مخلوق کو اندھا اور مفلس اور درد تاکہ رحم اس حاجت سے مردم کو ہووے کوئی بھی یہ کہتا ہے کہ روٹی مجھکو دو کہ آسودہ ہوں اور مال زکٰوۃ کا مجھکو دو آگے دوسری مثال ہے فافہم ۱۲

هیچ گوید نان دهید ای مردمان — که مرا آلاست و انبارست و خوان
چشم ننهادست حق در کور موش — زانکه بی چشمش چریدن هست خوش
میتواند زیست بی چشم و بصر — فارغ است از چشم اندر خاک تر
جز بدزدی او برون ناید ز خاک — تا کند خالق از آن دزدیش پاک
بعد از آن پر یابد و مرغی شود — چون ملایک جانب گردون رود
هر زمان در گلشن شکر خدا — او بر آرد همچو بلبل صد نوا
کای رهاننده مرا از وصف زشت — ای کننده دوزخی را چون بهشت
در یکی پیه نهی تو روشنی — استخوانی را دهی سمع ای غنی
چه تعلق آن معانی را بجسم — چه تعلق فهم اشیا را به اسم
لفظ چون وکرست و معنی طایرست — جسم جوی و روح آب سایرست
ور روانی روی آب جوی فکر — نیست بی خاشاک خوب و ناخوشی
او روانست و تو گویی واقفست — او دوانست و تو گویی عاکفست
گر نبینی سیر آب از جابجا — چیست بر وی نو بنو خاشاکها
هست آن خاشاک صورتهای فکر — نو بنو در میرسد اشکال بکر
روی آب جوی فکر اندر روش — نیست بی خاشاک محبوب و وحش
قشرها بر روی این آب روان — از ثمار باغ غیبی شد دوان
قشرها را مغز اندر باغ جو — زانکه آب از باغ می آید بجو

کوئی کہتا ہے کہ روٹی مجکو دو — کہ مین آسودہ ہوں کھاتا مال کو
۵۱ دین چھچھوندر کو نہ آنکھیں اسلیے — کیونکہ بے آنکھوں کے چرتی خوب ہے
زندگی کرتی ہے بے چشم و بصر — چشم سے فارغ ہے زیر خاک تر
اور چھپے چوری سے نکلے خاک سے — پاک اس چوری سے تا خالق کرے
بعدہ پر نکلیں اور وہ مرغ ہو — چون ملائک جائے وہ افلاک کو
۵۲ گلشن شکر خدا مین ہر زمان — مثل بلبل کے کہے سو داستان
کہ چھڑایا مجکو بد اوصاف سے — ای تو کرتا جون جنان دوزخ کو ہے
ایک چربی مین تو رکھے روشنی — ایک ہڈی مین سماعت ای غنی
کیا تعلق تن سے اس معنی کو ہے — کیا تعلق فہم کو ہے اسم سے
معنی جون طائر ہے اور لفظ آشیان — جسم نہر و روح ہے آب روان
رخ روان مین آب جوئے فکر کا — نے ہے بے خاشاک نیک و بد سوال
وہ روان اور تو کہے ٹھہرا ہوا — وہ دوان اور تو کہے ٹھہرا ہوا
۵۳ گر نہین چلتا ہے پانی جابجا — تو نبو کیون آتی ہین خاشاک کہا
فکر کی ہین صورتین خاشاک وہ — یہ نئی ہین شکل نادر نو بنو
آب جاری فکر کا جو رخ کہ بہے — بے خس و خاشاک بطور خوب کے
چھلکے ہین اس آب جاری پر روان — باغ غیبی کے پھلوں کے ہین نشان
باغ مین جا مغز ان چھلکون کا لے — نہر مین آتا ہے پانی باغ سے

۵۱ دین چھچھوندر الخ یہ شعر چھچھوندر کو اس سبب سے آنکھیں نہیں دین کیونکہ بغیر آنکھوں کے اندھے پن نبی ہین یعنی چشم روشنی بینائی نہیں رکھتی ہین پس زندگی بغیر چشم و بصر کے کرتی ہے اور چشم سے فارغ ہے زیر خاک کے چوری چھپے سے نکلے ہے تاکہ اس چوری سے خدا پاک کرے بعدہ پر نکلیں اور وہ مرغ ہو اور مثل ملائک کے افلاک پر چلے یعنے وہ کہ چھچھوندر اپنے نابینا ہونے پر شرم کرتی ہے اور اسی شرم کے لحاظ سے شب کو پوشیدہ چرنے نکلتی ہے اس واسطے بقول مشہور حق اس کو مرغ چمگادڑ بنا دیتا ہے اور وہ آسمان پر اڑتی ہے اسی طرح عارفان دنیا میں سے جو اپنی کور باطنی پر شرمسار ہوں حق تعالی ان کی جان کو اس عالم میں مرغ تیز پرواز کرتا ہے کہ عرش و لامکان کی سیر کرتا ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ گلشن الخ یہ شعر وہ ہر زمان گلشن خدا میں مثل بلبل کے سو داستان کہے کہ اے خدا مجھ کو بد اوصاف سے چھڑایا الخ تو دوزخ کو مانند جنت کے کرتا ہے ایک طرف چربی چشم میں نور روشنی رکھتا ہے ایک طرف استخوان گوش میں سمع رکھتا ہے تن سے کیا تعلق اس معنی کو ہے فہم کو کیا تعلق اسم سے ہے معنی مانند طائر کے اور لفظ مانند آشیانہ کے جسم نہر اور روح آب روان ہے مگر رخ آب جو سے فکر کا روانگی سے نہیں معلوم ہوتا ہے بے خاشاک نیک و بد کے وہ روان ہے اور تو کہتا ہے ٹھہرا ہوا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ اگر نہیں یہ شعر اگر نہیں پانی جابجا چلتا ہے تو خاشاک نو بنو کیوں آتے ہیں فکر کی صورتیں وہ خاشاک ہیں کہ نئی نئی صورتیں نادر کرتے ہیں بے خس آب جاری معلوم ہو کہ بے خس و خاشاک نیک و بد کے اس آب جاری پر چھلکے روان ہیں باغ غیب کے یعنی پھلوں کی نشانی ہیں ان چھلکوں کا مغز علم میں جا کر کہ پانی نہر میں آتا ہے باغ سے باقی حال آگے ہے

گر نہ بینی رفتن آب حیات	بنگر اندر جوی این سیر نبات	گر نہ دیکھے چلتا تو آب حیات	نہر میں تو دیکھ یہ سیر نبات
آب چون انبہ تر آید در گذر	زود کند قشر صورہا تر گذر	نہر میں کثرت سے پانی ہو روان	چھلکے صورت کے ہوں جلد اس سے دوان
چون بغایت تیز شد این جو روان	غم نپاید در ضمیر عارفان	جو بہت جاری ہوئی نہر روان	غم نہیں رکھتے ہیں دل میں عارفان
چون بغایت ممتلی بود و شتاب	پس نگنجد اندر و الا کہ آب	جو نہایت بھر گئی اور ہو شتاب	کچھ نہیں اسمیں سماوے لیکن آب

طعنہ زدن بیگانہ در شان شیخ وجواب گفتن مرید شیخ

طعنہ مارنا ایک ناواقف کا ایک شیخ کی شان میں اور جواب دینا اسکے مرید کا

آن یکی یک شیخ را تہمت نہاد	کو بدست و نیست بر راہ رشاد	شیخ پر ابلہ نے اک تہمت رکھی	کہ وہ بد ہے اور نہیں ہے متقی
شارب خمرست و سالوس و خبیث	مر مریدان را کجا باشد مغیث	ہے شرابی اور بد مکار بس	کب مریدوں کا وہ ہو فریادرس
آن یکی گفتش ادب را ہوش دار	خرد نبود این چنین ظن بر کبار	ایک بولا اس سے گستاخی نکر	عیب گیری تو بزرگوں کی نکر
دور ازو دور از اوصاف او	کہ ز سیلی تیرہ گردد صاف او	دور اس سے دور اوصاف اسکے ہے	اسکا صاف اک سیل سے گندلا بنے
این چنین بہتان منہ بر اہل حق	کاین خیال تست برگردان ورق	اہل حق پہ ایسا بہتان مت رکھے	یہ تخیل ہیں ترے تو چھوڑ دے
این نباشد ور بود اے مرغ خاک	بحر قلزم را ز مرداری چہ باک	یہ نہ ہو اور ہو اگر اے مرغ خاک	بحر کو مردار سے کیا خوف و باک
نیست دون القلتین و حوض خرد	کہ تواند قطرۂ از کار برد	کم نہیں ہے قلتین و حوض سے	کہ کرے بیکار اک قطرہ اسے
آتش ابراہیم را نبود زیان	ہر کہ نمرودیست گو میترس ازان	آگ ابراہیم کو نقصان نہ دے	جو کہ نمرودی ہو وہ اسمیں جلے
نفس نمرودست و عقل و جان خلیل	روح در عین ست و نفس اندر دلیل	نفس ہے نمرود و عقل و جان خلیل	عین میں ہے روح و نفس اندر دلیل
این دلیل راہ رہرو را بود	کو بہر دم در بیابان گم شود	یہ دلیل راہ رہروں کو ہو	کہ بیابان میں نہ بھولیں راہ وہ
واصلان را نیست جز چشم و چراغ	از دلیل و راہ شان باشد فراغ	واصلوں کو نے سوا چشم و چراغ	اور دلیل و راہ سے انکو فراغ

سلہ گر نہ الخ یہ شعر اگر آب حیات چلتا نہیں دکھائی دیتا ہے نہر میں تیر خاشاک کو دیکھ جس نہر میں پانی کثرت سے روان ہو صورت کے چھلکے جلد اس سے دوان ہوں جو نہر روان بہت جاری ہوتی ہے دل میں عارف غم نہیں رکھتے ہیں جو نہایت بھر گئی اور جاری ہو اسمیں کچھ نہیں سماتا لیکن ہر ایک انسان کی آب روح نہر میں جاری ہے مگر آب کی روانی معلوم نہیں ہوتی ہے خاشاک کی روانگی سے رخ پانی کا معلوم ہوتا ہے اسی طرح آب علم کا رخ خیالات کے آنے جانے سے معلوم ہوتا ہے پس وہ خیالات ثمرات گلشن معنی کے چھلکے ہیں پس جدھر سے یہ خیالات آتے ہیں تو ادھر کی جانب جا باغ معنی کے وجود عارف میں تیز پانی جاری ہے تو وہ چھلکے جلدی اس سے گذر جاتے ہیں کہ عارف کے دل میں رنج و خوشی نہیں ٹھہرتا ہے کہ آب روح اسکا تیرہ ہو چنانچہ مثال اسکی قصہ شیخ میں آگے ایسے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ شیخ را الخ شعر ایک ابلہ نے ایک شیخ پر تہمت کی کہ وہ بد ہے اور متقی نہیں ہے کہ شراب پیتا ہے اور مکار بد ہے وہ کب مریدوں کا فریادرس ہو ایک شخص نے کہا کہ اس سے گستاخی نہ کر اور عیب گیری بزرگوں کی نہ کر اور اس کے اوصاف دور ہیں کہ اس کا اوصاف ایک ضرب لاٹھی سے گندلا ہووے اہل اللہ پہ ایسا بہتان نہ کر یہ تیرے خیالات ہیں تو چھوڑ دے یہ امر نہ ہو اور اگر ہو اے مرغ خاک مردار سے بحر قلزم کو کیا نقصان ہے وہ کم نہیں ہے قلتین حوض سے کہ اس کو ایک قطرہ کام سے کھو دے آگے اس کی مثال ہے آگ ابراہیم کو نقصان نہ دیا جو نمرودی ہے وہ اسکو جلانے کو نہیں جیسے شہید و مرد جانے کو نہ پاک ہوتے بقول الاستناع ہر چیز کو مکان نمک شد نمک شد پانی آگے اس کے معنی میں فافہم ۱۲ سلہ نفس الخ یہ شعر نفس نمرودی ہے عقل جان خلیل روح عین میں ہے اور نفس دلیل میں اگر ہر دو دلیل راہ ہو کہ بیابان میں وہ راہ کو نہ بھولیں واصلوں کو چشم و چراغ کے نہیں ہے اور ان کو دلیل کی ضرورت نہیں اور وہ دلیل جو بیان کیئے ہیں تو ہر خیال کیلئے بیان کرتے ہیں یعنی تو مقام سبب میں ہو اور نفس دلیل کو کہتا ہے کہ راہ کو ڈھونڈے ہیں جس کو دلیل کی طلب نہیں اسکی مثال ہے وہ قدم

گر دلیلی گفت آن مرد وصال ۔ گفت بہر فہم اصحاب جدال
بہر طفل نو پدر تی تی کند ۔ گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
کم نگردد فضل استاد از علو ۔ گر الف چیزے ندارد گوید او
از پئے تعلیم آن بستہ دہن ۔ از زبان خود برون باید شدن
در زبان او بباید آمدن ۔ تا بیاموزد ز تو او علم و فن
پس ہمہ خلقان چو طفلان وے اند ۔ لازم است آن پیر را در وقت پند
آن مرید شیخ بدگوینده را ۔ آن بکفر و گمرہی آگندہ را
گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز ۔ ہین مکن با شاہ و با سلطان ستیز
حوض با دریا اگر پہلو زند ۔ خویش را از بیخ ہستی بر کند
نیست بحرے کو کران دارد کہ تا ۔ تیرہ گردد او ز مردار شما
بحر را حدست و اندازہ بدان ۔ شیخ و نور شیخ را نبود کران
پیش بیحد ہر چہ محدود ست لاست ۔ کل شیء غیر وجہ اللہ فناست
کفر و ایمان نیست آنجائیکہ اوست ۔ زانکہ او مغزست و این دو رنگ و پوست
این فناہا پردۂ آن وجہ گشت ۔ چون چراغ خفتہ اندر زیر طشت
پس سر این تن حجاب آن سرست ۔ پیش آن سر این سر تن کافرست
کیست کافر غافل از ایمان شیخ ۔ کیست مردہ بیخبر از جان شیخ
جان نباشد جز خبر در آزمون ۔ ہر کرا افزون خبر جانش فزون
جان ما از جان حیوان بیشتر ۔ از چہ زان رو کہ فزون دارد خبر

مرد واصل نے دلیلین جو کہین ۔ لڑنے والون کے سمجھنے کو کہین
باپ بچہ کے لیے تی تی کرے ۔ گرچہ عقل اسکی پیمائش جہان ہے
کم نہ ہو استاد کا فضل و ہنر ۔ گر الف خالی کہے وہ اے پسر
واسطے تعلیم اُس نادان کے ۔ چھوڑنا اپنی زبان کو چاہیے
بولنا اسکی زبان کو چاہیے ۔ تاکہ علم و فن وہ تجھ سے سیکھ لے
جو کہ سب مخلوق اسکی طفل ہے ۔ پیر کو کرنا نصیحت چاہیے
اُس مرید پیر نے اُس مرد کو ۔ بولا اُس گمراہ اور بیہودہ کو
خود کو تو مت مار تیغ تیز پر ۔ جنگ سلطانون سے تو ہرگز نہ کر
ہمسری جو حوض دریا سے کرے ۔ اپنی ہستی کی اکھیڑے جڑ تو ہے
یہ نہ وہ دریا کنارہ جسکا ہو ۔ تاکہ اُس مردار سے گندہ ہو وہ
حد و اندازہ ہے دریا کا بھلا ۔ شیخ و نور شیخ ہے بے انتہا
جو کہ محدود آگے بیحد کے ہے لا ۔ کل شیء غیر وجہ اللہ فنا
کفر و ایمان ہے نہ وان سمجھے وہ دو ۔ کیونکہ وہ مغز اور یہ رنگ و پوست دو
یہ فنا پردہ ہوئی اُس ذات کی ۔ جو چراغ اک طشت کے نیچے خفی
تن کا یہ سر اک حجاب اُس سر کا ہے ۔ آگے اُس سر کے یہ سر کافر سا ہے
کون کافر غافل ایمان شیخ ۔ کون مردہ بیخبر با جان شیخ
آزمائش مین ہو جان ہو جز خبر ۔ جسکو زیادہ ہو خبر جان بیشتر
جان حیوان سے ہماری جان بیشتر ۔ اسلیے کہ زیادہ رکھتی ہے خبر

؎۱ کم نہ ہو الخ یعنی شعر اُستاد کا فضل و ہنر کم نہ ہو اگر وہ خالی الف کہے واسطے تعلیم نادان کے اپنی زبان کو چھوڑنا چاہیے اور اُس کی زبان بولنا چاہیے اُس کی عقل سے چاہیے نصیحت کرنا یعنے اُستاد بچہ کی تعلیم کو اُس کی زبان کے موافق بولتے ہین و اصلان حق اگرچہ دلائل کہین تو اُن کے کمال مین کچھ کمی نہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ؎۲ اُس مرید پیر الخ یعنی شعر اس شخص کے مرید نے اس گمراہ و اس بیہودہ کو کہا کہ خود کو مت ڈال تیغ تیز پر اور سلطانون سے تو ہرگز نہ لڑ حوض اگر ہمسری دریا سے کرے تو اپنے آپ کو برباد کرے دریا گندہ نہین ہوتا یعنی شیخ کا ناپیدا کنار ہے شراب مردار سے کب گندہ ہوتا ہے باقی اس کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؎۳ حد و اندازہ الخ یعنی شعر دریا کا تو حد و اندازہ ہے شیخ و نور شیخ بے انتہا ہے کہ جو محدود ہے وہ آگے بیحد کے لا ہے ترجمہ سب شے سوا وجہ اللہ کے فنا ہے وہ جس جا ہے وہان نہ کفر نہ ایمان ہے کیونکہ وہ مغز ہے اور دونون رنگ و پوست ہین محسوسات تو فانی اس ذات کا پردہ ہے جیسے ایک چراغ طشت کے نیچے پوشیدہ ہو اسرار تن اسرار یعنی تن چھپانے والا ظاہر کا ہے یہ بھید اس بھید کے سامنے کافر سا ہے غافل ایمان شیخ سے کون کافر ہے اور کون مردہ بیخبر جان شیخ سے ہے یعنی جو ایمان شیخ سے غافل ہے وہ کافر ہے اور جو جان شیخ سے بیخبر ہے وہ مردہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۴ آزمایش الخ یعنی شعر ہنگام آزمائش کے جان نہین ہے بجز خبر کے جسکو زیادہ ہے وہ جان زیادہ ہے اور ہماری جان سے جان فرشتہ زیادہ ہے کہ وہ حس مشترک نہین رکھتے ہین فرشتہ سے جان اہل دل کی زیادہ ہے اے ذو فنون تو حیرت مت کر اسلیے اسکا مسجود آدم ہوا اسکی جان اُنکی حقیقت سے سوا ہے ورنہ سجدہ کیلیے بدترون کے بہترون کو حکم کب لائق ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پس فزون از جان ما جان ملک — کو منزہ شد ز حس مشترک
وز ملک جان خداوندان دل — باشد افزون تو تحیر را بہل
زان سبب آدم بود مسجودشان — جان او افزون ترست از بودشان
ورنہ بہتر را سجود دون تری — امر کردن ہیچ نبود در خوری
کے پسندد عدل و لطف کردگار — کہ گلے سجدہ کند در پیش خار
جان چو افزون شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جان جملہ چیزہا
مرغ و ماہی و پری و آدمی — زانکہ او بیش است و ایشان در کمی
ماہیان سوزن گر دلقش شوند — سوزنان را رشتہا تابع بوند

جان ہماری سے فزون جان ملک — کہ نہ رکھتے ہیں وہ حس مشترک
اور ملک سے جان اہل دل فزون — ہوئے تو مت کر تحیر و فنون
انکا مسجود اس لیے آدم ہوا — اسکی جان انکی حقیقت سے سوا
بدتروں کے ورنہ سجدہ کیلیے — بہتروں کو حکم کب شایان ہے
[1] لطف اللہ کب پسند اسکو کرے — کہ کرے گل سجدہ آگے خار کے
جو زیادہ تن میں جان سعید ہوئی — اسکی تابع جان ہوئی کب چیز کی
مرغ مچھلی اور پری اور آدمی — کیونکہ وہ زیادہ ہے کم ہیں یہ کمی
اسکی گدڑی سینے والی مچھلیان — رشتہ کو تابع رکھیں ہیں سوئیان

بقیہ قصۂ ابراہیم ادہم بر لب دریا و آن امیر

باقی قصہ ابراہیم ادہم کا کنارۂ دریا پر اور اس امیر کا

چون نفاذ امر شیخ آن میر دید — ز آمد ماہی شدش وجدے پدید
گفت اہ ماہی ز پیران آگہ است — شہ تنے را کو لعین درگہ است
ماہیان از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زین دولت و ایشان سعید
سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — گشت دیوانہ ز عشق و فتح باب
پس تو اے ناشستہ رو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
با دم شیرے تو بازی میکنی — با ملائک ترکتازی میکشی
بد چہ میگوئی تو خیر محض را — ہین ترفع کم شمر آن خفض را
بد چہ باشد مس محتاج مہان — شیخ کہ بد کیمیاے بیکران
مس اگر از کیمیا قابل نبد — کیمیا از مس ہرگز مس نشد

[2] شیخ کا وہ حکم جاری میر نے — دیکھا مچھلی پہ ہوا وجد اک اُسے
بولا مچھلی کو ہے چیزون سے خبر — لعنتی ہم اُسپر جبکہ ہو ملعون بشر
پیر سے آگہ ہون مچھلی ہم بعید — ہم شقی دولت سے ہون اور وہ سعید
بس کیا سجدہ وہ اور روتا چلا — عشق کی خواہش سے دیوانہ بنا
[3] اے سیہ رو بس یہ کیسی بات ہے — اور حسد اور جنگ کسکے ساتھ ہے
کرتا ہے بازی تو دم سے شیر کی — اور فرشتون پر یہ حملہ آوری
اب تو خیر محض کو بد مت کہے — ہان تو اک درجہ سمجھ کم شرع سے
بد ہے کیا تانبا کہ وہ محتاج ہے — شیخ کیا ہے کیمیا اک جان کے
کیمیا تانبے کو گر زر نہ کرے — کیمیا تانبے سے کب تانبا بنے

[1] لطف اللہ الخ ۱۲ شعر لطف اللہ کب اس کو پسند کرے کہ گل سجدہ آگے خار کے کرے یعنی جان اولیاء اللہ کی سب مخلوق کی جان سے بہتر و برتر ہے پس جو جان کہ زیادہ ہوئی سعید ہوئی کہ اسکے تابع کب پیر کی حالت ہوئی مرغ مچھلی اور پری اور آدمی کی رکھتے ہیں کیونکہ اولیا زیادہ ہیں کیونکہ مچھلیاں اس کی گدڑی سینے والی ہیں جیسے سوئی رشتہ کو تابع رکھتی ہے یعنی اولیاء اللہ کل مخلوق سے برتر ہیں اور سب شے کی جانیں ان کی تابعدار ہیں آگے رجوع بقصہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ کے ہے فافہم ۱۲ [2] شیخ کا وہ حکم الخ ۱۲ شعر وہ حکم جاری شیخ کا امیر نے مچھلیوں پر دیکھا ایک وجد اس کو ہوا اور کہا کہ مچھلیوں کو پیر سے خبر ہے لعنت ہے اس پر بشر ملعون ہو مچھلیاں پیر سے آگاہ ہوں اور ہم بعید دولت سے شقی ہوں اور وہ سعید پس اس نے سجدہ کیا اور روتا چلا اور خواہش سے دیوانہ ہوا آگے رجوع ہے طرف قصہ شیخ کے فافہم ۱۲ [3] اے سیہ رو الخ ۵ شعر اے سیاہ رو یہ بات کیسی ہے اور حسد و جنگ کس کے ساتھ ہے تو شیر کی دم سے بازی کرتا ہے اور فرشتوں پر یہ حملہ لاتا ہے تو اب خیر محض کو بد مت کہہ ہاں ایک درجہ کم سمجھ شیخ کو شریعت سے یعنی وہ شیخ خیر محض ہے مگر بسبب شراب پینے کے کہ شریعت میں حرام ہے ایک درجہ شریعت میں کم سمجھے تو وہ کہ خیر محض ہے ایک درجہ کم ہونے سے اس کا کیا ہوتا ہے پس بد کیا ہے تانبا کہ وہ محتاج ہے اور شیخ کیا ہے ایک کیمیا ہے اگر کیمیا تانبے کو زر نہ کرے تو کیمیا تانبا نہیں ہے اگر شیخ نے تجھ کو نہ رنگا پس شیخ میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بد چه باشد سرکش آتش عمل	شیخ که بود عین دریای ازل	بد ہے کیا اک آتش سرکش عمل	شیخ کیا ہے عین دریائے ازل
بد که باشد قالب ظلمت فزا	شیخ که بود عکس انوار خدا	بد ہے کیا اک قالب ظلمت فزا	شیخ کیا ہے عکس انوار خدا
بد چه باشد آتشی پر درد و سوز	شیخ آب کوثرست اندر تموز	بد ہے کیا اک آتش پر سوز و درد	شیخ کیا ہے آب کوثر سخت سرد
دائم آتش را بترسانند ز آب	آب کے ترسد هرگز ز التهاب	آگ کو بس ہیں ڈراتے آب سے	آگ سے ہرگز نہ ڈرتا آب ہے
در رخ مه عیب بینی می کنی	در بهشتی خار چینی می کنی	ماہ میں تو دیکھتا ہے عیب کو	اور چنتا خار جنت میں ہے تو
گر بهشت اندر روی تو خار جو	هیچ خار آنجا نیابی غیر تو	جائے گر جنت میں کانٹا ڈھونڈھتا	کانٹا تو پائے نہ واں اپنے سوا
می بپوشی آفتابی در گلی	رخنه می جوئی ز بدر کاملی	ڈالتا ہے خاک تو خورشید پے	بدر میں سوراخ کوئی ڈھونڈھتا ہے
آفتابی کو بتابد در جهان	بهر خفاشی کجا گردد نهان	آفتاب ایسا کہ چمکائے جہان	کب ہو چمگادڑ کی خاطر وہ نہان
عیبها از رد پیران عیب شد	غیبها از رشک پیران غیب شد	عیب کل پیرون کے رد سے عیب ہے	غیب رشک پیر سے بس غیب ہے
یار را دوری ز خدمت یار باش	در ندامت جان کنی در کار باش	دور گر خدمت سے ہے تو یار ہو	گر تو خدمت سے ندامت جان کو
تا ازان راحت نسیمی می رسد	آب رحمت را چه بندی از حسد	تاکہ اس رہ سے نسیم آئے تجھے	آب رحمت کیون حسد سے روکے ہے
گر تو دوری دم بجنبان تو دم	حیث ما کنتم فولوا وجهکم	دور اگر ہے تو ہلا دو اپنی دم	حیث ما کنتم فولوا وجہکم
چون خری در گل فتد از گام تیز	دمبدم جنبد برای عزم خیز	دوڑنے سے شل خر گل میں پھنسا	دوڑنے کو دمبدم ہے توڑتا
جای را هموار نکند بهر باش	داند او کو نیست آن جای معاش	وہ برابر جا نہ رہنے کو کرے	جانتا ہے نہ معاش اس جائے ہے
حس تو از حس خر کمتر بدست	کو دل تو زان وحلها بر نجست	حس خر سے تیری حس کمتر ہوئی	دل ترا اس گل سے نہ نکلا کبھی
در وحل تاویل رخصت میکنی	چون نمیخواهی کزان دل بر کنی	گل میں تاویل دل رہنے کی کرے	کیون نہ چاہے تو کہ دور اس سے رہے
کاین روا باشد مرا من مضطرم	حق نگیرد عاجزی را از کرم	ہون میں بھوکا تین دن کا ہے روا	کہ پکڑتا ہے نہ عاجز کو خدا

۵۱ بد ہے الخ یہ شعر کیا چیز ہے ایک آتش عمل سرکش ہے اور شیخ کیا ہے عین دریائے ازل ہے بد ایک قالب ظلمت کا زیادہ کرنے والا ہے اور شیخ کیا ہے انوار خدا کا عکس ہے بد کیا ہے ایک آتش پر سوز و درد ہے شیخ کیا ہے آب کوثر سرد ہے پس آتش کو ڈراتے ہیں آب سے آب نہیں ڈرتا ہے یعنی شراب آتش ہے اور شیخ آب ہے پس شیخ سے شراب کو خوف ہو نہ شیخ شراب سے ڈرے تو ماہ میں عیب دیکھتا ہے اور خار چنتا ہے جنت میں اگر تو جنت میں خار ڈھونڈھنا چاہے تو وہاں اپنے سوا نہیں پائے تو خورشید پہ خاک ڈالتا ہے بدر میں کوئی سوراخ ڈھونڈھتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ آفتاب ایسا الخ یہ شعر ایسا آفتاب کہ جہان کو روشن کرے وہ چمگادڑ کی خاطر پوشیدہ ہو وے پس عیب کل پیرون کی رد سے عیب ہے اور غیب رشک پیرون سے غیب ہے یعنی جس فعل کو سب پیرون نے رد کیا ہے وہ عیب ہے اور جس راز کو سب پیرون نے پوشیدہ کیا وہ غیب ہے بموجب شریعت کے اگر تو خدمت سے دور ہے یار ہو اور خدمت کر و جان کو ندامت دے تاکہ اس راہ سے تجھ کو نسیم آئے رحمت کو کیون حسد سے روکتا ہے یعنی تو اولیا سے خدمت کر کے فیض حاصل کر اور خدمت سے محروم مت رہ اگر تو اولیا سے دور ہے تو اپنی دم دو سے بلا یعنی ارادہ کر ترجمہ حیث ما کنتم جہاں اپنے منھ کو پھیرو طرف مسجد حرام کے اور اگر دوڑنے سے شل خر کے گل میں پھنسا ہے اور دوڑنے کے واسطے دمبدم گل میں تو دم مارتا ہے پس وہ جگہ رہنے کو برابر نہ کرے جانتا ہے کہ معاش اس جا پر نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ حس خر الخ یہ شعر پس حس خر سے تیری حس کمتر ہوئی دل تیرا اس گل دنیا سے کبھی نہ نکلا گل میں تاویل کرتا ہے اور کیون نہیں چاہتا ہے کہ اس سے دور رہے یعنی خر جو گل میں پھنسا ہے تو اس سے نکلنا چاہتا ہے اور تو جو گل دنیا میں پھنسا ہے تو اس سے نکلنے کی تدبیر نہیں کرتا پس تجھ سے خر بہتر ہے اور میں تین دن کا بھوکا ہون میرے لیے روا ہے کیونکہ عاجز کو خدا نہیں پکڑتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

خود گرفتار ست تو چون گفتار کو … این گرفتن ابلہی از غرور
می بگویند اندران کفتار نیست … از برون جویید کاندر غار نیست
نیست در سوراخ کفتار اے اسیر … رفت تا زان اوبسوی آبخور
این ہمیگویند و بندش می نہند … او ہمیگوید زمن کے آگہ اند
گر زمن آگاہ بودے این عدو … کے ندا کردے کہ آن کفتار کو
تا کہ بر بندند و بیرونش کنند … غافل آن کفتار ازین ریشخند

خود پھنسا[1] مثل جرک اندھے کے ہے … نے پھنسا جانے وہ خود کو غیر سے
کہتے ہین وہ کہ جرک یان پر نہین … ڈھونڈھو باہر غار کے اندر نہین
وہ جرک اندر نہین ہے غار کے … پانی پینے کو گیا اس جا سے ہے
اسطرح کہہ کر پکڑتے ہین اُسے … کہتا ہے وہ مجکو کب ہین جانتے
جانتے مجکو اگر یہ دشمنان … کسلیے کہتے جرک ہے وہ کہان
یان تلک کہ باندھین و کھینچین اُسے … اور وہ غافل جرک ہی اس مکر سے

دعوی کردن آن شخص کہ خدا از من گناہ نمیگیرد وجواب شعیب

دعوی کرنا اُس شخص کا کہ خدا مجھسے گناہ نہین پکڑتا ہے اور جواب دینا شعیب کا

آن یکے میگفت در عہد شعیب … کہ خدا از من بسے دیدست عیب
چند دید از من گناہ و جرمہا … وز کرم یزدان نمی گیرد مرا
حق تعالی گفت در گوش شعیب … در جواب او فصیح از راہ غیب
کہ بگفتی چند کردم من گناہ … وز کرم نگرفت بر جرمم آلہ
عکس میگوئی و مقلوب اے سفیہ … اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ
چند چندت گیرم و تو بے خبر … در سلاسل ماندہ پا تا بہ سر
زنگ تو بر توت اے دیگ سیاہ … کردہ سیمائے درونت را تباہ
بر دلت زنگار بر زنگار ہا … جمع شد تا کور شد ز اسرارہا
گر زند آن دود بر دیگ نوے … آن اثر بنمایدار باشد جوے
زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود … بر سفیدی آن سیہ رسوا شود

شخص اک[2] کہتا تھا با عہد شعیب … کہ بہت دیکھے ہین حق نے مجسے عیب
اور بہت جرم و گنہ دیکھے مرے … پر کرم سے حق نہ پکڑے ہے مجھے
پس کہا مخفی خدا نے با شعیب … در جواب اُسکے فصیح از راہ غیب
کہتا ہے مین نے کیے از بس گناہ … کب کرم سے جرم پکڑے ہے الٰہ
کہتا[3] ہے برعکس وہ اور برخلاف … راہ بھولا اور پڑا جنگل مین صاف
مین پکڑتا ہون تجھے تو بے خبر … ہے پھنسا زنجیر مین پا تا بہ سر
زنگ تہ بر تہ نے اے دیگ سیاہ … روئے باطن کو کیا تیرے تباہ
دل پہ تیرے زنگ پر بس زنگ ہے … اسلیے اندھا ہے تو اسرار سے
گر نئی دیگ تو پہ لگ جائے دھوان … ہو بقدر جو اثر اس پر عیان
کیونکہ ظاہر ہوتی ہر شے ضد سے ہے … پس سفیدی سے سیہ رسوا ہے

[1] خود پھنسا الخ ۱۲ شعر تو خود پھنسا ہے مثل خر اندھے کے اور وہ جرک کو نہین پھنسانا جانتا ہے غرہ سے کہتے ہین کہ وہ جرک یہان پر نہین ہے غار کے باہر ڈھونڈھو اندر نہین ہے جرک بٹہ ارکو کہتے ہین وہ جرک باہر غار کے پانی کو گیا ہے اسی طرح کہکر جرک کو پکڑتے ہین اور وہ جرک خود کہتا ہے کہ یہ مجھکو جانتے نہین اگر یہ دشمن مجھکو جانتے کسواسطے کہتے کہ وہ جرک کہان ہے یہانتک کہ اسکو باندھین اور کھینچین اور وہ جرک اُس سے غافل ہے یعنی اسی طرح غافلان دنیا تعلقات دنیا مین گرفتار ہین اور خود جانتے ہین کہ ہم آزاد ہین جیسے ایک گنہگار کا دعوی کرنا کہ خدا مجکو گناہ پر نہین پکڑتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے مین فافہم ۱۲ [2] شخص اک الخ ۱۲ شعر شعیب کے عہد مین ایک شخص کہتا تھا کہ حق نے مجھ سے بہت عیب دیکھے ہین اور بہت جرم و گناہ میرے دیکھے ولیکن کرم سے حق نے نہ پکڑے پس حق نے حضرت شعیب سے درجواب اُسکے کہا از راہ غیب کے آگے اسکے بیان حق تعالی کا ہے فافہم ۱۲ [3] کہتا ہے الخ ۱۲ شعر یہ شخص جو کہتا ہے کہ مین نے از بس گناہ کیے وکرم سے حق تعالی نے نہ پکڑے پس وہ برعکس اور برخلاف کہتا ہے راہ بھولا اور جنگل مین پڑا ہے اے شخص مین تجھے پکڑتا ہون اور تو بے خبر ہے اور تو زنجیر مین پھنسا ہے از سر پا تہ بہ تہ زنگ نے اے دیگ سیاہ تیرے روے باطن کو تباہ کیا ہے تیرے دل پر زنگ پر زنگ ہے اس لیے اسرار سے تو اندھا ہے اگر وہ نئی دیگ پر دھوان لگ جائے جو کے برابر ہو تو اثر اُسکا عیان ہو کیونکہ ہر شے ظاہر ضد سے ہے پس سفیدی سے سیاہی رسوا ہوئی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

چون سیہ شد دیگ از تاثیر دود	بعد از آن بردی کہ ننبید دود زود	جو دھوین سے دیگ ہو جاوے سیاہ [لہ]	پھر دھوین کو اسپہ کب دیکھے نگاہ
مرد آہنگر کہ او زنگی بود	دود را با روشن ہمرنگی بود	ایک زنگی شخص گر ہووے لہار	اُسکے رخ سے ہو دھوان ہمرنگ یار
مرد رومی گر کند آہنگری	رویش ابلق گردد از دود آوری	مرد رومی گر کرے آہنگری	اُسکا منہ ابلق دھوین سے ہوا جی
پس بداند زود تاثیر گناہ	پس بنالد زار و گوید کای الہ	جان لیوے جلد تاثیر گناہ	اور رو رو کر پکارے اے الہ
چون کند اصرار و بد پیشہ کند	خاک اندر چشم و اندیشہ کند	جو کرے اصرار و بد پیشہ کرے	خاک سے پر چشم اندیشہ کرے
توبہ نندیشد دگر شیرین شود	بر دلش آن جرم تا بیدین شود	نے کرے توبہ و شیرین جرم ہو [لہ]	اُسکے دل پر تاکہ بیدین ہووے وہ
آن پشیمانی و یارب رفت ازو	سست بر آئینہ زنگ پنج تو	کہنا یارب اور پشیمانی گئی	آئینہ پر زنگ کی تہ جم گئی
آہنش را زنگہا خوردن گرفت	گوہرش از زنگ کم کردن گرفت	زنگ اُسکے لوہے کو کھانے لگا	گوہر اُسکا رنگ کم کرنے لگا
چون نویسی کاغذ اسپید بر	آن نوشتہ خواندہ آید در نظر	سادہ کاغذ پر اگر تو کچھ لکھے	اُس لکھے کو خوب ہر کوئی پڑھے
چون نویسی بر سر نوشتہ خط	فہم ناید خواندنش گردد غلط	تو لکھے کاغذ پر لکھے اور خط	فہم مین ہرگز نہ آوے ہو غلط
کان سیاہی بر سیاہی او فتاد	ہر دو خط شد کور معنی رو نداد	اُسکی سیاہی پر سیاہی جو پڑے	دونون خط اندھے ہون اور معنی چھپے
در سوم بارہ نویسی بر سرش	بس سیہ کردی تو جان کافرش	تیسری بار اُسپہ تو لکھے اگر	مثل جان کافر کے ہو تاریک تے
پس چہ چارہ جز پناہ چارہ گر	ناامیدی مس و اکسیرش نظر	چارہ کیا بس جز پناہ چارہ گر	پاس تانبا کیمیا اُس کی نظر
ناامیدیہا بپیش او نہید	تا ز درد بے دوا بیرون جہید	اُسکے آگے ناامیدی کو رکھو	تاکہ درد بے دواے تم چھٹو
چون شعیب آن نکتہا با او بگفت	زاندم جان در دل او گل شگفت	جو شعیب اُن نکتون کو کہنے لگا [لہ]	اُسکے دلمین گل دم جان سے کھلا
جان او بشنید وحی آسمان	گفت اگر بگرفت ما را کو نشان	اُسکی جان نے جو سنی وحی سما	بولا مجکو پکڑا کیا اُس کا پتا
گفت یارب دفع من میگوید او	آن گرفتن را نشان میجوید او	بولا رد کرتا ہے مجکو اے خدا	ڈھونڈھتا ہے اُس پکڑنے کا پتا

سلہ جو دھوین سے الخ یہ شعر جو دیگ دھوین سے سیاہ ہو جاتی ہے پھر نگاہ اس دھوین کو کب دیکھے آگے اسکی مثال ہے ایک زنگی اگر لہار ہووے اُس کے رخ سے دھوان ہمرنگ ہوا اگر ایک رومی آہنگر ہو تو اُسکا منہ دھوین سے ابلق ہو یعنی ایک فاسق کے سیاہی گناہ کی دل پر ہو اور ایک متقی کی سیاہی گناہ دل پر ہو تو متقی کو وہ سیاہی معلوم ہوگی جان لیوے جلد تاثیر گناہ کو اور رو رو کر خدا کو پکارے جو جو پیشہ بد مین اصرار و جد کرے اور چشم اندیشہ کو خاک سے بھرے یعنی پیشہ بد کرے اور اندیشہ نہ کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ملہ نے کرے توبہ الخ ۹ شعر نہ توبہ کرے اور اس کے دل پر جرم شیرین ہو یہان تک بیدین وہ ہو جائے یارب کہنا اور پشیمانی گئی آئینہ پر تہ زنگ کی جم گئی اس کے لوہے کو زنگ کھانے لگا یعنی بدعقیدہ ہوا اور گوہر رنگ کم کرنے لگا یعنی ایمان کم ہوا آگے اس کی مثال ہے اگر تو سادہ کاغذ پہ لکھے کچھ اس لکھے کو ہر ایک خوب پڑھے یعنی صاف دل پر ہر عمل اثر کرتا ہے اور لکھے کاغذ پر اگر تو اور خط لکھے فہم مین ہرگز نہ آئے اور غلط ہو جائے اس سیاہی پر جو اور سیاہی پڑے دونون خط اندھے ہون اور معنی پوشیدہ ہون اور اگر تیسری بار تو اس پر لکھے کافرون کی جان کے مانند تاریک تر ہو اُسکا چارہ کیا ہے پس پناہ چارہ گر کے سوا یا اس کے تانبے کو اس کی نظر کیمیا ہے اسکے آگے ہے ناامیدی رکھو تاکہ درد بے دوا سے تم چھوٹو یعنی اسکا علاج نظر مرشد ہے جو مثل کیمیا کے بنا دے آگے قصہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو شعیب الخ ۱۴ شعر جو شعیب ان نکتون کو کہنے لگے انکے دم جان سے گل اُسکے دلمین کھلا اُسکی جان نے جو وحی آسمانی سنی کہا کہ مجھ کو اگر پکڑا ہے اُسکا پتہ کیا ہے شعیب نے عرض کی کہ اے خدا وہ مجھ کو رد کرتا ہے اور اس پکڑنے کا پتا پوچھتا ہے حق نے کہا کہ مین ستار ہون بھید اب کیا کھولون مگر امتحان کے واسطے ایک رمز ظاہر کرتا ہون آگے اس رمز کا بیان ہے فافہم ۱۲

گفت ستارم نگویم رازہاش / جز یکی رمزی برای ابتلاش
یک نشانی آن کہ می گیرم ورا / آنکہ طاعت دارد و صوم و دعا
وز نماز و از زکوٰۃ و غیر آن / لیک یک ذرہ ندارد ذوق جان
میکند طاعات و افعال سنی / لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
طاعتش نغز است و معنی نغز نے / جوزہا بسیار و در وے مغز نے
ذوق باید تا دہد طاعات بر / مغز باید تا دہد دانہ شجر
دانۂ بے مغز کے گردد نہال / صورت بیجان نباشد جز خیال
چون شعیب این نکتہا بروی بخواند / از تفکر ہمچو خر در گل بماند

بولا ہون ستار نے بھید ابکہی ن / امتحان کو رمز اک ظاہر کرون
اک نشان یہ کہ پکڑتا ہون اُسے / جو کہ روزہ اور طاعت وہ رکھے
اور نمازین اور زکوٰتین وہ کرے / پر نہ ذوق جان اک ذرہ رکھے
طاعت اور افعال بہتر وہ کرے / پر نہ اک ذرہ مزہ اُسکا چکھے
طاعت اچھی پر نہ معنی نغز ہین / ہین بہت اخروٹ پر بے مغز ہین
چاہیے ذوق اب کہ طاعت دے ثمر / چاہیے مغز اب کہ دانہ دے شجر
دانۂ بے مغز سے کب ہو نہال / صورت بیجان نہووے جز خیال
جب شعیب ان نکتون کو بس کہہ چکا / فکر سے جون خر وہ کیچڑ مین پھنسا

تتمہ قصہ طعنہ زن شیخ و جواب مرید

تتمہ قصہ طعنہ زن شیخ کا اور جواب مرید کا

آن خبیث از شیخ می لائید ژاژ / کژ نگر باشد ہمیشہ عقل کاژ
کہ منم بر حال زشت او گواہ / خمر خوارست و بدو کارش تباہ
دیدمش اندر میان مجلسے / او ز تقوی عاریست و مفلسے
ور کہ باور نیست خیز امشبان / تا ببینی فسق شیخت را عیان
شب ببردش بر سر یک روزنے / گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
بنگر آن سالوس روز و فسق شب / روز ہمچون مصطفیٰ شب بولہب
روز عبد اللہ او را گشتہ نام / شب نعوذ باللہ و در دست جام
دید شیشہ در کف آن شیخ پر / گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر

وہ خبیث اُس شیخ کو کہتا برا / عقل احول ہوتی ہے احول سدا
کہ مین اُسکے حال بد کا ہون گواہ / وہ شرابی کام اُسکا ہے تباہ
مین نے دیکھا ایک محفل مین اُسے / پاکی اور تقوی نہ وہ بالکل رکھے
گر یقین تجھکو نہین چل وقت شب / شیخ کا تجھکو دکھا دون فسق سب
لیگیا شب کو وہ اک سوراخ پے / بولا فسق و عیش اُسکا دیکھ لے
دیکھ اُسکا مکر روز اور فسق شب / دن ہے مثل مصطفیٰ شب بولہب
دن کو عبد اللہ اسکا نام ہے / اور نعوذ باللہ شب با جام ہے
شیشہ دیکھا ہاتھ مین اُس شیخ کے / بولا شیخا سب ترا یہ مکر ہے

سلہ اک نشان الخ، شعر ایک نشان اُسکے پکڑنے کا یہ ہے کہ جو وہ طاعت رکھتا ہے اور نمازین و زکوٰتین ادا کرتا ہے لیکن ذوق جان اُسکو ایک ذرہ نہین ہوتا ہے یعنے صوفیہ کرام اُسکو سلب مزید کہتے ہین چنانچہ دفتر اول مین اس کا حال رجعت سلوک مین ہم نے لکھا ہے وہ طاعت و افعال بہتر کرے لیکن ایک ذرہ اس کا مزہ نہ چکھے طاعت اچھی ولیکن معنی نادر نہین ہے بہت اخروٹ ہین لیکن بے مغز ہین ذوق چاہیے تا طاعت ثمر دے مغز چاہیے تا دانہ شجر دے دانہ بے مغز سے نہال کب ہو صورت بیجان نہ ہووے بجز خیال کے جو شعیب ان نکتون کو کہہ چکا وہ مانند گدھے کے فکر سے کیچڑ مین پھنسا آگے باقی قصہ شیخ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ خبیث الخ، شعر وہ خبیث اس شیخ کو برا کہتا تھا کیونکہ عقل احول کی ہمیشہ احول ہوتی ہے کہ مین اس کے بدی کا گواہ ہون کہ وہ شرابی ہے اور اُس کا کام تباہ ہے مین نے ایک محفل مین دیکھا اُسے کہ وہ بالکل پاکی و تقوی نہین رکھتا تھا اگر تجھ کو یقین نہین ہے شب کو چل شیخ کا فسق سب تجھکو دکھا دون وہ شب کو لے گیا ایک سوراخ پر اور کہا کہ فسق و عیش اُسکا دیکھ لے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ —
سلہ دیکھ اُسکا الخ، شعر اُس کا مکر روز و فسق شب دیکھ کہ دن مثل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شب مثل ابولہب ہے دن کو عبد اللہ اُس کا نام ہے اور نعوذ باللہ شب مین اُس شیخ کے ہاتھ مین شیشہ دیکھا کہا کہ اے شیخ یہ سب تیرا مکر ہے تو نہین کہتا تھا کہ جام مے پر شیطان موتا ہے شیخ نے کہا کہ میرا جام ایسا پر کیا ہے کہ ایک دانہ کی اُس مین سمائی باقی نہین تو دیکھ کہ اس مین کچھ ایک ذرہ بھی آسکتا ہے یہ بات الٹی سنی ہے مزہ سے ہے جام ظاہری ہے شراب ظاہر نہین ہے تو اس بات کو شیخ سے دور سمجھ آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲ —

تو نگفتی کہ مرا جام شراب — دیو می ریزد شتاب اندر شتاب
گفت جامم را چنان پر کردہ اند — کاندرو می نگنجد یک سپند
بنگر این جا ہیچ گنجد ذرہ — این سخن را کژ شنیدہ غرہ
جام ظاہر خمر ظاہر نیست این — دور دار این را ز شیخ دوربین
جام مے ہستی شیخ است اے فلیو — کاندر و اندر نہ گنجد بول دیو
پُر و مالامال از نور حق است — جام تن بشکستہ نور مطلق است
نور خورشید ار بیفتد بر حدث — او ہمان نورست نہ پذیرد خبث
شیخ گفت این خود نہ جام است و نہ مے — ہین بزیر آ منکرا بنگر بوے
آمد و دید انگبین خاص بود — کور شد آن دشمن کور و کبود
گفت پیر آن دم مرید خویش را — رو برائے من بجو مے اے کیا
کہ مرا رنجیست مضطر گشتہ ام — من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام
در ضرورت ہست ہر مردار پاک — بر سر منکر ز لعنت باد خاک
گرد خمخانہ برآمد آن مرید — بہر شیخ از ہر خمے او می چشید
در ہمہ خمخانہ ہا او مے ندید — گشتہ بُد پُر از عسل خم نبید
گفت اے رندان چہ حال است این چہ کار — ہیچ خمے در نمی بینم عقار
جملہ رندان نزد آن شیخ آمدند — چشم گریان دست بر سر میزدند
در خرابات آمدے شیخ اجل — جملہ مے ہا از قدومت شد عسل
کردہ مے را تو مبدل از حدث — جان ما را ہم بدل کن از خبث
گر شود عالم پُر از خون مالامال — کے خورد بندہ خدا الا حلال

تو نہ کہتا تھا کہ اندر جام مے — موتتا شیطان اسمین جلد ہے
بولا میرا جام ایسا بھر گیا — ہے نہ اک ذرہ کی باقی اسمین جا
دیکھ تو کچھ ذرہ اسمین آسکے — بات یہ اُلٹی سنی غرہ سے ہے
جام ظاہر ہے نہ ظاہر ہے شراب — دور اسکو شیخ سے رکھو تو شتاب
جام مے ہستی ہے تیرے شیخ کی — دیو کا موت اسمین آوے نہ کبھی
پُر و مالامال حق کے نور سے — ٹوٹا تن کا جام مطلق نور ہے
گندگی پر گر پڑے سورج کا نور — نور مین ہوئے پلیدی کا ظہور
شیخ بولا جام ہے یان اور نہ مے — نیچے آکر دیکھ منکر کیا ہے شئے
آن کر دیکھا تو خالص شہد تھا — رو سیہ دشمن وہ اندھا ہو گیا
پیر نے اُس خادم اپنے سے کہا — جا تو میرے واسطے مے ڈھونڈ لا
کہ مین ہون بیمار و مضطر بیقرار — بھوک کی تکلیف سے گزرا مین یار
ہے ضرورت مین ہر اک مردار پاک — سر پہ منکر کے ہی بس لعنت سے خاک
گرد خمخانون مین وہ خادم پھرا — شیخ کی خاطر ہر اک مے کو چکھا
پر نہ خمخانون مین دیکھی اُسنے مے — ہو گئے تھے خم سے پُر شہد سے
بولا اے رندو یہ کیا احوال ہے — مین کسی خم مین نہین پاتا ہون مے
شیخ کے نزدیک آئے رند سب — روتے اور سر پیٹتے وہ باادب
جو خرابات اندر آیا شیخ تو — شہد مقدم سے کیا ہے بادہ کو
مے کو ناپاکی سے بدلا تو نے جو — پاک کر دے تو ہماری جان کو
گر ہو عالم خون سے پر مالامال — کھائے کب مرد خدا لیکن حلال

لہ جام مے الخ یعنی تیرے شیخ کے جام مے کی ہستی ہے دیو کا پیشاب اسمین کبھی نہ آسکے حق کے نور سے پُر و مالامال ہے جام تن ٹوٹا اور مطلق نور ہے آگے اسکی مثال ہے اگر گندگی پر نور خورشید پڑے نہ پلیدی کا ظہور نور مین ہو شیخ نے کہا کہ یہان جام ہے اور مے نہین ہے نیچے آکر دیکھ یہ کیا اے منکر ہے شئے ہے جبکہ آکر دیکھا تو خالص شہد تھا وہ دشمن اندھا رو سیاہ ہو گیا اُس خادم سے اُسکے پیر نے کہا کہ جا میرے واسطے شراب ڈھونڈھ کر لا باقی حال آگے ہے فافہم

لہ کہ مین الخ یعنی کہ مین بیمار و بیقرار ہون بھوک کی تکلیف سے گزر گیا ہون ضرورت مین ہر ایک مردار پاک ہے منکر کے سر لعنت سے خاک میرے لیے شراب لا وہ خادم گرد خمخانہ کے پھرا اور شیخ کی خاطر ہر ایک مے کو چکھا لیکن اُس نے خمخانون مین مے نہ دیکھی وہ خمے شہد سے پُر ہو گئے کہا کہ اے رندو یہ کیا احوال ہے مین کسی خم مین مے نہین دیکھتا نہ پاتا ہون شیخ کے پاس سب رند آئے اور روتے اور سر کوٹتے تھے باادب کہ جو خرابات مین تو شیخ آیا ہے تیرے مقدم سے خراب شہد ہوئی ہے جو تو نے مے کو ناپاکی سے بدلا ہے تو ہماری جان کو پاک کر مے اگر عالم خون سے پُر و مالامال ہو بندۂ خدا کب کھائے الا حلال یعنے اے شیخ جیسے تو نے شراب کو شہد سے بدلا اسی طرح ہماری جان کو بھی پاک کر دے اخلاق ذمیمہ سے اگر تمام عالم خون پلید سے پُر ہو تو بندہ خدا بجز قوت حلال کے نہ کھائے جیسے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام فرش زمین واسطے نماز کے پاک ہے چنانچہ آگے وہ قصہ مثال مین بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

گفتن عائشہ رضی اللہ عنہا مر پیغمبر را کہ تو بے مصلّی چون کہ ہمہ جا نماز میگزاری

عائشہ رض روزے بہ پیغمبر بگفت
یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت

ہر کجا باشد نماز ے می کنی
میرود در خانہ ناپاک و دنی

گرچہ میدانی کہ ہر طفلے پلید
کرد مستعمل بہر جا کہ رسید

بے مصلّی میگزاری تو نماز
ہر کجا روئے زمین بکشائے راز

گفت پیغمبر صلعم کہ از بہر مہان
حق نجس را پاک گرداند بدان

سجدہ گاہم را ازان رو لطف حق
پاک گردانید تا ہفتم طبق

ہان و ہان ترک حسد کن با شہان
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان

کو اگر زہرے خورد شہدے شود
تو اگر شہدے خوری زہرے بود

کو بدل گشت و بدل شد کار او
لطف گشت و نور شد ہر نار او

حق قوت بود مر ابابیل را
ورنہ مرغے چون کشد مر فیل را

لشکرے را مرغ کے چندی شکست
تا بدانی کان صلابت از حق است

گر ترا وسواس آمد زان قبیل
رو بخوان تو سورۂ اصحاب فیل

ورکنی با او مرے و ہمسری
کافرم گر تو از ایشان بو بری

کہنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر کو کہ تم مصلّے بغیر کے ہر ایک جا پر کیسے نماز پڑھ لیتے ہو

عائشہ[ل] نے یہ پیغمبر صلعم سے کہا
یا رسول اللہ ظاہر باطنا

تم نماز ہر جا پہ کرتے ہو ادا
گھر مین اکثر ہوتی ہے ناپاک جا

جانتے ہو گرچہ ہر لڑکا پلید
کرتا مستعمل ہے ہر جا کو مزید

بے مصلّے[ٹ] تم جو پڑھتے ہو نماز
ہر جگہ پر کھول دو تم اسکا راز

بولے پیغمبر بزرگون کے لیے
پاک کرتا حق نجس کو جان لے

لطف حق نے سجدہ میرا رو کیا
پاک ساتون آسمان تک کر دیا

ہان بزرگون سے حسد کو چھوڑ دے
ورنہ اک شیطان جہان مین تو بنے

زہر کھالے وہ اگر بس شہد ہو
شہد کھالے تو اگر تو زہر ہو

وہ جو بدلا اسکا بدلا کاروبار
ہو گئی لطف و نور اسکی وہ نار

قوت اللہ کی ہا بیل کو
ورنہ مرغ اک مارتا کب فیل کو

ہوئی لشکر کو شکست اک مرغ سے
تاکہ تو جانے وہ قوت حق سے ہے

گر تجھے وسواس آوین زان قبیل
جا تو پڑھ بس سورۂ اصحاب فیل

ساتھ اسکے کج ادائی تو کرے
ہون میں کافر گر تو اس سے بو ہی لے

کشیدن موش مہار شتر را و معجب شدن موش

موشکے در کف مہار اشترے
در ربود و شد دوان او از مرے

اشتر از چستی کہ با او شد روان
موش غرہ شد کہ ہستم پہلوان

کھینچنا چوہے کا اونٹ کی مہار کو اور مغرور ہونا چوہے کا

ایک[ٹ] چوہا لے مہار اک ونٹ کی
کھینچتا اسکو ز راہ ہمسری

جو ہوا اونٹ اسکے پیچھے پس روان
جانا چوہے نے کہ ہون مین پہلوان

ل عائشہ رض الخ ۲ شعر حضرت عائشہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ تم ظاہر و باطن نماز ہر جا پر ادا کرتے ہو اور گھر مین اکثر جگہ ناپاک ہوتی ہے اگرچہ تم جانتے ہو کہ ہر ایک لڑکا پلید کرتا ہے اور مستعمل ہر بار زیادہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ٹ بے مصلّے الخ ۸ شعر تم بغیر مصلّے کے نماز پڑھتے ہو ہر جگہ پر اسکا راز ظاہر فرماؤ پیغمبر نے فرمایا کہ بزرگون کے لیے حق نجس کو پاک کرتا ہے جانو کہ لطف حق نے میرے سجدہ گاہ کے لیے ساتون افلاک تک پاک کر دیا ہے آگے رجوع بقصہ و قول مریدکا ساتھ معترض کے ہے ہان تو بزرگون سے حسد کو چھوڑ دے ورنہ تو ایک شیطان جہان مین ہے اگر وہ زہر کھالے شہد ہو اور اگر تو شہد کھائے زہر ہو وہ جو بدلا تو اسکا کاروبار بھی بدل گیا اور نار اسکی نور سے مثال ہے جیسے قوت اللہ کی ہے ابابیل کو ورنہ ایک مرغ فیل کو کیسے مارتا ایک مرغ سے شکست لشکر کو ہوئی تاکہ تو جانے کہ وہ حق سے قوت ہے اگر اس قبیل سے تجھ کو وسواس آوین جا تو پڑھ لے سورۂ اصحاب فیل کو اگر تو ساتھ اسکے کج ادائی کرے مین کافر ہون کہ اس سے تو بو لیوے یعنی اے معترض تو اگر شیخ سے گراہی کرے ہرگز تجھکو نفع نہ پہونچے ثابت ہوا کہ جو مرشد سے کج ادائی کرے ہرگز فیضیاب ہو دے جیسے چوہا شتر سے بسبب کج ادائی کے محروم رہا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین تاظرین کو معلوم ہو کہ شتر سے مراد حضرت رسول مقبول اور چوہے سے مراد حضرت جبرئیل ہین کہ جو معاملہ معراج مین پیش آیا ہے فافہم ۱۲ ٹ ایک چوہا الخ ۲ شعر ایک چوہا مہار شتر کی لیکر کھینچتا اسکو از راہ ہمسری کے جو اونٹ اسکے پیچھے چلا چوہے نے جانا کہ مین پہلوان ہون اسکا اندیشہ کا جو عکس اونٹ پر پڑا دل مین کہا کہ تو ٹھہر اے بے ہنر چوہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۔

شتر زد پرتو اندیشه اش	گفت بنمایم ترا تو باش خوش	عکس اندیشہ پڑا جو اونٹ پر	بولا بتلاتا ہوں وہ اے بے ہنر
تا بیامد بر لب جوی بزرگ	کاندرو گشتی زبون پیل سترگ	یاں تلک کہ پہونچا اک دریا پہ وہ	تھا گزرنا مشکل اس سے فیل کو
موش آنجا ایستاد و خشک گشت	گفت اشتر ای رفیق کوه و دشت	ٹھہرا چوہا اس جگہ اور چپ رہا	اونٹ بولا اے رفیق جا بجا
این توقف چیست حیرانی چرا	پا بنه مردانه اندر جو درآ	کس لیے ٹھہرا ہے اور حیران ہے تو	نہر میں مردانہ رکھ تو پاؤں کو
تو قلاوزی و پیش آهنگ من	در میان ره مباش و تن مزن	تو ہی میرا پیشوا اور رہنما	راہ میں مت رک وہ نہ عاجز ہو ذرا
گفت این آب شگرف ست و عمیق	من همی ترسم ز غرقاب ای رفیق	بولا یہ پانی بہت ہے اور عمیق	میں ہوں ڈرتا ڈوبنے سے اے رفیق
گفت اشتر تا ببینم حد آب	پا درو بنهاد آن اشتر شتاب	بولا دیکھوں انتہا پانی کی میں	پاؤں ڈالا اونٹ نے جلد آب میں
گفت تا زانوست آب ای کور موش	از چه حیران گشتی و رفتی ز هوش	بولا زانو تک ہے آب اندھے چوہے	کیوں ہے حیران اور گیا تو ہوش سے
گفت مور تست و ما را اژدهاست	که ز زانو تا بزانو فرقهاست	بولا تجھکو چیونٹی ہم کو اژدھا	فرق ہے زانو سے زانو تک بڑا
گر ترا تا زانوست ای پر هنر	مر مرا صد گز گذشت از فرق سر	گر ترے زانو تلک یہ آب ہے	میرے سر سے گزرا ہے سو گز جان لے
گفت گستاخی مکن بار دگر	تا نسوزد جسم و جانت زین شرر	بولا گستاخی نہ کرنا پھر کبھی	اس شرر سے تا نہ تیری جان جلے
تو مری با مثل خود موشان بکن	با شتر مر موش را نبود سخن	ہمسری مثل اپنے چوہوں سے تو کر	اونٹ کا ہمسر ہو کب چوہا مگر
گفت توبه کردم از بهر خدا	بگذران زین آب مهلک مر مرا	بولا توبہ کرتا ہوں بہر خدا	پار کر اس آب سے مجھکو ذرا
رحم آمد مر شتر را گفت هین	بر جه و بر کوهان من نشین	اونٹ کو رحم آیا بولا جلد تر	کود کر بیٹھ اب مری کوہان پر
این گذشتن شد مسلم مر مرا	بگذرانم صد هزاران چون ترا	یہ اترنا ہے مقرر اب مجھے	تجھ سے صدہا کو اتاروں جان تو
چون پیمبر نیستی پس رو براه	تا رسی از چاه تو روزی بجاه	جو نہ پیمبر تو نہیں چل اسکی راہ	نکلا اک دن چاہ سے پائے تو جاہ
تو رعیت باش چون سلطان نه‌ی	تک مران چون مرد کشتیبان نه‌ی	تو رعیت ہو اگر سلطان نہیں	مت چلا تو تیز کشتیبان نہیں

ف۱ یاں تلک الخ، شعر یہاں تک کہ وہ پہونچا ایک دریا پر کہ گزرنا اس سے مشکل فیل کو تھا یعنے تا سدرۃ المنتہیٰ حضرت کو جبرئیل لے گئے چوہا اس جگہ ٹھہرا اور چپ رہا اونٹ نے کہا کہ اے رفیق ہر جگہ کے تو کس لیے ٹھہرا ہے اور حیران ہے تو نہر میں مردوں کے مانند پاؤں رکھ تو میرا پیشوا ہے اور رہنما تو راہ میں مت ٹھہر اور نہ ذرا عاجز ہو کہا یہ پانی بہت ہے اور گہرا ہے میں ڈوبنے سے ڈرتا ہوں اونٹ نے کہا کہ میں انتہا پانی کی دیکھوں پس جلد اونٹ نے پاؤں ڈالا کہا اندھے چوہے پانی زانو تک ہے تو کیوں حیران ہے اور ہوش سے گیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۲ بولا الخ، شعر چوہے نے کہا کہ تجھکو چیونٹی اور ہم کو اژدہا ہے زانو سے زانو تک فرق ہے یہ آب ہے میرے سر سے سو گز گزرے شتر نے کہا کہ پھر کبھی گستاخی مت کرنا کہ اس شرر سے جان تیری نہ جل جائے تو ہمسری اپنے مثل چوہوں کے کر چوہے نے کہا میں توبہ خدا سے کرتا ہوں تو اس آب سے مجھکو پار کر دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف۳ اونٹ الخ، شعر اونٹ کو رحم آیا اور کہا کہ جلد تر اب تو کود کر میرے کوہان پر بیٹھ کہ مجھے مقرر اترنا ہے اور تجھ سے صدہا کو اتاروں آگے اسکے حقائق ہیں جو تو پیغمبر نہیں ہے تو اس کی راہ چل ایک دن چاہ سے تو نکلے اور راہ پائے اگر تو سلطان نہیں ہے تو رعیت ہو اور اگر کشتیبان تو نہیں ہے تو کشتی تیز مت چلا اگر تو کامل نہیں ہے دکان تنہا نہ کر اور پیش خدمت ہو تاکہ پختہ کار ہو جائے اگر آزاد نہیں ہے بندہ رہ اطلس ست یعنی گودڑی پوش ہو الفصہ اگر تو سن اور رضا موش رہ جو زبان حق کی نہیں ہے تو گوش ہو یعنے زبان وحدت اگر تجھے حاصل نہیں ہوئی ہے تو مرشد کی باتیں بگوش رضا سن باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

چون نہ کامل دکان تنہا مگیر
دست خوش میباش تا گردی خمیر
جو نہیں کامل دکان تنہا نہ کر
پیش خدمت رہ کہ تا ہو پختہ تر

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش
ہین مپوش اطلس برو در ژندہ باش
جو نہ تو آزاد ہے بندہ رہو
پہنے مت اطلس تو گدڑی پوش ہو

انصتوا را گوش کن خاموش باش
چون زبان حق نگشتی گوش باش
انصتوا کو سُن تو اور خاموش ہو
جو زبان حق کی نہیں ہے گوش ہو

ور بگوئی شکل استفسار گو
با شہنشاہان تو مسکین وار گو
گر کہے تو استفادہ کو کہو
بادشہ سے عاجزانہ تو کہو

ابتدائے کبر و کین از شہوت است
راسخی شہوتت از عادت است
ابتدائے کبر و کین شہوت سے ہے
پختگی شہوت کی بس عادت سے ہے

چون ز عادت گشت محکم خوئے بد
خشم آید بر کسے کت وا کشد
خوئے بد مضبوط ہو عادات سے
آئے غصہ جو کوئی روکے تجھے

چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او
وا کشد از گل ترا باشد عدو
خاک کھانیوالا جو کہ تو ہوا
جو چھڑائے خاک ہو دشمن ترا

بت پرستان چونکہ خو با بت کنند
مانعان راہ بتان را دشمن اند
بت پرستوں کو جو عادت بت کی ہے
منع جو اسکو کرے دشمن بنے

چونکہ کرد ابلیس خو با سروری
دید آدم را بہ تحقیر از خری
عادت ابلیس سرداری کی تھی
دیکھا آدم کو حقیر از رہ خری

کہ بیا از من سری دیگر بود
تا کہ او مسجود چون من کس شود
کون سرداری میں بہتر مجھسے ہو ۲
تا کہ میں سجدہ کروں اس شخص کو

سروری زہر است جز آن روح را
کو بود تریاق لانے ز ابتدا
سروری جان کے سوا بس زہر ہے
کو وہ ہو تریاق اول روز سے

کوہ اگر پر مار شد بلکے مدار
کہ بود اندر درون تریاق زار
کوہ میں گر سانپ ہوں کیا ڈر ہے
کہ بھرا تریاق اندر اسکے ہے

سروری چون شد دماغت را ندیم
ہر کہ بشکستت شود خصم قدیم
جو کہ سر میں تیرے سرداری بھری
توڑے جو تجکو ہو اس سے دشمنی

چون خلاف خوے تو گوید کسے
کینہا خیزد ترا با او بسے
جو خلاف عادت تری کوئی کہے
کینہ پیدا اس سے ہو از بس تجھے

کو مرا از خوے من بر میکند
خویش را بر من چو سرور میکند
کہ چھڑاتا میری عادت سے مجھے
آپکو سردار کرتا مجھ پہ ہے

چون نباشد خوے بد سرکش در او
کے فروزد از خلاف آتش در او
جو نہ عادت بد ہو اسکے درمیان
کب خلاف اسکے سے آتش ہو عیان

چون نباشد خوے بد محکم شدہ
کے فروزد از خلاف آتشکدہ
آتش بد جو نہیں مضبوط ہو
کب خلاف اسکا کرے تیز آگ کو

۱ گر کہے الخ شعر اور کہتا ہے تو استفادے کو کہہ اور بادشاہ سے عاجزوں کے مانند بات کر ابتدا کبر اور کینہ کی شہوت سے ہے اور شہوت کی پختگی عادت سے ہے خوے بد مضبوط ہوتی ہے عادت سے غصہ آئے جو تجھے روکے تو خاک کھانے والا ہووے جو چھڑائے خاک تیرا دشمن ہووے آگے اس کی مثال ہے بت پرستوں کو جو عادت بت کی ہے جو اس کو منع کرے دشمن ہے عادت ابلیس کی سرداری کی سے از راہ خری کے آدم کو حقیر دیکھا یعنے جو تجھ کو عادتوں سے روکے تو اس کا دشمن بنے اور حقیقت میں وہی دوست ہے کہ عادت بد سے تجکو روکے اور راستی پر تجھکو لائے آگے قول ابلیس کا ہے خاتم ۲ کون الخ شعر کون مجھ سے سرداری میں بہتر ہے تا کہ میں اُسے سجدہ کروں آگے اس کے حقائق ہیں روح کے سوا سرداری بس زہر ہے کہ وہ تریاق اول روز سے ہے کوہ میں اگر سانپ ہو وے تو اُسے ڈر کیا ہے کہ اس کے اندر تریاق بھرا ہے جو تیرے سر میں سرداری بھری ہے جو کوئی توڑے اس سے تیری دشمنی ہووے اگر کوئی خلاف عادت کہے تجھے اس سے از بس کینہ پیدا ہووے کہ میری عادت سے مجھ کو چھڑاتا ہے اور خود کو سردار مجھ پہ کرتا ہے جو عادت بد نہ ہووے اُس کے درمیان کب خلاف اس کے سے عیان ہووے جو عادت بد مضبوط نہ ہووے کب اس کا خلاف تیز آگ کو کرے یعنے جس میں خواہش سرداری کی جبری ہو اگر کوئی اس کے خلاف عادت کرے وہ دشمن بنے پس خیال سرداری بد ترین افعال دنیا ہے اس سے خود کو بچانا چاہیے اور جس میں عادت بد قائم نہیں وہ ناصح سے ناخوش نہ ہوگا باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۔

یا مخالف او مدارا سے کند — در دل او خویش را جای کند
زانکہ خوے بد بگشتست استوار — مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار
مار شہوت را بکش در ابتدا — ورنہ اینک گشت مارت اژدہا
لیک ہر کس مور بیند مار خویش — تو ز صاحبدل کن استفسار خویش
تا نشد زر مس نداند من مسم — تا نشد شہ دل نداند مفلسم
خدمت اکسیر کن مس وار تو — جور می کش اے دل از دلدار تو
کیست دلدار اہل دل نیکو بدان — کہ چو روز و شب جہانند از جہان
عیب کم گو بندۂ اللہ را — متہم کم کن بدزدی شاہ را
ورنہ باشی ہیچ ہیچ از ہیچیان — پس رو ہر دیو باشی مستہان

لہ وہ مخالف سے مدارا مین کرے — جائے اپنی سے وہ دل مین کرے
کیونکہ عادت بد تری محکم ہوئی — مور شہوت مار عادت سے بنی
ابتدا مین مار شہوت کو تو مار — مار تیرا اژدہا ہووے نہ یار
جانے ہر کس مور اپنے مار کو — پوچھ اب صاحبدلون سے خود کو تو
مثل مس تو خدمت اکسیر کر — یار کا اے دل اٹھا جور و ضرر
تا نہ مس زر ہو نجانے مس ہون مین — تا نہ شہ ہو جانے کب مفلس ہون مین
یار ہے کون اہل دل کو جان لے — مثل رات اور دن جہان سے جا ہے
مت برا کہہ بندۂ اللہ کو — متہم چوری کا مت کر شاہ کو
ورنہ ہووے بدتر و سے بدتر ایک — دیو کا پیرو تو ہووے مرد نیک

کرامات آن شیخ درویشے کہ بدزدی متہمش کردند

کرامات اس شیخ کی کہ کشتی مین تہمت اسپر چوری کی کی

بود درویشے درون کشتیے — ساختہ از رخت مردے پشتیے
یاوہ شد ہمیان زر او خفتہ بود — جملہ را جستند او را ہم نمود
کین فقیر خفتہ را جوئیم ہم — کرد بیدارش ز غم صاحب درم
کہ درین کشتی چرمدان گم شدہ است — جملہ را جستیم نتوانی تو رست
دلق بیرون کن برہنہ شو ز دلق — تا ز تو فارغ شود اوہام خلق
گفت یا رب بر غلامت این خسان — تہمتے کردند فرمان در رسان

۲ے اندر اک کشتی کے اک درویش تھا — غیر کے بستر کو تھا تکیہ کیے
سوتا تھا وہ زر کی ہمیانی تھی — سب کو ڈھونڈھا اور دیکھا اسکو بھی
اس فقیر خفتہ کو بھی ڈھونڈین ہم — اور جگا کر بولا یون صاحب درم
گم گئی ہمیانی اس کشتی مین ہے — سب کو ڈھونڈھا ہے نہیں تو بچ سکے
کھول گدڑی اور نکل گدڑی سے تو — تجھ سے تا مخلوق چھوٹے وہم کو
بولا یا رب تیرے بندہ پہ یہ سب — کرتے تہمت ہین تو بھیج اک حکم اب

لہ وہ مخالف سے اور دشمن سے وہ مدارات کرے اور اپنی جگہ اس کے دل مین کرے کیونکہ تیری عادت بد محکم ہوئی مور شہوت کہ عادت سے مار ہوا ہے ابتدا مین تو مار شہوت کو مار تیرا اژدہا نہ ہووے ہر کوئی اپنے مار کو مور جانتے تو خود کو پوچھ صاحب دلون سے کہ اس کی مثال ہے جب تک مس زر نہ ہووے نہ جانے مین مس ہون جب تک شاہ نہ ہووے کب جانے مین مفلس ہون مس کے مانند تو خدمت اکسیر کی کر لعد یلو کا اے دل جور و ضرر اٹھا یار کون ہے اہل دل کو جان لے کہ مثل رات دن کے جہان سے بھاگتا ہے مت کہہ برا بندۂ اللہ کو اور شاہ کو متہم چوری کا مت کر ورنہ بدتر دن سے بدتر تو ایک ہووے اور دیو کا تو پیرو ہو یعنی مرشد کا جو تارک دنیا ہے اس کی خدمت کر اور اس کا جور اٹھا کہ مثل مس کے وہ تجھے زر کر دے اور دوستان حق کو برا مت کہہ اور تہمت چوری کی مت لگا کہ وہ بادشاہ ہین اور ان کے غضب سے تو بدترین خلائق ہو اور شیطان تیرا مرشد ہو جیسے ایک درویش تہمت چوری کشتی مین متہم ہو کر ہوا پر اڑا اور منکر ان کے ذلیل و رسوا ہوئے چنانچہ اسکا قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ے اندر اک کشتی کے الخ یعنی ایک درویش ایک کشتی کے اندر بیٹھا ہوا دوسرے شخص کے بستر سے تکیہ لگایا اور وہ درویش سوتا تھا کہ ہمیانی زر کی گم ہو گئی سب کو ڈھونڈھا اور اس کو بھی دیکھا کہا کہ ہم اس فقیر کو بھی دیکھین درم والے نے اس کو جگایا اور کہا کہ ہماری ہمیانی اس کشتی مین گم گئی ہے ہم نے سب کو ڈھونڈھا ہے تو بچ نہیں سکے گا تو گدڑی کھول اور نکل باہر گدڑی سے تاکہ مخلوق تجھ سے وہم کو چھوڑ دے درویش نے حق سے کہا کہ اے رب یہ سب لوگ تیرے غلام پر تہمت لگاتے ہین تو بھیج اب حکم بھیجنے زیادہ رس میرے نزدیک کل مصیبتوں کے وقت پناہ دینے والے میرے نزدیک کل آہ شوہ تمرے اے قبلہ کر غلامے اور میرے نزدیک کل دعاؤں کے وقت پناہ میرے نزدیک کل مشکلوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

یا غیاثی عند کل کربة ٭ یا معاذی عند کل شهوة || یا غیاثی عند کل کربة ٭ یا معاذی عند کل شهوة

یا مجیبی عند کل دعوة ٭ یا ملاذی عند کل محنة || یا مجیبی عند کل دعوة ٭ یا ملاذی عند کل محنة

چون به درد آمد دل درویش ازان ٭ سر برون کردند هر سو زر میان || [1] درد دل پیدا ہوا درویش کو ٭ سر نکالا ہر طرف سے جلد جو

صد هزاران ماهی از دریای ژرف ٭ در دهان هر یکی دُرّی شگرف || سیکڑون بس مچھلیون نے بحر سے ٭ منھ مین گوہر اپنے لے ہر ایک نے

دُر چند انداخت در کشتی و جست ٭ مر هوا را ساخت کرسی و نشست || چند گوہر ڈال کشتی مین گیا ٭ کی ہوا کی کرسی بیٹھا اُس پر جا

هر یکی دُرّی خراج ملکتی ٭ کز اله است این ندارد شرکتی || یہ ہر اک گوہر خراج ملک ہے ٭ کہ خدا سے ہے نہ شرکت غیر سے

خوش مربع چون شهان بر تخت خویش ٭ او فراز اوج و کشتی اش به پیش || تخت پر بیٹھا مربع مثل شاہ ٭ وہ بلند اور کشتی آگے تھی بہا

گفت رو کشتی شما را حق مرا ٭ تا نباشد با شما دزد گدا || بولا یہ کشتی تمھاری حق مرا ٭ تا نہ ہو ہمراہ یہ دزد و گدا

تا کرا باشد خسارت زین فراق ٭ من خوشم با جفت حق با خلق طاق || تا برا کس کو دیوے یہ فراق ٭ مین ہون خوش حق جفت ہو خلق سے طاق

نے مرا او تهمت دزدی نهد ٭ نے مهارم را به غمازی دهد || [2] تہمت چوری نہ مجھ پر رکھے ٭ باگ میری نہ غمازونکو دے

بانگ کردند اهل کشتی کای همام ٭ از چه دادندت چنین عالی مقام || اہل کشتی نے کہا کہ اے ہمام ٭ تجھکو کیونکر یہ دیا عالی مقام

گفت از تهمت نهادن بر فقیر ٭ وز حق آزاری پی چیزی حقیر || بولا تہمت رکھنے سے درویش پر ٭ رنج حق دلوانا ادنی چیز سے

حاشا لله بل ز تعظیم شهان ٭ که نبودم بر فقیران بدگمان || حاشا لله کی بل تعظیم سے ٭ بدگمانی نہ مجھے فقرا سے ہے

آن فقیران لطیف خوش نفس ٭ کز پی تعظیم شان آمد عبس || ہین لطیف پاک فقرا خوش نفس ٭ شان مین جنکی ہوئی نازل عبس

آن فقیری بهر پیچا پیچ نیست ٭ بل پی آنکه بجز حق هیچ نیست || نے فقیری مکر و حیلے کے لیے ٭ بل سوا حق کے نہ جانے کوئی شے

متهم چون دارم آنها را که حق ٭ کرد امین مخزن هفتم طبق || متہم کیسے کرون حق نے کیا ٭ اک امین انکو فلک کے گنج کا

متهم نفس است نے عقل شریف ٭ متهم حس است نے نور لطیف || [3] متہم ہے نفس نے عقل شریف ٭ متہم ہے حس نہ وہ نور لطیف

نفس سوفسطائی آمد می زنش ٭ کش زدن سازد نه حجت گفتنش || نفس سوفسطائی ہے اسکو مار سے ٭ مار سے قابل ہے نہ ہو سے پند سے

۱؎ درد دل الخ یعنی درویش کو وہ درد دل پیدا ہوا کہ ہر طرف سے جلد سر نکالا سیکڑون مچھلیون نے دریا سے ہر ایک کے منھ مین ایک گوہر تھا کہ یہ ہر ایک گوہر خراج ایک ملک کا ہے خدا کی طرف سے ہے غیر کی شرکت سے نہین ہے چند گوہر کشتی مین ڈالدیے اور ہوا کی کرسی کر کے اس پر وہ جا بیٹھا وہ بلند کشتی اُس کے آگے روان تھی کہا یہ کشتی تمھاری ہے اور یہ حق میرا ہے کہ تا یہ دزد بھلا ہمراہ نہ ہووے دیکھو یہ فراق برا کس کو دیوے مین خوش ہون کہ خدا کے ساتھ رہون باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲

۲؎ تہمت الخ یعنی شعر چوری کی تہمت وہ مجھ پر نہ دے اور میری باگ غمازون کو نہ دلوے اہل کشتی نے کہا کہ اے مبارک شخص تجھکو یہ درجہ عالی کیونکر دیا گیا کہا درویش پر تہمت رکھنے سے اور حق سے رنج دلوانا ادنی چیز سے اور ملک شاہ کی تعظیم سے ساتھ فقرا کے مجھے بدگمانی نہین ہے اور لطیف و پاک فقرا ہین کہ جن کی شان مین سورۂ عبس آئی اور فقرا مکر و حیلے کے واسطے نہین ہین بلکہ سوا حق کے کوئی شے نہین جانتے تہم کیسے کرون حق نے ایسا کیا ان کو خزانہ آسمان کا یعنی اولیائے کرام بجز ذات حق کے کسی شے دنیا کو نہین جانتے ہین وہ مالک ہین دولت معنی کے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

۳؎ متہم الخ یعنی شعر نفس متہم ہے اور عقل شریف نہین ہے نفس متہم اور لطیف نہین ہے نفس سوفسطائی ہے اسکو مار دو مارنے سے مطیع ہوگا نہ نصیحت کرنے سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

معجزه بینند فروزد آن زمان / بعد از آن گویند خیالی بود آن
ور حقیقت بودی آن دید عجب / پس مقیم چشم بودی روز و شب
کان عجب زین حس دارد عار و ننگ / کے بود طاؤس اندر چاه تنگ
آن مقیم چشم پاکان می بود / نی قرین چشم حیوان می شود
تا نگوئی مر مرا بسیار گو / من ز صد یک گویم و آن هم چو مو

معجزہ دیکھے گداز ہو دم ہو وہ / بعدہ کہوے خیالات اسکو وہ
در حقیقت معجزہ ہوتا وہ گر / آنکھ میں وہ رات دن رہتا مگر
آنکھ میں پاکوں کی بس رہتا ہے وہ / آنکھ حیوان کی نہ وہ نزدیک ہو
وہ عجب اس حس سے عار رکھتا ہے ننگ / ہووے کب طاؤس اندر چاہ تنگ
تا نہ کہوے مجکو تو بسیار گو / راز میں کہتا ہوں سو سے ایک کو

تشنیع زدن صوفیان پیش شیخ بر آن صوفی که بسیار گوید

طعنہ مارنا صوفیوں کا آگے شیخ کے اس صوفی پر کہ بہت کہتا ہے

صوفیان بر صوفیی شنعت زدند / پیش شیخ خانقاهی آمدند
شیخ را گفتند داد جان ما / تو ازین صوفی بجو ای پیشوا
گفت آخر چه گله است ای صوفیان / گفت این صوفی سه خو دارد گران
در سخن بسیار گو همچون جرس / در خورش افزون خورد از بیست کس
ور بخسپد هست چون اصحاب کهف / صوفیان کردند پیش شیخ زحف
شیخ رو آورد سوی آن فقیر / که ز هر حالی که هست اوساط گیر
در خبر خیر الامور اوساطها / نافع آمد ز اعتدال اخلاطها
گر یکی خلطی فزون شد از عرض / در تن مردم پدید آید مرض
بر قرین خویش مفزا در صفت / کان فراق آرد یقین در عاقبت
نطق موسی بود با اندازه لیک / هم فزون آمد ز گفت یار نیک

صوفیوں نے طعنہ صوفی پر کیا / آگے شیخ خانقہ کے برملا
شیخ کو بولے ہماری داد جان / تو دلا دے ہمکو اس صوفی سے یان
بولا آخر کیا گلہ ہے صوفیو / بولے تین عادت بری رکھتا ہے وہ
بات کرتا ہے بہت مثل جرس / کھاتا ہے اتنا کہ کھائیں بیس کس
سوتا ہے گو جوں اصحاب کہف کے / صوفی سب بولے خلاف اس شیخ کے
شیخ متوجہ ہوا درویش سے / کہ تو ہر حالت میں ہو اوسط کو لے
ہے خبر خیر الامور اوساطہا / نافع آیا اعتدال اخلاط کا
ایک اندازہ سے افزوں ہو گر / ہو مرض مردم کے ظاہر جسم پر
خود کو ہمسر سے زیادہ مت تو جان / کہ فراق آخر کو لاوے وہ عیان
کہنا موسیٰ کا تھا اندازہ سے لیک / ہوگیا زیادہ بقول یار نیک

سلہ معجزہ الخ یعنی شعر معجزہ دیکھے اسد صبوحہ گداز ہووے اور وہ اسکو وہ خیالات کہوے کہ حقیقت میں اگر وہ معجزہ ہوتا آنکھ میں وہ رات دن رہتا یہ اس کا
جواب ہے وہ آنکھ میں پاکوں کی رہتا ہے حیوانوں کی آنکھ کے نزدیک نہیں ہوتا ہے عجب ہے کہ جو اس سے وہ تنگ آگیا ہے پس چاہ تنگ میں طاؤس
کب ہو شعر یعنی دنیا میں کب ہووے معنی سے یہ زیب و زینت ہووے تا کہ مجھ کو تو بسیار گو نہ کہوے تو سو میں سے ایک کہتا ہوں بال سا باریک یعنے
راز معنی کو اگر ایک شعر بیان کروں تو مجھے بسیار گو کہو جیسے صوفیوں نے شیخ سے شکایت ایک شخص کی زیادہ گوئی کی چنانچہ اس کا ذکر آگے فرماتے ہیں فافہم
سلہ صوفیوں نے الخ یعنی شعر صوفیوں نے ایک صوفی پر طعنہ کیا آگے شیخ خانقاہ کے برملا شیخ سے کہا کہ ہماری داد جان تو اس صوفی سے
دلادے شیخ نے کہا آخر کیا گلہ ہے اے صوفیو کہا کہ وہ تین عادت بد رکھتا ہے کہ باتیں بہت کہتا ہے مثل جرس کے اور کھاتا اتنا کھاتا ہے
کہ بیس آدمی کھائیں اور سوتا ہے مانند اصحاب کہف کے سب صوفیوں نے خلاف کہا اس شیخ کے یعنے راہ طلب میں صوفی کو
کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن چاہیے اور یہ صوفی زیادہ کھاتا و سوتا و باتیں کرتا ہے آگے جواب شیخ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ شیخ متوجہ ہوا الخ
یعنی شعر شیخ متوجہ ہوا اس درویش سے کہ تو جس حالت میں ہے اوسط کو لے حدیث ہے کہ بہتر کاموں کا درمیان ہے کہ نافع آیا اعتدال خلطوں کا اندازہ سے
اگر ایک خلط زیادہ ہو مردم کے مرض جسم پر ظاہر ہو خود کو ہمسر سے زیادہ مت جان کہ وہ فراق آخر کو لاوے آگے مثال ہے کہنا موسیٰ کا اندازہ
سے تھا ولیکن زیادہ ہوگیا بقول خضر کے بہت کہنا خضر کو جو شاق آگیا کہا کہ چالے زیادہ گو ہذا فراق یعنے اب جدائی ہے اے موسیٰ بسیار گوئی اب
تو چھوڑ دے وصل آخر ہوا اب تو جا کب تک گفتگو کرے گا یعنے تو اوسط اختیار کر کہ اوسط بہتر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سے بہتر کاموں کا درمیان ہے ۱۲

آن فقیرے با خضر آمد شقاق / گفت رد تو کشتے ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی در گذر / چند گوئی رو وصال آمد بسر
موسیا بسیار گوئی دور شو / ورنہ با من گنگ باش و کور شو
ور نہ رفتی وز ستیزہ نشستہ / تو بمعنے رفتہ بگسستہ
رو برآ زانکہ بجفت تو للہ / عاشقان دشنہ گفت تو اند
چون حدث کردی تو ناگہ در نماز / گویدت سعی طہارت و نیاز
ورنہ رفتی خشک جنبان میشوی / چون نمازت رفت بنشین عاجزی
پاسبان بر خوابناکان بر فزود / ماہیان را پاسبان حاجت نبود
جامہ پوشان را نظر بر گازر است / جامہ عریان را تجلی زیور است
یا ز عریانان بیک سو باز رو / یا چو ایشان فارغ و بیجامہ شو
ور نمی تانی کہ کل عریان شوی / جامہ کم کن تا رہ اوسط روی
پس فقیر آن شیخ را احوال گفت / عذر را با آن غرامت کرد جفت

خضر کو آیا بہت کہنا جو شاق / بولا اے جا زیادہ گو ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی چھوڑ تو / وصل آخر آیا کب تک گفتگو
موسیا بسیار گوئی سے ہو دور [۱] / ورنہ میرے ساتھ رہ گونگا و کور
گر نہیں جاتا ہے اور لڑتا ہے تو / تو گیا معنی میں پر ٹوٹا ہے تو
پاس اُن کے جا جو تیرے یار ہیں / اور تیرے عاشق گفتار ہیں
جو نماز اندر ترا جاوے وضو / تجھکو کہوے جا وضو کو جلد تو
گر نہ جائے خالی حرکت تو کرے / جو گئی تیری نماز عاجز ہے
غافلوں پر پاسبان بھیجے گئے [۲] / مچھلیوں کو پاسبان کب چاہیے
جامہ پوشوں کی نظر دھوبی پہ ہے / زیب عریان جان تجلی سے رکھے
یا برہنوں سے علیحدہ اب تو ہو / یا تو مانند انکے بے جامہ ہو
گر برہنہ کل نہیں تو ہو سکے / جامہ کم کر دے کہ تا اوسط رہے
شیخ کو احوال فقرا نے کہا / عذر اُس نقصان سے باہم کیا

عذر گفتن فقیر با شیخ خانقاه

عذر کرنا فقیر کا شیخ خانقاہ سے

ہر سوال شیخ را داد او جواب / چون جوابات خضر خوب و صواب
آن جوابات سوالات کلیم / کش خضر بنمود از رب علیم
گشت مشکلہاش حل افزون ز یاد / از پے ہر مشکلش مفتاح داد
از خضر درویش ہم میراث داشت / در جواب شیخ ہمت برگماشت
گفت راہ اوسط ارچہ حکمت ست / لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست

سب سوالونکے جواب اُسنے دیے [۳] / شیخ کو جیسے خضر نے تھے دیے
وہ جوابات سوالات کلیم / کہ خضر نے سیکھے از رب علیم
مشکلیں حل ہو گئیں اسکی وہاں / دیں ہر اک مشکل کی اسکو کنجیاں
رکھتا میراث خضر درویش تھا / در جواب شیخ ہمت کو رکھا
بولا حکمت ہے اوسط گرچہ ہے / لیکن اوسط بھی بس اک نسبت سے ہے

۱ موسیا الخ شعر اے موسیٰ بسیار گوئی سے تو دور رہو ورنہ میرے ساتھ تو رہ اندھا و بہرا ہو کر اگر تو نہیں جاتا ہے اور لڑتا ہے تو معنی میں گیا لیکن ٹوٹا ہے تو ان کے پاس جا وہ تیرے یار ہیں اور تیرے عاشق گفتار ہیں آگے اس کی مثال ہے اگر نماز میں تیرا وضو جاوے تجھ کو کہیں کہ تو جا وضو جلد کرے اگر تو نہ جاوے اور خالی حرکت کرے تو نماز تیری گئی تو عاجز رہے آگے اس کے حقائق ہیں فافہم ۲ غافلوں پر الخ شعر پاسبان غافلوں پر بھیجے گئے مچھلیوں پر پاسبان کب چاہیے جامہ پوشوں کی نظر دھوبی پر ہے اور عریان کی زیب تجلی سے ہے یا برہنوں سے اب علیحدہ ہو یا تو مانند اُن کے بے جامہ ہو اگر تو کل برہنہ نہیں ہو سکتا تو جامہ کم کر دے کہ تا اوسط ہے یعنے اہل دنیا صفائے ظاہری رکھتے ہیں اور اہل معنی تجلی سے زینت باطنی کی کرتے ہیں پس تو درویشوں سے یا تو علیحدہ ہو جا یا مانند انکے تارک دنیا ہو جب شیخ کو فقرا نے احوال کہا اور نقصان سے عذر کر لایا فافہم ۳ سب سوالونکے الخ فقیر اس نے سب سوالونکے جواب شیخ کو دیے جیسے خضر نے دیے تھے وہ جوابات و سوالات کلیم کہ کہ خضر نے حق سے سیکھے تھے مشکلیں حل ہو گئیں اسکی وہاں اور ہر ایک مشکل کی خضر کو کنجیاں دیں وہ درویش میراث خضر رکھتا تھا اور شیخ کے جواب دینے میں ہمت رکھتا تھا کہا حکمت کی راہ میں اگرچہ اوسط ہے لیکن اوسط بھی ایک نسبت رکھتا ہے کم ہے نہر نسبت [illegible] کے لیکن مچھلی کو وہ دریا ہے آگے جواب زیادہ خوری کا ہے جو شخص کہ چار روٹی کھاوے اوسط ہے سیری کی شیخ اوسط طریقہ دین بہتر ہے لیکن ہر ایک کا اوسط علیحدہ ہے چنانچہ اسکا حال آگے ہے

آب جو نسبت باشتر ہست کم / لیک شد موشش را او ہمچو یم
کم ہے آب نہر نسبت اونٹ کے / پر حریص کے واسطے وہ بحر ہے

ہر کرا باشد وظیفہ چار نان / دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آن
چار روٹی جو کہ کھاتا ہے اخی / کھائے دو یا تین وہ اوسط ہوئی

ورخورد ہر چار رو گوید اوسط است / او اسیر حرص مانند بط است
گر وہ[1] چاروں کھائے اوسط کہے / حرص کا بندہ وہ مثل بط کے ہے

ہر کرا او را اشتہا دہ نان بود / شش خورد میدان کہ اوسط آن بود
جسکو دس روٹی کی ہووے اشتہا / چھ اگر کھائے تو اوسط ہے بجا

چون مرا پنجاہ نان ہست اشتہے / مر ترا شش گردہ ہمدستیم نے
اشتہا پنجاہ روٹی کی ہے مجھے / تجھ کو چھ کی ہمسری کب ہو سکے

تو بدہ رکعت نماز آیی ملول / من بہ پانصد در نیایم در نحول
گر تو دس رکعت پڑھے تو بس تھکے / پانسو مین کچھ نہ ضعف ہووے مجھے

آن یکے تا کعبہ حافی میرود / وین یکے تا مسجد از خود میشود
ایک کعبہ تک برہنہ پا چلے / ایک مسجد تلک نے جا سکے

آن یکے در پاکبازی جان بداد / وان یکے جان کند تا یک نان بداد
ایک نے تو عشق حق مین جان دی / ایک نے جان مار کے نان دی

آن وسط در بانہایت میرود / کہ مر آنرا اول و آخر بود
انتہا اس چیز کی وسط کی ہو / کہ وہ اول و آخر رکھتی ہو

اول و آخر بباید تا در آن / در تصور گنجد اوسط یا میان
اول[2] آخر چاہیے تا درمیان / اسکے اوسط کا تصور ہو میان

بے نہایت چون ندارد دو طرف / کے بود آنرا میان منصرف
بے نہایت دو طرف جو نے رکھے / کب مقرر اسکا اوسط ہو سکے

اول و آخر نشانش کس نداد / گفت لو کان لہ البحر المداد
اول و آخر کسی نے دی نہ یاد / بولا عہ لو کان لہ البحر المداد

ہفت دریا گر شود کلے مداد / نیست مر پایان شدن را ہیچ امید
ساتوں دریا گر سیاہی کل نہیں / انتہا کی تا نہ امیدین رکھیں

باغ و بیشہ گر شود یکسر قلم / زین سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
باغ و جنگل گر نہیں بالکل قلم / بات یہ ہرگز نہ ہووے کچھ بھی کم

آنہمہ حبر و قلم فانی شود / وین حدیث بے عدد باقی شود
یہ سیاہی و قلم سب ہو فنا / یہ سخن باقی رہے بے انتہا

حالت من خواب را ماند گہے / خواب پندارد مر آن را گمرہے
حال[3] میرا خواب سا ہووے کبھی / اسکو گمرہ خواب جانے ہین ابھی

چشم من خفتہ دلم بیدار دان / شکل بیکار مرا برکار دان
چشم خفتہ میری دل بیدار جان / شکل بیکاری مری کو کار جان

[1] گروہ چاروں الخ، شعر اگر وہ چاروں روٹیاں کھائے اور اوسط کہے وہ حریص مثل بط کے ہے اور جسکو دس روٹی کی اشتہا ہووے اگر وہ چھ کھائے اوسط ہے مجھے اشتہا پچاس روٹی کی ہے تجھ کو چھ روٹی کی ہمسری کب ہو سکے اگر تو دس رکعت پڑھے تو تھکے اور مجھے پانچ سو رکعت مین کچھ ضعف نہ ہووے ایک شخص کعبہ تک برہنہ پا چلا جائے اور ایک مسجد تک نہ جا سکے ایک نے عشق حق مین جان دی اور ایک نے جان مار کر نان دی انتہا اوسط اس چیز کی ہوتی کہ وہ اول و آخر رکھتی ہو دسے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] اول و آخر الخ، شعر اول و آخر چاہیے تا درمیان اس کے اوسط کا تصور ہو سکے جو دونوں طرف بے نہایت ہو اس کا اوسط کب مقرر ہو سکے اول و آخر کی یاد اس کی کسی نے نہین دی اور کہا ترجمہ اگر تمام دریا کل سیاہی نہیں تاہم امیدین انتہا کی نہ رکھین اور اگر باغ و صحرا بالکل قلم نہین یہ بات ہرگز کم نہ ہووے یہ سیاہی قلم سب فنا ہو جائے اور یہ سخن بے انتہا باقی رہے یعنے عذار وحی کے سبب سے مین وہ کہتا ہون کہ اوسط اس کا محال ہے مگر بظاہر میری بھوک سوا ہے انتہائی کم کھانا میرا اور کی اشتہا کے برابر ہے پس معترض اوسط میرا کب معلوم کر سکتا ہے آگے اس کے خفتن کا جواب ہے فافہم ۱۲

[3] حال میرا الخ، شعر میرا حال مثل خواب کے کبھی ہو جاتا ہے اس کو یہ گمراہ خواب جانتے ہین میری چشم خفتہ اور دل بیدار جان لے اور میری بیکاری کی شکل کو باکار جان لے باقی اس کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

عہ اگر تمام دریا سیاہی نہین ۱۲

گفت پیغمبر کہ عینائی تنام — لاینام القلب عن رب الانام
چشم تو بیدار و دل خفتہ بخواب — چشم من خفتہ دلم در فتح باب
مر دلم را پنج حس دیگر است — حس ما را ہر دو عالم منظر است
تو ز ضعف خود مکن در من نگاہ — بر تو شب بر من ہمان شب چاشتگاہ
بر تو زندان بر من آن زندان چو باغ — عین مشغولی مرا گشتہ فراغ
پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل — مر ترا ماتم مرا سور و دہل
در زمینم با تو ساکن در محل — میدوم بر چرخ ہفتم چون زحل
ہمنشینت من نیم سایہ منست — برتر از اندیشہا پایہ منست
زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام — خارج از اندیشہ پویان گشتہ ام
حاکم اندیشہ ام محکوم نے — چونکہ بنا حاکم آمد بر بنے
جملہ خلقان سخرہ اندیشہ اند — زان سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
قاصدا خود را باندیشہ دہم — چون بخواہم از میانشان بر جہم
من چو مرغ اوجم اندیشہ مگس — کے بود بر من مگس را دسترس
قاصدا زیر آیم از اوج بلند — تا شکستہ پایگان بر من تنند
چون ملالم گیرد از سفلی صفات — بر پرم ہمچون طیور الصافات
پر من رستہ است ہم از ذات خویش — بر نہ چسپانم دو پر من از سریش
جعفر طیار را پر جاریست — جعفر طرار را پر عاریہ است

بولے[۱] پیغمبر کہ عینائی تنام — لاینام القلب عن رب الانام
چشم بیدار اور دل خفتہ ترا — چشم خفتہ دل ہے بیدار اب مرا
میرے دل کی پانچ حسیں اور ہیں — حس مری منظر دو عالم کو رہیں
ضعف سے اپنے نہ کر مجھ میں نگاہ — تجھ پہ شب مجھ پر شب ہے صبحگاہ
تجھ پے زندان مجھ پے وہ زندان ہے باغ — عین مشغولی ہوئی مجکو فراغ
تو پھنسا[۲] گل میں مجھے وہ گل ہے گل — تجکو ماتم مجکو ہو سور و دہل
ساتھ تیرے ہوں زمیں پر بہ محل — دوڑتا ہوں چرخ پر میں جوں زحل
میں نہ ہمراہ تیرے ہے سایہ مرا — برتر اندیشہ سے ہے پایہ مرا
کیونکہ اندیشہ سے اب گزرا ہوں میں — اور اندیشے سے بس بھاگا ہوا ہوں میں
حاکم اندیشہ ہوں محکوم نے — جیسے بانی کا بنا پر حکم ہے
سب مطیع مخلوق اندیشہ کی ہے — اسلیے دل خستہ غم پیشہ رکھے
آپ قصداً کرتا اندیشہ میں ہوں — جبکہ چاہوں درمیان میں نہ رہوں
میں[۳] ہوں مرغ اوج اندیشہ مگس — کب مگس کا ہاتھ ہو مجھ پے بس
نیچے آتا اوج سے قصداً ہوں میں — تاکہ عاجز مجھپے گرویدہ رہیں
مجکو ناخوش جو کرے سفلی صفات — اڑتا ہوں میں جوں طیور صافات
پر لگے ہیں میرے اپنی ذات سے — گوند سے نے پر جمایا میں نے ہے
جعفر طیار کا اصلی ہے پر — جعفر طرار کا نقلی ہے پر

[۱] بولے پیغمبر الخ۔ شعر پیغمبر نے فرمایا ہے ترجمہ حدیث آنکھ میری خفتہ ہے اور دل میرا نہیں سوتا ہے ساتھ حق کے چشم تیری بیدار اور دل خفتہ اور میری چشم خفتہ دل بیدار ہے اور پانچ حسیں میرے دل کے ہیں دونوں عالم کو دیکھتی ہیں تو اپنے ضعف سے مجھ میں نظر مت کر تجھ پر شب مجھ پر وہ شب صبح ہے تجھ پر زندان اور وہ زندان مجھ پر باغ ہے اور عین مشغولی مجکو فراغ ہے یعنی میرا خواب بیداری ہے اور یہ بیداری تیری خواب ہے اس کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] تو پھنسا الخ۔ شعر تو گل میں پھنستا ہے اور وہ گل تجھ کو ماتم اور مجھکو آواز دہل ہے تیرے ساتھ میں زمین پر ہوں ولیکن میں دوڑتا ہوں زحل پر یہ میرا سایہ ہے اور اندیشہ سے سوا میرا پایہ ہے کیونکہ اب اندیشہ کے مقام سے گزر گیا ہوں اور میں اندیشہ سے بھاگا ہوں میں اندیشہ کا محکوم نہیں حاکم ہوں جیسے بانی بنا پر حکم رکھتا ہے سب مخلوق اندیشہ کی مطیع ہے اس لیے دل خستہ اور پیشہ غم کا رکھتی ہے میں اب قصداً اندیشہ میں ہوں کہ میں چاہوں اُس کے درمیان میں نہ رہوں یعنے مقام فکر و اندیشہ سے باہر ہوں یعنے عالم خلق سے میں باہر ہوں اور عالم امر میں جگہ رکھتا ہوں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] میں ہوں الخ۔ شعر میں مرغ رفیع ہوں اور اندیشہ مکھی ہے کب مکھی کا ہاتھ مجھ پر پہونچتا ہے میں اس مقام سے قصداً اُترتا ہوں کہ تا عاجز گرویدہ مجھ پر رہیں جبکہ صفات سفلی مجھ کو تنگ کرتی ہیں تو میں طیور صافات کی طرف اُڑتا ہوں میرے پر لگے ہیں میری ذات سے گوند سے میں نے پر نہیں جمائے ہیں یعنی میں حقیقت سے جانتا ہوں دلائل سے نہیں جانتا ہوں آگے مثال ہے جیسے حضرت جعفر طیار کے پر اصلی ہیں اور جعفر طرار کے پر جانے کیسے ہیں یہ مدعی بے ذوق کے نزدیک ہے یعنی اہل الوقت کے نزدیک جو سیر معنی کا دعوی کرتے ہیں مگر ان کو حاصل نہیں ہے اہل باطن اصلیت رکھتے ہیں جو بیدار نہیں ہیں آگے حال دعوے کا ہے فافہم ۱۲ [illegible] آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا ۱۲

نزد آنکہ لذت ذوق دعویست این — نزد سکان افق معنی ست این
لاف دعوی باشد این پیش غراب — دیگ تہی و پر یکی پیش ذباب
چونکہ در تو میشود لقمہ گہر — تن مزن چندانکہ بتوانی بخور
شیخ روزی بہر دفع سوء ظن — در لگن قی کرد پر در شد لگن
گوہر معقول را محسوس کرد — پیر بینا بہر کم عقلی مرد
چونکہ در معدہ شود پاکت پلید — قفل نہ بر حلق و پنہان کن کلید

دعوی یہ ہے ذوق کے نزدیک ہے — معنے اہل ذوق کے نزدیک ہے
لاف و دعوی آگے یہ کوؤں کے ہے — دیگ خالی پر مگس جانے ایسے
جو کہ تجھ میں کھانا ہوتا ہے گہر — جسقدر چاہیے تو اتنا کھایا کر
ایک دن دفع گمان کیو اسلئے — شیخ نے قے کی تو بس گوہر گرے
گوہر معقول محسوس کیے — پیر نے ان بیوقوفوں کے لیے
پاک ہو جو تیرے معدے میں پلید — خلق پر دے قفل مخفی کر کلید

بیان آنکہ دعوی کہ عین آن دعوی گواہ صدق خویش است

بیان اس دعوی کا کہ عین دعوی اپنے صدق کا گواہ ہے

ہر کہ در وی لقمہ شد نور جلال — ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال
گر تو ہستی آشنای جان من — نیست دعوی گفت معنی لان من
گر بگویم نیم شب پیش توام — ہین مترس از شب کہ من خویش توام
این دو دعوی پیش تو معنی بود — چون شناسی بانگ خویشاوند خود
پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک — ہر دو معنی بود پیش فہم نیک
قرب آوازش گواہی میدہد — کاین دم از نزدیک یاری میجہد
لذت آواز خویشاوند نیز — شد گوا بر صدق آن یار عزیز
باز بی الہام احمق کو ز جہل — می نداند بانگ بیگانہ ز اہل
پیش او دعوی بود گفتار او — جہل او شد مایہ انکار او
پیش زیرک کاندرونش نورہاست — عین این آواز معنی بود راست

جسکے اندر کھانا ہو نور جلال — کھائے وہ جو کچھ کہ ہو اسکو حلال
آشنا ہے تو مری گر جان سے — نے ہے دعوی قول میری ملک ہے
گر کہوں کہ شب کو ہوں میں تیرے پاس — مت ڈرے شب سے کہ تیرا ہوں میں خویش
دونوں دعوے معنی ہوں آگے ترے — بانگ خویش اپنے کی جو پہچان لے
تھے یہ پیشی و خویشی دعوی دو لے — دونوں معنی تھے کہ جو سمجھے اسے
قرب بانگ اسکی گواہی دیتی ہے — کہ یہ دم آیا ہی جانان پاس سے
لذت آواز اپنے خویش کی — صدق جانان پر گواہ ہو گئی
پھر بغیر الہام احمق جہل سے — بانگ بیگانہ نہ جانے اہل سے
اسکے آگے دعوی وہ گفتار ہے — جہل اسکا مایہ انکار ہے
آگے دانا کے کہ اسمین نور ہے — عین یہ آواز معنی سچ رہے

لہ لاف الخ شعر یہ دعوی آگے کوؤں کے ہے اور دیگ خالی مکھیوں کے نزدیک پر ہے جو کہ تجھ میں کھانا اگر گوہر ہوتا ہے پس تو جسقدر چاہے اتنا کھا ایک دن گمان لوگوں کے لیے شیخ نے قے کی تو بس گوہر گرے پس شیخ نے گوہر معقول کو محسوس کر دیا ان بیوقوفوں کے لیے اپنے زہد و کرامت سے اور جو تیرے معدے میں پاک چیز پلید ہو وے حلق پر قفل اور کلید پوشیدہ کر دے یعنی یہ مراد عوام سے بسیار خوردن و بسیار خفتن کا ہے ذوق کے نزدیک محض دعوی ہے اور یہ اہل ذوق کے نزدیک معنی ہیں کس واسطے کہ یہ خوردن و خفتن بسبب وصل یار ہے نہ محض یا اس دعوی و قسم پر ہے ایک یہ دعوی باطل کہ سوخی تقی لیس اس دعوی قسم کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۲ جسکے اندر الخ شعر جسکے اندر کھانا نور جلال ہو وہ جو کچھ کھائے اسکو حلال ہے اگر تو میری جان آشنا ہے تو یہ دعوی نہیں ہے قول میری ملک ہے یعنی اگر تو معنی ہے تو اس میرے دعوی کو دعوی جانیگا آگے اسکی مثال ہے اگر میں یہ کہوں کہ شب کو تیرے پاس ہوں تو مت ڈر شب کو میں تیرا خویش ہوں تو یہ دونوں دعوے آگے تیرے معنی ہوں جبکہ اپنے خویش کی آواز پہچان لے یہ پیشی و خویشی دو دعوی ہیں ولیکن یہ دونوں معنی تھے کہ اسے سمجھے ہوگی بانگ کی قربت گواہی دیتی ہے کہ دم جانان کے پاس سے آیا ہے اپنے خویش کی آواز کی لذت جانان کے پاس سے صدق پر گواہی ہوگئی یعنی آواز خویش کی گواہی دیتی ہے کہ یہ دم انسانی جانان کے پاس سے آتا ہے مثالیں اسکی آگے ہیں فافہم ۱۲ ؎۳ پھر الخ شعر پھر بغیر الہام کے بیگانہ کی آواز اہل سے نہ جانے پس اسکے آگے گفتار دعوے ہے کیونکہ جہل اسکا یہی انکار کی ہے اور آگے اس دانا کے کہ نور ہے وہ آواز عین معنی سچ معلوم ہووے یعنی وہ آواز خویش کی احمق کے نزدیک معنی ہے کہ اسکو سچ جانتا ہے آگے اس کے دوسری مثال ہے فافہم ۱۲

یا بتازی گفت یک تازی زبان — که همی دانم زبان تازیان
عین تازی گفتنش معنی بود — گرچه تازی گفتنش دعوی بود
یا نویسد کاتبی بر کاغذی — کاتب و خط خوانم و من ابجدی
این نوشته گرچه خود دعوی بود — هم نوشته شاهد معنی بود
یا بگوید صوفیی دیدی تو دوش — در میان خواب سجاده بدوش
من بدم آن آنچه گفتم خواب در — با تو اندر خواب در شرح نظر
گوش کن چون حلقه اندر گوش کن — این سخن را پیشوای هوش کن
چون ترا یاد آید آن خواب این سخن — معجزه نو باشد و راز کهن
گرچه دعوی می نماید این ولی — جان صاحب واقعه گوید بلی
پس چو حکمت ضاله مومن بود — آن ز هر که بشنوی موقن شود
چونکه خود را پیش او یابد فقط — چون بود شک چون کند خود را غلط
تشنه را چون بگویی تو شتاب — در قدح آبست بستان زود آب
هیچ گوید تشنه کاین دعوی ست رو — از برم ای مدعی مهجور شو
یا گواه و حجتی بنما که این — جنس آبست و از آن ماء معین
یا بطفل شیر مادر بانگ زد — که بیا من مادرم هان ای ولد
طفل گوید مادرا حجت بیار — تا که با شیرت بگیرم من قرار

یا کہ عربی بولے اک عربی زبان — کہ میں جانتا ہوں زبان عربیان
عین عربی کہنا اُسکا معنی ہو — گرچہ عربی کہنا اُسکا دعوی ہو
یا کہ اک کاغذ پہ اک کاتب لکھے — لکھتا ہوں میں خط کا آتا ہے مجھے
گرچہ یہ تحقیق لکھنا دعوی ہے — پر لکھا اُسکا گواہ معنی ہے
یا کہے صوفی کہ دیکھا تو نے رات — خواب میں اک تھا مصلے تیرے سات
میں ہی تھا وہ خواب میں جو کچھ کہا — اور بیان تجھسے نظر کا بس کیا
سن تو مثل حلقہ رکھ تو کان میں — پیشوائے ہوش یہ باتیں بنیں
تجھکو یاد آئے یہ بات اے زخواب وہ — معجزہ نو اور پرانا راز ہو
گرچہ دعوی سا ہے پر بیگمان — جان صاحب واقعہ کہتی ہے ہاں
جو کہ یہ حکمت ہے ضالہ مومنین — اُس کو جو سنتا ہے کرتا ہے یقین
اُسکے آگے پائے تو خود کو فقط — کیسے شک آئے کرے خود کو غلط
جو پیاسے کو کہے تو کر شتاب — آب پیالے میں ہی تو لے اس سے آب
کوئی تشنہ یہ کہے دعوی ہے جا — مدعی ہو پاس سے میرے جدا
یا گواہ اور بھی دلیل اسکی تو دے — کہ یہ اس ماء معین کا آب ہے
یا پکارے دودھ کے بچے کو ماں — کہ ای بچہ آ میں تیری ماں ہوں ہاں
بچہ کہوے ماں دلیل اسکی بتا — تا ہو تسکین دودھ سے تیرے بھلا

له یا کہ عربی الخ ۲ شعر یا کہ ایک عربی زبان عربی کہے کہ میں عربی جانتا ہوں تو عین عربی کہنا اس کا عربی ہو وے اگرچہ عربی کہنا اُس کا دعوے ہو وے یعنے عربی گو کو عربی دعوے کرنا دعوے واقعی ہے آگے تیسری مثال ہے کہ کاتب کاغذ پہ لکھے اور کہے کہ لکھتا ہوں خط کاغذ پر لکھے اگرچہ یہ لکھنا تحقیق دعوے ہے لیکن اس کا لکھا ہوا معنی کا گواہ ہے یعنے یہ دعوے واقعی ہے آگے چوتھی مثال اس کی ہے فافہم ۱۲ ؎۲ یا کہے الخ ۷ شعر یا ایک صوفی کہے کہ تو نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک مصلے لیے رہا تیرے ساتھ تھا پس وہ میں ہی تھا خواب میں جو کچھ کہا تجھ سے بیان نظر کا کیا تو سن اور مثل حلقے کے کان میں رکھ تاکہ یہ باتیں پیشوائے ہوش بنیں تجھ کو یہ بات اور وہ خواب یاد آئے ہاتھ ملنا معجزہ نیا اور پرانا راز ہوا اگرچہ یہ دعوے معلوم ہے ولیکن بیگمان جان صاحب واقعہ کی کہتی ہے کہ ہاں سچ ہے جو کہ حکمت گمی شے ہے مومنوں کی ہے جو اس کو سنتا ہے یقین کرتا ہے کہ خود کو اس کے آگے پائے پھر کیسے شک آوے اور وہ خود کو غلط کرے آگے اس کے یعنی بظاہر یہ صوفی کا دعوے ہے مگر صاحب واقعہ کے نزدیک دعوے واقعی ہے پانچویں مثال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎۳ جو پیاسے الخ ۵ شعر جو پیاسے کو کہے کہ آب جاری تھا اس پیالے سے لے کوئی تشنہ کہے کہ یہ دعوے ہے اے مدعی جلد میرے پاس سے جدا ہو یا گواہ اور دلیل اس کی دے کہ یہ آب اُس ماء معین سے ہے چھٹی مثال آگے ہے بچہ شیرخوار کو ماں پکارے کہ اے بچے تو آ میں تیری ماں ہوں بچہ کہے کہ اے ماں اس کی دلیل بتا تا تجھے دودھ سے تسکین ہو وے یعنے یہ سب دعوے واقعی ہیں اور خلاف نہیں ہیں باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲ -

در دل هر امتی کز حق مزه است / روی و آواز پیمبر معجزه است
چون پیمبر از برون بانگی زند / جان امت در درون سجده کند
زانکه جنس بانگ او اندر جهان / از کسی نشنیده باشد گوش جان
آن غریب از ذوق آواز غریب / از زبان حق شنود انی قریب

امتی کے دل میں ہو حق سے مزا / منھ و آواز بھی ہے معجزا
جو نبی باہر سے بس آواز دے / جان امت دل میں ہاں سجدہ کرے
کہ جہان میں مثل اس آواز کے / نے کسی سے بھی سنا ہو جان نے
اس نبی نے ذوق سے آواز دی / سن لیا انی قریب اللہ سے

سجدہ کردن یحیی و مسیح در شکم مادر یکدیگر را

سجدہ کرنا یحیی و مسیح کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو

مادر یحیی چو حامل بود از و / بود با مریم نشستہ رو بہ رو
مادر یحیی بہ مریم در نهفت / پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقین دیدم درون تو شہی است / کو اولو العزم و رسول آگہی است
چون برابر اوفتادم با تو من / کرد سجدہ حمل من ای ذو الفطن
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد / کز سجودش در تنم افتاد درد
گفت مریم من درون خویش هم / سجدہ دیدم ز طفلم در شکم

حاملہ یحیی کی ماں جو اس سے تھی / بس برابر بیٹھی وہ مریم کے تھی
ماں نے یحیی کی یہ مریم سے کہا / پہلے وضع حمل سے اپنے خفا
کہ یقیناً دیکھا تجھ میں شاہ ہے / کہ اولوالعزم و رسول اللہ ہے
اتفاقاً میں ترے پاس آ گئی / حمل نے سجدہ کیا میرے جبھی
سجدہ اس بچے نے بچے کو کیا / درد سجدہ سے مرے تن میں ہوا
بولی مریم میں نے اندر پیٹ کے / دیکھا بچہ بھی مرا سجدہ کرے

اشکال آوردن نادانان برین قصہ و جواب ایشان

تعجب کرنا نادانوں کا اس قصہ پر اور جواب ان کا

ابلہان گویند این افسانہ را / خط بکش زیرا دروغ است و خطا
زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش / بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مریم اندر حمل جفت کس نشد / از برون شہر او واپس نشد
از برون شہر آن شیرین فسون / تا نشد فارغ نیامد ہم درون
چون بزائید آنگہانش بر کنار / برگرفت و برد تا پیش تبار

کہتے اس قصہ کو احمق ہیں برا / کس لیے کہ ہے دروغ اور ہے خطا
کیونکہ مریم وقت وضع حمل کے / دور تھی وہ اپنے اور بیگانہ سے
حمل میں مریم کسی سے نہ ملی / اور نہ آئی شہر میں باہر رہی
شہر کے باہر سے وہ بس پاک دامن / جب تلک فارغ نہ ہوئیں آئیں نہیں
جب جنی تو اس کو لے کر گود میں / لے گئیں وہ پاس اپنے اہل کے

سلہ امتی کے الخ ہر شعر امتی کے دل میں حق سے مزا ہے اور منھ و آواز سے معجزہ ہے جو نبی آواز دے امتی کے جان و دل میں سجدہ کرے کہ جہان میں مثل اس آواز کے کسی سے جان نے نہیں سنا اس سے نبی نے ذوق میں آواز دی سن لیا کہ تحقیق میں قریب ہوں احد سے یعنی جان آواز حق کو پہچانتی ہے جبکہ آواز حق نبی سے جان سنتی ہے رجوع اس طرف ہوتی ہے بس جان بچہ کی ماں کے پیٹ میں نبی اللہ کو نبی اللہ جانتی ہے چنانچہ اس کی مثال میں قصہ یحیی علیہ السلام و مسیح کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ حاملہ الخ ہر شعر مادر یحیی علیہ السلام کی اس سے حاملہ تھی اور بی بی مریم کے برابر بیٹھی تھی مادر یحیی نے مریم سے کہا پوشیدہ پہلے وضع حمل اپنے سے بالیقین میں نے دیکھا تجھ میں شاہ ہے کہ وہ اولوالعزم رسول خدا ہے میں اتفاقاً تیرے پاس آ گئی کہ میرے حمل نے سجدہ کیا پس سجدہ اس بچہ نے بچہ کو کیا درد میرے تن میں سجدہ سے ہوا بی بی مریم نے کہا کہ میں نے پیٹ میں دیکھا کہ میرے بچہ نے بھی سجدہ کیا یعنی یحیی نے سجدہ کیا حضرت عیسی کو اور حضرت عیسی نے یحیی کو جو کہ ماں کے پیٹ میں تھے چنانچہ اس قصہ کے اوپر نادانوں نے تعجب کیا اس کا بیان آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہتے ہیں الخ ہر شعر احمق اس قصہ کو برا کہتے ہیں کس واسطے دروغ ہے اور خطا ہے کیونکہ بوقت وضع حمل کے مریم دور تھی یگانہ و بیگانہ سے حمل میں مریم کسی سے نہیں ملی شہر میں نہیں آئی اور باہر رہی شہر کے باہر سے وہ پاک دامن نہیں آئی جب تک فارغ نہیں ہوئی جبکہ وضع حمل کیا تو اس کو گود میں لے کر پاس انہوں کے گئی پس مادر یحیی نے اس کو کہاں دیکھا کہ تو یہ قصہ کہتا ہے آگے اس کا جواب ہے فافہم ۱۲

مادر یحیی کجا دیدش کہ تا / گوید او را این سخن در ماجرا
این بداند آنکہ اہل خاطرست / غائب آفاق او را حاضرست
پیش مریم حاضر آمد در نظر / مادر یحیی کہ دورست از بصر
دیدہا بستہ ببیند دوست را / چون مشبک کردہ باشد پوست را
ور ندیدش نز برون نز درون / از حکایت گیر معنی اے زبون
نے چنان افسانہا بشنیدۂ / ہمچو شین بر نقش آن چفسیدۂ
تا ہمیگفت آن کلیلہ بے زبان / چون سخن نوشد ز دمنہ بے بیان
ور ندانستند لحن ہمدگر / فہم آن چون کرد بے نطق بشر
در میان شیر و گاو آن دمنہ چون / شد رسول و خواند بر ہر دو فسون
چون وزیر شیر شد گاو نبیل / چون ز عکس ماہ ترسان گشت پیل
این کلیلہ دمنہ جملہ افتریست / ورنہ کے با زاغ لکلک را مریست
اے برادر قصہ چون پیمانہ است / معنی اندر وے بسان دانہ است
دانۂ معنی بگیرد مرد عقل / ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
ماجرائے بلبل و گل گوش دار / گرچہ گفتی نیست آنجا آشکار

ماں نے یحیی کی کہاں دیکھا اُسے / گر تو یہ قصہ بیان اُسکا کرے
جو کہ اہل دل ہیں وہ ہین جانتے / غیب کا احوال اُن پر کشف ہے
آگے مریم کے تھی وہ پیش نظر / گرچہ ماں یحیی کی تھی دور از بصر
بند کرکے آنکھ دیکھے اپنا یار / پوست اپنا جو کرے سوراخ دار
گر نہ ظاہر باطنا دیکھا اُسے / اس حکایت سے تو معنی جان لے
نے بہت اس طور کے قصے سنے / مثل شین چپکا ہے اُسکے نقش پے
تا کلیلہ بے زبان نے یون کہا / اور دمنہ بے بیان نے یون کہا
گر نہ تھے آواز باہم جانتے / کیونکہ اُسکو سمجھا بے گویائی کے
کیسے دمنہ نے میان گاو و شیر / ایلچی بنکر کیا دونوں کو زیر
گاو کیسے شیر کا نائب ہوا / ہاتھی کیسے عکس مہ سے ڈر گیا
یہ کلیلہ دمنہ سب ہے افترا / ورنہ لکلک زاغ کب ہمسر ہوا
اے برادر قصہ جون پیمانہ ہے / اور معنی اُسمین مثل دانہ ہے
دانہ معنی کو لے اے مرد عقل / دیکھ مت پیمانہ گر ہو جائے نقل
ماجرائے بلبل و گل سن لے یار / گرچہ کہتے میں نہیں وہ آشکار

سخن گفتن بہ زبان حال و فہم کردن آن

بات کرنا زبان حال سے اور سمجھنا اُسکا

ماجرائے شمع با پروانہ تو / بشنو و معنی گزین ز افسانہ تو
گرچہ گفتی نیست سر گفت ہست / ہین ببالا پر مپر چون جغد پست
گفت در شطرنج کاین خانۂ رخ ست / گفت خانہ از کجاش آمد بدست
خانہ را بخرید یا میراث یافت / فرخ آنکس کو سوی معنی شتافت

ماجرائے شمع اور پروانہ تو / سن لے اور لے معنی افسانہ کو
بھید یہ گو کہنے کے لائق نہیں / اونچا اڑ مت اُلّو جو حیفہ سفلین
بولا یہ شطرنج میں رخ کا ہے گھر / بولا اُس نے پایا کیس جا سے گھر
گھر خریدا یا کہ ترکے میں ملا / مرد وہ بہتر جو معنی کو گیا

۱؎ جو کہ الخ یعنی جو کہ اہل دل ہین وہ جانتے ہین اور حال غیب کا اُن پر منکشف ہے آگے مریم کے پیش نظر تھی اگرچہ ماں یحیی کی نظر سے دور تھی کیونکہ حقائق میں اپنے یار کو آنکھ بند کر کے دیکھے جو کوئی اپنے پوست کو سوراخ دار کرے اگر ظاہر باطن میں اُس کو نہ دیکھا اس حکایت سے تو معنی جان لے کہ اس طور کے بہت سے قصے سنے ہیں شین کی مانند اس کے نقش پر چپکا ہے تا کہ کلیلہ بے زبان نے یون کہا اور دمنہ بے بیان نے یون سنا اگر وہ باہم آواز نہیں جانتے تھے کیونکر اُسکو سمجھا بے گویائی کے کیسے دمنہ نے درمیان گاو و شیر کے ایلچی بن کر دونوں کو زیر کیا باقی حال آگے ہے ظفر ۲؎ گاو الخ یعنی شیر کیسے گاو و شیر کا نائب بنا ہاتھی کیسے عکس مہ سے ڈر گیا یہ کلیلہ و دمنہ سب افترا ہے اور نہ لکلک کب زاغ کے مانند ہے [illegible] مانند پیمانہ کے ہے معنی اُسمین مانند دانہ کے تو دانہ معنی کو لے عقلمند ہے مگر پیمانہ نقل ہو جائے [illegible] مت دیکھ ماجرا بلبل و گل کا تو سن اگرچہ وہ کہنے میں نہ آئے یعنی اُس قصہ میں تو معنی پر نظر کر کہ غرض اس قصہ سے اظہار معنی ہے گو صورت قصہ میں غلطی ہو [illegible] بر تقدیر و نظر نہ رکھ جیسے شمع و پروانہ کا ماجرا و عشق بازی کے ظاہر خاموش ہیں مگر معنی بھید ہے بے زبانی سے [illegible] چنانچہ ان باتوں کا حال آگے ہے ظفر ۳؎ ماجرا الخ یعنی شمع و پروانہ کا ماجرا تو سن اور افسانہ کے معنی کو اُس سے لے تو اسرار بیان کر گو کہنے کے لائق نہیں ہے تو اونچا نہ اڑ بلکہ مانند جغد سفلین کے [illegible] اسرار کو [illegible] میں بیان کر [illegible] اسکی مثال یہ کہتے ہین شطرنج میں رخ کا گھر ہے دوسرے نے کہا کہ کس جگہ سے گھر پایا ہے گھر خریدا ہے یا ترکہ میں ملا ہے پس وہ بہتر ہے جو کہ معنی کو سمجھے گو رخ کا شطرنج میں سو مراد [illegible]

گفت نحوی زید عمرا قد ضرب / گفت چونش کرد بی جرمی ادب
عمرو را جرمش چه بد کان زید خام / بیگنه او را بزد همچون غلام
گفت این پیمانهٔ معنی بود / گندمی بستان که پیمانه است رد
عمرو و زید از بهر اعراب است ساز / گر دروغ ست آن تو با اعراب ساز
گفت نی من آن ندانم عمرو را / زید چون زد بیگناه و بی خطا
گفت از ناچار و لاغی بر گشود / عمرو یک واوی فزون دزدیده بود
زید واقف گشت دزدش را بزد / چونکه از حد برد حدش می سزد

بولا نحوی زید مارے عمرو کو / بولا بے جرمی ہی کیونکر مارے وہ
عمرو کا کیا جرم تھا کہ زید نے / مثل خادم بیگنہ مارا اُسے
بولا یہ پیمانہ اک معنی کا ہے / رد ہی پیمانہ تو گیہوں اُس سے لے
عمرو و زید اعراب کے ہیں واسطے / گر ہے جھوٹا اعراب اُسکا جان لے
بولا میں ہوں عمرو کو کب جانتا / زید نے کیوں مارا اُسکو بے خطا
بولا وہ ناچار و عاجز ہوگیا / عمرو نے زیادہ چرایا واو تھا
زید نے آگہ ہو مارا چور کو / حد سے گزرا حد کے بس لائق ہے وہ

پذیرا آمدن سخن باطل در دل باطلان

پسند آنا سخن باطل کا باطلوں کے دل میں

گفت اینک راست پذرفتم بجان / کژ نماید راست در پیش کژان
گر بگوئی احولی را مه یکیست / گویدت این دوست و در وحدت شکیست
ور برو خندد کسی گوید دو است / راست دارد این سزای بدخواست
بر دروغان جمع می آید دروغ / الخبیثات الخبیثون زد فروغ
هر کرا جنس دروغ ست ای پسر / راست پیش او نباشد معتبر
دل فراخان را بود دست فراخ / چشم کوران را عثار سنگلاخ
هر کرا دندان صدقی رسته شد / از دروغ و از خیانت رسته شد

بولا یہ سچ ہے پسند آیا مجھے / ٹیڑھا سیدھا دکھتا احول کو ہے
گر کہے احول کو تو اک ماہ ہے / وہ کہے وحدت میں اک شک ہے مجھے
گر ہنسی سے کوئی کہدے ہیں وہ دو / جانے سچا ہے سزا بدخو کی دو
ہوتا ہی بس جمع جھوٹوں پر دروغ / الخبیثات الخبیثین کر فروغ
جنس جو جھوٹ کی رکھتا ہی یار / سچ کو آگے اُسکے کب ہو اعتبار
دل کشادونکو کشادہ دست ہے / اور اندھونکو ہے ٹھوکر سنگ سے
ذوق جسکو صدق سے پیدا ہوا / جھوٹ سے وہ اور خیانت سے چھٹا

سلہ بولا نحوی الخ ۲ شعر نحوی کہتا ہے کہ زید عمرو کو مارے دوسرے نے کہا کہ وہ بے جرمی پر کیونکر مارے عمرو کا کیا جرم تھا کہ زید نے مثل خادم بے گناہ کے اُسے مارا کہا کہ یہ معنی کا ایک پیمانہ ہے بس پیمانہ کچھ نہیں تو گندم اس سے لے یعنے زید عمرو بھی ایک امر فرضی ہیں اسواسطے اظہار حرکت لفظ کے معنے اُس سے حاصل کرلے آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ عمرو زید الخ ۴ شعر عمرو زید اعراب کے واسطے ہے اگر جھوٹا ہے اُسکا اعراب تو جان لے کہ عمرو کو کب میں جانتا ہوں زید نے اُسکو بیخطا کیوں مارا کہا کہ وہ ناچار و عاجز ہوگیا کیونکہ عمرو نے واو کو زیادہ چرایا تھا زید نے آگاہ ہو کر عمرو کو مارا جو حد سے گزرا بس تعزیر کے لائق ہو یعنی عمرو زید کا بیان واسطے اظہار اعراب کے ہے کہ لکھنے میں واو عمرو میں زیادہ لکھتے ہیں اور تلفظ میں وہ واو نہیں آتا ہے بس واسطے سمجھانے کے ظاہر میں سب ہے جرم ظاہری ذمہ عمرو کے تھا اس واسطے زید نے اس کو مارا اس دلیل کو باطل نے پسند کیا ورنہ زید عمرو امر فرضی ہیں تو بس واسطے اظہار اعراب کے گمراہ باطل لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں چنانچہ باطلوں کا حال آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ ۸ شعر کہا سچ ہے مجھے پسند آیا بس ٹیڑھے کو سیدھا بھی ٹیڑھا دکھلائی دیتا ہے آگے مثال ہے اگر تو احول کو کہے کہ ایک ماہ ہے وہ کہے کہ مجھے وحدت میں شک ہے اور اگر کوئی ہنسی سے کہے کہ دو چاند ہیں تو وہ اُسے سچا جانے یہ بدخو کی سزا ہے دروغ جھوٹوں پر جمع ہوتا ہے کیونکہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے ہیں جو کہ تو جنس جھوٹ کی رکھتا ہے سچ کو اس کے آگے کب اعتبار ہوتا ہے کشادہ دلوں کے آگے دست کشادہ ہے اور اندھوں کو ٹھوکر سنگ سے ہے اور جسکو ذوق صدق سے پیدا ہوا جھوٹ اور خیانت سے چھٹا لیکے جھوٹے باتیں جو سچ کو پسند آتی ہے جیسے کہ درخت میں پیل کہ امر خلاف ہے بادشاہ کو پسند آیا اُس کی تلاش کو ایک قاصد بھیجا چنانچہ اس کا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ خبیث عورتیں واسطے خبیث مردوں کے ہیں ۱۲

جستن آن درخت کہ ہر کہ میوۂ او خورد ہرگز نمرد

گفت دانائے برائے داستان / کہ درختے ہست در ہندستان

ہر کسے کز میوۂ او خورد و بُرد / نے شود او پیر نے ہرگز بمرد

بادشاہے این شنید از صادقے / بر درخت و میوہ اش شد عاشقے

قاصدے دانا ز دیوان ادب / سوے ہندستان روان کرد از طلب

سالہا میگشت آن قاصد ازو / گرد ہندستان برائے جستجو

شہر شہر از بہر این مطلوب گشت / نے جزیرہ ماند نے کوہ و نے دشت

ہر کرا پرسید کردش ریشخند / کاین کہ جوید جز مگر مجنون بند

بس کسان صفعش زدند اندر مزاح / بس کسان گفتند کای صاحب فلاح

جستجوے چون تو زیرک سینہ صاف / کے تہی باشد کجا باشد گزاف

وین مراعاتش یکے صفعے دگر / وین ز صفع آشکارا سخت تر

می ستودندش بہ تسخر کاے بزرگ / در فلان جا یک درختے بس سترگ

در فلان بیشہ درختے ہست سبز / بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز

قاصد شہ بستہ در جستن کمر / می شنید از ہر کسے نوع دگر

بس سیاحت کرد آنجا سالہا / میفرستادش شہنشہ مالہا

چون بسے دید اندران غربت تعب / عاجز آمد آخرالامر از طلب

ہیچ از مقصود اثر پیدا نشد / زان غرض غیر خبر پیدا نشد

رشتۂ امید او بگسستہ شد / جستۂ او عاقبت ناجستہ شد

ڈھونڈھنا اُس درخت کا کہ جس نے اُسکا میوہ کھایا ہرگز نہ مرا

داستانون مین اک کہا ہشیار نے / کہ درخت ہندوستان مین ایک ہے

اُسکا میوہ جو کوئی کھالے سُنے / نے کوئی بڈھا ہووے نے ہرگز مرے

بادشہ نے یہ جو صادق سے سنا / اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا

ایک قاصد ہوشیار و با ادب / بھیجا ہندستان کیا اُسکو طلب

سالہا قاصد پھرا اُسکے لیے / ڈھونڈھتا ہندوستان مین ہر جگے

شہر شہر اسکے لیے تب وہ پھرا / نے جزیرہ کوئی نے جنگل رہا

جس کسی سے پوچھا وہ اُسپر ہنسا / کون ڈھونڈھے اسکو اب مجنون سوا

بس ہنسی مین مارتے تھپڑ اُسے / اور بہت کہتے کہ ای صاحب تجھے

ڈھونڈھتا ہے تجھ سا زیرک سینہ صاف / کب ہے خالی ہووے کب ہے یہ گزاف

یہ رعایت ایک تھپڑ اور تھا / ظاہری تھپڑ سے سختی مین سوا

وصف ہولے نے تمسخر سے کیا / کہ فلانی جا درخت اک تھا بڑا

اور فلان جنگل مین نخل اک سبز ہے / بس بلند اور بڑی شاخین ہے کہے

قاصد شہ مستعد تا لاش کا / ہر کسی سے ہر طرح یہ سنتا تھا

برسون سیاحی کری اُسنے وہان / بھیجتا تھا شہ اُسے مال گران

جو سفر مین رنج آئے از بس ہوا / اور بس عاجز طلب سے ہوگیا

کچھ نہ مقصد سے اثر پیدا ہوا / نے غرض سے جز خبر پیدا ہوا

اُسکی جو امید کی جو کٹ گئی / کوشش آخر اُسکی بیکوشش ہوئی

سلہ داستانون مین الخ یعنی شعر ایک ہوشیار نے داستان مین کہا کہ ایک درخت ہندوستان مین ہے جو کوئی اس کا میوہ کھائے نہ کبھی بوڑھا ہووے نہ ہرگز مرے ایک بادشاہ نے جو یہ صادق سے سنا اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا ایک قاصد ہوشیار باادب کو ہندوستان کو بھیجا اور اس کو طلب کیا قاصد برسوں پھرا اور اُس کے لیے ہندوستان مین ڈھونڈھتا ہر جگہ شہر بشہر اُس کے لیے وہ پھرا کوئی جزیرہ اور کوئی جنگل باقی نہ رہا جس سے پوچھا وہ اُس پر ہنستا کون اُس کو ڈھونڈھے مجنون کے سوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بس ہنسی الخ یعنی شعر بس ہنسی مین تھپڑ اُسے مارتے اور بہت کہتے کہ اے صاحب تو ڈھونڈھتا ہے تجھ سا ہوشیار و سینہ صاف کب خرافاتی ہوا اور جھوٹ ہوئے رعایت کرنا ایک دوسرا تھپڑ تھا ظاہری تھپڑ سے زیادہ سخت ہے ہر وصف اس کا تمسخر سے کیا کہ فلانی جا ایک درخت بڑا ہے اور فلانے جنگل مین ایک درخت سبز ہے بس بلند اور بڑی شاخین قاصد مستعد تلاش نے ہر کسی سے ہر قسم پر سنا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ برسوں الخ یعنی شعر برسوں سیاحی اُس نے کی اور بادشاہ اُسکو مال گران بھیجتا تھا جو سفر میں اُسکو رنج ہوا اور بس عاجز طلب ہوا کچھ مقصد سے اثر پیدا نہ ہوا اور نہ غرض سے بجز خبر کے پیدا ہوا اُس کی امید کی جو کٹ گئی اور اس کی کوشش جو بیکار ہو گئی ارادہ پھر بادشاہ کے پاس پہنچنے کا کیا آہ بھرتا اور روتا چلا آگے اس کے متعلق ہین فافہم ۱۲ –

کرد عزم بازگشتن پیش شاہ ۔ اشک می بارید و می برید راہ

عزم شہ کے پاس پھرنے کا کیا ۔ آہ بھرتا اشک برساتا چلا

شرح کردن شیخ سر آن درخت را با آن طالب مقلد

بود شیخی عالمی قطبی کریم ۔ اندران منزل کہ آیس شد ندیم
گفت من نومید پیش او روم ۔ ز آستان او براہ اندر شوم
تا دعاے او بود ہمراہ من ۔ چونکہ نومیدم من از دلخواہ من
رفت پیش شیخ با چشم پر آب ۔ اشک می بارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رأفت است ۔ ناامیدم وقت لطف این ساعت است
گفت واگو کز چہ نومیدیستت ۔ چیست مطلوب تو رو با کیستت
گفت شاہنشاہ کردم اختیار ۔ از براے جستن یک شاخسار
کہ درختے ہست نادر در جہات ۔ میوہ او مایہ آب حیات
سالہا جستم ندیدم زو نشان ۔ جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان
شیخ خندید و بگفتش اے سلیم ۔ این درخت علم باشد اے علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط ۔ آب حیوانی ز دریاے محیط
تو بصورت رفتۂ اے بیخبر ۔ زان ز شاخ معنیٔ بے بار و بر
تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ ۔ زان نمی یابی کہ معنی ہشتۂ
گہ درختش نام شد گاہ آفتاب ۔ گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب
آن یکے کش صد ہزار آثار خاست ۔ کمترین آثار او عمر بقاست
گرچہ فردست او اثر دارد ہزار ۔ آن یکے را نام باشد بیشمار

بیان کرنا شیخ کا اس درخت کے بھید کو سامنے اس طالب مقلد کے

شیخ اک[۱] عالم و قطب کریم ۔ پاس جس منزل ہوئے اسکے ندیم
بولا میں نومید اس سے جا ملوں ۔ اسکی چوکھٹ سے میں شاید راہ لوں
تا دعا اس کی رہے ہمراہ ہو ۔ گر نہ پایا میں نے اس مطلوب کو
شیخ کے آگے گیا روتا ہوا ۔ مثل ابر آنسو کو برساتا ہوا
بولا وقت اب شیخ یہی رحم کا ۔ میں ہوں نا امید لطف اب کر ذرا
بولا سچ کہہ کیوں تو نا امید ہے ۔ اور کس مطلوب کی خواہش ہے تجھے
بولا شہ نے مجھکو متعین کیا ۔ ڈھونڈھنے کو اک درخت نادرا
کہ درخت[۲] اک ہے عجیب اندر جہات ۔ اسکا میوہ مایۂ آب حیات
ڈھونڈھا برسوں اسکا نے پایا پتا ۔ طنز بستوں اور تمسخر کے سوا
شیخ نے ہنسکر کہا کہ اے سلیم ۔ یہ درخت علم ہے بس اے علیم
بس بلند اور بس عجیب اور بس بسیط ۔ آب حیوان بحر دریاے محیط
تو گیا صورت پے ہی اے بیخبر ۔ کہ نہ رکھے شاخ معنے سے ثمر
تو گیا صورت پے اور بس گم ہوا ۔ معنئے حق تو اس سے ہی جدا
گہ درخت[۳] اسکا ہے نام و گہ آفتاب ۔ گاہ دریا نام اور گہ ہی سحاب
ایک وہ آثار اس کے لاکھہا ۔ کمتر آثار اسکا ہے عمر بقا
گرچہ مفرد ہے اثر رکھے ہزار ۔ نام ہوتے ایک کے ہیں بیشمار

۱؎ شیخ اک تھا الخ یعنی ایک شخص تھا عالم اور قطب کریم جس منزل میں کہ اسکو یاس ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں نا امید اس سے جاکر ملوں اسکی دہلیز سے میں شاید راہ پاؤں تا کہ دعا اسکی میرے ہمراہ ہووے کہ میں نے اس مطلوب کو نہیں پایا شیخ کے آگے روتا ہوا گیا اور مثل ابر کے آنسو برساتا ہوا گیا کہا اے شیخ اب یہ وقت رحم کا ہے نا امید ہوں اب لطف کر کہا شیخ نے کہہ کہ تو کیوں نا امید ہے اور کس مطلوب کی خواہش رکھتا ہے کہا شاہ نے مجھکو متعین کیا ایک درخت نادر ڈھونڈھنے کیلیے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲؎ کہ درخت الخ یعنی کہ عجیب درخت ہے جہان میں اسکا میوہ مایۂ آب حیات ہے برسوں ڈھونڈھا اسکا پتا نہ پایا سواے تمسخر و طنز بستوں کے شیخ نے ہنسکر کہا کہ اے سلیم یہ درخت علم ہے اے علیم بس بلند اور بس عجیب اور بس بسیط اور آب حیوان ہے دریاے محیط سے یعنی وہ درخت علم معرفت ہے کہ ایک آبحیات ہے جو اس دریاے محیط ذات سے ہے تو گیا ہے صورت پر اے بیخبر کہ شاخ معنی سے ثمر نہیں رکھتا ہے تو گیا صورت پر اور گم ہوا اک معنی لے کر تو اس سے جدا ہے یعنی تو صورت درخت کی سمجھا ہے اور وہ معنی سے مراد ہے پس ثابت ہوا کہ علم کل شے کے معنی کا ہے کیونکہ اول آیات سے علم نے ظہور کیا ہے اور اسی سبب علم کا ظہور ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۳؎ گہ درخت الخ یعنی کبھی وہ درخت اس کا نام ہے اور کبھی آفتاب کبھی دریا اسکا نام ہے اور کبھی سحاب وہ ایک ہے اور آثار اسکے لاکھوں ہیں ادنی کمتر اسکا آثار عمر سرمدی ہے اگرچہ وہ ایک ہے مگر آثار اسکے ہزاروں ہیں کیونکہ ایک کے نام بہت ہوتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

آن یکی شخصی ترا باشد پدر　در حق شخص دگر باشد پسر
در حق دیگر بود قہر و عدو　در حق آن دیگری لطف و نکو
در حق دیگر بود عم و خال　در حق دیگر کسی وہم و خیال
صد ہزاران نام و آن یک آدمی　صاحب ہر وصفش از وصفی عمی
ہر کہ جوید نام اگر صاحب ثقہ است　ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ است
تو چہ بر چفسی برین نام درخت　تا بمانی تلخ کام و شور بخت
صورت ظاہر چہ جوئی ای جوان　رو معانی را طلب ای پہلوان
صورت و ہیئت بود چون قشر و پوست　معنی اندر وی چو مغز یار دوست
درگذر از نام و بنگر در صفات　تا صفاتت رہ نماید سوی ذات
گم شوی در ذات آسانی ز خود　چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد
اختلاف خلق از نام اوفتاد　چون بمعنی رفت آرام اوفتاد
اندرین معنی مثالی خوش شنو　تا نمانی تو اسامی را گرو

ایک ہی شخص ہو تیرا پدر　دوسرے کے حق میں وہ ہے ذریسر
ایک کے حق میں ہو قہر و عدو　دوسرے کے حق میں ہو لطف و نکو
ایک کے حق میں ہو ماموں اور چچا　دوسرے کے حق میں ہو وہم و جفا
سیکڑوں ہیں نام وہ اک آدمی　وصف سے اپنے نہ اسکو آگہی
جو کہ ڈھونڈھے نام گو ہو وے بھلا　مثل تیرے ناامید اور ہو جدا
کیسلیے ٹھہرا شجر کے نام پے　تلخ کام اور بد نصیب تو ہی
صورت ظاہر کو ڈھونڈھے کسلیے　جا طلب معنی کو کر تو جان سے
شکل و صورت مثل چھلکا اور پوست　معنی اسمین مثل مغز یار دوست
چھوڑ تو نام اور دیکھا کر صفات　تا صفاتیں تجکو دکھلا دیویں ذات
ذات میں تو گم ہووے آرام خود　دیکھے اک رنگ آنکھ تیری نیک و بد
اختلاف خلق ہے بس نام سے　جو کہ معنی کو گیا آرام سے ہے
اک مثال اس معنی کے اندر سنو　تا نہیں تم نام کے پابند ہو

بیان منازعت کردن چہار کس جہت انگور ہمدگر بعلت آنکہ زبان یکدگر را نمی دانستند

بیان تکرار کرنا چار آدمیونکا آپسمین واسطے انگور کے اسلیے کہ زبان ایک دوسرے کی نہین جانتے تھے

چار کس را داد مردی یک درم　ہر یکی از شہری افتادہ بہم
فارسی و ترک و رومی و عرب　جملہ باہم در نزاع و در غضب
فارسی گفتا ازین چون وارہیم　ہم بیا کاین را بانگوری دہیم

چار کس کو اک درم اک نے دیا　تھا ہر اک ہر شہر کا باہم ملا
فارسی ترکی و رومی و عرب　لڑتے تھے آپس میں اور تھے پر غضب
فارسی بولا اسے کیوں چھوڑیں ہم　آؤ کہ انگور اس کے لیویں ہم

۱ ایک ہی شعر ایک ہی شخص ہوتا ہے دوسرے کا وہ پسر ہوتا ہے دوسرے کے حق میں قہر و دشمن ہوتا ہے دوسرے کے حق میں ماموں چچا ہوتا ہے دوسرے کے حق میں وہم و جفا ہوتا ہے وہ ایک آدمی ہے اور سیکڑوں نام اسکے ہیں گر وہ وصف سے اپنے آگہی نہیں رکھتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ جو کہ ڈھونڈھتے ہیں شجر جو کوئی نام ڈھونڈھے اگر ثقہ ہو تیرے مانند ناامید اور جدا ہو تو شجر کے نام پر کیوں ٹھہرا تلخ کام و بدنصیب ہا صورت ظاہر کو کسلیے ڈھونڈھتا جا معنی کو طلب کر جان سے آگے حقائق میں شکل و صورت مانند چھلکے کے ہے اور معنی اس میں مانند مغز دوست کے ہے اسما کو چھوڑ اور صفات کو دیکھ کہ صفات تجکو ذات دکھلاوے یعنی مقام معرفت میں مشاہدہ صفات کا کرتے ہیں اور مقام عشق میں دیکھا کرتے ہیں پس ذات میں تو گم ہو اور آرام حاصل کر تا آنکھ تیری نیک و بد کو ایک رنگ دیکھے اختلاف خلق کا ہے نام سے اور معنی کو گیا آرام سے ہے اس معنی کے اندر ایک مثال ہے تا نام کے تم پابند نہ ہو یعنی جو ظاہر میں صورت پرست ہے اختلاف میں پڑا ہے اور جو معنی کو دیکھتا ہے وہ نیک و بد و خوب و زشت کو ایک جانتا ہے پس ظاہر میں ایک چیز کو کہ بسبب صورت کے جدا جانتے ہیں اور باہم لڑتے ہیں چنانچہ اس کی مثال میں قصہ چار آدمیوں کا انگور طلب کرنے کی تکرار کا آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ ۳ چار کس الخ یعنی چار آدمیوں کو ایک شخص نے ایک درم دیا کہ وہ ہر ایک شخص ہر ایک شہر کا باہم ملا تھا فارسی و ترکی و رومی و عرب تھے اور آپس میں تکرار کرتے تھے فارسی نے کہا اسکو ہم کیوں چھوڑیں آؤ کہ اس درم کا انگور لیویں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

آن عرب گفتا معاذ الله لا / من عنب خواهم نه انگور ای دغا
آن یکی کز ترک بد گفت ای گزو / من نمیخواهم عنب خواهم ازم
آنکه رومی بود گفت این قیل را / ترک کن خواهم من استافیل را
در تنازع مشت بر هم میزدند / که ز سر نامها غافل بدند
مشت بر هم میزدند از ابلهی / پر بدند از جهل و از دانش تهی
صاحب سری عزیزی صد زبان / گر بدی آنجا بدادی صلحشان
پس بگفتی او که من زین یک درم / آرزوی جملهتان را میدهم
چونکه بسپارید دل را بی دغل / این درمتان میکند چندین عمل
یک درمتان میشود چار المراد / چار دشمن میشود یک ز اتحاد
گفت هر یکتان دهد جنگ و فراق / گفت من آرم شما را اتفاق
پس شما خاموش باشید انصتوا / تا زبانتان من شوم در گفتگو
گو سخنتان می نماید یک نمط / در اثر مایه نزاع ست و سخط
در سخنتان در توافق موثقه است / در اثر مایه نزاع و تفرقه است
گرمی عاریتی ندهد اثر / گرمی خاصیتی دارد هنر
سرکه را گر گرم کردی ز آتش آن / چون خوری سردی فزاید بیگمان
زانکه آن گرمی او دهلیزیست / طبع اصلش سردیست و تیزیست
ور بود یخ بسته دوشاب ای پسر / چون خوری گرمی فزاید در جگر
پس ریای شیخ به ز اخلاص ما / کز بصیرت باشد آن وین از عمی

وہ عرب بولا معاذ اللہ لا / مین عنب چاہون نہ انگور اے دغا
بولا وہ ترکی کہ اے اہل عرب / چاہتا ہون مین ازم نہ یہ عنب
بولا رومی چھوڑ قال و قیل کو / چاہتا ہون مین تو استافیل کو
لڑتے آپس مین تھے گھونسے مار کر / بھید سے تو ان کے نامون کے تھے بیخبر
مارتے تھے گھونسے باہم وہ غبی / جہل سے پُر تھے اور دانش سے تہی
سو زبان کا رازدان کوئی عزیز / ہوتا وان تو صلح کر دیتا انھین
کہتا انکو اس درم سے مین ابھی / آرزو تم سب کی دیدون گا ابھی
رکھو خاطر جمع جو تم بے دغل / اک درم سے ہونگے یہ اتنے عمل
چار ہوتا ہی تمھارا اک درم / چار دشمن ایک ہون بیشی و کم
بولے ہر اک کا ہوا آپس مین فراق / بولا مین کردون تمھارا اتفاق
انصتوا کر چپ رہو تم ای جوان / گفتگو مین مین تمھارے ہمزبان
گو تمھارے ہین سخن اک طور پے / پر اثر مین اسکا اک تکرار ہے
گرچہ باتین سب تمھاری ایک ہین / پر اثر مین تفرقہ ازبس رکھین
عارضی گرمی نہین دیتی اثر / مادی گرمی ہی بس کرتی اثر
گرم کر کے آگ سے سرکہ اگر / کھلائے تو سردی کرے وہ طبع پر
کیونکہ وہ بس عارضی گرمی رکھے / بالطبع وہ تیزی اور سردی رکھے
عرق غورہ جمتا ہین گر مو لگا / کھلائے تو گرمی جگر مین ہو سوا
کہ ریائے شیخ اچھا میرے اخلاص سے / وہ بصیرت سے یہ اندھے پن سے ہی

۱ وہ عرب لڑتے جھگڑتے اور عرب نے کہا معاذ اللہ مین عنب چاہتا ہون نہ انگور نہین ترکی نے کہا کہ مین ازم چاہتا ہون عنب نہین رومی نے کہا کہ چھوڑ اس قیل و قال کو مین تو چاہتا ہون استافیل کو یعنی انگور وہ سب اور وہ قیل چاروں نام انگور کے ہین جو زبان مختلف کی حال سے لڑ گئے ہم زبانم ۲ لڑتے تم اسی طرح چاروں آپس مین گھونسے ... اپنے لوگون نام کے بھید سے وہ بیخبر تھے وہ جی گھونسے باہم مارتے تھے جہل سے پر تھے اور دانش سے تہی تھے کوئی عزیز سو زبان کا رازدان ہوتا تو انھین صلح دیتا اور کہتا کہ اس درم سے ... تم سب کی آرزو ... خاطر جمع رکھو اگر بے دغل ... یہ درم ... کرتا ہے ایک درم ... ہوتا ہے تمھارا اور چار دشمن ایک ہو جاوین گے زیادہ چاہو ... ہر ایک کا آپس مین فراق ... کہا کہ مین تمھارا اتفاق کردون انصتوا یعنی چپ رہو تم مین گفتگو مین تمھارا ہم زبان ہون گو تمھاری باتین ایک طور پر ہین لیکن اثر مین اسکو تکرار ہے اگرچہ سب باتین تمھاری ایک ہین لیکن اثر مین تفرقہ اور بس رکھتی ہین آگے اس کی مثال ہے فافہم ۳ عارضی گرمی اثر نہین ... مادی گرمی بس اثر کرتی ہے اگر سرکہ آگ سے گرم کرکے کھاوے تو وہ طبیعت پر سردی کرے کیونکہ وہ گرمی عارضی رکھتا ہے لیکن بالطبع وہ تیزی و سردی رکھتا ہے اگر عرق انگور سبز ... مین لگا کر کھائے تو گرمی جگر مین سوا ہو آگے اس کے حقائق ہین کہ شیخ کا اچھا ہے میرے اخلاص سے کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے یعنے کہ شیخ کا ہمارے اخلاص سے بہتر ہے کیونکہ شیخ کی باتون سے جمعیت ملتی ہے اور اہل حسد کا دم تفرقہ کرتا ہے آگے اس کی مثال ہے
فافہم ۱۲

از حدیث شیخ جمعیت رسد ۔ تفرقہ آرد دم اہل حسد
چون سلیمان کان سوے حضرت بتاخت ۔ کہ زبان جملہ مرغان را شناخت
در زمان عدلش آہو با پلنگ ۔ اُنس بگرفت و برون آمد ز جنگ
شد کبوتر ایمن از چنگال باز ۔ گوسفند از گرگ نا ورد احتراز
او میانجی شد میان دشمنان ۔ اتحادی شد میان پر زنان
تو چو مورے بہر دانہ میدوی ۔ ہان سلیمان جو چہ میباشی غوی
دانہ جو را دانہ اش دامے شود ۔ وان سلیمان جوی را ہر دو بود
مرغ جانہا را درین آخر زمان ۔ نیست شان از ہمدگر یکدم امان
ہم سلیمان ہست اندر دور ما ۔ کہ دہد صلح و نماند جور ما
قول ان من امۃ را یاد گیر ۔ تا بہ الا خلا فیہا نذیر
گفت خود خالی نبودست امتی ۔ از خلیفہ حق و صاحب ہمتی
مرغ جانہا را چنان یکدل کند ۔ کز صفاشان بیغش و بیغل کند
مشفقان گردند ہمچون والدہ ۔ مسلمون را گفت نفس واحدہ
نفس واحد از رسول حق شدند ۔ ورنہ ہر یک دشمن مطلق بدند
اتحاد خالی از شرک و دوئی ۔ باشد از توحید نے ماؤ توئی

شیخ کی باتوں سے جمعیت ملے ۔ تفرقہ اہل حسد سے ہم کرے
جون سلیمان جانب حضرت گیا ۔ وہ زبان مرغوں کی ہی بس جانتا
اُسکے عہد عدل مین آہو پلنگ ۔ اُنسیت رکھتے ہیں کرتے ہیں نہ جنگ
امن رکھتا ہے کبوتر باز سے ۔ بھیڑیے سے بھیڑ کو نے خوف ہے
ایلچی وہ دشمنوں مین ہو گیا ۔ اتحادی وہ پرندوں مین ہوا
مثل چیونٹی دوڑے دانہ کیلیے ۔ کیوں نہیں ہی تو سلیمان ڈھونڈھتا
دانہ جو کو دانہ اُس کا دام ہو ۔ اور سلیمان جو کو دونوں کام ہو
پس اس آخر زمان مین مرغ جان ۔ اپنے ہمجنسوں سے پاتے ہیں امان
ہیں سلیمان بھی ہمارے دور مین ۔ صلح دین اور ظلم کو نے وہ رہنے دین
قول آن من امۃ کو کر پذیر ۔ تا بہ الا خلا فیہا نذیر
بولے نے خالی ہوئی امت کوئی ۔ بے خلیفہ حق و صاحب ہمتی
مرغ جان کو اس طرح یکدل کرے ۔ کہ صفا انکی کو بے غش غل کرے
ہو گئے مشفق مثال والدہ ۔ مسلمون کو بولے نفس واحدہ
نفس واحد وہ پیمبر سے ہوئے ۔ ورنہ باہم دشمن جانی وہ تھے
اتحاد اب خالی شرک و دوئی سے ۔ ہوتا ہے توحید اور اک سوئی سے

برخاستن مخالفت و عداوت از میان انصار

دور ہونا مخالفت و عداوت کا انصاریوں میں سے

سلے چون سلیمان الخ شعر چون سلیمان جانب درگاہ حق گیا وہ زبان مرغوں کی جانتا ہے اُنکے عہد عدل مین آہو و پلنگ اُنسیت رکھتے ہیں اور نہیں لڑتے ہیں کبوتر امن رکھتا ہے باز سے اور بھیڑ نہیں ڈرتی ہے بھیڑیے سے وہ دشمنوں مین ایلچی ہو گئے تو مثل چونٹی کے دوڑتا ہے دانہ کے لیے اور سلیمان سے کیوں بنتی ہے اُس کو کیوں نہیں تو ڈھونڈھتا ہے دانہ جو کو اُس کا دانہ دام اور سلیمان جو کو دونوں کام حاصل ہیں پس اس آخر زمانہ مین مرغ جان اپنے ہمجنسوں سے امان نہیں پاتے ہیں یعنی اہل دنیا سے اپنے ہمجنسوں کو آرام نہیں ہے اور ہے تو اولیاء کرام سے ہے کہ وہ سلیمان وقت ہیں اور سب کو باہم موافق رکھتے ہیں چنانچہ آگے اس کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلے ہین سلیمان الخ شعر سلیمان بھی ہمارے زمانہ مین ہیں وہ صلح دین اور ظلم نہیں رہنے دیتے قبول کر تو قول ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کو یعنے نہیں کوئی ایک امت امتوں سے مگر آیا ہے اُس کو ڈرانے والا کہا کہ خالی نہیں ہوئی کوئی امت بغیر خلیفہ حق صاحب ہمت کے یعنے ہمارے وقت مین بھی اولیاء اللہ ہر ایک قوم مین ہیں جیسے ہر امت مین نبی اللہ ہوتے تھے مرغ جان کو اسی طرح یکدل کریں اور انکے آب صفا کو بے غل و غش کریں اور مثل والدہ کے مشفق ہو گئے اور مسلمانوں کو کہا نفس واحد ہے وہ پیغمبر سے نفس واحد ہوئے ورنہ باہم وہ دشمن جانی تھے اتحاد خالی شرک و دوئی سے ہوتا ہے بسبب توحید اور ایک سوئی کے یعنے جیسے نبی اللہ سے امت کے لوگ باہم متفق و موافق ہوئے تھے اسی طرح اب اولیاء کرام سے نفس واحد ہر ایک قوم کے لوگ ہوئے ہیں جیسے انصاری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باہم موافق ہوئے چنانچہ اُن کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہیں فافہم ۱۲ عہ نہیں کوئی ایک امت امتوں سے ۱۲ عہ مگر آیا ہے اسکو ڈرانے والا [illegible]

ببرکت وجود پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام

دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت / یک ز دیگر جان خون آشام داشت

کینہاے کہنہ شان از مصطفی / محو شد در نور اسلام صفا

اولا اخوان شدند آن دشمنان / ہمچو اعداد عنب در بوستان

وز دم المؤمنون اخوۃ بہ پند / در شکستند و تن واحد شدند

صورت انگورہا اخوان بود / چون فشردی شیرۂ واحد شود

غورہ و انگور ضد انند لیک / چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک

غورۂ کو سنگ بست و خام ماند / در ازل حق کافر اصلیش خواند

نی اخی نی نفس واحد باشد او / در شقاوت نحس ملحد باشد او

گر بگویم آنچہ او دارد نہان / فتنۂ افہام خیزد در جہان

چشم کو آن زد نہ بیند کور بہ / دود دوزخ از ارم مہجور بہ

غورہاے نیک کایشان قابل اند / از دم اہل دل آخر یکدل اند

سوے انگوری ہمی رانند تیز / تا دوئی برخیزد و کین و ستیز

پس در انگوری ہمی درند پوست / تا یکی گردند و وحدت وصف اوست

دوست دشمن گردد ایرا ہم دو است / ہیچ یک با خویش جنگی در نبست

آفرین بر عشق کل اوستاد / صد ہزاران ذرہ را داد اتحاد

ہمچو خاک مفترق در رہگذر / یک سبوشان کرد دست کوزہ گر

کہ اتحاد جسمہاے ماء و طین / ہست ناقص جان نمی ماند بدین

گر نظائر گویم اینجا در مثال / فہم را ترسم کہ آرد اختلال

ببرکت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے

قوم دو کا اوس و خزرج نام تھا / ایک تشنہ دوسرے کے خون کا

کینہ اُن کا نور میں اسلام کے / محو احمد سے ہوا تو جان سے

پس وہ دشمن پہلے اخوان ہو گئے / باغ میں جیسے کہ دانہ انگور کے

اور دم المؤمنین اخوۃ سے / بند توڑے اور تن واحد ہوئے

صورت انگور وہ اخوان تھے / جو نچوڑا شیرۂ واحد ہوئے

غورہ و انگور ضد باہم ہیں لیک / جو پکا غورہ ہوا وہ یار نیک

غورہ جو ٹھہرا اور کچا رہا / حق نے اسکو کافر اصلی کہا

نے اخی سے نفس واحد ہوئے وہ / اور شقی ازلی و ملحد ہوئے وہ

گر کہوں جو کچھ وہ رکھتا ہے نہان / فتنہ اک عالم میں پیدا ہو عیان

چشم نہ دیکھے منہ وہ آنکھ اندھی بھلی / دور جنت سے ہو دود دوزخی

غورہاے نیک قابل جو کہ ہیں / اہل دل کے دم سے وہ اک دل ہیں

دوڑیں تیز انگور ہونے کیلیے / تا دوئی اور کینہ سب جاتا ہے

پھاڑیں جلد انگور ہونے کے لیے / تا کہ اک ہوں وحدت صاف ہے

دوست ہو دشمن کہ جس میں ہو دوئی / کوئی اک کرتا ہی خود سے دشمنی

عشق پر ہو آفرین ہے استاد / سیکڑوں ذروں کو دے ہے اتحاد

مثل خاک راہ متفرق کو جو / کوزہ گر کرتا ہے اسکو ایک سبو

اتحاد نقص خاکی جسم سے / روح کے مانند کب ہرگز وہ ہے

گر نظیرین یا در مثالین میں کہوں / جائیں عقلیں لوگوں کی ڈرتا میں ہوں

سلہ دو قوم دو کا الخ یعنی دو قوم کا اوس اور خزرج نام تھا ایک تشنہ دوسرے کے خون کا تھا انکا کینہ نور اسلام میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محو ہوا پس وہ دشمن پہلے اخوان ہو گئے باغ میں مانند دانہ انگور کے یعنی جیسے دانہ انگور کے خوشہ میں باہم جمع ہوتے ہیں انما المؤمنون اخوۃ کے دم سے کیسے قیدیں توڑ دیں اور تن واحد ہوئے آگے اسکی مثال ہے وہ اخوان صورت انگور تھے جو نچوڑا شیرۂ واحد ہوئے یعنی وہ انصار پر تو نور محمدی سے مثل شیرۂ دانہ انگور کے نفس واحد ہو گئے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ غورہ و انگور الخ یعنی انگور اور غورہ باہم جدا ہیں ولیکن جو غورہ پکا وہ یار نیک ہوا اور جو غورہ ٹھہرا اور کچا رہا حق نے اُسکو کافر اصلی کہا یعنی جو غورہ کہ نور ایمان رکھتا تھا وہ مثل انگور کے پختہ ہو کر داخل صحابہ ہوا اور جو غورہ کہ نہ پہنچنے نور ایمان سے ٹھہر گیا وہ کافر اصلی ہے اُس کا پختہ ہونا محال ہے نے اخی سے نفس واحد وہ ہوتے بلکہ شقی ازلی و ملحد ہوتے آگے حقایق میں اگر بیان کچھ کروں وہ کلام پوشیدہ کھلتا ہے فتنہ ایک عالم میں پیدا ہوتے تھا۔ ہر چند منکر کا نہ دیکھے وہ آنکھ اندھی بہتر ہے دود دوزخ جنت سے دور بہتر غورہ نیک جو قابل ہیں اہل دل کے دم سے وہ ایک دل عین اور وہ دوڑیں تیز انگور ہونے کیلیے دوئی و کینہ سب جاتا ہے پھاڑ دیجے پوست انگور ہونے کیلیے تاکہ ایک ہوئی کہ وہ وحدت صفت ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲

سلہ دوست ہوا الخ یعنی وہ دشمن کہ جنین دوئی ہے دوست ہو کوئی ایک کرتا ہے خود سے دشمنی عشق پر آفرین ہو کہ استاد ہے اور سیکڑوں ذروں کو اتحاد دیتا ہے مثل خاک راہ متفرق کو کوزہ گر ایک کرتا ہے اتحاد جسم خاکی بسبب ناقص ہونے کے روح کے مانند ہرگز نہیں دکھائی دیتا ہے اگر نظیرین یا در مثالین میں کہوں فہموں کی اسیری ہونے میں ڈرتا ہوں یہ عشق عجب استاد ہے کہ جان متفرق کو اتحاد دیکر ایک کرتا ہے اور جسم کے ساتھ کب ایک کرتا ہے باقی حال آگے ہے ۱۲

هم سلیمان هست اکنون لیک ما / از نشاط دوربینی در عما
دوربینی کور دارد مرد را / همچو خفته در سرا کور از سرا
میکنیم از مشرق و مغرب گذر / وز رفیق همنشین بے خبر
مولعیم اندر سخنهاے دقیق / در گرهها باز کردن ما عشیق
تا گره بندیم و بگشائیم ما / در شکال و در جواب آئین فزا
همچو مرغے کو گشاید بند دام / گاه بندد تا شود در فن تمام
او بود محروم از صحرا و مرج / عمر او اندر گره کاریست خرج
خود زبون او نگردد هیچ دام / لیک پرش در شکست افتد مدام
با گره کم کوش تا بال و پرت / نگسلد یک یک ازین کر و فرت
صد هزاران مرغ پرهاشان شکست / وان کمینگاه عوارض را نبست
حال ایشان از نبی خوان ای حریص / نقبوا فیها ببین هل من محیص
از نزاع ترک و رومی و عرب / حل نشد اشکال انگور و عنب
تا سلیمان امین معنوی / در نیاید بر نخیزد این دوئی
جمله مرغان منازع باز وار / بشنوید این طبل باز شهریار
ز اختلاف خویش سوے اتحاد / هین ز هر جانب روان گردید شاد
حیث ما کنتم فولوا وجهکم / نحوه هذا الذی لم ینهکم
کور مرغانیم و بس ناساختیم / کان سلیمان را دمی نشناختیم

بھی سلیمان ہے مگر اندھا ہوا / میں خوشی سے دوربینی کے بھلا
دوربینی کرتی اندھا مرد کو / جیسے گھر میں ہونا اندھا گھر سے ہو
مشرق و مغرب سے کرتا ہے گزر / اور رفیق ہمنشین سے بے خبر
حرص ہے نکتوں کی کہتے ہیں مجھے / اور عقدے کھولنے کا عشق ہے
تا گرہ کو باندھیں ہم اور کھولیں ہم / ان سوالوں اور جوابوں میں تمام
پس مثال اس مرغ کے کہ توڑے دام / اور کبھی باندھے کہ ہو فن میں تمام
جنگل و صحرا سے وہ محروم ہو / عمر گزرے جو گرہ کو کھولے وہ
خود تھکے اس سے نہ ٹوٹے کوئی دام / لیک پر کے شکستہ ہوں تمام
مت گرہ میں ساعی ہو تا تیرے پر / نے شکستہ کر دے تیرا کر و فر
اپنے پر توڑے ہیں صدہا مرغ نے / عارضوں کی راہ نہ کی بند آپ سے
انکا حال آیت سے پڑھ تو اے حریص / نقبوا فیها ہے اور هل من محیص
بحث سے رومی عرب اور ترک کی / مشکل انگور و عنب کی نے گئی
تے سلیمان جب تلک معنی کا آئے / یہ دوئی باطن سے بس ہرگز نہ جائے
جملہ اے مرغان جنگی باز وار / تم سنو یہ طبل باز شہریار
اختلاف اپنے سے سوئے اتحاد / جاؤ تم از راہ جان ہو کے شاد
حیث ما کنتم فولوا وجهکم / نحوه هذا الذی لم ینهکم
مرغ اندھے ہم ہیں نالائق ہیں ہم / اس سلیمان کو نہ جانا ایک دم

سلہ ہم سلیمان الخ شعر ہم سلیمان ہے گر ہیں اندھا ہوا اور بینی کی خوشی سے دوربینی مرد کو اندھا کرتی ہے جیسے کوئی گھر میں سوتا ہے اور گھر سے اندھا ہے مشرق و مغرب کا ہوتا ہے اور رفیق ہمنشین سے بے خبر کے بیان کرنے میں مجھے حرص ہے اور عقدوں کے کھولنے میں عشق ہے تاکہ گرہ کو باہم باندھیں اور کھولیں ان سوالوں اور جوابوں میں آگے مثال ہے کہ مانند اس مرغ کے کہ دام کبھی توڑے اور کبھی باندھے کہ فن میں کامل ہو جنگل و صحرا سے محروم ہو عمر گزرے جو گرہ کھولے وہ خود تھکے اور کوئی دام اس سے نہ ٹوٹے لیکن اسکے پر شکستہ ہو رہیں باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ سلہ مت گرہ الخ شعر گرہ کھولنے میں سعی مت کر کہ تا تیرے پر شکستہ نہ کر دے تیرے مانند صدہا مرغ نے اپنے پر توڑے ہیں اور راہ عارضوں کی خود سے بند نہیں کی ترک اسطرح نقبوا حال آیت سے پڑھ ترجمہ نقب لگایا انھوں نے شہروں میں کیا ہو گئی انکو خلاصی بحث سے رومی عرب و ترک کے مشکل انگور و عنب کی نہیں گئی جب تک سلیمان معنی کا نہیں آئے یہ دوئی باطن سے ہے ہرگز نہیں جائے جیسے باریک بینی و نکتہ دانی علماے ظواہر کی ہوئی جب تک مرشد کامل نہیں ہے یہ ہرگز نہ جائے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جملہ الخ شعر اے جملہ مرغان جنگی باز کی مانند طبل بادشاہی کو تم سنو یعنی وہ راز اصلی سنو یعنی اختلاف سے طرف اتحاد کے تم جاؤ جان سے خوش ہو کر ترجمہ جس جاکہ ہو تم بس پھیر دو منہ اپنے کو طرف اللہ کے یہ وہ امر ہے جس سے تم کو نہی نہیں کی ہم مرغ اندھے ہیں اور نالائق ہیں کہ اس سلیمان کو ایکدم نہ جانا یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے نہیں پہچانا ہم دشمن بازوں کے مثل الو کے ہو گئے ہیں اسلیے ہم عاجز اور ویران میں اور جاہل ہیں قصد کرتے ہیں مردان خدا کو رنج دینے کے لیے اور مرغ خدا کے دشمن ہوئے سلیمان سے بغیر گناہ کے انکے بال و پر کب کئے یعنی جو شخص مرشد سے رنگین ہو اگر چہ ہے کہ تو باطن کب و رنج یا بلکہ وہ عاجز ہو کر دانہ ہوئے بے خبر خلاف کینہ کے دشمن ہوتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نقب کیا انھوں نے شہروں میں ۱۲ سلہ کیا ہوئی انکو عذاب سے خلاصی ۱۲ سلہ جس جگہ کہ تم ہو پس پھیر دو منہ اپنے کو ۱۲ سلہ جانب اللہ کے یہ وہ امر ہے جس سے تم کو نہی نہیں ہے ۱۲

همچو جغدان دشمن بازان شدیم / لاجرم وامانده ویران شدیم
مثل تو دشمن بازان ہین ہم / اسلیے ہم عاجز اور ویران ہین ہم

میکنیم از غایت جهل و عمی / قصد آزار عزیزان خدا
چاہتے ہین ہم نہایت جہل سے / رنج مردان خدا کے واسطے

جمع مرغان کز سلیمان روشن اند / پر و بال بے گنہ کے بر کنند
مرغ جو روشن سلیمان سے ہوے / بے گنہ کب بال و پر انکے نچے

بلکه سوے عاجزان چینه کشند / بے خلاف و کینه آن مرغان خوش اند
بلکہ دانہ عاجزون کو دیتے ہین / بے خلاف کینہ خوش رہتے ہین

هدهد ایشان پے تقدیس را / میگشاید راه صد بلقیس را
ہدہد انکا واسطے تقدیس کے / کھولتا ہے راہ سو بلقیس سے

زاغ ایشان گر بصورت زاغ بود / باز همت آمد و مازاغ بود
زاغ انکا گر بصورت زاغ تھا / باز ہمت کا تھا وہ مازاغ تھا

لکلک ایشان که لکلک میزند / آتش توحید در شک میزند
لکلک انکا جو کہ لکلک کرتا تھا / آگ سے توحید کے شک کھوتا تھا

وان کبوترشان ز بازان نشکهد / باز سر پیش کبوترشان نهد
نے کبوتر انکا ڈرتا باز سے / باز سر رکھتا ہے انکے سامنے

بلبل ایشان که حالت آرد او / در درون خویش گلشن دارد او
انکا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے / اپنے باطن مین وہ گلشن رکھتا ہے

طوطی ایشان ز قند آزاد بود / کز درون شان قند اوشان رو نمود
انکی طوطی قید سے آزاد تھی / قند پاتی اپنے باطن سے وہی

پاے طاؤسان ایشان در نظر / بهتر از طاؤس پران دگر
انکے طاؤسون کے پاؤن دید مین / اور طاؤسون سے لگتے خوب تھے

کبک ایشان خنده بر شاهین زند / در تعلق راه علیین زند
کبک انکی ہنستی ہے شاہین پر / اور تعلق مین ہے علیین پر

منطق الطیران خاقانی صداست / منطق الطیران سلیمانی کجاست
منطق الطیران خاقانی ہے حال / منطق الطیران سلیمانی ہے حال

تو چه دانی بانگ مرغان را همی / چون ندیدی مر سلیمان را دمی
بانگ مرغونکی نہین تو جانتا / وہ سلیمان جو نہین تجکو ملا

پر آن مرغی که بانگش مطرب است / از برون مشرق است و مغرب است
بانگ مطرب کی ہے جن مرغون کی / مشرق و مغرب سے باہر ہے شہرت

هر یک آهنگش ز کرسی تا ثری است / وز ثری تا عرش در کر و فری است
جست ہر کرسی سے انکی تا ثری / اور ثری سے عرش تک با عز و جاہ

مرغ کو بی این سلیمان میرود / عاشق ظلمت چو خفاشی بود
مرغ جو بے اس سلیمان کے اڑے / عاشق ظلمت وہ چمگادڑ سا ہے

با سلیمان خو کن ای خفاش رد / تا که در ظلمت نمانی تا ابد
اے ای چمگادڑ سلیمان کی تو خو لے / تا نہ ظلمت مین ہمیشہ رہے تو

یک گزی ره که بدان سو میروی / همچو گز قطب مساحت میشوی
ایک گز رہ گر تو اس جانب چلے / مثل گز قطب مساحت تو بنے

لہ ہدہد الخ یعنی انکا ہدہد واسطے تقدیس کے راہ سو بلقیس کی کھولتا ہے انکا زاغ اگرچہ ظاہر زاغ تھا باز ہمت کا تھا اور مازاغ تھا ان کا لکلک جو کہ لک لک کہلاتا تھا شک میں توحید کی آگ لگاتا تھا کبوتر ان کا باز سے نہین ڈرتا تھا ان کے سامنے باز سر رکھتا تھا انکا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے اپنے باطن مین وہ گلشن رکھتا ہے یعنی جو اولیاء اللہ تھا وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے وہ سب کو نفع پہونچائیگا انکا حال پیرایہ مرغان مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ انکی طوطی الخ یعنی انکی طوطی قید سے آزاد تھی قند پاتی خود ہی اپنے باطن سے دید مین انکے طاؤسون کے پاؤن دوسرے طاؤسون سے بہتر دکھائی دیتے تھے انکی کبک ہنستی ہے شاہین پر در تعلق مین رہتی ہے علیین پر منطق الطیر خاقانی صدا ہے اور منطق الطیر سلیمانی حال ہے تو بانگ مرغون کی نہین جانتا وہ سلیمان جو نہین تجکو ملا جن مرغون کے بانگ مطرب ہے وہ مشرق و مغرب سے باہر ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ست الخ وہ شعر ہر ایک جست انکی کرسی سے ثری تک اور ثری سے عرش تک با عز و جاہ ہے جو مرغ بغیر اس سلیمان کے اڑے عاشق ظلمت مثل چمگادڑ کے ہے اے چمگادڑ سلیمان کی تو خو لے تا نہ ظلمت مین ہمیشہ تو رہے ایک گز راہ اس طرف اگر تو چلے مثل گز قطب مساحت کے ہوئے تو اس طرف والا لنگر اٹھاتا ہے سب تولے لنگر سے چھٹتا ہے یعنی اولیاء اللہ کے کلام اور رہنما اہل قال کی باتین اور مین جو کوئی بغیر اولیاء اللہ کے راہ سلوک کی چلا مثل چمگادڑ کے ظلمت مین پڑا اور جو اولیاء اللہ کی طرف بولات گیا وہ ان مخمصون سے چھوٹا وہ دریائے معنی مین گیا جیسے بطک کے بچے مرغ کے نیچے نکلین مرغی کو چھوڑ کے دریا مین جائین چنانچہ قصہ مثل مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

وانکہ لنگ و لوک آنسو میجہے / از ہمہ لنگے و لوکے میرہی

لولا لنگڑا اس طرف جاتا ہی تو / لولے لنگڑے پن سے پس چھٹتا ہی تو

قصہ بط بچگان کہ مرغ خانگی می پرورد شان

تخم بطے گرچہ مرغ خانہ ات / کرد زیر پر چو دایہ تربیت
مادر تو بط آن دریا بدست / دایہ ات خاکی بد و خشکی پرست
میل دریا کہ ترا دل اندرست / آن طبیعت جانت را از مادرست
میل خشکی مر ترا زین دایہ است / دایہ را بگذار کو بدرایہ است
دایہ را بگذار بر خشک و بران / اندر آ در بحر معنی چون بطان
گر ترا دایہ بترساند ز آب / تو مترس و سوے دریا ران شتاب
تو بطے بر خشک و بر تر زندہ / نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ
تو ز کرمنا بنی آدم شہے / ہم بدریا ہم بخشکی پا نہی
کہ حملناہم علی البحر بجان / از حملناہم علی البر پیش ران
مر ملائک را سوی بر راہ نیست / جنس حیوان ہم ز بحر آگاہ نیست
تو بہ تن حیوان بجانے از ملک / تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک
تا بظاہر مثلکم باشد بشر / با دل یوحی الیہ دیدہ ور
قالب خاکی فتادہ بر زمین / روح او گردان بران چرخ برین
ما ہمہ مرغابیانیم اے غلام / بحر میداند زبان ما تمام
پس سلیمان بحر آمد ما چو طیر / در سلیمان تا ابد داریم سیر
با سلیمان پا بدریا نہ / تا چو داود آب سازد صد زرہ

قصہ بطے کے بچون کا کہ مرغ خانگی انکو پالتا تھا

بط کے بیضے مرغ خانہ نے رکھے / گرچہ زیر پر وہ چون دائی کے
بط ہی تیری ماں وہ بس دریا سے ہی / دائی خشکی سے تری اور خاک سے
دل کو خواہش جو تری دریا کی ہی / وہ طبیعت ماں سے جان کو تیری ہی
خواہش خشکی تجھے جو دائی ہی / چھوڑ دائی کو کہ وہ بد رائی ہی
چھوڑ دائی اور کر خشکی رہا / مثل بط دریائے معنی میں تو آ
گر ڈرائے آب سے دائی تجھے / سوے دریا جلد جا اور مت ڈرے
بط ہی تو زندہ ہی خشک و تر پہ تو / نے مثال مرغ خانہ خانہ جو
تو تو کرمنا بنی آدم سے ہی / پاؤں دریا اور خشکی میں رکھے
کہ حملنا ہم علی البحر بجان / ہو حملنا ہم علی البر سے روان
بس ملائک کو نہ بر میں راہ ہی / اور نہ حیوان بحر سے آگاہ ہی
تن سے تو حیوان ملک ہے جان سے / تا زمین پر بھی چلے بھی چرخ پے
ظاہرا تو مثلکم کے ہے بشر / دل سے ہی یوحی الی دیدہ ور
قالب خاکی زمین پر ہے پڑا / روح اسکی چرخ پر جلوہ نما
ہم ہیں سب مرغابیان بس اے جوان / بحر جانے ہی ہماری کل زبان
پس سلیمان بحر و مرغابی ہیں ہم / تا سلیمان میں کریں ہم سیر یم
با سلیمان پا رکھو اندر بحر کے / سو زرہ داود سے پانی کرے

سلہ بط کے انڈے الخ۔ شعر یعنی بط کے مرغ خانے رکھے اگرچہ زیر پر مانند دائی کے لیکن تیری ماں بط ہے دریا سے اور تیری دائی خشکی اور خاک سے ہے تیرے دل کو جو خواہش دریا کی ہے جان کو تیری ماں سے ملی ہے خواہش خشکی تجھے مانند دائی کے ہے پس تو دائی کو چھوڑ اور بط کے مانند دریائے معنی میں آ اگر دائی تجھے ڈرائے جلد اسکی طرف جا اور مت ڈر تو بط ہے اور خشک و تر پر تو زندہ ہے نہ مانند مرغ خانہ کے گھر ڈھونڈھتا ہے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ تو ز کرمنا الخ شعر تو کرمنا بنی آدم سے ہے یعنی بزرگی دی ہم نے اولاد آدم کو اور پاؤں دریا و خشکی میں کہا ہے ترجمہ اور اٹھایا ہم نے انکو دریا کے جانے اور اٹھایا ہم نے اور جنگل کے پس ملائک کی جنگل میں راہ نہیں ہے اور حیوان کو دریا سے آگہی نہیں ہے تو تن سے حیوان و جان سے فرشتہ ہے تاکہ زمین پر چلے اور آسمان پر بھی چلتا ہے تو ظاہر مثلکم بشر ہے اور دل سے یوحی الی ہے یعنی تن سے تو بشر ہے اور دل سے صاحب وحی ہے یعنی اصل حق ہے قالب خاکی زمین پر پڑا ہے اور روح اسکی آسمان پر جلوہ نما ہے ہم سب مرغابی ہیں دریا ہماری کل زبان جانتا ہے یعنی جان بچہ بط یا در تن دایہ مرغ خانگی اور روح بط مادر ہے پس دریا ہے تن جانتا ہے کہ بط جان دریائے معنی میں ہے یعنی روح کے ساتھ نہ چلے اور صحرا کے نیا میں رہے چونکہ تجھ میں بھی بشر سیر دریا و جنگل کا مادہ ہے پس تو بحر دریا کی سیر کیوں نہیں کرتا ہے آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ پس سلیمان الخ شعر پس سلیمان بحر اور ہم مرغابی ہیں تا سلیمان میں ہم سیر کریں سلیمان کے ساتھ بحر میں پاؤں رکھ تاکہ پانی سو زرہ داود سے کرے دکھلیان سب کے آگے حاضر ہیں لیکن سحر سے نظربندی غفلت کی ہے بسبب جہل و غفلت و فضول کے وہ ہمارے روبرو ہے اور ہم اس سے ملول ہیں یعنی ذات مقدس ہمارے روبرو ہے اور ہم اس سے غافل ہیں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

آن سلیمان پیش جملہ حاضرست	لیک غفلت چشم بند و ساحرست	وہ سلیمان حاضر آگے سب کے ہے	پہ نظربندی غفلت سحر ہے
تا ز جہل و خوابناکی و فضول	او بہ پیش ما و ما از وے ملول	باعث جہل اور غفلت اور فضول	وہ ہمارے آگے ہم اس سے ملول
تشنہ را درد سر آرد بانگ رعد	چون نداند کو کشاید ابر سعد	دردسر تشنہ کو دیوے بانگ رعد[1]	جو نہ جانے کہ وہ کھولے ابر سعد
چشم او ماندہ ست در جوے روان	بیخبر از ذوق آب آسمان	آنکھ اسکی قائم آب نہر پر	ذوق آب آسمان سے بیخبر
مرکب ہمت سوے اسباب راند	از مسبب لاجرم محجوب ماند	رکھتا ہے اسباب پہ ہمت کو جو	بس سبب سے رہے محجوب وہ
آنکہ بیند او مسبب را عیان	کے نہد دل بر سببہاے جہان	دیکھتے ہین جو مسبب کو عیان	انکو کب تسکین دے اسباب جہان
از مسبب یابد او در یک صباح	از نجات و از فلاح و از نجاح	ایک دم مین بس مسبب سے وہ لین	کر فلاحون اور نجاتون جو ہین
انچہ در صد سال مشتے حیلہ مند	دہ یکے زان گنج حاصل نامدند	سو برس مین جو کہ حیلہ ساز کو	اس خزانہ سے نہ حاصل ایک ہو

حیران شدن حاجیان در کرامات آن زاہد کہ در بادیہ بہ ریگ گرم نشستہ بود

حیران ہونا حاجیون کا کرامات مین اس زاہد کے کہ صحرا مین گرم ریت پر بیٹھا تھا

زاہدے بد در میان بادیہ	در عبادت غرق چون عبادیہ	زاہد[2] اک صحرا کے تھا اس درمیان	غرق عبادت مین تھا مثل عابدان
حاجیان آنجا رسیدند از بلاد	دیدہ شان بر زاہد خشک اوفتاد	حاجی آئے اور شہرون سے وہان	زاہد خشک ایک دیکھا کامران
جاے زاہد خشک بد او تر مزاج	از سموم بادیہ بودش علاج	جائے زاہد خشک تھی وہ تر مزاج	اور ہوائے گرم تھی اسکی علاج
حاجیان حیران شدند از وحدتش	وان سلامت در میان آفتش	حاجی حیران اسکی تنہائی سے تھے	کہ سلامت آفتون مین اسکو ہی
در نماز استادہ بد بر روے ریگ	ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ	وہ[3] نماز اندر کھڑا تھا ریت پے	ریت جلتی تھی جون آب دیگ کے
گفتیی سرمست در سبزہ گل ست	یا سوارہ بر براق و دلدل ست	تو کہے سرمست سبزہ گل کا ہے	یا براق اسوار اور دلدل کا ہے
یا کہ پایش بر حریر و حلہاست	یا سموم او را بہ از باد صباست	یا حریر و حلہ پر اسکا ہے پا	یا ہوا گرم اسکو ہے باد صبا
ایستادہ تازہ روے اندر نماز	با خضوع و با خشوع و با نیاز	وہ کھڑا تھا تازہ رو اندر نماز	با خضوع و با خشوع و با نیاز

[1] دردسر الخ یعنی تشنہ کو دردسر دیوے بانگ رعد کی جو کہ نہین جانتا ہے کہ وہ کھولے ابر سعد کیونکہ اس کی آنکھ قائم ہے آب نہر پر اور ذوق آب آسمانی سے بیخبر ہے جو کوئی اسباب پر نظر ہمت رکھتا ہے وہ سبب سے محجوب رہتا ہے لاجرم جو سبب کو عیان دیکھتے ہیں انکو کب تسکین اسباب جہان دیوے ایک دم مین وہ سبب لین فلاحون اور نجاتون سے جو کہ نہ سو برس مین حیلہ ساز کو اس خزانہ سے ایک ذرہ نہ حاصل ہو یعنی جو کہ سبب کو دیکھتے ہین وہ ایک دم مین راہ طریقت سے وہ فلاح و نجاح پاتے ہین کہ سبب دیکھنے والے راہ شریعت سے سو برس مین حاصل نہ کرین جیسے حاجیون نے ایک دم مین زاہد سے راہ پائی چنانچہ اس کا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] زاہد الخ یعنی ایک زاہد صحرا کے درمیان تھا مثل عابدون کے عبادت مین غرق تھا حاجی اور شہرون سے وہان آئے ایک زاہد خشک دیکھا بامراد جگہ کی خشک وہ تیز مزاج ہوا گرم اسکی علاج تھی حاجی اسکی تنہائی سے حیران تھے کہ آفتون مین اسکی سلامتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] وہ نماز الخ یعنی وہ نماز مین کھڑا تھا مانند آب دیگ کے تو کہے کہ وہ سرمست سبزہ گل کا ہے یا سوار براق و دلدل کا ہے یا حریر و حلہ پر اس کا پاؤن ہے یا ہوا گرم اس کو باد صبا ہے وہ تر و تازہ کھڑا تھا نماز مین خضوع و خشوع کے ساتھ دنیا سے دور اپنے راز کہتا تھا اور رب کی یاد مین کھڑا تھا گرد پھرا ربانیان کہ درویش نماز پڑھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

باحبیب خویشتن میگفت راز   مانده بر استاده با فکر دراز
پس بماندند آن جماعت با نیاز   تا شود درویش فارغ از نماز
چون ز استغراق باز آمد فقیر   زان جماعت زندهٔ روشن ضمیر
دید کابش میچکید از دست و رو   جامه اش تر بود از آثار وضو
پس بپرسیدش که آبت از کجاست   دست را برداشت کز سوی سما
گفت هرگاهے که خواهی میرسد   یگهے باشد اجابت گاه رد
مشکل ما حل کن اے سلطان دین   تا ببخشد حال تو ما را یقین
وانما سرے باز اسرار را   تا بریم از میان زنارها
چشم را بگشود سوے آسمان   که اجابت کن دعاے حاجیان
رزق جوئی را ز بالا خوگرم   تو ز بالا برگشودستے درم
اے نموده تو مکان از لامکان   فی السماء رزقکم کرده عیان
درمیان این مناجات ابر خوش   زود پیدا شد چو پیل آب کش
همچو آب از مشک باریدن گرفت   در گو و در غارها مسکن گرفت
ابر می بارید چون مشک اشکها   حاجیان جمله گشاده مشکها
یک عجائب در بیابان رو نمود   ابر چون مشکے دهن را بر گشود
یک جماعت زان عجائب کارها   می بریدند از میان زنارها
قوم دیگر را یقین در ازدیاد   زین عجب والله اعلم بالرشاد
قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام   ناقصان سرمدی تم الکلام

یار سے اپنے وہ کہتا راز تھا   اور رہے تا ایک فکر میں تھا وہ کھڑا
وہ گروہ ٹھہرا رہا بس بانیاز   تاکہ یہ درویش اب ہووے فارغ نماز
۱۵ جب وہ استغراق سے فارغ ہوا   اُس گروہ سے ایک نے جو اہل تھا
دیکھا اُسکا ہاتھ منہ بھیگا ہوا   اور جامہ تر وضو گویا کیا
پوچھا یہ پانی کہاں سے لایا تو   ہاتھ اُٹھا بتلایا اُسنے چرخ کو
بولا جب چاہتا ہوں پاتا ہوں تو   یا کبھی مقبول رد ہوتا ہے تو
مشکلیں حل کر ہماری شاہ دین   حال تیرا تاکہ ہو ہم کو یقین
ایک سر بتلا ہمیں اسرار سے ۱۶   تاکہ ہم فارغ ہوں بھی زنار سے
آسمان کی سمت دیکھا اور کہا   کر قبول اب حاجیوں کی تو دعا
رزق جوئی کا ہوں خوگر چرخ سے   چرخ سے در کھولا تو نے مجھپے ہے
لامکان تجھ نے مکان کو کھلا دیا   فی السماء رزقکم ظاہر کیا
اسی عالم میں تھا کہ ابر اک آگیا   مثل پیل آب کش کے چھا گیا
مشک کی صورت برسنے وہ لگا   درمیان غاروں کے بہنے وہ لگا
ابر مثل مشک برساتا تھا مشک   اور حاجی اس سے بھر آتے تھے مشک
اک عجائب بات جنگل میں ہوئی   ابر مثل مشک برسے تھا اخی
اک جماعت اس عجائب کار سے   پاک کرتی تھی کمر زنار سے
دوسری قوم اور یقین کرتی زیاد   ہے عجب واللہ اعلم بالرشاد
قوم ناقص دوسری تھی اور خام   نے قبول اُسکو کیا تم الکلام

سلہ ۱۵ جب وہ الخ یہ شعر جبکہ وہ استغراق سے فارغ ہوا اس گروہ میں سے ایک نے جو کہ اہل تھا دیکھا اُسکا منہ و ہاتھ بھیگا ہوا اور جامہ تر گویا وضو کیا پوچھا کہ یہ پانی تو کہاں سے لایا اُسنے ہاتھ سے بتلایا چرخ کو کہا کہ جب میں چاہتا ہوں پاتا ہوں یا کبھی قبول کبھی رد تو ہوتا ہے ہماری مشکلیں حل کر تاکہ تیرا حال ہمکو یقین دے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۱۶ ایک سر الخ یہ شعر ایک بھید کو بتلا بھید دلن سے تاکہ فارغ ہوں اس زنار سے اس نے آسمان کیطرف دیکھا اور کہا کہ حاجیوں کی دعا قبول کر میں خوگر رزق جوئی کا ہوں آسمان سے تو نے لامکان کو مجھے مکان کھلایا ترجمہ اور رزق تمھارا آسمانوں پر ہے مجھ پر ظاہر کیا وہ اسی عالم میں تھا کہ ابر آگیا اور مانند پیل آب کش کے چھا گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۱۷ مشک الخ یہ شعر مشک کے مانند وہ برسنے لگا درمیان غاروں کے پانی بھرنے لگا ابر مانند مشک کے اشک برساتا تھا اور حاجی اس سے مشک بھرتے تھے ایک نادر بات جنگل میں ہوئی کہ ابر مثل مشک کے برستا تھا ایک جماعت اس نادر کام سے توڑتی تھی رشتہ زنار کو دوسری قوم امد یقین زیادہ کرتی تھی عجب اللہ خوب جانتا ہے اور قوم ناقص دوسری تھی اور خام کہ اس کو قبول نہ کیا تمام ہوا کلام یعنی اس زاہد کی ظہور کرامت سے اُن حاجیوں میں سے بعضے ایمان لائے اور بعضوں کا یقین زیادہ ہوا اور بعضے ناقص نے انکار محض کیا یعنے اُس کرامت میں جس نے مسبب کو دیکھا فی الفور ایمان لایا جس نے سبب کو دیکھا وہ منکر رہا مشاہدہ کرنا جزو اعظم ہے واللہ اعلم بالصواب فہم من فہم ۱۲

تمام ہوا کلام بفضلہ و کرمہ